الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ الحدیث
انوارِ مناسک
① حج کے مسائل انتہائی نازک اور مشکل ترین ہیں ② بعض دفعہ تجربہ کار ماہر عالم کے لئے بھی غور طلب بن جاتے
ہیں ③ یہ حج کے موضوع پر ایسی جامع ترین کتاب ہے جو تیس مضامین کے ساتھ اکثر مسائل کو حاوی ہے
④ اس کتاب کا ہر مسئلہ مستند اور باحوالہ ہے ⑤ انشاء اللہ یہ کتاب علماء اور عوام و خواص سب کے لئے بے مثال
تحفہ اور معاون ثابت ہوگی ⑥ حرمین شریفین، اللہ کی تجلیات اور اسکے انوار کا مرکز ہے اسلئے اسکا نام "انوارِ مناسک" رکھا گیا
مفتی شبیر احمد قاسمی
مکتبہ یوسفیہ دیوبند

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ الحدیث

بخاری شریف ۱/۲۳۸ حدیث ۱۷۲۹، مسلم شریف ۱/۴۳۶

انوارِ مناسک

جلد ۱

① حج کے مسائل انتہائی نازک اور مشکل ترین ہیں ② بعض دفعہ تجربہ کار ماہر عالم کے لئے بھی غور طلب بن جاتے ہیں ③ یہ حج کے موضوع پر ایسی جامع ترین کتاب ہے جو تیس مضامین کے تحت اکثر مسائل کو حاوی ہے ④ اس کتاب کا ہر مسئلہ مستند اور باحوالہ ہے ⑤ انشاء اللہ یہ کتاب علماء اور عوام وخواص سب کے لئے بے مثال تحفہ اور معاون ثابت ہوگی ⑥ حرمین شریفین، اللہ کی تجلیات اور اس کے انوار کا مرکز ہے اس لئے اس کا نام "انوار مناسک" رکھا گیا۔

مؤلف

شبیر احمد قاسمی

خادم الافتاء والحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نام کتاب ——— انوارِ مناسک
مؤلف ——— حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی
کتابت ——— محمد یوسف قاسمی و محمد قاسم کاشی پوری
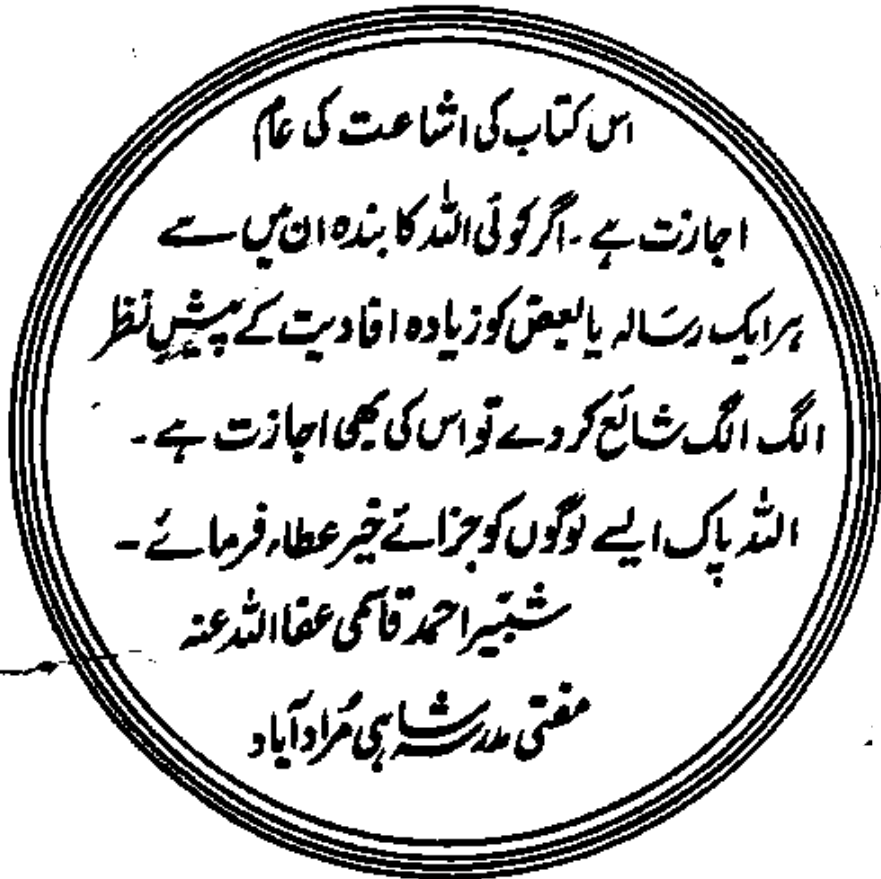
لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ
لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا
شَرِيْكَ لَكَ

انتساب

یہ نااہل اپنی اس علمی، تحقیقی، فقہی، نورانی کاوش کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پیغمبر انسانیت خاتم الانبیاء سید الکونین، رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے، جن کے چشمۂ فیوض سے باری تعالیٰ کے مرکزِ توجہ حرمین شریفین سے چاردانگ عالم میں تجلیاتِ الٰہی پھیلی ہیں۔ اور والدۂ ماجدہ جو العاصمۃ المقدسۃ مکۃ المکرمہ میں مقیم ہیں ان کی طرف منسوب کرنا، نیز یہ فقہی نورانی تحفہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کی آغوشِ تربیت کا ثمرہ اور مدرسہ شاہی مرادآباد کا مرہونِ منت ہے اسلئے ان کی طرف منسوب کرنا بھی اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے۔ فقط

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
مدرسہ شاہی مرادآباد

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

① حج اسلام کے چار ارکان میں سے ایک عظیم ترین رکن اور عشقیہ عبادت ہے۔

② یہ عبادت ایسی جگہ ادا کی جاتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی توجہات اور اس کی تجلیات اور انوار کا مرکز ہے۔

③ حدیث پاک میں آیا ہے کہ بیت اللہ شریف جس جگہ قائم ہے بعینہٖ اس کے اُوپر ساتویں آسمان میں بیت المعمور قائم ہے۔ اور پھر بیت المعمور کے بالکل اُوپر عرش الٰہی ہے۔ وہیں سے حق تعالیٰ شانہٗ کی توجہات اور اسکے انوارات وتجلّیات کا نزول سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے اس کی شعاعیں پوری دُنیا میں پھیلتی ہیں۔

④ اسلئے وہاں کی حاضری مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی سعادت ہے۔

⑤ یہ عاشقانہ عبادت اور وہاں کی حاضری صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جنہوں نے سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلانِ حج پر لبیک کہا ہو۔ اور جس نے جتنی بار لبیک کہا ہے اس کو اتنی مرتبہ حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہے گی۔

⑥ جس طرح وہاں حاضر ہو کر اس عبادت کی ادائگی باعثِ سعادت ہے اسی طرح اسکی ادائیگی میں شرائط وپابندیاں بھی بہت ہی زیادہ ہیں۔ ایسی ایسی معمولی غلطیوں پر جُرمانہ میں کفارہ اور دم واجب ہو جاتا ہے جنکا خود حجاج کرام کو احساس بھی نہیں ہوتا۔

⑦ اسلئے حج بیت اللہ عمر بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ ادا کرنا فرض ہے۔ ہاں البتہ اگر

کوئی اللہ کی رحمت و عنایت سے ہر سال یا چند سال میں بار بار حاضری کا شرف حاصل کرتا ہے تو وہ اسکی طرف سے نفلی عبادت اور اس کی خوش نصیبی ہے۔

(۸) اس عشقیہ عبادت کے موضوع پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھی گئیں، فائدہ سے کوئی بھی خالی نہیں۔ کوئی مسائل حج پر کوئی فضائل حج پر اور کوئی حج و عمرہ کی دعاؤں پر، سب میں قیمتی باتیں ہوتی ہیں۔ ہر ایک میں الگ الگ رنگ کی مفید باتیں ہیں۔

(۹) ۱۴۱۲ھ میں رمضان المبارک سے موسم حج تک محض رب کریم کے فضل سے حرمین شریفین میں قیام کا شرف حاصل ہوا۔ پھر ۱۴۱۳ھ میں مسلسل چار ماہ قیام کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس دوران بہت سے نئے اور مشکل مسائل سامنے آتے رہے۔ اور دوران سفر کچھ مسائل نوٹ بھی کر لیے گئے۔ چنانچہ ۱۴۱۵ھ میں حج کے اہم مسائل سے متعلق ۳۱۴ مسائل پر مشتمل ایک کتاب بنام ایضاح المناسک تیار ہوگئی، جو اس وقت مختلف مکتبوں سے شائع ہوگئی ہے۔ پھر عوام اور کم پڑھے لکھے لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر ایک کتاب بنام "حج و عمرہ کا آسان طریقہ" لکھی گئی۔ یہ بھی مختلف مکتبوں سے شائع ہوگئی ہے۔ پھر ایک کتابچہ "سفر حج میں غلطیوں کی اصلاح" کے نام سے تیار ہوا۔ جو ندائے شاہی حج و زیارت نمبر میں شامل ہوکر شائع ہوا ہے۔ اور ایک کتابچہ "حج و عمرہ کی مقبول و منقول دعاؤں" پر بھی تیار ہوا ہے۔

(۱۰) مگر ان سب کے باوجود چودہ سال سے محض اللہ کے فضل سے مسلسل حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ اور ہر سال حاضری کے دوران عجیب عجیب نوکھے اور نادر اور مشکل ترین مسائل پیش آتے رہے، جن کا حل عرق ریزی اور دسیوں کتابوں کی چھان بین کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور کبھی کبھی حضرت اقدس مولانا محمد حشیم صاحب مدظلہ مدیر مدرسہ صولتیہ کے حکم سے مدرسہ صولتیہ میں حجاج کرام کو مسائل بتانے کی جگہ بیٹھنے کا بھی اتفاق ہوتا رہا۔ اس سے مزید نئے مسائل سامنے آتے رہے۔ اور پیش آمدہ بعض مسائل کے حل کی تلاش میں کافی دقتیں پیش آئیں۔

(۱۱) اسلئے مناسک حج سے متعلق ایک ایسی کتاب تیار ہونی نہایت ضروری محسوس ہوئی

کہ جس سے نئے اور مشکل مسائل کا عمدہ اور بہترین حل موجود ہو۔ اور ہر مسئلہ مدلّل اور مبرہن اور باحوالہ ہو۔ اور مناسکِ حج کے زیادہ تر مسائل کو حاوی بھی ہو۔

(۱۲) اب اللہ کے فضل وکرم سے تیئس مضامین پر مشتمل مناسک حج کے موضوع پر یہ کتابی تحفہ حجاجِ کرام اور ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔ اگر مفید ثابت ہوا تو نہے نصیب ورنہ کتابوں کے انبار میں ایک اور سہی۔

(۱۳) اس کتاب کی چند خصوصیات یہ ہیں۔ ۱۔ تیئس مضامین میں سے ہر ایک بسم اللہ سے شروع ہوا۔ اور ہر مضمون کو اسی مضمون کے مناسب قرآنی آیت سے شروع کرنے کی کوشش کی گئی۔ ۲۔ ہر عنوان کے تحت مختلف سرخیوں سے ہر مسئلہ کو باحوالہ لکھا گیا۔ ۳۔ ہر مسئلہ سلیس زبان میں لکھ کر اس کی دلیل حاشیہ میں پیش کی گئی۔

(۱۴) سب سے پہلا عنوان فضائلِ حج پر ہے۔ اس میں حج کی تینوں قسموں اور عمرہ کے افعال کا نقشہ اور حج کے پانچ دن ایک نظر میں پیش کیے گئے۔ اسکے بعد حج کے موضوع پر چالیس حدیثیں پھر بیت اللہ کی تاریخی جھلکیاں پھر متبرک مقامات اور افعال کے ناموں پر ایک مضمون ہے۔ اسکے بعد حج کے طریقہ اور مسائل پر مضامین کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

(۱۵) فہرست میں اولاً تیئس مضامین کی اجمالی فہرست ہے۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ پہلے اس کو دیکھ لیں۔ اس کے بعد تفصیلی فہرست ہے۔

(۱۶) چند مسائل الگ الگ عنوانات کے ذیل میں ان کی مناسبت کی وجہ سے مکرر بھی ہوگئے ہیں۔ اور یہ تکرار مناسبت اور مزید وضاحت کی وجہ سے بالقصد کیا گیا ہے۔

(۱۷) چونکہ مناسک حج کی ادائیگی ایسی مقدس اور متبرک سرزمین میں ہوتی ہے جو حق تعالیٰ شانہ کے انوار اور تجلیات کا مرکز ہے اسلئے اس کتاب کا نام انوارِ مناسک رکھا گیا۔ اے اللہ اس کو شرفِ قبولیت اور اس نااہل کی نجات کا ذریعہ بنا۔

آمین

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ:

"انوارِ مناسک" جناب مولانا مفتی شبیر احمد صاحب زید مجدہٗ کی حج کے موضوع پر مفصل کتاب ہے۔ حج اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔ اور چونکہ عام طور پر اسکو ادا کرنیکا موقع زندگی میں ایکبار ملتا ہے، اور وہ بھی دیارِ پاک میں جہاں کے احوال سے یک گونہ ناواقفیت ہوتی ہے، نیز نقل وحمل کے آلات کی تیز رفتاری کی وجہ سے ایک مسائل میں نئی صورتیں پیش آگئی ہیں، اسلئے ضرورت ایک مدلل ومفصل کتاب کی تھی، جو امت کی راہنمائی کرے۔ ہمارے مفتی شبیر احمد صاحب ماشاء اللہ حج سے خاص شغف رکھتے ہیں، بار بار اللہ تعالیٰ نے ان کو حج کی سعادت سے بہرہ ور کیا ہے، اور مسائل پر بھی نظر رکھتے ہیں، اسلئے تمام نئی ضرورتیں انکے سامنے ہیں۔ اور انکا حل تلاش کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کتاب میں کوئی گوشہ تشنہ باقی نہیں چھوڑا۔ ہر مسئلہ مدلل ومفصل ارقام فرمایا ہے۔ میں نے یہ کتاب مکمل پڑھی ہے۔ اسکا ہر مسئلہ مستند ہے۔ نیز نئے مسائل میں اختلافِ رائے ممکن ہے، چنانچہ ان کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں، اور حجاجِ کرام کے لئے اس کو مشعلِ راہ اور مصنف زید مجدہٗ کے لئے ذخیرۂ دارین بنائیں۔ (آمین)

والسلام

کتبہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۲۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

تقریظ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً۔ حجاج کرام کی رہنمائی کے لئے اردو زبان میں مختصر اور مفصل متعدد کتابیں موجود ہیں۔ اور ان سے حجاج کرام استفادہ کرتے ہیں۔ مولانا مفتی شبیر احمد صاحب سلمہ اللہ نے بھی اس موضوع پر متعدد رسائل تحریر کیے جو شائع ہوکر مقبول ہو چکے ہیں۔

اب انہوں نے حجاج کرام کی ضروریات اور اپنے تجربات کی روشنی میں "انوارِ مناسک" کے نام سے ایک مفصل کتاب تحریر کی ہے، جو ماشاء اللہ موضوع کا احاطہ کرتی ہے۔ کہ انہوں نے موضوع کو بیش عنوانات پر تقسیم کیا۔ اور ہر عنوان کا حق ادا کرتے ہوئے اس سے متعلق فقہی مسائل بیان کیے۔ تیز یہ کہ عصرِ حاضر میں جن مسائل کا اضافہ ہوا، تحقیق کے بعد انکے شرعی احکام کو بیان کرنیکا بھی اہتمام کیا ہے۔

کتاب کے مندرجات پر طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوا کہ انشاء اللہ حجاج کرام کو اس اہم عبادت کے تمام مراحل میں اس کتاب سے اچھی روشنی ملے گی۔ اور وہ آسانی کے ساتھ اپنے فریضہ کو صحیح طور پر ادا کرسکیں گے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف محترم کی سعی مشکور کو دنیا و آخرت میں قبول عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ علمی خدمات کی توفیق ارزانی کرے۔
آمین

نعمت اللہ غفر لہٗ
خادم تدریس دار العلوم دیوبند
۱۷ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا ریاست علی صاحب اُستاذ حدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔
محترم جناب مولانا مفتی شبیر احمد صاحب زید مجدہم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سعادتوں سے نوازا ہے کہ ان کے قلم سے مسلسل دینی کتابیں تیار ہوتی رہتی ہیں۔
اس وقت موصوف کی تازہ تالیف ”انوار مناسک“ راقم الحروف کے سامنے ہے جسمیں حج کے مفصل موضوع کا تیس عنوانات قائم کرکے احاطہ کیا گیا ہے۔ پھر ہر عنوان کی دلنشیں تفصیلات دی گئی ہیں۔ اور اس سے متعلق پیش آنیوالے عام اور نادر مسائل فقہیہ آگئے ہیں۔ اور عصر حاضر میں جن مسائل کا اضافہ ہوا ہے تحقیق کے بعد انکا جواب بھی شامل ہے۔
مؤلف محترم کی زندگی افتاء کی خدمت میں گزری ہے۔ اور وہ اسکی نزاکتوں اور ذمہ داریوں سے واقف ہیں۔ اور وہ چونکہ عنفوانِ شباب سے آجتک مسلسل دیار پاک کی حاضری کی سعادتوں سے بہرہ ور رہے اور بعض اسفار میں کئی کئی ماہ قیام رہا ہے۔ اور وہاں مدرسہ صولتیہ اور دیگر مقامات پر مسائل کے بیان کی ذمہ داری کو پورا کرتے رہے ہیں۔ اسلئے یہ تازہ تالیف موصوف کے افتاء اور حج مبرور کے تجربات کا عطر ہے راقم الحروف کتاب سے استفادہ تو طباعت کے بعد کریگا۔ لیکن بندہ نے طباعت سے پہلے اسکے نصف سے زائد حصوں کی ورق گردانی اور سرسری مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ کتاب حجاج کرام کی تمام ضروریات میں انکی سب سے بہتر رہنمائی کرے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی مؤلف محترم کی دیگر تصانیف کی طرح قبول عام عطا کرے۔ اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔

ریاست علی غفرلہٗ
خادم تدریس دار العلوم دیوبند
۱۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

تأثر

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصورپوری اُستاذِ حدیث

مدرسہ شاہی مرادآباد۔ یوپی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَمَّا بَعْد!

حج کے مسائل بہت نازک ہیں۔ مسلسل تجربات اور گہرے مطالعہ اور جزئیات پر مطلع ہوئے بغیر حج کے مسائل قابو میں نہیں آسکتے۔ اسی وجہ سے ہر زمانہ میں بالغ نظر اور تجربہ کار علماء و مفتیانِ کرام نے حج کے موضوع پر مختصر اور تفصیلی کتابیں تالیف فرمائی ہیں جن سے خلقِ خدا مسلسل مستفیض ہو رہی ہے۔

ہمارے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب زید مجدہم مفتی و اُستاذِ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے بھی حج کے متعلق متعدد رسائل اور کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ جنمیں "ایضاح المناسک"، "حج و عمرہ کا آسان طریقہ" مشہور و معروف ہیں۔ نیز موصوف کی معروف کتاب "انوارِ رحمت" میں بھی مسائلِ حج کے بارے میں متعدد اہم مباحث شامل ہیں۔ اب موصوف نے کئی سال کے تجربات اور مبتلا بہ حجاج سے واقفیت حاصل کرکے موجودہ دور کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے۔ "انوارِ مناسک" کے نام سے نہایت جامع اور مفصل و مدلل کتاب مرتب فرمائی ہے

یہ کتاب بے شمار جزئیات اور اہم مباحث کو شامل ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ علماء اور مفتیان کے لئے بھی وہ مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور ہر مطالعہ کرنیوالا خود ہی اس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا لیگا۔ یقین ہے کہ یہ کتاب حجاج کرام کے لئے بہترین "رفیقِ سفر" بنے گی۔ اور اسکا نفع عام اور تام ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مؤلف کو جزائے خیر سے نوازیں۔ اور کتاب کو قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین

فقط والسلام

احقر محمد سلمان منصورپوری

۱۹/۶/۱۴۲۷ھ

کتاب کی اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

۴ بیت اللہ شریف کی تاریخی جھلکیاں

⑦ حج کس پر اور کب فرض؟

⑧ عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

⑪ حالتِ احرام میں عطر و خوشبو کی حرمت

⑫ مسائلِ میقات

(۱۳) حج کے ارکان و واجبات

(۱۶) عمرہ کے مسائل

(۲۲) مسائلِ منیٰ

(۲۳) مسائل قربانی

(۲۶) سفر حج میں غلطیوں کی اصلاح

(۲۷) حجاجِ کرام کی بدعنوانیاں

(۲۸) طوافِ وداع کے مسائل

① بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْنَا مَنَاسِكَ الْحَجِّ فِی الْعُمْرِ مَرَّۃً وَجَعَلَ عَلَیْنَا الْعُمْرَۃَ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ سُنَّۃً وَّتَطَوُّعًا وَاَنْزَلَ عَلٰی صَاحِبِ الْقَبْرِ الْاَعْظَمِ سُوْرَۃَ الْحَجِّ وَالْفُرْقَانَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

حج کے فضائل

حج اسلام کا اہم ترین فریضہ اور عشقیہ عبادت ہے۔ اس میں لاپرواہی کرنیوالوں پر بہت سی وعیدیں آئی ہیں۔ اور اسکا اہتمام کرنے والوں کے لئے بیشمار اجر و ثواب کا وعدہ ہے ۔۔ امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک حدیث شریف نقل فرمائی کہ جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک سواری پر چل کر حج کریگا اس کو سواری کے ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ اور جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کریگا اس کو ہر قدم پر سات سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔[1]

اور امام حاکم شہید نے مستدرک حاکم میں اور امام ابوبکر بیہقیؒ نے شعب الایمان میں سند صحیح کے ساتھ ایک حدیث شریف نقل فرمائی کہ جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کریگا اس کو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔ اور حرم مقدس کی ہر نیکی کے بدلہ میں ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔ اور ایک لاکھ کو سات سو میں ضرب دیا جائے تو سات کروڑ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کرنے سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی جائیں گی۔[2]

---

[1] المعجم الکبیر ۱۲/۵۹ حدیث ۱۲۵۲۲)

[2] عن عبد اللہ بن عباسؓ قال سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من حج من مکۃ ماشیًا حتی یرجع الی مکۃ کتب اللہ لہ بکل خطوۃ سبع مائۃ حسنۃ مثل حسنات الحرم قیل وما حسنات الحرم قال بکل حسنۃ مائۃ الف حسنۃ۔ الحدیث هذا حدیث صحیح الاسناد المستدرک جدید ۲/۴۴۸ حدیث ۱۶۹۲ شعب الایمان ۳/۴۳۱ حدیث ۳۹۸۱)

یہ حق تعالیٰ کے بیشمار انعامات واحسانات ہیں کہ ایک عبادت کے عوض میں ہزاروں لاکھوں، کروڑوں عبادتوں کی نیکیاں عطاء فرماتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر میت کی طرف سے حج بدل کیا جائے تو ایک حج کی وجہ سے تین آدمی جنتی بن جاتے ہیں۔

(۱) وہ میت جس کی طرف سے حج بدل کیا جائے۔ (۲) حج بدل کرنے والا۔

(۳) وہ وارث وغیرہ جو حج بدل کا پیسہ خرچ کرتا ہے۔ [1]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ ایک حاجی کو اپنے خاندان کے چار سو افراد کے لئے شفاعت کا اختیار دیا جائیگا۔ اور حدیث کے بعض الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سو گھرانے کے لئے شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔ اور گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو کر نکل جاتا ہے جیسا کہ نومولود بچہ پیدائش کے دن ہر گناہ سے پاک وصاف ہو کر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ [2]

حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث میں ہے کہ جب حاجی اپنے گھر سے نکلے اور اس پر تین دن گذر جائیں تو وہ نومولود بچہ کی طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سفر حج میں بقیہ جو ایام گذریں گے ان میں درجات بلند ہو جائیں گے۔ [3]

اور بخاری شریف میں ایک روایت مروی ہے کہ جو شخص اس طرح حج کرتا ہے کہ حج کے دوران اس نے اپنے آپ کو لڑائی جھگڑے اور فسق وفجور اور بدکلامی اور بدمزاجی سے دور رکھا ہو تو حج کر کے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر لوٹیگا جیسا کہ نومولود بچہ ماں کے پیٹ سے پیدائش کے وقت ہر گناہ سے پاک ہوتا ہے۔ [4]

---

[1] فضائل حج (۳۳)   [2] عن ابی موسیٰ رفعہ الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الحاج یشفع فی اربع مائۃ اھل بیت او قال من اھل بیتہ ویخرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ۔ الحدیث مجمع الزوائد ۳/۲۱۱ الترغیب والترھیب ۲/۱۰۲)

[3] عن ابی ذرؓ انہ قال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الحاج من اھلہ فسار ثلاثۃ ایام او ثلاث لیال خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ وکان سائر ایامہ درجات الحدیث۔ شعب الایمان ۳/۴۸۷ حدیث ۴۱۱۳ المسالک فی المناسک للکرمانی ۱/۲۳۹)

[4] عن ابی ھریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔ الحدیث بخاری شریف ۱/۲۰۶ حدیث ۱۴۴۹)

حضرات صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ اپنی غربت و عسرت اور تمام مشغولیات کے باوجود کثرت سے حج اور عمرہ کیا کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچپن مرتبہ حج فرمایا۔ لہٰذا جن بھائیوں کو اللہ پاک نے صحت و فراخی عطا فرائی ہے وہ حج فرض پر اکتفاء نہ کریں۔ بلکہ موقع بموقع حج کرنے کی کوشش کریں۔ اور کم از کم ہر چار پانچ سال میں ایک دفعہ تو کر ہی لیا کریں۔ اور بار بار حج کرنا اگرچہ فرض یا واجب نہیں، لیکن بے مثال اجر و ثواب کا باعث ہے۔ نیز بار بار حج کرنے سے تنگ دستی اور فقر و محتاجی سے حفاظت ہوتی ہے۔ ؎١

ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے صحت اور فراخی عطا کی پھر اس نے ہر پانچ سال میں میرے پاس حاضری نہیں دی تو وہ رحمت سے محروم ہے۔ ؎٢

اور ایک حدیث میں ہر چار سال کا ذکر بھی آیا ہے۔ اے اللہ ہم کو قبول فرما، اور بار بار اپنی بارگاہ کی حاضری اور اپنے پاک اور پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت نصیب فرما۔ آمین

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؛ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

؎١ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال ما امعر الحاج قط فقیل لجابر ما الامعار قال ما افتقر۔ الحدیث (شعب الایمان ۳/۴۸۳ حدیث ۴۱۲۳)

؎٢ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول ان عبداً صححت لہ جسمہ ووسعت علیہ فی المعیشۃ یمضی علیہ خمسۃ اعوام لا یفد الیّ لمحروم الحدیث (صحیح ابن حبان ۴/۳۰۳ حدیث ۳۷۰۳، شعب الایمان ۳/۴۸۲ حدیث ۴۱۳۲، مسند ابی یعلیٰ ۲/۳۴۴ حدیث ۱۰۲۷)

② افعالِ حج وعمرہ کا مفصّل نقشہ

حج کی تینوں قسموں اور عمرہ کے وہ تمام افعال جو فرض یا واجب ہیں، ان سب کو ایک نقشہ میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ حجاجِ کرام ایک نظر میں تمام افعال سے واقف ہوجائیں۔

حجِ اِفراد کے اَفعال

نمبر	فعل	حکم
۱	احرام	شرط
۲	طوافِ قدوم مع رمل	سنت
۳	سعی بین الصفا والمروہ	واجب
۴	وقوفِ عرفہ	رکن
۵	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۶	یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب
۷	سر منڈانا	واجب
۸	طوافِ زیارت	رکن
۹	گیارہویں بارہویں کی رمی جمار	واجب
۱۰	منیٰ میں رات گذارنا	سنت
۱۱	طوافِ وداع	واجب

حجِ قِران کے اَفعال

نمبر	فعل	حکم
۱	حج وعمرہ دونوں کا احرام	شرط
۲	طوافِ عمرہ	رکن
۳	طوافِ عمرہ میں رمل	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	طوافِ قدوم مع رمل	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	وقوفِ عرفہ	رکن
۸	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۹	یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب
۱۰	قربانی	واجب
۱۱	سر منڈانا	واجب
۱۲	جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی حلق میں ترتیب	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	گیارہویں بارہویں کی رمی جمار	واجب
۱۵	منیٰ میں رات گذارنا	سنت
۱۶	طوافِ وداع	واجب

حج تمتع کے افعال

۱	عمرہ کا احرام	شرط
۲	عمرہ کا طواف	رکن
۳	طواف عمرہ میں رمل	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	ارکان عمرہ کے بعد سر منڈانا	واجب
۶	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	وقوف عرفہ	رکن
۸	وقوف مزدلفہ	واجب
۹	یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب
۱۰	قربانی	واجب
۱۱	سر منڈانا	واجب
۱۲	جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی و حلق میں ترتیب	واجب
۱۳	طواف زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	گیارہویں و بارہویں کی رمی جمار	واجب
۱۶	منیٰ میں رات گذارنا	سنت
۱۷	طواف وداع	واجب

عمرہ کے افعال

۱	احرام	شرط
۲	طواف عمرہ	رکن
۳	سعی	واجب
۴	سر منڈانا	واجب
۵	طواف وداع	نہ واجب اور نہ سنت

حج کے پانچ دن ایک نظر میں

حج کا پہلا دن آٹھ ذی الحجہ حج کا پہلا دن ہے۔ اس دن کا کام یہ ہے کہ مکۃ المکرمہ سے فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لئے روانہ ہو جائیں اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کریں۔
مگر آجکل معلم کے لوگ حاجیوں کو ساتویں اور آٹھویں کی درمیانی شب میں ہی منیٰ لیجاتے ہیں، اور انہیں کے ساتھ منیٰ چلے جانا چاہئے ورنہ پریشانی پیش آسکتی ہے۔

حج کا دوسرا دِن حج کا دوسرا دن نویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن فجر کی نماز کے بعد جب سورج طلوع ہو جائے تو منیٰ سے عرفات کیلئے روانہ ہو جائیں۔ اور عرفات کے معمولات اس طرح ادا کریں جو ہم نے مسائل عرفات کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں
اور عرفات میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ ادا کرینگے۔
اور عرفات کے مناسک سے فارغ ہو کر سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے، اور مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ کے راستہ میں ادا نہیں کریں گے بلکہ دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں آکر عشاء کے وقت میں ایک ساتھ جمع کر کے ادا کریں گے۔
اور رات مزدلفہ میں گذارنا ہے۔

حج کا تیسرا دِن حج کا تیسرا دِن دسویں ذی الحجہؐ ہے۔ اس دن بہت سارے کام کرنے ہیں۔ اور اس دِن مناسکِ حج میں سے چار واجبات اور ایک فرض کل پانچ اُمور ادا کرنے ہیں۔
۱ مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے وقوف کرنا اور سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے منیٰ کے لئے روانہ ہو جانا۔
۲ منیٰ میں آکر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ہے۔ اور جمرۂ عقبہ کی رمی کا وقت

۳۔ دسویں ذی الحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد سے زوال تک افضل ہے۔ اور زوال کے بعد بلا کراہت جائز ہے۔ مگر سورج غروب ہونے کے بعد مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے۔ اور اگر شام تک بھیڑ کا سلسلہ جاری رہے تو غروب کے بعد بھی مکروہ نہیں ہے۔ گویا کہ دسویں کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ۲۴ گھنٹے جائز ہے۔

۳۔ اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرنا ہے۔

۴۔ اگر متمتع یا قارن نہیں ہے تو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد سر کے بال اُتارنا ہے۔ اور اگر قارن یا متمتع ہے تو قربانی کے بعد سر کے بال اُتارنا ہے۔

۵۔ حج کا اہم ترین رکن اور فرض طوافِ زیارت ہے۔ اگر دسویں ذی الحجہ کو وقت میں گنجائش ہو تو آج ہی طوافِ زیارت کرنا افضل اور بہتر ہے۔ اور اگر اس دن گنجائش نہ ہو تو گیارہویں یا بارہویں تاریخ تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ مگر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے طواف سے فارغ ہوجانا واجب ہے۔ اور دسویں ذی الحجہ گذرنے کے بعد دسویں ذی الحجہ گذار کر دو رات منیٰ میں آکر گذارنا مسنون ہے۔

حج کا چوتھا دن

حج کا چوتھا دن گیارہویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن کی ذمہ داری صرف ایک ہے۔ وہ یہ ہے کہ زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کی جائے۔ اور زوال سے پہلے اس دن جمرات کی رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ زوال کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کرلینا افضل ہے۔ اور سورج غروب ہونے کے بعد وقتِ مکروہ شروع ہوجاتا ہے۔ البتہ اگر بھیڑ کی وجہ سے دن میں رمی نہ کرسکے تو سورج غروب ہونے کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے تک رمی کرنا بلا کراہت جائز ہوجاتا ہے۔ اور اگر بلا عذر تاخیر کریگا تو مکروہ ہوجائیگا، مگر کوئی جرمانہ نہیں۔ اور اگر دوسرے دن کی صبح طلوع ہوجانے تک رمی نہیں کی ہے تو پھر دم واجب ہوجائیگا۔ زوال کے بعد اس کی قضاء کرنا بھی لازم ہوگا۔ گویا کہ گیارہویں کی رمی کا وقت زوال سے لیکر بارہویں کی صبح صادق تک تقریباً

سولہ سترہ گھنٹے ہیں۔ اور اس دن کی رات منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔

حج کا پانچواں دن

حج کا پانچواں دن بارہویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن بھی زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی اسی طرح کرنا ہے جس طریقہ سے گیارہویں تاریخ کو کیا تھا۔ لیکن اگر بارہویں کو مکہ مکرمہ کے لئے کوچ کرنیکا ارادہ ہے تو افضل اور بہتر یہی ہے کہ سورج غروب ہونے سے قبل رمی کرکے منیٰ سے نکل جائے۔ اور اگر دن میں بھیڑ کی وجہ سے رمی نہ کرسکے تو رات میں بھی رمی کرکے منیٰ سے روانہ ہوجانا بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر بھیڑ وغیرہ کی کوئی پریشانی نہ ہو پھر بھی دن میں محض لاپرواہی سے رمی نہیں کی، اور بلا عذر رات تک تاخیر کرکے رمی کی ہے اور پھر رات ہی میں منیٰ سے روانہ ہوجاتا ہے تو مکروہ ہے، مگر کوئی کفارہ نہیں۔ اور عذر اور بھیڑ کی وجہ سے تیرہویں کی صبح صادق سے پہلے پہلے رمی کرکے مکہ مکرمہ کے لئے کوچ کرنا بلا کراہت جائز ہے گویا بارہویں کی رمی کا وقت زوال سے لیکر تیرہویں کی صبح صادق تک تقریباً سولہ سترہ گھنٹے ہیں۔

اور اگر تیرہویں کی صبح صادق ہوجانے تک منیٰ میں قیام رہے تو پھر تیرہویں کی رمی بھی لازم ہوجائے گی۔ اور تیرہویں کی رمی بھی راجح قول کے مطابق زوال کے بعد کرنا لازم ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک زوال سے قبل کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ تفصیل رمی کی بحث میں دیکھ لیں۔

اور تیرہویں کے غروب کے بعد رمی کا وقت کلی طور پر ختم ہوجاتا ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ❊ عَلَىٰ حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ۝

---

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے موضوع پر چالیس حدیثیں

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(سورہ بقرہ آیت ۱۲۸ تا ۱۲۹)

اور ہم کو بتلادیجئے حج کرنیکے ضابطے اور طریقے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو انہیں انہیں میں سے ایک ایسا رسول بھیجدے جو انکو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور انکو کتاب اور علم و ہنر اور حکمت کی باتیں سکھلاتے، اور انکو کفر کی گندگیوں سے پاک کرے۔ بیشک تو ہی بہت زیادہ زبردست بڑی حکمت والا ہے۔

حج وعمرہ جیسی عشقیہ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ومحبت والی عبادت سے متعلق چالیس حدیثیں بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ نقل کردیتے ہیں۔ ہر ایک حدیث حج وعمرہ کے کسی نہ کسی فضائل یا مسائل کی ترجمان کی حیثیت سے الگ الگ عنوان کے تحت درج ہے۔ امید ہے کہ ان حدیثوں سے اللہ کے مخلص اور مقبول بندوں کو فائدہ پہونچیگا۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کیسے پڑھتے تھے؟

حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام جن الفاظ سے تلبیہ پڑھتے تھے وہ حدیث پاک میں ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ۔[1] الحدیث

(ترمذی ۱/۱۶۹، بخاری شریف ۱/۲۱۰ حدیث ۱۵۲۵، نسائی شریف ۲/۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے الفاظ اس طرح ہیں:

میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں، تیرا کوئی ہمسر نہیں میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ بیشک ہر تعریف اور ہر قسم کی نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لئے ہے، اور تیرا کوئی ہمسر نہیں۔

نوٹ: بخاری شریف میں وَالْمُلْکَ کے بعد بھی لفظ لَکَ کا اضافہ ہے۔

(۲) حج میں تاخیر اور کوتاہی پر سخت وعید

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ الحدیث

(ترمذی ۱/۱۶۷، شعب الایمان ۳/۴۳۰ حدیث ۳۹۷۹)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

---

[1] عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم من جمع الی منیٰ فلم یزل یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۱۸۵)

فرمایا کہ جو شخص ایسے توشۂ سفر اور سواری کا مالک ہو جس سے بیت اللہ تک بآسانی پہنچکر واپس آسکتا ہو تب بھی وہ حج نہیں کرتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ یہودیت کی موت مرے یا نصرانی ہوکر مرے (یعنی تارک حج گویا یہودی یا نصرانی ہوجاتا ہے، وہ ملتِ اسلامیہ سے آزاد ہے، اور یہودیت کی موت مرنے یا نصرانیت کی موت مرنے کا سخت خطرہ ہے) اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا کہ اللہ کے لیۓ لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے۔ جو شخص اس تک رسائی کے لیۓ امن کے ساتھ زادراہ اور سواری پر قادر ہو۔

(۳) افضل ترین حج کونسا حج ہوتا ہے

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ قَالَ اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۱۷۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُوال کیا گیا کہ حج کی مختلف قسموں میں سے کونسا حج زیادہ افضل اور فضیلت والا ہے؟ تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ حج زیادہ فضیلت والا ہے جس میں بلند آواز کے ساتھ کثرت سے تلبیہ ہو۔ اور جس حج میں قربانی کا خون خوب بہتا ہو۔

اَلْعَجُّ کے معنی بلند آواز سے کثرت سے تلبیہ پڑھنے کے ہیں۔ اَلثَّجُّ کے معنی قربانی میں جانور کا خون بہانے کے ہیں۔ اور وہ بدنہ کی قربانی کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

(ترمذی ۱/۱۷۱)

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حج قران اور حج تمتع میں قربانی ہوتی ہے۔ اور حج افراد میں قربانی نہیں ہوتی۔ اسلئے افراد کے مقابلہ میں

قران اور تمتع زیادہ افضل ہوں گے۔

④ حج وعمرہ سے انسان گناہوں سے کس طرح پاک ہوتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۱۶۷، نسائی ۲/۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ پے در پے کرتے رہو، یعنی جب حج کرو تو ساتھ میں عمرہ بھی کرلیا کرو۔ (حج قران وحج تمتع کیا کرو) اسلئے کہ حج وعمرہ دونوں گناہوں اور محتاجگی وفقیری کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرکے صاف کردیتی ہے۔ اور حج مبرور (حج مقبول جو معصیت سے پاک ہوتا ہے) کا ثواب اور بدلہ جنت کا اعلیٰ مقام ہی ہے۔

⑤ حج مقبول سب سے افضل ترین عمل ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ الحدیث۔

(بخاری شریف ۱/۲۰۶ حدیث ۱۴۹۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے بہتر اور افضل ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اور

اسکے رسول پر ایمان لانا سب سے افضل ترین عمل ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ پھر اسکے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلنا سب سے افضل اور بہترین عمل ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ پھر اسکے بعد کونسا عمل افضل ترین ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا حج سب سے افضل ترین عمل ہے جو ہر برائی سے پاک اور مقبول ہو۔

(۶) عورتوں کیلئے حج مقبول جہاد سے بھی افضل

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَا لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔

الحدیث (بخاری شریف ۱/۲۰۶ حدیث ۱۴۹۸)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال فرمایا کہ یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے افضل ترین عمل اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے جانا ہے، تو کیا ہم بھی جہاد کے لئے جائیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو جہاد کے لئے نہیں جانا، مگر تمہارا افضل ترین جہاد حج مقبول ہے، جس میں کسی برائی کا ارتکاب نہ ہو۔

(۷) گناہوں سے پاک کرنیوالا حج کیسا ہوتا ہے؟

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ الحدیث

(بخاری شریف ۱/۲۰۶ حدیث ۱۴۹۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص رضاء الٰہی کے لئے حج کرتا ہو پھر اس میں فحش اور برائی کی بات نہ کرتا ہو، اور کسی قسم کی معصیت اور گناہ میں مبتلا نہ ہو تو وہ حج کے بعد اپنے گھر گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس لوٹیگا جس طرح پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک دنیا میں آیا تھا۔

⑧ حج اور عمرہ کرنے والے کی دعار ضرور قبول ہوتی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ۔ الحدیث (ابن ماجۃ شریف ۱/۲۰۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قافلے اور اسکے قاصد ہیں۔ اگر حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے اللہ سے دعار کرتے ہیں تو اللہ پاک ان کی دعار قبول فرماتے ہیں۔ اور اگر گناہوں سے استغفار کرتے ہیں تو ان کی مغفرت فرماتے ہیں۔

⑨ حاجیوں سے دعار کی گذارش کرنا مسنون

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَهٗ، الحدیث

(مسند امام احمد بن حنبل ۲/۶۹ حدیث ۵۳۷۱ — ۶۱۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اور اس سے مُصافحہ کرو، اور حاجی صاحب کے اپنے گھر میں داخل ہو کر گھریلو مصروفیات میں مشغول ہوجانے سے قبل اس سے دُعاء اور استغفار کیلئے گذارش کرو، اسلئے کہ حاجی صاحب کی دُعا قبول ہوتی ہے۔

⑩ اللہ کے رسُول نے بھی حاجی سے دُعاء کیلئے فرمائش کی ہے

عَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ اِسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَۃِ فَاَذِنَ لَہٗ وَقَالَ یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسِنَا۔ الحدیث (ابن ماجۃ شریف ص۲۰۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو جانے کی اجازت مانگی، آپؐ نے ان کو عمرہ کو جانے کی اجازت مرحمت فرمائی، اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اے میرے بھائی اپنی مخصوص دُعاؤں میں ہم کو بھی شریک کرنا اور ہمکو اپنی دُعاؤں میں نہ بھولنا۔

⑪ مالِ حرام سے حج یا عمرہ کا وبال

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ حَاجًّا بِنَفَقَۃٍ طَیِّبَۃٍ وَوَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ فَنَادٰی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ نَادَاہُ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ زَادُکَ حَلَالٌ وَّرَاحِلَتُکَ حَلَالٌ وَحَجُّکَ مَبْرُوْرٌ غَیْرُ مَاْزُوْرٍ وَاِذَا خَرَجَ بِالنَّفَقَۃِ الْخَبِیْثَۃِ فَوَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ فَنَادٰی لَبَّیْکَ نَادَاہُ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ زَادُکَ حَرَامٌ وَ

نَفَقَتُكَ حَرَامٌ وَحَجُّكَ غَيْرُ مَبْرُوْرٍ۔ الحدیث

(المعجم الاوسط ۲/۶۶ حدیث ۵۲۲۸، الترغیب والترھیب للمنذری ۲/۱۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی پاک مال کے ساتھ سفر حج کیلئے گھر سے نکل کر روانہ ہوتا ہے، اور اپنی سواری کی رکاب پر پیر رکھ کر لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کے الفاظ سے تلبیہ پڑھتا ہوا پکارتا ہے تو آسمانوں سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ تیرے لئے حاضری اور سعادت ہے۔ تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول اور مبرور ہے۔ جس میں کوئی گناہ اور معصیت نہیں ہے۔ اور جب حرام مال سے حج کے لئے نکلتا ہے پھر سواری کی رکاب پر پیر رکھ کر لَبَّيْكَ کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ تیرے لئے نہ حاضری ہے نہ ہی سعادت ہے۔ تیرا توشہ حرام، تیرا نفقہ اور مال حرام، اور تیرا حج گناہ اور معصیت میں ملوث ہے۔ جو کبھی قبول نہیں ہو سکتا۔

(۱۲) سفر حج میں خرچ کرنے کی فضیلت

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ الحدیث[1]

(مسند امام احمد بن حنبل ۵/۳۵۵ حدیث ۲۳۳۸۸)

---

[1] عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحجاج والعمار وفد الله عز وجل يعطيهم ما سألوا ويستجيب لهم ما دعوا ويخلف عليهم ما انفقوا الدرهم الف الف۔ الحديث شعب الايمان ۳/۴۷۴ حديث ۴۱۰۵)
عن بريدة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال النفقة في الحج مثل النفقة في سبيل الله الدرهم بسبعمائة۔ الحديث المعجم الاوسط ۴/۸۷ حديث ۵۲۷۴)

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّد الکونین علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ سفرِ حج میں خرچ کرنا اتنے بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے کہ جتنا جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنیکا ہوتا ہے کہ ایک روپیہ خرچ کرنیکا اجر سات سَو روپے خرچ کرنے کے برابر ملتا ہے۔

فائدہ بعض روایات میں ایک روپیہ خرچ کرنے سے ایک لاکھ روپے خرچ کرنے کے برابر اجر و ثواب کی فضیلت آئی ہے، جو حاشیہ میں درج ہے۔ لہٰذا فضول خرچی سے بچکر فراخدلی سے سفرِ حج میں خرچ کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ ضروری اور اہم خرچ سے بھی گریز کرتے ہیں، اور وطن لانے کیلئے غیر ضروری اشیاء خوب خریدتے ہیں۔ حالانکہ حرمین شریفین کے قیام کے زمانہ میں کھانے پینے میں خرچ کرنے میں اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ کی آمد و رفت وغیرہ میں فراخدلی سے ایک ایک ریال خرچ کرنے کے بدلہ میں ایک ایک لاکھ ریال اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنے کے برابر اجر و ثواب کا باعث ہے۔ دونوں ہاتھ گھی میں ہیں، خوب کھایا پیا، پھر آخرت کے لئے خود بخود بے شمار جمع بھی ہو گئے۔

ہر پانچ سال میں بیت اللہ کی عدمِ حاضری ہر سرمایہ دار کے لئے محرومی کا سبب (۱۳)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَہٗ جِسْمَہٗ وَوَسَّعْتُ عَلَیْہِ فِی الْمَعِیْشَۃِ تَمْضِیْ عَلَیْہِ خَمْسَۃُ اَعْوَامٍ لَایَفِدُ اِلَیَّ لَمَحْرُوْمٌ۔ الحدیث

(صحیح ابن حبان ۴/۲۰۳ حدیث ۳۷۰۵ مسند ابی یعلی الموصلی ۱/۳۴۴ حدیث ۱۰۲۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: بیشک میں نے اپنے جس بندہ کے بدن میں صحت اور تندرستی عطا کی، اور معیشت اور سرمایہ میں اس کیلئے وسعت اور فراخی عطا کی پھر اس پر پانچ ایسے سال گذر جائیں جن میں اس نے ایک بار بھی میرے گھر کی حاضری نہ دی ہو تو یقیناً وہ میری رحمت سے محروم رہیگا۔

فائدہ مذکورہ حدیث شریف حدیث قدسی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا براہِ راست ارشاد اُسکے حبیب علیہ السلام کے الفاظ میں پیش ہوا ہے۔

ہر اُس سرمایہ دار کے لئے بڑی خوش نصیبی ہے جو ہر سال حج یا عمرہ کے لیے بیت اللہ شریف کی حاضری دیتا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ اس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اعلان پر اتنی ہی مرتبہ لبیک کہا ہے جتنی بار حاضری دیگا۔

(۱۴) ہر سال حج کو جانے کی سعادت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر سال حج کو جاتی تھیں، اسلئے کہ حج مقبول جہاد فی سبیل اللہ کے برابر حیثیت رکھتا ہے۔ اور جس کو ہر سال حج نصیب ہو جائے اس کی بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلان پر بار بار لبیک کہا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لَكُنَّ اَحْسَنُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ اَلْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا اَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ اِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ الحديث (بخاری شریف ۱/۲۵۰ حدیث ۱۸۲۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۳۲۷ حدیث ۸۷۰۲)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہؐ کیا ہم عورتیں آپ لوگوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوکر جہاد نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے سب سے اچھا اور خوبصورت جہاد حج بیت اللہ ہے۔ اور حج بھی ایسا ہو جو ہر معصیت سے پاک ہوکر مقبول اور مبرور ہو۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ فرماتے ہوئے سُنا اس وقت سے میں نے کسی سال بھی کوئی حج نہیں چھوڑا۔ (ہر سال حج کرتی رہیں)

(۱۵) سفرِ حج میں موت سے قیامت تک ثواب لکھا جاتا رہیگا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْحَاجِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْمُعْتَمِرِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْغَازِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ الحدیث

(مسند ابی یعلی الموصلی ۵/۴۴۱ حدیث ۶۳۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص سفرِ حج میں نکل کر مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھتے رہیں گے۔ اور جو شخص عمرہ کے سفر میں وفات پاجائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت تک عمرہ کا ثواب لکھتے رہیں گے۔ اور جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کیلئے نکلے اور اس میں اس کی موت واقع ہوجائے تو اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب لکھتے رہیں گے۔

(۱۶) پچاس طواف جس نے کئے وہ گناہوں سے معصوم بچے کی طرح پاک

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۱۷۵) [۱]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف کا پچاس بار طواف کریگا وہ اپنے گناہوں سے نکل کر ایسا پاک ہوجائیگا جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدائش کے دن پاک تھا۔

(۱۷) حجرِ اسود انسانوں کے گناہوں کو چوس لیتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حجرِ اسود جنّت سے اُترا ہے، اور جس وقت جنت سے اُتر رہا تھا اس وقت وہ دُودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر بنی آدم کی خطاؤں اور گناہوں نے اسکو سیاہ اور کالا کر دیا۔

---

[۱] عن ابن عمر قال سمعتُ رسُوْلَ اللّٰہِ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول من طاف بالبیت اسبُوعًا لایضع قدمًا ولایرفع اُخریٰ الاحطّ اللّٰہ عنہ بھا خطیئۃً وکتبَ لہٗ بھا حسنۃً ورفع لہ بھا درجۃً الحدیث (صحیح ابن حبان ۲/۳۲ حدیث ۳۶۵۹)

فائدہ | حجرِ اسود میں انسان کے گناہ کو کھینچکر جذب کرنے کی صلاحیت ہے۔

(۱۸) حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کی چمک کیسی تھی؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْلَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَأَضَاءَ تَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

الحدیث (ترمذی ۱/۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ بیشک حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت پتھروں میں سے دو پتھر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے نور کی چمک کو ختم فرماکر دُنیا میں اُتارا ہے۔ اور اگر ان کے نور کی چمک ختم نہ کی ہوتی تو یقیناً مشرق سے مغرب تک پوری رُوئے زمین کو اپنے نور سے چمکا دیتے۔

(۱۹) معذور کی طرف سے حج بدل کا ثبوت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِيْ أَدْرَكَ الْإِسْلَامَ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ رُكُوْبَ الرَّحْلِ وَالْحَجُّ مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ أَأَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلٰى أَبِيْكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهٗ أَكَانَ ذٰلِكَ يُجْزِئُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْجُجْ عَنْهُ۔

الحدیث (السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۴۴۲، حدیث ۸۷۱۸)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا، بیشک میرے والد نے اس حالت میں اسلام قبول فرمایا کہ وہ بہت زیادہ بوڑھے ہو چکے، سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے، اور ان پر حج بیت اللہ فرض ہوچکا ہے، کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم ان کی اولاد میں سب سے بڑے ہو؟ تو کہا کہ جی ہاں، اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا اگر تمہارے والد پر لوگوں کا قرض ہوتا تم اس کو ادا کردیتے تو کافی ہوتا یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کافی ہوجاتا، اس پر آپؐ نے فرمایا بس حج بھی ادا ہوجائیگا۔ تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

(۲۰) عورت کا مرد کی طرف سے حج بدل کا ثبوت

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَدْرَكَتْهُ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْتَوِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْبَعِيْرِ قَالَ حُجِّيْ عَنْهُ۔ الحديث (ترمذی ۱/۱۸۵)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک قبیلہ خثعم کی عورت نے آکر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ پر اللہ کا فریضہ حج لازم ہوگیا ہے، اور وہ بہت زیادہ بوڑھے ہوگئے۔ اونٹ کے اوپر بیٹھکر سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم انکی طرف سے حج کرو۔

(۲۱) والدین کی طرف سے حج بدل کرنیسے جہنم سے آزادی کا اعلان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ

عَنْ وَالِدَيْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا كُتِبَ لَهُ عِتْقًا مِّنَ النَّارِ وَكَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا أَجْرُ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَيْئًا۔ الحدیث۔

(شعب الایمان ۲۰۵/۶ حدیث ۷۹۱۲) [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کریگا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نجات اور آزادی عطا فرمائیں گے، اور اسکو بھی ان کی طرف سے کیئے ہوئے حج کا پورا اور مکمّل اجر ملیگا، اور ان کے اجر میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی۔

(۲۲) دوسروں کی طرف سے حج کرنیسے پہلے اپنا حج ضرور کرلینا چاہیئے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ فَقَالَ اَحَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ لَا۔ قَالَ حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ [2] الحديث

(المعجم الاوسط ۳۲۸/۴ حدیث ۶۱۳۰ مجمع الزوائد ۲۸۳/۳)

---

[1] عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من حج عن والدیه او قضی عنهما مغرما بعثه اللّٰه یوم القیامة مع الابرار۔ الحدیث۔ المعجم الاوسط ۸/۶ حدیث ۸۰۰۷)
عن زید بن ارقم قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من حج عن ابیه او عن امه اجزأ ذلک عنه وعنهما۔ الحدیث۔ المعجم الکبیر ۲۰/۵ حدیث ۵۰۸۳)
عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من حج عن میت فللذی حج عنه مثل اجره ومن فطّر صائما فله مثل اجره ومن دل علی خیر فله مثل اجر فاعله۔ الحدیث۔ المعجم الاوسط ۲۳۱/۴ حدیث ۵۸۱۸)
[2] عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سمع رجلا یقول لبیک عن شبرمة فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من شبرمة قال اخ لی او قرابة قال هل حججت قط قال لا۔ قال فاجعل هذه عن نفسک ثم احجج عن شبرمة۔ الحدیث صحیح ابن حبان ۲۸۶/۴ حدیث ۳۹۹۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو شبرمہ کی طرف سے تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنا حج کرلیا تھا یا نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں تو اس پر آپؐ نے فرمایا کہ پہلے تم اپنا حج کرو، اسکے بعد شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔

فائدہ بہت سے لوگ اپنا حج چھوڑ کر دوسروں کا حج کرتے ہیں، یہ انکی ناواقفیت ہے۔ بلکہ اپنا حج پہلے کرلینا چاہئے، اسکے بعد اگر گنجائش ہو تو دوسروں کا حج کرنا چاہیئے۔

(۲۳) حضرت سیدالکونین علیہ السلام نے ہجرت کے بعد چار عمرے فرمائے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةُ الثَّانِيَةِ مِنْ قَابِلٍ عُمْرَةُ الْقِصَاصِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةُ الثَّالِثَةِ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَالرَّابِعَةُ الَّتِيْ مَعَ حَجَّتِهٖ۔ الحديث

(ترمذی ۱/ ۱۶۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک حضرت سید الکونین علیہ السلام نے (ہجرت کے بعد) چار عمرے فرمائے ہیں۔

۱۔ عمرۃ الحدیبیہ جس میں کفار مکہ نے آپ کو روک لیا تھا۔

۲۔ دوسرے سال عمرۃ القضاء جو ماہ ذی القعدہ میں ادا کیا گیا تھا۔

۳۔ عمرۃ الجعرانہ (یعنی حنین کے مال غنیمت مقام جعرانہ میں تقسیم کرنیکے موقع پر یہ عمرہ رات میں فرمایا تھا۔)

۴۔ وہ عمرہ جس کو آپؐ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا تھا۔

(٢٤) رمضان میں عمرہ کرنیکی فضیلت حج کے برابر

عَنْ اُمِّ مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً.[1] الحديث

(ترمذی ١/١٨٢، المعجم الکبیر ١/١٥١ حدیث ٢٢/١١ ٣٤٧ حدیث ١١٢٩٩)

حضرت امّ معقل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان المبارک کا ایک عمرہ ایک حج کے برابر اجر وثواب کا باعث ہوتا ہے۔

(٢٥) مکہ مکرمہ سے عرفات تک سواری پر چلنے سے ہر قدم پر ستر نیکیاں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ لِبَنِيْهِ يَا بَنِيَّ اُخْرُجُوْا مِنْ مَكَّةَ حَاجِّيْنَ مُشَاةً فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِلْحَاجِّ الرَّاكِبِ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوْهَا رَاحِلَتُهُ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً وَالْمَاشِيْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعُ مِائَةِ حَسَنَةٍ۔ الحديث

(المعجم الکبیر ١٢/ ٥٩ حدیث ١٢٥٢٢)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے لڑکو! تم مکۃ المکرمہ سے عرفات کو حج کرنے کے لئے پیدل جایا کرو، اسلئے کہ میں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے

---

[1] عن عثمان بن ابی العاص قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واعلم ان العمرۃ ھی الحج الاصغر وان عمرۃ خیر من الدنیا وما فیہا وحجۃ خیر من عمرۃ الحدیث مختصرا۔ المعجم الکبیر ٩/ ٣٤ حدیث ٨٣٣٦ عن انس بن مالک انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمرۃ فی رمضان کحجۃ معی۔ الحدیث المعجم الکبیر ١/ ١٥ حدیث ٧٢٢) عن ابن عباس قال جاءت ام سلیم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت حج ابو طلحۃ وابنہ وترکانی فقال یا ام سلیم عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ۔ الحدیث صحیح ابن حبان ٤/ ٢٠٣ حدیث ٣٧٠١)

کر بیشک سواری پر چلنے والے حاجی کو اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں دی جاتی ہیں۔ اور عرفات تک پیدل چلکر حج کرنیوالے حاجی کو اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں دی جاتی ہیں۔

فائدہ مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل جانے اور پیدل واپس آنے سے ہر قدم پر سواری کے مقابلہ میں ۶۳۰ نیکیاں زیادہ ملتی ہیں۔ اور خاص طور پر عرفات سے واپس آتے وقت سواری کے مقابلہ میں پیدل آنا زیادہ آسان بھی ہے اور ثواب بھی زیادہ ہے۔

(۲۶) مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلنے پر ہر قدم پر سات لاکھ نیکیاں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَجَّ مِنْ مَکَّۃَ مَاشِیًا حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَکَّۃَ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ سَبْعَ مِائَۃِ حَسَنَۃٍ مِثْلَ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِیْلَ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ بِکُلِّ حَسَنَۃٍ مِائَۃُ اَلْفِ حَسَنَۃٍ۔ الحدیث هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ (المستدرک للحاکم جدید ۲/۶۳۸ حدیث ۱۶۹۲

شعب الایمان للبیہقی ۳/۴۳۱ حدیث ۳۹۸۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کرتا ہے، اور پیدل ہی مکۃ المکرمہ واپس آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ہر قدم کے بدلہ میں حرم مقدس کی نیکیوں کی طرح سات سو نیکیاں

لکھدیتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ حرم مقدس کی نیکیاں کس حساب سے ہوتی ہیں، تو فرمایا کہ حرم مقدس کی ہر ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ لہٰذا ستّا لاکھ کے برابر ہوگئیں

(۲۷) حالتِ نفاس میں احرام باندھنا عورت کیلئے بلاکراہت جائز

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَفِسَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبِهَا وَ تُهِلَّ۔ الحدیث (نسائی شریف ۲/۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر (ذوالحلیفہ پہنچکر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن ابوبکر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے جس سے حضرت اسماءؓ نفاس کی حالت میں ہوگئیں، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ کس طرح عمل کریں، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم فرمایا کہ اسی حالت میں غسل کرکے خون صاف کریں اور اس جگہ پر کپڑا باندھ دیں، پھر اس کے بعد احرام باندھ لیں۔

فائدہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حالتِ حیض و نفاس میں عورت کے لئے احرام باندھنا بلاکراہت جائز ہے۔

(۲۸) حالتِ حیض میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ اَحِضْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِی مَا یَقْضِی الْمُحْرِمُ غَیْرَ اَنْ لَاتَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ۔

الحدیث (نسائی شریف ۲/۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حج ہی کے ارادہ سے سفر کو نکلے، پھر جب ہم مقام سرف میں پہونچ گئے تو مجھ سے ماہواری کا خون جاری ہوگیا۔ پھر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو مجھے رونے کی حالت میں پایا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تمہیں ماہواری شروع ہوگئی، میں نے کہا جی ہاں! تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی بیٹیوں پر لازم کردیا ہے۔ لہٰذا تم بیت اللہ کے طواف کے علاوہ وہ تمام ارکان اور مناسک ادا کرو جو محرم حالتِ احرام میں ادا کیا کرتا ہے۔

(۲۹) صرف تین مسجدوں میں نماز کیلئے شدِّ رحال جائز

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَمَسْجِدُ الرَّسُوْلِ وَمَسْجِدُ الْاَقْصٰی۔ الحدیث (بخاری شریف ۱/۱۵۸ حدیث ۱۱۷۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صرف تین مسجدوں میں عبادت کے لئے شدِّ رحال اور سفر کرنا جائز ہے۔ ان کے علاوہ باقی کسی دوسری مسجد میں عبادت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں۔

۱۔ مسجدِ حرام (اس کی ایک عبادت ایک لاکھ کے برابر ہے۔)

۲۔ مسجدِ نبوی (اس کی ایک عبادت ایک روایت میں ایک ہزار، دوسری روایت میں پچاس ہزار کے برابر ہے)

۲۔ مسجدِ اقصیٰ (اس کی ایک عبادت پچاس ہزار کے برابر ہے)

(۳۰) مسجدِ حرام میں ایک لاکھ اور مسجدِ نبویؐ اور مسجدِ اقصیٰ میں پچاس پچاس ہزار کا ثواب

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِيْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِيْ مَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ[له]۔ الحدیث۔

(ابن ماجۃ شریف ۱۰۲/ باب الصلوٰۃ فی المسجد الجامع، المعجم الاوسط[۱۸] حدیث ۷۰۰۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی اپنی رہائش گاہ کی نماز ایک ہی نماز ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز .... محلہ کی مسجد میں پچیس[۲۵] نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز علاقہ کی جامع مسجد میں پانچسو[۵۰۰] نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز مسجدِ اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اس کی ایک

له عن جابرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ فی مسجدی افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام وصلوٰۃ فی المسجد الحرام افضل من مائۃ الف صلوٰۃ فیما سواہ۔ الحدیث (ابن ماجۃ شریف ۱۰۱/
عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ فی مسجدی ھذا خیرٌ من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام الحدیث (بخاری شریف ۱۵۹/۱ حدیث ۱۱۴۴ ترمذی ۷۳/۱)

نماز مسجد نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔

فائدہ حجاج کرام کو مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا جو موقع فراہم ہوتا ہے اس کی بہت زیادہ قدر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور کوئی نماز ہاتھ سے نکلنے نہ دیں۔ ورنہ اس قدر فضیلتیں ہاتھ سے نکل جانے کے بعد واپس ملنا بہت مشکل ہے۔

(۳۱) آبِ زمزم وطن لیجانے کی سعادت

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ فِي الْقَوَارِيْرِ وَتَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضٰى وَيَسْقِيْهِمْ۔ الحدیث (شعب الایمان ۴۸۲/۳ حدیث ۴۱۲۹) ترمذی ۱۹۰/۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے بیشک وہ آبِ زمزم شیشے کے برتنوں میں بھر کر مدینۃ المنورہ اٹھا کر لیجایا کرتی تھیں، اور ساتھ میں یہ بھی تذکرہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضرت آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی طرح لیجایا کرتے تھے، اور بیماروں کے اوپر بہایا کرتے تھے اور انکو پلایا بھی کرتے تھے۔

مدینۃ المنورہ میں قیامت تک طاعون اور دجّال کا داخلہ نہیں ہوسکتا

(۳۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

الحدیث۔ (بخاری شریف ۲۵۲/۱ حدیث ۱۸۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینۃ المنورہ کے پہاڑی اور ہموار راستوں پر ملائکہ کی نگرانی متعین ہے۔ لہٰذا مدینۃ المنورہ کی مقدس سرزمین میں طاعون کا مرض اور دجّال مردود کا داخلہ نہیں ہوسکیگا۔

(۴۳) مدینۃ المنورہ میں مرنے والوں کیلئے شفاعت کی بشارت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ بِھَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا۔ الحدیث (ترمذی ۲/۲۲۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سید الکونین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے یہ بات ممکن ہوسکے کہ مدینۃ المنورہ میں موت تک رہائش اختیار کرکے مدینہ منورہ ہی میں مرے، وہ ضرور مدینہ میں موت کی نیت سے موت تک رہائش اختیار کرے، اسلئے کہ میں ایسے لوگوں کے لئے ضرور شفاعت کرونگا جو مدینۃ المنورہ میں آکر مرتے ہوں۔

فائدہ وہ حجاجِ کرام بڑے خوش نصیب ہیں جو سفر مدینہ منورہ میں وفات پاجاتے ہیں، ان کے لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مدینۃ المنورہ کی حرمت اور تقدس کی خلاف ورزی پر لعنت کی وعید

(۴۴) عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مَا بَیْنَ عَائِرٍ اِلٰی ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا

فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔ الحدیث

(مسلم شریف ۱/۴۴۲، ابوداؤد شریف ۱/۲۷۸، بخاری شریف ۱/۲۵۱ حدیث ۱۸۳۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ مدینۃ المنورہ میں جبلِ عیر سے جبلِ ثور تک کے درمیان کا حصہ حدودِ حرم کے دائرہ میں داخل ہے۔ لہٰذا جو شخص اس میں بدعت پیدا کریگا یا کسی بدعتی کو پناہ دیگا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اس کی طرف سے نہ کوئی نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ ہی کوئی فرض عبادت اس کی طرف سے قبول کی جائے گی۔

فائدہ مدینۃ المنورہ میں مکۃ المکرمہ کی طرف سے ذوالحلیفہ کے پاس ایک بہت طویل عریض پہاڑ ہے، اس کو جبلِ عیر کہا جاتا ہے۔ اس سے حدودِ حرم مدینہ شروع ہوتی ہے۔ اور اسکے بالمقابل دوسری جانب جبلِ اُحد ہے اسکے پیچھے ایک پہاڑ ہے۔ اسکو جبلِ ثور کہا جاتا ہے۔ اس کی چوٹی پر جاکر ختم ہوتی ہے۔ یہی حرم مدنی کی حدود ہے۔

(۲۵) خروج دجّال کے زمانہ میں مدینۃ المنوّرہ کے سات گیٹ اور ہر گیٹ پر دو فرشتے تعینات

عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ۔ الحدیث (بخاری شریف ۱/۲۵۲ حدیث ۱۸۴۱)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کانے دجّال کی ہیبت اور رُعب کا اثر داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اُس وقت مدینۃ المنورہ کے سات گیٹ ہوں گے۔ اور ہر ایک گیٹ پر دوؔ۔ دوؔ فرشتے متعین ہوں گے۔

(۳۶) ریاض الجنۃ میں نماز اور عبادتؔ کی فضیلتؔ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ الحدیث۔ (بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۸۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سید الکونین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصّہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض کوثر کے اُوپر ہے۔

فائدہ ریاض الجنۃ میں منبرِ رسُول کے پاس عبادت سے جنّت کے باغات نصیب ہوں گے، اور حوضِ کوثر سے پینا نصیب ہوگا۔

(۳۷) مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَا يَفُوْتُهٗ صَلٰوةٌ كُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ۔ الحدیث

(مسند امام احمد بن حنبل ۳/۱۵۵ حدیث ۱۲۶۱۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضرت سید الکونین علیہ السلام کا ارشاد منقول ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں لگاتار

چالیس نمازیں پڑھیگا جن میں سے ایک نماز بھی فوت نہ ہو تو اس کے لئے تین بشارتوں کا اعلان ہے۔

۱۔ جہنم سے حفاظت اور برارت کی بشارت۔

۲۔ دُنیا و آخرت میں عذابِ الٰہی سے حفاظت کا اعلان۔

۳۔ دُنیا میں نفاق کے فتنہ سے حفاظت و برارت کی بشارت ہے۔

فائدہ حجاجِ کرام کو مدینۃ المنورہ میں صرف آٹھ دن کا موقع دیا جاتا ہے جس میں چالیس نمازیں ہوتی ہیں، اگر ذرا سی بھی لاپرواہی ہوگی تو مسجدِ نبوی کی نماز فوت ہوسکتی ہے، اسلئے اہتمام سے ہر نماز مسجدِ نبوی میں پابندی سے پڑھنے کی کوشش جاری رکھیں، تاکہ اس عظیم الشان فضیلت سے محرومی نہ ہو۔

(۳۸) مسجدِ قبا میں نماز کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءَ مَاشِیًا وَرَاکِبًا فَیُصَلِّیْ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ۔ الحدیث[۱]

(بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۸۰ مسلم شریف ۱/۴۴۸)

۱۔ عن عبد اللہ بن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأتی مسجد قباء کل سبت ماشیا وراکبا۔ الحدیث (بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۷۹ مسلم شریف ۱/۴۴۸)

۲۔ عن أسید بن ظہیر الانصاری وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوٰۃ فی مسجد قباء کعمرۃ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۷۳)

۳۔ عن سہل بن حنیف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج حتی یأتی ھذا المسجد مسجد قباء فصلی فیہ کان لہ عدل عمرۃ۔ الحدیث (نسائی شریف کتاب المساجد ۱/۸۱، المعجم الکبیر ۶/۷۵ حدیث ۵۵۵۸)

۴۔ عن سہل بن حنیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من توضأ فاحسن الوضوء ثم صلی فی مسجد قباء رکعتین کانت لہ عمرۃ۔ الحدیث المعجم الکبیر ۶/۷۵ حدیث ۵۵۶۱)

۵۔ عن سہل بن حنیف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن وضوءہ ثم دخل مسجد قباء فرکع فیہ اربع رکعات کان ذلک عدل رقبۃ۔ الحدیث المعجم الکبیر ۶/۷۵ حدیث ۵۵۶۰)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پیدل اور کبھی سواری پر مسجد قباء تشریف لیجانے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور پھر دو رکعت کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

(۳۹) مَدِیْنَۃُ المنورہ کی کھجوروں کی فضیلت

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَیْنَ لَابَتَیْہَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ یَضُرُّہٗ سَمٌّ حَتّٰی یُمْسِیَ۔ الحدیث (مسلم شریف ۲/۱۸۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مدینۃ المنورہ کے دونوں پہاڑوں (جبلِ احد اور جبلِ عیر) کے درمیان کی پیداوار میں سے سات کھجور صبح کو کھائیگا تو شام تک اُسے زہر اثر نہیں کرسکتا۔

(۴۰) مَدِیْنَۃُ المنورہ کی عجوہ کھجور کی فضیلت

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَۃٍ لَمْ یَضُرَّہٗ ذٰلِکَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ۔ الحدیث (مسلم شریف ۲/۱۸۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص عجوہ کھجور سات عدد صبح کو کھائیگا اس کو پورے دن زہر اور جادو اثر نہیں کرسکیں گے۔

فائدہ عجوہ کھجور اپنی جگہ بے مثال ذائقہ دار ہونے کے ساتھ اس کی فضیلت بھی کس قدر ہے کہ زہر اور جادو بھی اثر نہیں کر سکتے۔

نیز ماقبل کی حدیث میں مدینۃ المنورہ کی ہر کھجور کی فضیلت کا ثبوت ہے۔ اسلئے اگر حجاج کرام مدینۃ المنورہ سے واپسی کے وقت وہاں کی کھجور بھی اپنے ساتھ وطن لائیں گے تو اعزاء و احباب کو بھی وہاں کی کھجوروں سے فائدہ اٹھانے کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

④ بیت اللہ شریف کی تاریخی جھلکیاں

وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

(سورۃ الحج آیت ۲۷)

اور جب ہم نے ابراہیم کو کعبۃ اللہ کی جگہ بتلادی. اور حکم دیا کہ عبادت میں میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور نماز میں قیام اور رکوع وسجود کرنیوالوں کیلئے پاک رکھا کرو اور لوگوں میں حج بیت اللہ کا اعلان کردو. لوگ تمہارے پاس دُور دراز راستوں سے پیدل چل کر اور سوار ہوکر دُبلے دُبلے اُونٹوں پر چلے آئیں گے ۔

ظالم بادشاہ اور حضرت سارہ وابراہیمؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظالم نمرود کے ظلم وزیادتی سے تنگ آکر وطنِ مالوف عراق چھوڑکر اپنی شریکِ حیات حضرت سارہؓ اور اپنے بھتیجہ لوطؑ کو ساتھ لیکر ہجرت فرمائی۔ (قرطبی سورۃ صافات ص۱۵/۹۶) سب سے پہلے ملکِ شام کے مشہور شہر حرّان پہونچے پھر وہاں سے شہر حلب، پھر وہاں سے ارضِ مقدس یعنی یروشلم جہاں اس وقت بیت المقدس ہے۔ پھر وہاں سے مصر تشریف لیگئے اور اُسوقت مصر کا جو بادشاہ تھا وہ نہایت ظالم اور خبیث طبیعت کا تھا۔ اسکا حال یہ تھا کہ جب کوئی اپنی حسین اور خوبصورت بیوی کو لیکر وہاں سے گذرتا تو زبردستی اس کی بیوی کو گرفتار کرکے اسکے ساتھ اپنا منہ کالا کرتا

بخاری شریف میں اس واقعہ کو چھ مقامات میں بیان فرمایا ہے اسکا خلاصہ یہاں پیش کیا جارہا ہے کہ جب بادشاہ کے کارندوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہاری کون ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہؓ سے فرمایا کہ دیکھو مجھے مت جھٹلانا۔ اس وقت دُنیا میں ہم دو ہی مسلمان ہیں اسلئے تمہارے بارےمیں کہدیا کہ تم میری بہن ہو۔ (کیونکہ معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ کسی کی ماں بہن ساتھ میں ہوتی تو مَرد کو قتل نہیں کرتا، اور اگر اگر بیوی ہوتی تو مَرد کو قتل کر دیتا، پھر کیا ہوتا ہے کہ حضرت سارہ کو کارندوں نے بادشاہ کے پاس لیجا کر پیش کر دیا۔ جب بادشاہ نے حضرت سارہؓ کے حیرت انگیز حُسن وجَمال کو دیکھا تو سارہ کیساتھ اسکی نیت خراب ہوگئی اور غلط حرکت کیلئے تیار ہوگیا! حضرت سارہؓ نے وضو کر کے دُو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے یہ دُعا مانگی۔ اے اللہ تجھے یہ بات خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسُول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو شوہر کے علاوہ تمام انسانوں سے محفوظ رکھا ہے۔

آج یہ کافر ظالم میری عصمت دَری پر تُلا ہوا ہے۔ اے اللہ اس ظالم کی حرکتوں سے میری حفاظت فرما۔ حضرت سارہؓ کی اس دُعا پر بادشاہ ایکدم غشی کھا کر گر پڑا۔ اور تڑپتا ہوا ہاتھ پیر زمین پر مارنے لگا یہ منظر دیکھ کر حضرت سارہؓ نے اللہ سے دُعا فرمائی اے بارگاہِ الٰہی اگر یہ مَر گیا تو میرے اُوپر اسکا الزام عائد ہوگا اسلئے اسے صحیح کر دے۔ حضرت سارہؓ کی دُعا سے اللہ نے اُسے صحیح کر دیا وہ کمبخت جب ہوش میں آیا تو پھر دوبارہ حضرت سارہؓ کیطرف ہاتھ بڑھانا چاہا حضرت سارہؓ نے دوبارہ دُعا مانگی تو وہ ظالم پھر بیہوش ہو کر تڑپنے لگا اس طرح یکے بعد دیگرے تین مرتبہ واقعہ پیش آیا۔ بالآخر بادشاہ نے سخت غیظ وغضب میں درباریوں سے کہا کہ تم نے تو میرے پاس ایک شیطان کو پیش کر دیا ہے اِسے جیسے لائے تھے ایسے ہی واپس کر دو۔

بادشاہ نے ظاہری طور پر تو درباریوں کے سامنے شیطان کا لفظ استعمال کیا۔ مگر اسکے دل میں حضرت سارہؓ کی بہت بڑی عظمت پیدا ہوگئی تھی؛ اسی وجہ سے اس نے اپنی بیٹی شہزادی حضرت ہاجرہؓ کو حضرت سارہؓ کی خدمت کیلئے بطور خادمہ کے عطا کر دیا۔ عربی عبارت لمبی ہونیکی وجہ سے چھوڑ دی خلاصہ لکھدیا ہے جسکو دیکھنا ہو بخاری شریف ۲۹۵/۱ حدیث ۲۱۹۹ - ۷۴۴/۱ حدیث ۳۲۴۷ میں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت ہاجرہ باندی تھیں یا شہزادی؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؓ باندی تھیں یا شہزادی؟ تو حقیقت یہ ہے کہ حضرت ہاجرہؓ شاہِ مصر کی بیٹی تھیں کہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ جب بھی حضرت سارہؓ کی طرف بُری نیت سے ہاتھ بڑھانا چاہا، خود بادشاہ غشی کھاکر گرتا رہا اور مسلسل تین مرتبہ یہ ماجرا پیش آتا رہا۔ اس پر بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ یہ نہایت پاکباز اور پاکدامن صاحب کرامت عورت ہے چنانچہ حضرت سارہؓ کی عظمت وہیبت بادشاہ کے دل ودماغ میں سرایت کر گئی اسلئے حضرت سارہؓ کی خدمت کیلئے شہزادی حضرت ہاجرہؓ کو پیش کردیا اور اپنے کارندوں سے کہدیا کہ سارہؓ کو ابراہیمؑ کے پاس سے جیسے لائے تھے ایسے ہی واپس پہنچادو۔ اور حضرت ابراہیمؑ اپنی اہلیہ حضرت سارہؓ اور اُن کی خادمہ حضرت ہاجرہؓ کو لیکر باعزت یروشلم واپس تشریف لے گئے، اور اسی حالت میں ایک عرصہ گذر گیا مگر حضرت سارہؓ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو وہ یہ سمجھیں کہ میں بانجھ ہوچکی ہوں اور ادھر حضرت سارہؓ کی خادمہ شہزادی حضرت ہاجرہؓ بالغ اور بڑی ہوگئیں تو حضرت سارہؓ نے اپنی خادمہ ہاجرہ کو حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں نکاح کیلئے پیش کر دیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے شہزادی حضرت ہاجرہؓ سے نکاح کرلیا پھر انہیں ہاجرہؓ کے بطن سے حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء رسولِ عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت اسمٰعیلؑ

پیدا ہوئے۔ (مستفاد معارف القرآن ۷/۴۵۷۔ سورۃ صافات آیت ۱۰۱)

بہت سے لوگوں نے حضرت ہاجرہ کو باندی سمجھا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ بخاری شریف میں یہ واقعہ پانچ چھ مقامات میں موجود ہے۔ اسمیں بادشاہ کیطرف سے حضرت سارہ کو شہزادی ہاجرہ عطا کی جانے میں مختلف انداز کے الفاظ آئے ہیں کہیں حضرت سارہ نے حضرت ابراہیمؑ سے آکر یہ الفاظ کہے۔

فقالت اشعرت ان اللہ کبت الکافر واخدم ولیدۃ۔ (بخاری ۱/۲۹۵ حدیث ۲۱۶۶، ۱/۳۵۹ حدیث ۲۰۶۱)

حضرت سارہؓ نے کہا کیا آپ کو معلوم ہوا کہ بیشک اللہ نے کافر کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور ایک لڑکی خدمت کے لئے دیدی اور ولیدہ کے معنی پیدا شدہ بچی کے ہیں۔

اور کہیں اسطرح کے الفاظ سے حضرت ابراہیمؑ کو مطلع فرمایا۔

قالت رد اللہ کید الکافر او الفاجر فی نحرہ واخدم ھاجر۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۴ حدیث ۳۲۴۷)

حضرت سارہؓ نے فرمایا کہ اللہ نے کافر یا فاجر کے مکروفریب کو اسی کی گردن پر لوٹا دیا اور ہاجرہ کو خدمت گذاری کیلئے دیدیا۔

ایک شبہ کا ازالہ

حدیث پاک میں جو ولیدۃ کا لفظ آیا ہے اس سے بعض لوگوں نے حضرت ہاجرہ کو باندی سمجھ لیا تھا جو صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ ولیدہ کے اصل معنی پیدا شدہ لڑکی کے ہیں۔ لہٰذا اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ کم عمر لڑکی خدمت کیلئے دیدی گئی اور جب جوان ہوگئی اور ادھر حضرت سارہؓ اپنے آپکو بانجھ سمجھنے لگیں تو حضرت ابراہیمؑ کو نکاح کیلئے پیش کر دیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے ان سے نکاح کر لیا تھا اور بعض لوگوں نے اَخْدَمَ ہَاجَرَ سے باندی سمجھ لیا تھا وہ کہتے ہیں کہ خدمت چونکہ باندی ہی کیا کرتی ہے اسلئے اَخْدَمَ سے باندی ہی مراد ہے۔ امام بخاریؒ نے ۱/۳۵۹ پر اسکو باقاعدہ اختلاف کا موضوع بنایا ہے حالانکہ ایسا

ہے نہیں بلکہ اَخدَمَ کا لفظ خدمت گذاری کیلئے دینے کے معنی میں آتا ہے مالک بنانے کیلئے نہیں آتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی مکّۃ المکرمہ آمد

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے شہزادی حضرت ہاجرہؓ سے نکاح فرمالیا اور پھر انکے بطن سے حضرت اسماعیل کی ولادت ہوگئی تو حضرت سارہؓ کو اس پر بہت زیادہ غیرت پیدا ہوگئی کیونکہ پچاس ساٹھ سال کی عمر تک شوہر کیساتھ رہ کر گذار دیئے مگر انکے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور شہزادی ہاجرہ جو درحقیقت حضرت سارہؓ کی خادمہ تھیں اُن سے نہایت خوبصورت اور ہونہار بچہ کی ولادت ہوگئی۔ اسی سے دونوں بیویوں کے درمیان کشیدگی شروع ہوگئی۔ اور ادہر اللہ تعالیٰ کیطرف سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حکم ہوا کہ مکۃ المکرمہ جو وادیٔ غیر ذی ذرع ہے اُسے آباد کریں۔ اور حضرت ہاجرہؓ اور نومولود بچہ حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لیکر مکۃ المکرمہ تشریف لے جائیں۔ لہٰذا حضرت ابراہیم اپنی چھوٹی زوجہ حضرت ہاجرہؓ اور نومولود صاحبزادہ حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لیکر حجازِ مقدس کا سفر فرمایا۔ اور بڑی زوجہ حضرت سارہؓ کو یروشلم میں اپنی اصل رہائش گاہ پر برقرار رکھا۔ (مستفاد فتح الباری ۶/۳۶۱)

حضرت ابراہیمؑ کی واپسی کا حیرت انگیز واقعہ

بخاری شریف میں تقریباً ڈیڑھ صفحہ پر مشتمل مفصل حدیث شریف وارد ہے اس کا مختصر خلاصہ یہاں پیش کیا جارہا ہے شاید کسی کو اس سے فائدہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہؓ اور نومولود صاحبزادہ حضرت اسمٰعیلؑ کو لیکر جس وقت مکۃ المکرمہ پہونچے تو اُسوقت مکۃ المکرمہ کا حال عجیب وغریب تھا۔

ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ، سَو سَو کلو میٹر دُور دُور تک کسی انسان کی بود و باش کا نام و نشان تک نہیں تھا اور کعبۃ اللہ سے طوفانِ نوحؑ کے سیلاب کی وجہ سے بنا رِ ملائکہ اور بنا رِ آدم کے آثار بھی ختم ہو چکے تھے۔ (امام ازرقیؒ نے اخبارِ مکہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت اسطرح نقل فرمائی ہے کہ کشتیٔ نوحؑ میں اسّی افراد مع اہل و عیال کے تھے اور کشتی میں ایک سَو پچاس یوم تک مقیم تھے، اس دوران اللہ تعالیٰ نے کشتی کا رُخ مکۃ المکرمہ کیطرف کر دیا تھا اور کعبۃ اللہ طوفان کے سیلاب میں غرق تھا اور اسی حالت میں کشتیٔ نوح کعبۃ اللہ کے چاروں طرف چالیسؔ یوم تک چکر لگاتی رہی، اسکے بعد کشتی کا رُخ پھر عراق کیطرف ہوا اور جبلِ جُودی کی چوٹی پر جا کر رُک گئی۔ اخبارِ مکہ ۱/۵۲) اور جس جگہ بیتُ اللہ شریف قائم ہے وہ ایک اُونچے ٹیلہ کی شکل میں تھی اور اُس کے پاس ایک درخت تھا اس درخت کے نیچے حضرت ہاجرہؓ اور نومولود صاحبزادہ حضرت اسمٰعیلؑ کو چھوڑ دیا اور ایک تھیلی جسمیں کچھ کھجور تھیں اور ایک مشکیزہ جسمیں پینے کا پانی تھا ہاجرہؓ کے حوالہ کر کے ملکِ شام روانہ ہو گئے۔ اور آس پاس میں دُور دُور تک نہ پانی تھا اور نہ ہی کھانے کیلئے کوئی چیز دکھائی دے رہی تھی اور نہ ہی سرسبزی و شادابی دکھائی دے رہی تھی ہر طرف خشک چٹیل پہاڑ ہی پہاڑ نظر آرہے تھے۔ اسلئے اللہ نے مکۃ المکرمہ کو وادیٍ غیر ذی زرع کہا ہے یعنی پہاڑوں کے درمیان کی ایسی وادی جہاں کوئی چیز نہیں اُگتی ہے جب حضرت ابراہیمؑ ایسے بے آب و گیاہ پہاڑوں کے بیچ کی خشک وادی میں چہیتی زوجہ ہاجرہؓ اور دُودھ پیتے لختِ جگر کو اکیلے چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہؓ پیچھے پیچھے دَرد بھری آوازوں سے پکارتی ہوئی جانے لگیں آپ ہم کو ایسی جگہ اکیلے چھوڑ کر کیسے جا رہے ہیں، کیا یہی اللہ کا حکم ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا جی ہاں یہی اللہ کا حکم ہے وہ تم کو ضائع نہیں کریگا۔ تو حضرت ہاجرہؓ یہ کہکر رُک گئیں کہ اگر اللہ کا یہی حکم ہے تو اللہ پاک ہمکو ضائع نہیں کریگا (بخاری شریف ۱/۴۷۵ تا ۱/۴۷۷)

کتنی بڑی عبرت کی بات ہے۔ کیا آج اللہ کے نام اور حکم پر اس قدر خوف و خطر کی قربانی دینے والا کوئی ہو سکتا ہے؟

بیرِ زمزم کا واقعہ

حضرت ابراہیمؑ کی واپسی کے بعد حضرت ہاجرہؓ کی تھیلی میں جو کھجوریں تھیں بھوک لگنے پر اسمیں سے کھا لیا کرتی تھیں، اور پیاس لگنے پر مشکیزہ سے پانی پی لیا کرتی تھیں۔ اللہ کی قدرت یہ تھی کہ جب مشکیزہ سے پانی پی لیتیں تو پستان میں دودھ خوب اتر جاتا تھا جس سے حضرت اسماعیلؑ کو پیٹ بھر کر پینے کو مل جاتا تھا۔ مگر چند روز کے بعد پانی ختم ہوگیا۔ اور جب پینے کا سلسلہ ختم ہوا تو دودھ اترنا بھی بند ہوگیا۔ اور نومولود بچہ بھوک کے مارے بلبلانے لگا اور ماں بے چین ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں اسوقت جس جگہ بیرِ زمزم ہے وہیں پر دودھ پیتے بچے کو تنہا چھوڑ کر کوہ صفا پر چڑھ کر ادہر ادہر دیکھنے لگیں، کہیں کوئی پانی کے آثار نظر آجائیں، یہ یقین تھا کہ ضرور پانی ملیگا کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جاتے وقت یہ کہدیا تھا اللہ پاک تم کو ضائع نہیں کریگا۔ ساتھ ساتھ بچے کی طرف بھی دیکھتی تھیں کہ کہیں درندہ آکر بچے کو اٹھا کر نہ لیجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے مانگتی ہوئی صفا پہاڑی سے مروہ پہاڑی کیطرف چلنے لگیں، وہاں تک پہونچیں جہاں اس وقت ہرے کھمبے ہیں دوڑنے لگیں، اور دوڑتی ہوئی دوسرے ہرے کھمبے تک پہونچ گئیں، اور وہاں سے دوڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حصّہ نشیب میں تھا وہاں سے بچہ نظر نہیں آتا تھا، پھر جب مروہ کیطرف چڑھائی تک پہونچ گئیں تو بچہ نظر آنے لگا اور دوڑنا چھوڑ دیا اور مروہ پر پہونچکر بھی ادہر ادہر دیکھنے لگیں اور اللہ سے دعا کرنے لگیں۔ پھر مروہ سے صفا تک اسطرح سات چکر لگائیں۔ ساتویں چکر پر جب مروہ جاکر کھڑی ہوگئیں تو ایک آواز سی سنائی دی اور دیکھا کہ بچے کے ارد گرد پرندے اڑنے لگے تو سمجھ گئیں کہ وہاں پر کوئی بات ہے، چنانچہ وہاں پہونچیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک فرشتہ یعنی حضرت جبرئیلؑ

امین تشریف فرما ہیں۔ اور جہاں پر بئر زمزم ہے وہاں پر اپنی ایڑی ماری تو پانی کا چشمہ اُبلنے لگا حضرت ہاجرہؓ جلدی سے چشمہ کی چاروں طرف سے کہتی ہوئی منڈیر بنانے لگیں زمزم یعنی رک جاؤ رک جاؤ۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہؓ نے اس طریقے سے پانی کو نہ روکا ہوتا تو وہاں سے ہمیشہ کیلئے جاری پانی کی نہر جاری ہو جاتی۔ اللہ نے آبِ زمزم میں غذائیت بھی رکھی لہٰذا اب ماں بیٹے دونوں کیلئے بھوک و پیاس دونوں کی ضرورت پوری کرنے کیلئے آبِ زمزم کافی ہوگیا۔ حضرت سید الکونین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہؓ کا صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اُمتِ مسلمہ کیلئے صفا، مروہ کے درمیان دوڑنا حج و عمرہ جیسی عاشقانہ عبادت کا اہم ترین جزء قرار دیدیا۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۵، ۴۷۶ حدیث ۳۱۶۲-۳۲۵۳)

حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنیکا عبرت انگیز واقعہ

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام قریب البلوغ ہونہار ہوگئے اور دلفریب حسن و جمال کی انتہا کو پہونچ گئے، ماں، باپ دونوں کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت اور سنگین ترین امتحان اور آزمائش کا حکم ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا خواب اللہ کی طرف سے وحی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ملکِ شام سے مکۃ المکرمہ تشریف لے آئے اور اپنے ہونہار لختِ جگر سے ملاقات ہوئی کچھ دن ساتھ میں رہے۔۔۔ اسی درمیان میں مسلسل تین مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اللہ کے حکم سے اکلوتے لختِ جگر کو ذبح فرما رہے ہیں۔ پیارے بیٹے سے کہنے لگے کہ اللہ کی طرف سے تم کو ذبح کرنیکا حکم ہوا ہے یہ سنتے ہی مطیع و فرمانبردار بیٹے نے کہا اے میرے ابا جان جب اللہ کا حکم ہے تو مجھ سے مشورہ کرنیکی ضرورت نہیں جو بھی حکم ہوا کر گذریئے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنیوالوں

میں سے پائیں گے۔ بعض تاریخی اور تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان مردود نے تین مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کو بہکانے کی کوشش کی ہر بار حضرت ابراہیمؑ نے اُسے سات کنکریاں مار کر بھگا دیا۔ آج تک منیٰ کے تینوں جمرات پر اسی محبوب عمل کی یادگار کنکریاں مار کر منائی جاتی ہے۔ (معارف القرآن سورہ صافات تحت آیت ۱۰۳) جب دونوں باپ بیٹے یہ انوکھی عبادت انجام دینے کیلئے قربان گاہ پہونچے تو حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان مجھے خوب اچھی طرح باندھ دیجئے تاکہ میں زیادہ تڑپ نہ سکوں۔ اور اپنے کپڑوں کو بھی مجھ سے بچا لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ ان پر میرے خون کی چھینٹیں پڑیں۔ اور میرا ثواب گھٹ جائے۔ اور میری والدہ خون دیکھیں گی تو غم وصدمہ زیادہ ہو جائے، اور چھری کو بھی خوب تیز کر لیجئے۔ اور میرے حلق میں جلدی جلدی پھیر دیجئے گا تاکہ آسانی سے میری جان نکل سکے۔ اور اوندھے کرکے پیشانی کے بل لٹا دیجیے تاکہ شفقتِ پدری غالب نہ آسکے۔ اور جب آپ میری والدہ کے پاس جائیں تو میرا سلام کہہ دیجئے گا۔ اِکلوتے بیٹے کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر ایک باپ کے دل پر کیا گذر سکتی ہے؟ ہر باپ اندازہ لگا سکتا ہے؟ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سو بار قربان جائیے — کہ استقامت کے پہاڑ بن کر یہ جواب دیتے ہیں کہ بیٹے تم اللہ کا حکم پورا کرنے کیلئے میرے کتنے اچھے مددگار ہو یہ کہکر بیٹے کو بوسہ دیا اور پُرنم آنکھوں بہتے آنسوؤں کی حالت میں لختِ جگر کو باندھ دیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لختِ جگر کے گلے پر چھُری چلانا شروع فرما دیا۔ ادھر آسمانوں سے ایک ندا اور پکار آئی اے ابراہیمؑ آپ نے اپنا خواب سچا کرکے دکھا دیا۔ اور آسمان سے مینڈھا نازل ہوا اسی کو اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ کے عوض میں ذبح فرمایا۔ باپ بیٹے دونوں حکمِ خداوندی کی تعمیل میں کس قدر صبر وضبط کے پہاڑ بنے ہوئے تھے انسانی عقل حیران ہے۔

(معارف القرآن ۷/۴۶۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنیکا واقعہ خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ○ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ○ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○
وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○

(سورۃ صافات آیت ۱۰۰ تا ۱۰۷)

اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے۔ تو ہم نے اُن کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی پھر جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیمؑ نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا تم کو ذبح کر رہا ہوں اب تم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے ابا جان آپکو جو حکم ہوا ہے کر ڈالیے۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنیوالوں میں سے پائیں گے جب دونوں نے تسلیم کرلیا۔ اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا اور ہم نے اُن کو آواز دی اے ابراہیمؑ تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا یقیناً ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک یہی ہے صریح آزمائش اور ہم نے ایک بڑا ذبیح اُس کے عوض میں دیا۔

حضرت اسماعیلؑ کی شادی

ذبح کے دلگیر عبرت ناک واقعہ کے بعد حضرت ابراہیمؑ پھر ملک شام واپس تشریف لے گئے اسی اثنا میں قوم جرہم کے کچھ لوگ اپنا خاندان بسانے کیلئے اِدھر اُدھر ایسی جگہ کی تلاش میں چکر لگا رہے تھے جہاں عمدہ ترین پانی کی فراوانی ہو، اتفاق سے انکا گذر وہاں سے ہوا۔ جہاں حضرت ہاجرہ کا قیام تھا انہوں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت

خاتون اپنے خوبصورت بیٹے کے ساتھ قیام پذیر ہے، اور اُن کے پاس سے آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہے۔ اور اس پانی میں غذائیت بھی ہے، نہایت عمدہ ذائقہ دار بھی اسلئے ان لوگوں نے حضرت ہاجرہؓ سے اس بات کی اجازت مانگی کہ اُن کے قریب آکر اپنے خاندان کو بسائے۔ حضرت ہاجرہؓ نے اس شرط پر اجازت دی کہ پانی کے چشمہ کا مالک تم نہیں ہوسکتے بلکہ اسکے مالک ہم ہی ہونگے! اور قوم جرہم نے حضرت ہاجرہؓ کی بات مان لی۔ اور اپنے خاندان کو وہاں لاکر بسالیا۔ ان سب کے گذر بسر کا سلسلہ اس طرح سے شروع ہوگیا کہ پہاڑوں میں جاکر شکار پکڑ کر لاتے اور شکار کا گوشت کھاتے اور زمزم پیتے۔ اسلئے کہ وہاں پر غلہ نہ پیدا ہوتا تھا اور نہ ہی کہیں سے آتا تھا اور نہ کسی قسم کا پھل پیدا ہوتا تھا۔ پھر جب حضرت اسماعیلؑ جوان ہوگئے تو قوم جرہم نے اپنی ایک لڑکی کے ساتھ نکاح کیلئے پیشکش کی، اور حضرت اسماعیلؑ کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوگیا۔ اُس کے بعد حضرت ہاجرہؓ کی وفات ہوگئی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے مگر اسوقت حضرت اسماعیلؑ گھر پر موجود نہیں تھے شکار کیلئے پہاڑوں میں تشریف لے گئے تھے، اُن کی بیوی سے ملاقات ہوئی ۔۔ حالات معلوم کرنا شروع فرمایا، پوچھا کہ زندگی کیسی گذر رہی ہے؟ حضرت اسماعیلؑ کی زوجہ نے جواب دیا کہ ہم نہایت تنگی اور مشقت اور عسرت کی حالت میں گذر بسر کر رہے ہیں، اُس پر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا آدمی آئیگا تو ان کو میرا سلام پیش کردینا اور یہ کہدینا کہ گھر کی چوکھٹ کو بدلدیں۔ یہ فرماکر حضرت ابراہیمؑ ملکِ شام واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت اسماعیلؑ شکار سے لوٹ آئے تو بیوی سے پوچھا کہ کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا کہ جی ہاں ایک اِس اِس صفت کا شیخ آیا تھا آپ کو سلام کہا اور یہ کہا کہ گھر کی چوکھٹ کو بدلدینا۔ حضرت اسماعیلؑ نے بیوی سے کہا کہ وہ میرے والد تھے تم کو طلاق دینے کو کہا ہے۔ گھر کی چوکھٹ سے تم ہی مراد ہو۔ لہٰذا میں تم کو

طلاق دیتا ہوں، اپنے ماں باپ کے یہاں چلی جاؤ! اسکے بعد حضرت اسماعیلؑ نے قوم جرہم کی ایک دوسری لڑکی سے نکاح کر لیا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اسوقت بھی حضرت اسماعیلؑ گھر پر موجود نہیں تھے، شکار کیلئے گئے ہوئے تھے۔ بہو سے ملاقات فرمائی اور حالات معلوم فرمائے بہو نے کہا کہ ہم خیر و برکت اور خوشحالی کی زندگی گذار رہے ہیں اور اللہ کی خوب حمد و ثناء بیان فرمائی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ کیا چیز کھاتے ہو اور کیا پیتے ہو۔ بہو نے کہا گوشت کھاتے ہیں آب زمزم پیتے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِی اللَّحْمِ وَالْمَاءِ اے اللہ ان کیلئے گوشت اور پانی میں برکت عطاء فرما۔ اور فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئیگا ان سے میرا سلام کہدینا اور یہ کہدینا کہ گھر کی چوکھٹ ٹھیک ہے اسکو نہ بدلیں۔ اس کو باقی رکھیں۔ اسکے بعد حضرت ابراہیمؑ واپس روانہ ہوگئے۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ تشریف لائے تو بیوی نے پورا واقعہ بیان کیا کہ ایک نہایت حسین خوبصورت شیخ تشریف لائے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور گذر بسر کے بارے میں بھی پوچھا اخیر میں جاتے وقت آپ کو سلام کہا اور گھر کی چوکھٹ باقی رکھنے کو کہا حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے تم کو نکاح میں باقی رکھنے کو کہا ہے گھر کی چوکھٹ سے تم ہی مراد ہو۔ یہ بخاری شریف کی ایک لمبی حدیث کا خلاصہ ہے جسکو دیکھنا ہو بخاری شریف ۱/۴۷۴ تا ۱/۴۷۷ کا ملاحظہ فرمائے۔

پہلی بیوی کو طلاق دوسری بیوی کو باقی رکھنے میں کیا حکمت؟

حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی پہلی بیوی کو طلاق دیکر زوجیت سے الگ کر دینے کا حکم فرمایا۔ اور دوسری زوجہ کو زوجیت میں باقی رکھنے کا حکم فرمایا تھا اسمیں کیا حکمت اور کیا راز ہے۔ اسکے اندر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک بہت بڑی حکمت

اور راز کی بات یہ ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء رسولِ عربی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود تھا جنکے رگ وریشہ میں بلند اخلاق اور صبر وشکر، امانت وصداقت پیدائش کے وقت سے ہی فطری طور پر پیوست ہونا ضروری تھا، اور دُنیا میں تشریف لانے کے بعد آپ نے کس قدر تکلیف اور مشقتیں برداشت کیں، اور کیسے کیسے خوفناک مواقع میں صبر وضبط کے پہاڑ بن کر کام کیا تھا، دنیا کی تاریخ اسکو بھلا نہیں سکتی۔ اور حضرت اسماعیلؑ کی پہلی بیوی میں صبر وشکر نہیں تھا اور اُس نے حضرت ابراہیمؑ سے صاف الفاظ میں یہ شکایت کی تھی کہ ہم سخت مشقت اور تنگی میں گذارا کر رہے ہیں اور دوسری بیوی صبر وشکر کی پہاڑ تھی اُس نے حضرت ابراہیمؑ سے تنگی کے باوجود یہ فرمایا تھا کہ ہم خیر وبرکت اور خوشحالی میں زندگی گذار رہے ہیں۔ اور اللہ کی بہت حمد وثنا کی۔ مگر حقیقت میں جو تنگی اور مشقتیں برداشت کرنی پڑ رہی تھیں اُسکا دور دُور تک اظہار نہیں کیا۔ بلکہ ہر طرح سے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے جس حالت میں بھی رکھا ہے وہ خیر وبرکت اور خوش حالی میں رکھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت اسماعیلؑ کی دونوں بیویوں میں پہلی بیوی کو صبر وشکر کا کوئی مقام حاصل نہیں تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ کسی طرح پسند نہیں فرمایا۔ کہ حضرت سید الکونین خاتم الانبیاءؐ اسی عورت کی نسل میں سے پیدا ہو جائیں۔ اسی وجہ سے اپنے خلیل ابراہیمؑ کے دِل میں ڈالدیا کہ اپنے بیٹے کو یہ حکم کریں کہ اپنی اس بیوی کو طلاق دیکر زوجیت سے الگ کر دیں۔ اور پھر دوسری بیوی جسکو صبر وشکر کا بلند مقام حاصل تھا اسکو زوجیت میں باقی رکھنے کا حکم فرمایا اسلئے کہ حضرت خاتم الانبیاء سید الکونینؐ کا انہیں کی نسل سے پیدا ہونا اللہ کو منظور تھا، اسی حکمت کی بناء پر پہلی بیوی کو طلاق دینے کا حکم فرمایا تھا اور دوسری بیوی کو زوجیت میں باقی رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت اسماعیلؑ کی اس دوسری اہلیہ سے آفتاب نبوت اور رشد و ہدایت کا پیکر خاتم الانبیاء سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے جو پورے عالم کیلئے ہدایت اور صبر و شکر کے بے مثال معلم بن کر تشریف لائے تھے۔ حضرت اسماعیلؑ کی دونوں شادیوں کا ذکر بخاری شریف ۱/۴۷۴ تا ۱/۴۷۷ حدیث ۳۲۵۲ و ۳۲۵۳ میں موجود ہے۔

حضرت ابراہیمؑ دونوں بیویوں کے درمیان عدل کیسے کرتے تھے؟

یہاں یہ شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؑ کو مکۃ المکرمہ کی بے آب و گیاہ خشک وادی میں نومولود بچہ سمیت چھوڑ کر ملک شام تشریف لے گئے تو پھر دو بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کا فریضہ کیسے انجام دیتے تھے؟ تو اس بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں کئی روایتوں کا حوالہ پیش کیا ہے۔ جنمیں اس بات کو ثابت فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بُراق عطاء فرمایا تھا جس پر سوار ہو کر صبح سے چلکر دوپہر سے پہلے پہلے مکۃ المکرمہ پہنچ جایا کرتے تھے۔ اور ہر ماہ مکۃ المکرمہ تشریف لیجایا کرتے تھے۔ (فتح الباری ۶/۴۶۵ تحت حدیث ۳۳۶۵) عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

کان ابراهیم یزورهاجر کل شهر علی البراق یغدو غدوة فیاتی مکة ثم یرجع فیقیل فی منزله بالشام الخ (فتح الباری ۶/۴۶۵)

نیز حضرت ابراہیمؑ نے بے قصور ہاجرہؑ اور نومولود بچہ کو بلاوجہ خشک وادی میں نذر بند نہیں کیا تھا۔ بلکہ اللہ کے حکم سے مقدس سرزمین کو آباد کرنے کیلئے اُن کو اللہ کی حفاظت میں دیا تھا۔ اور دونوں بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کی اسوقت جو بھی شکل خدا کے حکم کے مطابق ہو سکتی تھی اسکو اختیار فرمایا تھا جیسا کہ بعض روایات میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت ابراہیمؑ براق پر سوار ہو کر دونوں مقدس

سرزمین کے درمیان برابر سفر فرماتے رہے۔ اور اللہ کے حکم سے یروشلم اور مکۃ المکرمہ دونوں مقدس سرزمین میں دونوں بیویوں کی نسلوں سے مقدس انبیاء علیہم السّلام کا سلسلہ جاری ہوا چنانچہ حضرت سارہؓ کو یروشلم جس شہر میں بیت المقدس قائم ہے وہاں بسایا اور ان کی نسلوں سے ہزارہا انبیاء علیہم السّلام پیدا ہوتے جو حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے لیکر حضرت عیسٰی علیہ السّلام تک حضرات انبیاء علیہم السّلام کی ایک سلسلہ وار زنجیر ہے اور حضرت ہاجرہؓ کو مکۃ المکرمہ کی وادیٔ غیر ذی ذرع میں بسایا اور ان کی نسل سے حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت خاتم الانبیاء سید الکونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ پھر ان دونوں شہروں کو ایسا شرف اور قبولیت حاصل ہوئی جو دنیا کے دیگر شہروں کو حاصل نہیں پھر مدینۃ المنورہ کو حضرت سید الکونین علیہ السّلام کی جائے ہجرت ہونیکی وجہ سے مکۃ المکرمہ کے برابر کا شرف اور عزت اور عظمت حاصل ہوگئی، اور آج دنیا میں ایک خدا کو ماننے والا ہر انسان وہاں کی حاضری کو اپنے لئے باعث شرف وعزت محسوس کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اعلان

جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو اللہ سے گذارش کی کہ اے بارگاہ الٰہی کعبۃ اللہ کی تعمیر کا تیرا حکم تھا اب میں تعمیر کے کام سے فارغ ہوچکا ہوں تو اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم لوگوں کے درمیان حج بیت اللہ کا اعلان کرو تو اس پر حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے گذارش فرمائی کہ اے اللہ یہاں آس پاس میں دُور دُور تک بھی انسان کی آبادی نہیں ہے یہاں سے سیکڑوں میل دُور دُور انسان رہتے ہیں میری آواز وہاں تک کیسے پہنچے گی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا کہ اے ابراہیمؑ تمہیں اس بات کی فکر نہیں ہونی چاہیئے کہ تمہاری

آواز تمام انسانوں تک کیسے پہنچے گی بس تمہارا کام اعلان کرنا ہے۔ اور تمام انسانوں تک آواز کا پہنچانا ہمارا کام ہے جب اللہ کی طرف سے یہ ندیٰ آئی تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اطمینان ہوا اور صفا پہاڑی سے متصل ایک طویل عریض اُونچا پہاڑ ہے جسکو جبلِ ابو قبیس کہتے ہیں اسکی چوٹی پر پہنچکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے دونوں کانوں میں انگلی ڈالکر خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے حکم کی تعمیل میں زور زور سے اس قسم کے الفاظ سے اعلان فرمایا۔

یَا اَیُّهَا النَّاس اِنَّ اللّٰه تعالٰی کتبَ علیکم الحجَّ ؛ اے انسانو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر حج بیت اللہ کو فرض کر دیا ہے فَاَجِیْبُوْا رَبَّکم لہٰذا تم اپنے رَبّ کی دعوت کو قبول کرو۔ اور بعض روایات میں مقامِ ابراہیمؑ پر کھڑے ہوکر اعلان کرنیکا ذکر آیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جبلِ ابو قبیس پر اور مقامِ ابراہیمؑ پر کئی جگہ کھڑے ہوکر کئی مرتبہ اعلان فرمایا تھا: جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حکمِ خداوندی کی تعمیل میں اسطرح کے الفاظ سے اعلان فرمایا تو حضرت ابراہیمؑ کی آواز تمام نسلِ انسانی کو پہنچ گئی۔ مَردوں کی پشت دَر پشت سے جو انسان پیدا ہونیوالے ہیں اور عورتوں کے رحموں میں جو انسان پَرورش پانے والے ہیں اُن سب کے کانوں تک حضرت ابراہیمؑ کی آواز گونجنے لگی۔ سُننِ کبریٰ کی روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ آسمانوں میں جتنی مخلوق ہے اسی طرح زمینوں میں جتنی مخلوق ہے چاہے انسان ہو یا جنّات ہو یا فرشتے ہوں غرضیکہ جو بھی مخلوق ہوں انمیں حضرت ابراہیمؑ کی آواز پہنچ گئی۔ اسوقت جس جس نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہا ہے اسکو حج بیت اللہ نصیب ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر سب سے پہلے یمن والوں نے لبیک کہا اسکے بعد دُنیا کے ہر طرف کے لوگوں کی طرف سے لبیک کا جواب آیا۔

(تفسیر رُوح المعانی سورۂ حج آیت ۲۷، ۲۱۲/۱۰ السنن الکبریٰ ۲۸۵/۷، حدیث ۹۹۳۲)

بعض روایات میں اس بات کا بھی ذکر ملتا ہے کہ حج صرف اس شخص کو نصیب ہوتا ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا ہے اور جس نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک نہیں کہا اُسے حج نصیب نہیں ہوتا ہے حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر جس نے جتنی بار لبیک کہا ہے اسکو اتنی ہی مرتبہ حج نصیب ہوگا۔ اگر کسی نے دس مرتبہ لبیک کہا ہے تو اُسے دس مرتبہ اور جس نے پچاس مرتبہ کہا ہے تو اُسے پچاس مرتبہ حج نصیب ہوگا۔ اس مضمون سے متعلق چند حدیثیں آئندہ مستقل سرخیوں کے تحت آرہی ہیں۔

شجر و حجر اور پہاڑوں نے بھی ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہا

بعض روایات میں اس بات کی وضاحت آئی ہے کہ روئے زمین کی ہر شئی نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر ان الفاظ سے جواب دیا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حتیٰ کہ ہر پتھر ہر درخت ہر پہاڑ ہر ٹیلے سے بھی لبیک کی صدائیں آئی ہیں۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابن عباسؓ لَمَّا بنیٰ ابراھیم علیہ السَّلام اَلْبیتَ اَوْحیَ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اِلَیْہِ اَنْ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحج قال فقال ابراھیم الا انّ ربّکم قد اتّخذ بیتًا و اَمَرَکُمْ اَنْ تَحُجُّوْہُ فَاسْتَجَابَ لَہٗ مَا سَمِعَہٗ مِنْ حجرٍ او شجرٍ او اکمۃٍ او تُرَابٍ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ،

(شعب الایمان ۳/۴۲۱
حدیث ۳۹۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر مکمل فرمائی تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اُن پر اس بات کی وحی نازل فرمائی کہ لوگوں کے درمیان حج بیت اللہ کا اعلان فرمادیں تو حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ کیسا تھ اعلان فرمایا اے لوگو بیشک تمہارے رب نے ایک گھر بنایا اور تمکو اس بات کا حکم کیا کہ تم اسکا حج کرو تو ہر پتھر یا درخت یا پہاڑ و ٹیلے اور مٹی کے تودے اور ہر شئی جس نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز سنی اُس نے ان الفاظ سے جواب دیا لبیک اللّٰھم لبیک اے اللہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں تیرے دربار میں۔

اور ایک حدیث شریف السنن الکبریٰ بیہقی میں الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ مزید وضاحت سے مروی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

عن ابن عباسؓ فی قولہ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالحج۔ قَالَ لَمَّا اَمَرَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِبْرَاھِیْمَ اَنْ یُؤَذِّنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ قَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ اتَّخَذَ بَیْتًا وَاَمَرَکُمْ اَنْ تَحُجُّوْہُ فَاسْتَجَابَ لَہٗ مَا سَمِعَہٗ مِنْ حَجَرٍ اَوْشَجَرٍ اَوْ اَکَمَۃٍ اَوْتُرَابٍ اَوْشَیْءٍ فَقَالُوْا لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی نسخہ جدید ۷/۳۸۴ حدیث ۹۹۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کریمہ (وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ) کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس بات کا حکم فرمایا کہ لوگوں میں حج بیت اللہ کا اعلان کردیں، تو حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ سے اعلان فرمایا۔ اے انسانو! بیشک تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور تم کو اس بات کا حکم فرمایا ہے کہ تم اسکا قصد کر کے حج کیا کرو، تو حضرت ابراہیمؑ کے اعلان کا ہر اس مخلوق نے جواب دیا جس نے یہ اعلان سُنا حتی کہ پتھروں اور درختوں اور پہاڑوں و ٹیلوں اور مٹی کے تودوں اور ہر شئی نے ان الفاظ سے جواب دیا لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ۔

ایک حدیث شریف مستدرک حاکم اور سُنن کبریٰ میں اس سے بھی وضاحت کے ساتھ مروی ہے جسمیں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی آواز آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوق نے سُنی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی آواز پر لبیک کے ذریعہ جواب دینے کا حکم ہوا تھا، اسلئے حج وعمرہ کا احرام باندھتے وقت تلبیہ پڑھنے کو شرط کے درجہ میں قرار دیا گیا، چنانچہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہیگا کہ جو جہاں سے احرام

باندھیگا اُس پر وہیں سے تلبیہ پڑھنا واجب ہوجاتا ہے پھر عمرہ کا احرام باندھنے والوں پر طواف شروع کرنے تک تلبیہ پڑھنے کا حکم ہے۔ اور حج کا احرام باندھنے والوں پر جمرۂ عقبہ کی رمی میں پہلی کنکری کی رمی تک لبیک لبیک پکارنے کا حکم ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے ۔

عن ابن عباسؓ قَالَ لَمَّا فرغ ابراهيم عَلَيْهِ السَّلام من بناء الْبَيْتِ قَالَ رَبِّ قَدْ فَرَغتُ فَقَالَ اَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ قَالَ رَبِّ وَمَا يَبْلُغُ صَوْتِى قَالَ اَذِّنْ وَعَلَىَّ الْبَلَاغُ قَالَ رَبِّ كَيْفَ اَقُوْلُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ حَجُّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ فَسَمِعَهُ مَنْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَلَا تَرٰى اَنَّهُمْ يَجِيْئُوْنَ مِنْ اَقْصَى الْاَرْضِ يُلَبُّوْنَ ۔

(السنن الکبریٰ ۲۸۵/۷، حدیث ۹۹۳۲، المستدرک للحاکم جدید ۳۰۱/۲ حدیث ۳۴۶۴، نسخہ قدیم ۳۸۹/۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/۵۱۸ حدیث ۱۱۸۶۷)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو اللہ سے فرمایا کہ اے میرے رب میں بناء کعبہ سے فارغ ہوگیا ہوں تو اللہ نے فرمایا کہ لوگوں میں حج بیت اللہ کا اعلان کردو تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اے میرے رب میری آواز لوگوں تک کیسے پہنچے گی تو اللہ نے فرمایا آپ اعلان کردیں اور پہنچانا میرا کام ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں کس طرح کے الفاظ سے اعلان کروں تو اللہ نے فرمایا کہ یہ الفاظ ہیں کہ اے لوگو! تمہارے اوپر مقدس بیت اللہ کا حج لازم کردیا گیا ہے تو اس آواز کو ہر اُس مخلوق نے سنا جو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان میں رہتی ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو اس بات کو کہ بیشک لوگ روئے زمین کے ہر اطراف سے لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں ۔

حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کس نے کہا؟

صاحب تفسیر روح المعانی اور تفسیر ابن کثیر نے ابن جریر طبری اور ابن ابی حاتم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی لمبی روایت نقل فرمائی۔ روایت کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا تو آپؑ جبل ابو قبیس کی چوٹی پر چڑھ کر دونوں کانوں میں انگلی ڈال کر آواز دی کہ اے انسانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر حج بیت اللہ کو فرض کردیا ہے۔ جو انسان مردوں کی پشت میں تھے اور جو انسان عورتوں کے رحموں میں تھے انہوں نے بھی لبیک لبیک کی صداؤں سے حضرت ابراہیمؑ کے اعلان کا جواب دیا۔ اور سب سے پہلے یمن والوں نے جواب دیا اسکے بعد دنیا کے دوسرے خطوں کے لوگوں کی طرف سے جواب آیا اور جس دن حضرت ابراہیمؑ نے اعلان فرمایا تھا اس دن سے لیکر قیامت تک صرف وہ انسان حج کرسکے گا جس نے حضرت ابراہیمؑ کی دعوت پر لبیک کہا ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے۔

عن عبد اللہ بن عبّاسؓ قال ان ابراھیم علیہ السّلام صعد ابا قبیس فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ثم نادی یا ایھا النّاس ان اللہ تعالی کتب علیکم الحج فاجیبوا ربکم فاجابوہ بالتلبیۃ فی اصلاب الرجال وارحام النساء واوّل من اجاب اھل الیمن فلیس حاج یحج من یومئذ الی ان تقوم

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ جبل ابو قبیس پر چڑھ کر دونوں کانوں میں انگلی ڈال کر پکارنے لگے کہ اے انسانو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حج بیت اللہ کو فرض کردیا ہے لہذا تم اپنے رب کی دعوت کو قبول کرو تو کثیر تعداد کے ایسے لوگوں نے لبیک کے ساتھ جواب دیا ہے جو مردوں کی پشت در پشت میں موجود اور عورتوں کے رحموں میں موجود تھے۔ اور سب سے پہلے یمن والوں نے جواب دیا تھا لہذا اس

السّاعةُ الامن اجابَ یومئذٍ ابراھیم علیہ السّلام۔ (تفسیر روح المعانی ۱۰/۱۴۳، سورۂ حج آیت ۲۷، تفسیر ابن کثیر ۳/۲۹ ۵) دن سے قیامت تک کوئی حج کرکے حاجی نہیں بن سکے گا مگر وہی شخص جس نے اس دن حضرت ابراہیمؑ کی دعوت پر لبیک سے جواب دیا ہے۔

سب سے پہلے یمن والوں نے لبیک کیوں کہا ؟

یہاں یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ سب سے پہلے یمن والوں نے حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے اعلان کا جواب لبیک کے ساتھ دیا ہے کیونکہ دنیا میں اہلِ یمن کے نصیب میں دینی سبقت فطری طور پر موجود ہے کہ انصارِ مدینہ اوس وخزرج کے آباؤ اجداد یمنی تھے۔ یمن سے ہجرت کرکے مدینۃ المنورہ آکر بس گئے تھے، حضرت سید الکونین علیہ السلام تیرہ ۱۳ سالہ مکی زندگی میں تکلیفیں اور مشقتیں اور ایذائیں جھیلتے رہے' اور اس اثناء میں بہت مختصر تعداد میں کمزور لوگوں نے ایمان قبول فرمایا تھا۔ تمام بڑے بڑے سرداروں نے مخالفت کی تھی، اور جب مدینۃ المنورہ ہجرت کرکے تشریف لے آئے تو سب سے پہلے یمنی النسل اوس وخزرج کے بڑے بڑے سرداروں نے ایمان قبول فرمایا حتیٰ کہ مکی زندگی کے تیرہ ۱۳ سال میں جتنے انسانوں نے ایمان قبول کیا تھا مدنی زندگی کے تیرہ ۱۳ یوم میں اس سے زیادہ انسانوں نے ایمان کی دعوت پر لبیک کہا ہے' اسلئے کہ اہلِ مدینہ نسلاً یمنی تھے۔ ایسا ہی حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے اعلان پر لبیک کہنے میں سبقت کرنے والوں کی صفِ اوّل میں یمن والوں سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکا۔

حرمِ مقدس کی حاضری بھی صرف لبیک کہنے والے کو نصیب

کعبۃ اللہ اور حرمِ مقدس کی حاضری صرف اسی کو نصیب ہوگی جس نے حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہا ہو اور جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہا ہو اسکو اتنی مرتبہ حرمین

شریفین کی حاضری نصیب ہوگی۔ امام مجاہد بن جبیرؒ سے اس مضمون پر ایک حدیث شریف مُرسلاً مروی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

عن مجاهد قال لمّا فرغ ابراهيم عَلَيْهِ السَّلَام أمر ان يُؤذّن في النَّاسِ فقامَ على المقام فقَالَ يَا عِبَادَ الله أجِيْبُوا فأجابُوهُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ فمَنْ حَجَّ فهُوَ مِمَّنْ أجابَ دَعْوَةَ ابراهِيْم عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(شعب الایمان ۲/۴۳۹
حدیث ۴۰۰۰)

حضرت امام مجاہدؒ سے مرسلاً منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فراغت حاصل کر چکے تو لوگوں میں اعلان کا حکم ہوا تو مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر اس طرح اعلان فرمایا کہ اے اللہ کے بندو اللہ کی دعوت قبول کرو تو حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر لوگوں نے اللہ کو ان الفاظ سے جواب دیا لبیک اللّٰھم لبیک اے اللہ میں حاضر ہوتا ہوں تیرے دربار میں حاضر ہونا لہٰذا جس نے حج کیا ہو وہ وہی شخص ہوگا جس نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کا جواب دیا ہو۔

کعبۃ اللہ اور مسجدِ اقصیٰ کے درمیان کتنے زمانہ کا فاصلہ

بخاری شریف میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث شریف دو مقامات پر مذکور ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد اور سب سے پہلی عبادت گاہ کونسی ہے؟ تو آقا رنامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ دُنیا کے اندر عبادت کے لئے جو سب سے پہلے گھر بنایا گیا ہے وہ مسجد حرام ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ دونوں عبادت گاہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت قبولیت کا شرف رکھتی ہیں۔ مسجد حرام کی تعمیر کے چالیس سال کے بعد مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی گئی ہے۔ اسلئے دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ مسجد حرام ہے۔ یہ دونوں مسجدیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں سے تعمیر ہوئی ہیں۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے۔

عن ابی ذرؓ قال قلتُ یا رسُولَ اللّٰہ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلاً قال المَسْجِدُ الْحَرامُ قلتُ ثمَّ ایٌّ قال المسجدُ الاَقصیٰ قلتُ کَمْ کَانَ بَیْنَہُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ ثمَّ حیثُ مَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلٰوۃ فَصَلِّ وَالْاَرْضُ لکَ مَسْجِدٌ۔

(بخاری شریف ۱/۴۷۸ حدیث ۳۳۱۱، ۱/۴۷۷ حدیث ۳۲۵۴)

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ دُنیا میں سب سے پہلی کونسی مسجد تیار ہوئی، تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد حرام سب سے پہلی مسجد ہے۔ پھر میں نے سوال کیا۔ اسکے بعد کونسی مسجد؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ۔ پھر میں نے سوال کیا کہ دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے تو آپؐ نے جواب دیا کہ چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ پھر جہاں بھی نماز کا وقت تمہیں مل جائے تو وہیں نماز پڑھ لو۔ اور پوری روئے زمین تمہارے لئے مسجد اور سجدہ گاہ ہے۔

قرآن کریم میں بھی کعبۃ اللہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے عبادت اور ہدایت کا گھر جو بنایا گیا ہے وہ مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ ہے۔ اس گھر کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہایت برکت والا اور پورے عالم کے انسانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۹۶)

بیشک سب سے پہلا وہ گھر جو لوگوں کی عبادت کے واسطے منجانب اللہ مقرر کیا گیا ہے یقیناً وہ وہی گھر ہے جو مکہ معظمہ میں ہے، وہ نہایت برکت والا اور تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔

بنیادِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر

جس وقت کعبۃ اللہ کی تعمیر کے لئے اللہ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا تھا اُس وقت سیدنا ابراہیمؑ کی عمر ۱۰۰ سو سال ہو چکی تھی، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۳۰ تیس سال تھی، اور اسکے چالیس سال بعد جس وقت مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر ہونے لگی اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو چالیس سال اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۷۰ ستر سال ہو گئی تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام فاکہیؒ سے حضرت ابوجہمؓ کی حدیث شریف اس موضوع پر نقل فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ووقع فی حدیث ابی جھم عند الفاکھی ان عمر ابراھیم کان یومئذ مائة سنة وعمر اسماعیل ثلاثین

اور امام فاکہیؒ کے نزدیک حضرت ابوجہمؓ کی حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ بیشک بنیادِ کعبہ کے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سو سال

سنة ۔ (فتح الباری ۷/۲۶۷ تحت حدیث ۳۳۶۵) | اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیس سال ہو گئی تھی۔

بیت اللہ شریف کو البیت العتیق کیوں کہتے ہیں؟

کعبۃ اللہ کا ایک نام البیت العتیق بھی ہے۔ جسکا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور عتیق کے معنی آزاد شدہ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کا نام بیت عتیق اسلئے رکھا ہے کہ اللہ رب العالمین نے ہر ظالم و جبابرہ اور طاغوتی طاقت والوں سے بیت اللہ شریف کو آزاد اور پاک رکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کوئی طاغوتی طاقت بیت اللہ شریف پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گی۔ حضرت امام حاکم شہید نیساپوری نے مستدرک حاکم میں ایک صحیح حدیث شریف اس مضمون سے متعلق نقل فرمائی ہے جو بخاری شریف کی حدیثوں کی شرط کے مطابق ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد اللہ بن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما سمی اللہ البیت العتیق لانہ اعتقہ من الجبابرۃ فلم یظھر علیہ جبار قط۔ ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری (المستدرک للحاکم نسخۂ جدید ۴/۱۳۰۲ حدیث ۳۴۶۵)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ نے بیت اللہ کا نام عتیق اسلئے رکھا ہے کہ اس کو ہر ظالم و جابر اور طاغوتی طاقتوں سے آزاد کر رکھا ہے۔ لہٰذا کبھی کوئی ظالم و جابر اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔

کعبۃ اللہ کے اوپر بیت المعمور

بیت المعمور ساتویں آسمان میں فرشتوں کی عبادت کا گھر ہے، جیسا کہ دنیا میں

ایمان والے انسانوں کی عبادت کے لئے کعبۃ اللہ قبلہ ہے۔ اور موقع ملے تو کعبۃ اللہ کے اندر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایسا ہی ساتویں آسمان میں فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے۔ اور روزانہ اس میں ستّر ہزار فرشتے عبادت کرتے ہیں۔ اور فرشتوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ جن کا نمبر اس میں داخل ہونے کا ایک بار آچکا ہو دوبارہ ان کی باری آنے سے پہلے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔

اور بیت المعمور ساتویں آسمان میں کعبۃ اللہ کے بالکل اوپر اس طرح واقع ہے کہ اگر وہاں سے کوئی چیز گرا دی جائے تو کعبۃ اللہ کی چھت پر آکر گریگی۔ اور اوپر کی طرف سے عرش الٰہی کے نیچے ہے۔ اور آسمانوں میں بیت المعمور کی حرمت اور عظمت کا وہی حال ہے جو دنیا میں کعبۃ اللہ کا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں میں بیت المعمور کو اور زمین میں بیت اللہ شریف کو وہ اعزاز اور عظمت عطا فرمائی ہے جو آسمان وزمین کی کسی بھی عمارت کو حاصل نہیں، بلکہ دنیا کی شہرت یافتہ سّو سّو منزلہ عمارتوں کو بھی حاصل نہیں۔

آج بیت اللہ شریف کی زیارت اور اسکے طواف کے لئے دنیا کا ہر ایمان والا انسان ترس رہا ہے، جس کو نصیب ہوگئی وہ بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو بار بار نصیب فرمائے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن انس بن مالكٍ قال قال رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البيتُ المعمورُ في السَّماءِ السَّابعةِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ الفَ مَلَكٍ ثُمَّ لايعودون اليه حتّٰى تقوم السَّاعة، الحديث (شعب الایمان ۳/۴۲۸ حدیث ۳۹۹۳)	حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المعمور ساتویں آسمان میں ہے۔ اسمیں روزانہ ستّر ہزار فرشتے داخل ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، جو ایک بار داخل ہوگئے انکو دوبارہ داخل ہونیکی نوبت نہ آسکے گی حتّٰی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

ایک اور حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اس سے زیادہ واضح الفاظ میں مروی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ قال البیت المعمور بیت فی السماء بحیال الکعبة ولو سقط سقط علیها یصلّی فیه کل یوم سبعون الف ملك والحرم حرم بحیاله الی العرش۔ الحدیث

(شعب الایمان ۳/۴۳۸ حدیث ۳۹۹۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ بیت المعمور آسمانوں میں ایک گھر ہے۔ جو کعبۃ اللہ کے بالکل محاذ اور برابر میں ہے، حتیٰ کہ اگر وہ گریگا تو کعبۃ اللہ پر ہی آکر گریگا، روزانہ اسمیں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ اور حرم مکی ایسا حرم ہے کہ اسکے اوپر کو سیدھا عرش الٰہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت دوسرے الفاظ سے بھی مروی ہے اس میں بیت المعمور کا دوسرا نام الضراح بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

عن ابن عباسؓ ان فی السماء بیتا یقال له الضراح وهو فوق البیت العتیق من حیاله حرمته فی السماء کحرمة هذا فی الارض یلجه فی کل لیلة سبعون الف ملك یصلّون فیه لایعودون الیه ابدا غیر تلك اللیلة۔ الحدیث۔

(شعب الایمان ۳/۴۳۹ حدیث ۳۹۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بیشک آسمان میں ایک گھر ہے جس کو ضراح کہا جاتا ہے، اور وہ کعبۃ اللہ کے اوپر بالکل اسکے محاذ میں واقع ہے۔ اور آسمانوں میں اسکی عظمت وحرمت ایسی ہے جیسی زمین میں اس بیت اللہ شریف کی ہے۔ ہر رات اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔ جو ستر ہزار ایک رات داخل ہوتے وہ اس رات کے بعد کبھی بھی دوبارہ داخل نہیں ہو سکیں گے۔

ملائکہ کا حج

حدیث پاک میں آیا ہے کہ دُنیا میں انسانوں کو بسائے جانے سے دو ہزار سال پہلے سے ملائکہ اور فرشتے جو اللہ کی پاکباز مخلوق ہیں، بیت اللہ شریف کا حج فرمایا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کعبۃ اللہ کو اللہ رب العالمین نے انسانوں سے پہلے فرشتوں کا قبلہ بنایا تھا۔ اور جب بعد میں انسانوں کو زمین میں بسایا تو فرشتوں کے لئے بیت المعمور کو مستقل قبلہ قرار دیا، اور انسانوں کے لئے بیت اللہ شریف کو قبلہ قرار دیا چنانچہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہر زمانہ میں کسی نہ کسی قوم نے بیت اللہ کا حج کیا ہے جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔ فرشتوں کے حج کی حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن محمد بن کعب القرظی او غیرہ قال حج آدم علیہ السلام فلقیتہ الملائکۃ فقالوا برّ نسکک آدم لقد حججنا قبلک بالفی عام۔ الحدیث (السنن الکبریٰ للبیہقی ج۵ حدیث ۹۹۳۶)

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ وغیرہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو حج کرتے ہوئے ملائکہ سے ملاقات حاصل ہوئی، تو ملائکہ نے فرمایا کہ اے آدم تمہارا حج، حج مبرور اور حج مقبول ہو، تم سے دو ہزار سال پہلے سے ہم حج کرتے آئے ہیں۔

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا حج

اس وقت بیت اللہ شریف کو جو ہم دیکھ رہے ہیں، یہ اس نشان کے دائرہ میں قائم ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتلایا تھا، اور حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کے زمانہ میں اس کی علامت اور نشان بہت مختصر اور معمولی سی تھی، اور بیہقی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام

کے زمانہ میں بیت اللہ شریف کی جگہ کی علامت زمین سے صرف ایک بالشت سے کچھ زائد اونچی تھی، پھر اللہ کے حکم سے اس پر تعمیر کا سلسلہ جاری ہوا۔ بہرحال حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ملائکہ بیت اللہ کا حج فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام بھی اللہ کے حکم سے بار بار حج فرمانے لگے۔ ایک دفعہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ بیت اللہ شریف کا حج کرکے آرہا ہوں، تو ملائکہ نے فرمایا کہ آپ سے پہلے فرشتوں نے بیت اللہ شریف کا بار بار حج کیا ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن انس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كان موضع البيت في زمن آدم شبرًا أو أكثر علمًا فكانت الملائكة تحجه قبل آدم ثم حج آدم فاستقبلته الملائكة فقالوا يا آدم من أين جئت قال حججت البيت فقالوا قد حجته الملائكة قبلك. الحديث

(السنن الكبرىٰ للبيهقي ۵/۲۸۵ حديث ۹۹۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سیدنا حضرت آدمؑ کے زمانہ میں بیت اللہ کی جگہ ایک نشان کی شکل میں زمین سے ایک بالشت یا اس سے کچھ زائد اونچی تھی۔ ملائکہ حضرت آدمؑ سے پہلے اسی کا حج کیا کرتے تھے۔ پھر جب حضرت آدمؑ حج کرکے آنے لگے تو ملائکہ نے پوچھا اے آدمؑ کہاں سے آرہے ہیں حضرت آدمؑ نے جواب دیا کہ بیت اللہ کا حج کرکے آرہا ہوں۔ تو ملائکہ نے فرمایا کہ آپ سے پہلے ملائکہ اس کا حج کیا کرتے تھے۔

امام ابن خزیمہؒ نے اپنی کتاب صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی جس کو ابن خزیمہ کے حوالہ سے امام منذریؒ نے الترغیب والترہیب میں بھی نقل فرمایا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان

سے ایک ہزار مرتبہ پیدل سفر کر کے بیت اللہ شریف کی حاضری کا شرف حاصل فرمایا ہے۔ (الترغیب والترہیب ۲/۱۰۷)

اور امام منذریؒ نے امام ابوالقاسم الاصبہانیؒ سے حضرت انسؓ کی ایک روایت نقل فرمائی جس میں اس بات کو خوب واضح کر کے بیان فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے جب سفر فرمایا تو راستوں میں جن جن مقامات میں قیام فرمایا، یا کھانے پینے کا اتفاق ہوا ان تمام مقامات میں، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آبادیاں بسادی ہیں۔

عربی عبارت لمبی ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کی جارہی ہے۔ ملاحظہ ہو الترغیب والترہیب للمنذری ۲/۱۰۹) (یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ الترغیب کی مذکورہ روایت کچھ کمزور ہے۔)

حضرت نوحؑ وابراہیمؑ کا حج

امام ابوبکر بیہقیؒ نے حضرت عروہ بن زبیرؓ سے ایک حدیث شریف مرسلاً نقل فرمائی ہے۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت ہود علیہ السلام کے علاوہ باقی ہر نبی نے بیت اللہ شریف کا حج فرمایا ہے۔ اور سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیت اللہ شریف کا حج فرمایا ہے۔ پھر جب طوفانِ نوحؑ کے موقع پر عالمگیر سیلاب آیا تو بیت اللہ شریف کی جگہ پر نشان بھی باقی نہ رہا، اور معمولی سا ایک سرخ ٹیلہ اور تودہ کی شکل میں دکھائی دے رہا تھا جس میں بیت اللہ شریف کے آثار کا پتہ بھی نہیں تھا، پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبۃ اللہ کی علامت اور نشان بتلادیا، اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خالقِ کائنات

رب کریم کی طرف سے بتلائے ہوئے نشانات کے مطابق کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فراغت حاصل فرمائی تو خود حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حج فرمایا۔ اور اللہ کے حکم سے انسانوں میں حج کا اعلان فرمایا، پھر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی نے بیت اللہ کا حج فرمایا۔

روایت ملاحظہ فرمائیے۔

عن عروۃ بن الزبیر انہ قال ما من نبی الا قد حج البیت الا ما کان من ہود وصالح ولقد حجہ نوح فلما کان من الارض ما کان من الغرق اصاب البیت ما اصاب الارض وکان البیت ربوۃ حمراء فبعث ہودا علیہ السلام فتشاغل بامر قومہ حتی قبضہ اللہ الیہ فلم یحجہ حتی مات فلما بوّأہ اللہ لابراہیم علیہ السلام حجہ ثم لم یبق نبی بعدہ الا حجہ۔ الحدیث (سنن الکبری للبیہقی ۲۸۷/۴ حدیث ۹۹۳۸) بالفاظ دیگر شعب الایمان ۳/۴۴۰ حدیث ۴۰۰۲)

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی نے بیت اللہ شریف کا حج فرمایا ہے صرف حضرت ہودؑ اور صالح علیہما السلام نے حج نہیں فرمایا تھا، اور بیشک حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے بھی حج فرمایا پھر جب طوفانِ نوح کے موقع پر پوری روئے زمین سیلاب میں غرق ہوگئی تھی تو بیت اللہ شریف بھی سیلاب کی زد میں غرق ہوگیا تھا۔ اور بیت اللہ ایک سرخ تودہ اور ٹیلہ کی شکل میں رہ گیا تھا، پھر اللہ نے حضرت ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو وہ اپنی قوم کے معاملہ میں ایسے مشغول ہوگئے کہ وفات تک حج کا موقع نہ مل سکا اور اللہ نے اپنے پاس بلالیا، پھر جب اللہ رب العالمین نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی علامت اور نشانات بتلادیئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکی تعمیر فرماکر اسکا حج فرمایا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہر نبیؑ نے حج فرمایا۔

سیدنا حضرت موسیٰؑ کا حج

حضرت امام ابوبکر بیہقیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت موقوفاً نقل فرمائی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے پچاس ہزار افراد کو ساتھ لیکر بیت اللہ شریف کا حج فرمایا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اُمم سابقہ کے کوئی بھی نبی اور رسول کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے بلا احرام تشریف نہیں لے گئے۔ اور حضرت سید الکونین علیہ السلام بھی فتح مکہ کے موقع کے علاوہ جب بھی مکہ معظمہ میں داخل ہوتے تو احرام کے ساتھ ہی داخل ہوئے ہیں۔

اور امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عروہ بن زبیرؓ کی ایک روایت مرسلاً نقل فرمائی کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب کعبۃ اللہ کی نشانی اور علامت بتلادی، اور اس کی تعمیر فرمائی تو خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج فرمایا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہر نبی نے کعبۃ اللہ کا حج فرمایا ہے۔ روایت ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ قَالَ حَجَّ مُوْسٰى بن عمران في خمسين الفاً مِنْ بني اسرائيل وعليه عباءتان قطوانيتان وهو يلبي لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ تعبُّداً ورقّاً لَبَّيْكَ اَنَا عَبْدُكَ اَنَا لَدَيْكَ لَدَيْكَ يَا كَشَّافَ الكُرَبِ قَالَ قَالَ الشافعي رحمه الله وَلَمْ يُحْكَ لَنَا عن اَحَدٍ مِنَ النَّبِيِّيْنَ ولا الاُمَمِ الخالِين اَنَّهُ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے پچاس ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ حج فرمایا ہے۔ اور حضرت موسیٰؑ کے بدن پر اس وقت قطوانیہ دو عبا تھے، اور ان الفاظ سے تلبیہ پڑھ رہے تھے: میں تیرے دربار میں حاضر ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوں، تیری بندگی کے لئے غلام بنکر حاضر ہوں، میں تیرے پاس ہوں تیرے پاس حاضر ہوں اے تکلیف دور کرنیوالے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ

جاء النبيّ أحدٌ قطّ الا حرامًا ولم يدخل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مكّة علمنا الا حرامًا الا في حرب الفتح۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۳ حدیث ۹۹۲۶)

ہیں جتنے انبیاء اور امم سابقہ کے بارے میں بیت اللہ شریف کی حاضری کے بارے میں معلوم ہوا ہے ان میں سے ہر ایک نے احرام باندھکر ہی حاضری دی ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فتح مکہ مکرمہ کے موقع کے علاوہ ہر بار احرام باندھکر تشریف لے گئے ہیں۔

کشتی نوح علیہ السلام کا طواف

تفسیر مظہری اور تفسیر قرطبی اور معارف القرآن وغیرہ میں سورۂ ہود آیت ۳۶ سے ۴۴ تک کی تفسیر کے تحت طوفانِ نوح اور کشتی نوح سے متعلق تفسیر کرتے ہوئے نقل کیا گیا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام دس رجب کو اپنے ساتھ ایمان والے انسانوں اور دیگر مخلوق کو لیکر سوار ہو گئے، اور دس رجب سے دس محرم الحرام تک طوفانی سیلاب کی موجوں میں گشت کرتی ہوئی حضرت نوح علیہ السلام کے آبائی وطن شمالی عراق کے موصل اور آرمینیہ کے علاقہ سے چکر لگاتی ہوئی جب مکۃ المکرمہ پہنچ گئی تو کشتی نوح نے بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا اسکے بعد یہ کشتی پہاڑوں کیطرح اونچے اونچے موجوں کے درمیان بہتی ہوئی شمالی عراق کے جبلِ جودی کے اوپر جاکر رک گئی (مستفاد معارف القرآن ۴/۶۳۲)

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو وہ اعزاز اور عظمت عطا فرمائی جو دنیا کے کسی مقام کو حاصل نہیں۔ اور دنیا کی ستو ستو منزلہ عمارتوں کو لوگ نہیں جانتے مگر دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک کے بچے بچے کعبۃ اللہ کے نام سے واقف ہیں۔ کشتی نوح کے طواف کی عبارت ملاحظہ فرمایئے، جو امام قرطبی اور صاحب تفسیر مظہری نے نقل فرمائی ہے۔

قَالَ الْبَغَوِیُّ اَنَّہٗ رُوِیَ اَنَّ نُوْحًا رَکِبَ السَّفِیْنَۃَ لِعَشْرٍ مَضَتْ مِنْ رَجَبٍ وَجَرَتْ بِہِمُ السَّفِیْنَۃُ سِتَّۃَ اَشْہُرٍ وَمَرَّتْ بِالْبَیْتِ فَطَافَتْ بِہٖ سَبْعًا وَقَدْ رَفَعَہُ اللّٰہُ مِنَ الْغَرَقِ وَبَقِیَ مَوْضِعُہٗ وَھَبَطُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ۔ الخ (تفسیر مظہری ۹۰/۵ وصفحہ ۱۱۵ تفسیر قرطبی ۲۶/۵)

حضرت امام بغوی نے فرمایا کہ روایت کی گئی کہ حضرت نوح علیہ السلام دس رجب کو کشتی پر سوار ہوگئے اور کشتی ان سب کو لیکر چھ ماہ تک طوفانی سیلاب میں چلتی رہی اور جب بیت اللہ کے پاس سے گذری تو بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے غرق سے اسکو بچا کر اٹھا لیا تھا اور اسکی جگہ باقی تھی اسی کا طواف کیا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لیکر دس محرم الحرام عاشوراء کے دن کشتی سے اترے

بیت اللہ شریف کی تعمیر

بیت اللہ کی تعمیر کے بارہ میں محدثین اور مفسرین نے بہت سے اقوال نقل فرمائے ہیں سب کو جمع کر کے دیکھا جائے تو دس مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیری تاریخ ہمارے سامنے آتی ہے اور دس مرتبہ کی تفصیل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے مؤطا امام مالکؒ کی شرح اَوْجَزُ المَسَالِکْ میں نقل فرمایا ہے اور بالفاظِ دیگر کچھ کم وبیش کیساتھ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اور حافظ بدر الدین عینیؒ نے عمدۃ القاری میں بھی نقل فرمایا ہے ۔ اور اختصار کے ساتھ ایضاح الطحاوی میں بھی نقل کیا گیا تھا جو یہاں بھی نقل کیا جارہا ہے ۔

۱ تخلیقِ آدم سے پہلے حضراتِ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی تھی ۔

۲ حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں اترنے کے بعد سب سے پہلے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی اور اسکا طواف فرمایا ۔

۳ حضرت شیث علیہ السلام کی تعمیر۔

۴ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر۔ طوفانِ نوحؑ کے بعد کعبۃ اللہ کے آثار کا بھی پتہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کے بنیادی آثار اور نشانات بتلا دیئے۔ انہیں نشانات کے مطابق حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لیکر بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی جسکا ذکر قرآن کریم میں بہت شاندار انداز سے کیا گیا ہے۔

۵ قوم عمالقہ کی تعمیر۔

۶ قوم جرہم کی تعمیر۔ حضرت امام بیہقیؒ نے شعب الایمان ۴۲۷/۲ حدیث ۳۹۹۱ میں اس بارے میں ایک لمبی حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔

۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد قصی کلاب کی تعمیر۔

۸ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۲ سال کی عمر میں قریشِ مکہ کی تعمیر جس میں حضرت سید الکونین علیہ السلام بھی شریک تھے اور حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے کا شرف بھی درحقیقت آپ ہی کو حاصل ہوا تھا۔

۹ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے منشاءِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تعمیر فرمائی تھی کہ آقائے نامدار علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے موقع میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ آئندہ سال تک اگر زندگی نے ساتھ دیا تو کعبۃ اللہ کی تعمیر اس طریقے سے کیجائے گی کہ اسکے دو دروازے ہونگے ایک شرقی دوسرا غربی تاکہ داخل ہونیوالے ایک سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل سکیں۔ اور حطیم کعبہ کو کعبۃ اللہ میں شامل کردیا جائیگا۔ مگر آئندہ سال تک حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں موجود نہیں رہے بلکہ پردہ فرما کر تشریف لے گئے۔ پھر جب حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی مکۃ المکرمہ میں خلافت قائم ہوگئی تھی تو انہوں نے منشاءِ نبوت کے مطابق کعبۃ اللہ

کی تعمیر فرمائی حطیم کعبہ کو کعبہ سے ملا کر شامل فرمادیا اور جو دروازہ فی الحال موجود ہے اسکے بالمقابل مغرب کی جانب سے دوسرا دروازہ بنا دیا تھا اسکا نشان آج بھی دیوار کعبہ کے پتھروں سے نظر آتا ہے۔

۱ جب حجاج بن یوسف نے مکۃ المکرمہ پر چڑھائی کی اور لشکر کشی کر کے کعبۃ اللہ پر منجنیق اور گولے برسائے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کر دیا یہ کہکر کعبۃ اللہ کو ڈھا دیا کہ ابن زبیرؓ کی تعمیر کردہ بیت اللہ کا نشان بھی باقی نہیں رہنا چاہیئے اسکے بعد اُس نے اسی طرح سے تعمیر کردی جسطرح قریش نے کی تھی کہ حطیم کو کعبۃ اللہ کی عمارت سے خارج کر دیا اور غربی دروازہ کو بند کر دیا۔ آج بھی کعبۃ اللہ کا نقشہ اسی حالت میں ہے جسطرح قریش اور حجاج بن یوسف کے زمانہ میں تھا۔ پھر جب بادشاہ ہارون رشید کا زمانہ آیا تو انہوں نے منشاءِ رسول اللہؐ کے مطابق تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اُسوقت کے امام اور مجتہد حضرت امام مالکؒ نے فتویٰ دیدیا کہ اب کعبۃ اللہ میں کسی قسم کی ترمیم جائز نہ ہوگی۔ ورنہ کعبۃ اللہ ہر آنے والے بادشاہ کا کھلونا بنجائیگا۔

(ایضاح الطحاوی ۶۲۹/۳ بالفاظِ دیگر عمدۃ القاری قدیم ۲۱۶/۵)

زیادہ تفصیل اوجزالمسالک ۲۷۵/۲ تا ۲۸۶/ میں ہے۔

انما بُنِیَتْ عشر مراتٍ منها بِنَاءُ الملائکۃِ ومنها بناءُ آدم ومنها بناءُ أولادہٖ وبناءُ ابْرَاهِیْمَ وبِنَاءُ العَمالیقِ وبِنَاءُ جُرْهم وبناءُ قُصَی ابن کِلَابٍ وبناءُ قُرَیشٍ وبِنَاءُ ابن الزُّبَیْرِ۔ (اَوجز المسالک ۲۷۵/۲)

بیشک کعبۃ اللہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی۔ انہیں سے فرشتوں کی تعمیر، اور حضرت آدمؑ کی اور اُن کی اولاد کی اور حضرت ابراہیمؑ کی اور قوم عمالقہ کی اور قومِ جُرہم کی اور قصی بن کلاب کی اور قریش کی، اور ابن زبیرؓ کی تعمیر ہوئی ہے۔

عن الرشید او المهدی او المنصور انّه اَرَادَ ان یُعیدَ الکعبۃ علیٰ ما فعلہ ابن الزّبیر فناشدہ مالکؒ فی ذٰلک وقال اَخشٰی ان یصیر ملعبۃ فترکہ۔ (اوجز المسالک قدیم ۳/۲۰۲)

بادشاہ ہارون رشید یا مہدی یا منصور نے بناء عبداللہ بن زبیرؓ کے مطابق تعمیر کے اعادہ کا ارادہ کیا تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ خدا کے لئے ایسا نہ کرنا ورنہ آنیوالے بادشاہوں کا کھلواڑ بنجائیگا۔ تو چھوڑ دیا۔

مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کو اعزاز کا شرف کیسے حاصل ہوا

حضرت امام حافظ ابن حبانؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل فرمائی کہ حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مکۃ المکرمہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا تھا کہ تجھ سے زیادہ پاک اور مقدس شہر دنیا میں کوئی دوسرا نہیں۔ اور میرے لئے تجھ سے زیادہ محبوب ترین شہر کوئی نہیں۔ اگر دشمنانِ اسلام مجھے تیرے پاس سے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑکر کہیں اور جاکر ہرگز رہائش اختیار نہ کرتا۔ مگر تیرے یہاں رہ کر دعوت و تبلیغ پر سخت پابندیوں اور دشواریوں اور رکاوٹوں نے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور دعوتِ اسلام کی آزادی کے لئے مجبوراً تجھے چھوڑنا پڑا۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابن عبّاسؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَطْیَبَكِ مِنْ بلدۃٍ واَحَبَّكِ اِلَیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِی اَخْرَجُوْنِی مِنْكِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَكِ۔ الحدیث (صحیح ابن حبان/۲۰۶ حدیث ۳۷۰۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۃ المکرمہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تجھ سے زیادہ پاک اور مقدس شہر کوئی نہیں، اور میرے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ شہر بھی کوئی نہیں۔ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تجھے چھوڑکر اور کہیں کی رہائش ہرگز اختیار نہ کرتا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے قدموں کے صدقہ سے جن شہروں کو عظمت حاصل ہے قیامت تک ان مقدس شہروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہیگا۔ مکۃ المکرمہ کو اللہ نے پہلے ہی عزت وشرف سے نواز رکھا تھا مگر حضرت ابراہیمؑ کی آمدورفت اور ان کے خاندان کے آباد ہونیکے بعد سے اس کی عظمت وشرف دنیا میں عام ہوگئی اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی پہلی اہلیہ کیساتھ یروشلم میں رہائش اختیار فرمانیکی وجہ سے وہاں سے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری ہوا اور آج اس شہر کو عزت وعظمت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ہجرت سے قبل مدینۃ المنورہ کی کوئی اہمیت اور اعزاز نہیں تھا اور اسکا نام یثرب تھا اور طرح طرح کے امراض اور وباء کی جگہ سے مشہور تھا۔ مگر حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء علیہ السلام کی تشریف آوری پر اسکا نام یثرب کے بجائے مدینۃ المنورہ ہوگیا اور آپ کی برکت سے وباء اور خطرناک امراض کا سلسلہ ختم ہوکر رحمت کی جگہ بن گیا حرم مکی کیطرح حدودِ مدینہ کو حدودِ حرم مدنی کا شرف حاصل ہوگیا۔ پوری دنیا میں مکۃ المکرمہ کے برابر شہرت اور اعزاز حاصل ہوا۔ آج دنیا کے انسان ہر وقت ہر ٹائم آنکھوں سے اس کی حاضری کی سعادت سے ترستے رہتے ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی آمدورفت اور ان کے قدموں کے صدقہ سے جسطرح مکۃ المکرمہ کو عزت وشرف حاصل ہوا۔ اسی طرح محض حضرت سید الکونینؐ کے صدقہ سے مدینۃ المنورہ کو عظمت وشہرت کا بلند مقام حاصل ہوا۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❊ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرمین شریفین کے متبرک مقامات اور مشہور اعمال کے اصطلاحی نام

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰھِیۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ (آل عمران ۹۶)

یقیناً روئے زمین میں سب سے پہلا گھر یہی ہے جو مکۃ المکرمہ میں لوگوں (کی عبادت کے لئے) مقرر کیا گیا ہے، جو نہایت برکت والا اور پورے عالم کے انسانوں کیلئے ذریعہ ہدایت ہے۔ اس میں کھلی ہوئی واضح نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم۔ اور جو بھی اس میں داخل ہوگا ہر خطرے سے مامون اور محفوظ ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے بڑے مؤثر انداز سے ارشاد فرمایا کہ مکۃ المکرمہ میں بہت سے متبرک مقامات اور بہت سی متبرک اشیاء کے ذریعہ عبرت اور ہدایت ہیں اسلئے حج کے موقعہ پر حاجی کیلئے وہاں کے مشہور الفاظ اور مقامات متبرکہ کے مشہور ومعروف ناموں کو جاننا ضروری ہے۔ اگر وہاں کے مشہور اصطلاحی الفاظ کے معنی اور مطلب نہیں سمجھیں گے تو بہت سے مناسک حج کی ادائے گی میں کمی آسکتی ہے اسلئے ضروری محسوس ہوا کہ وہاں کے اصطلاحی الفاظ اور متبرک مقامات کے ناموں کی تشریح کردی جائے۔

احرام احرام کے معنی کسی چیز کو حرام کرنے کے ہیں۔ اور حاجی جس وقت حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھتا ہے تو اسکے اوپر بہت سے ایسے امور حرام ہوجاتے ہیں جو احرام سے پہلے حلال تھے۔ اسلئے اسکو احرام کہا جاتا ہے۔ اور لوگوں میں یہ جو مشہور ہے کہ احرام کی دو چادریں جو حاجی استعمال کرتا ہے اسکو احرام

کہدیا جاتا ہے یہ مجازاً کہا جاتا ہے، ورنہ حقیقت میں یہ احرام نہیں ہے۔

(مستفاد ھدایہ ۱/۲۱۷ غنیہ جدید/۶۶)

افراد افراد کا مطلب یہ ہے کہ حاجی میقات سے صرف حج کا احرام باندھ کر روانہ ہوجاتے اور مکہ مکرمہ پہنچکر احرام نہ کھولے، بلکہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کر کے احرام کھولدے۔ ایسے حاجی کو مفرد بالحج کہا جاتا ہے۔

(المسالک فی المناسک ۱/۳۶۹)

آفاقی یہ اس حاجی کیلئے بولتے ہیں جو میقات کے باہر سے حج یا عمرہ کے لئے حرم شریف پہونچتا ہے۔ جیسا کہ ہندوستانی، پاکستانی، افغانستانی، یمنی، مصری، نجدی، شامی، افریقی، یورپی وغیرہ ہیں۔ (ہدایہ ۱/۲۱۴)

اشہر حج یہ ماہ شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے عشرۂ اول کیلئے بولتے ہیں۔ یہ حج کے مہینے ہیں (ترمذی شریف مع العرف الشذی ج۱/۱۸۶)

اشہر حرم ان مہینوں کو کہا جاتا ہے جن میں قتل وقتال جائز نہیں ہوتا۔ اور یہ رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ (ترمذی ج۱ ص۱۸۶)

ایام نحر یہ دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک تین دن کیلئے بولتے ہیں۔ (ہدایہ ج۴ ص۴۳)

ایام تشریق یہ گیارہویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک تین دن کیلئے بولتے ہیں لیکن چونکہ نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک پانچ دنوں میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے، اسلئے مجازاً ان پانچ دنوں کو بھی ایام تشریق کہا جاتا ہے (ہدایہ ج۴ ص۴۳)

ایام حج یہ آٹھویں ذی الحجہ سے لیکر بارہویں ذی الحجہ تک پانچ دن کے لئے بولتے ہیں۔ اور انہیں پانچ دنوں میں حج کے سارے مناسک ادا کیئے

جاتے ہیں۔ اسلئے ان پانچ دنوں کو ایام حج کہا جاتا ہے۔

اضطباع اسکا مطلب یہ ہے کہ احرام کی اُوپر والی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں کندھے پر ڈالدینا، اور دائیں کندھے کو کھلے رہنے دینا۔ اسکی تفصیل اضطباع کے عنوان میں دیکھی جائے۔

اِستلام اسکا مطلب یہ ہے کہ حجرِ اسود کو منہ سے بوسہ دیا جائے یا ہاتھ سے چھُو دیا جائے، یا ہاتھ سے چھوکر ہاتھ کو چوم لیا جائے، یا ہاتھ سے دُور سے اشارہ کرکے ہاتھ کو چوم لیا جائے۔ (غنیۃ جدید/۱۰۲) نیز رکن یمانی پر ہاتھ لگانے کو بھی استلام کہا جاتا ہے۔

بابُ السّلام یہ مسجدِ حرام کے اس دروازہ کا نام ہے جو صفا مروہ کی طرف سے داخل ہونے میں پڑتا ہے۔ بیت اللہ شریف میں سب سے پہلے اسی دروازہ سے داخل ہونا افضل ہے۔ اور صفا مروہ کی طرف سے بہت سے دروازے ہیں، ہر دروازے پر نام لکھا ہوا ہے۔ نیز مدینہ منوّرہ میں مسجد نبویؐ کے ایک دروازہ کا نام بھی باب السّلام ہے۔

بابُ الفتح یہ مسجدِ حرام کا ایک بڑا گیٹ ہے جو دُو بڑے میناروں کے درمیان میں ہے۔ اور فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ کی طرف سے حرم مکرم میں داخل ہوتے تھے۔

بابُ العمرہ یہ مسجدِ حرام کا ایک بڑا گیٹ ہے جو دُو میناروں کے درمیان میں ہے۔ اور عمرۃ القضاء کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی گیٹ سے داخل ہوتے تھے۔ اور اس گیٹ سے نکلنے کے بعد تھوڑے فاصلہ پر سامنے مدرسہ صولتیہ ہے۔

بابُ الفہد یہ مسجدِ حرام کے اس حصّہ کا بڑا گیٹ ہے جو شاہ فہد نے نیا حرم بنایا ہے۔ اور مسجد حرام کا یہ حصّہ ایرکنڈیشن ہے۔ اس حصّہ سے نکلنے کا

یہ گیٹ بھی بہت بڑا ہے۔ اور دو بڑے میناروں کے درمیان میں ہے۔

بابِ عبدالعزیز یہ بھی دو بڑے میناروں کے درمیان میں بہت بڑا گیٹ ہے۔ اس گیٹ سے داخل ہونیکے بعد خانۂ کعبہ کا رُکن یمانی سامنے پڑتا ہے۔ اور اس گیٹ کو بابُ السعود بھی کہا جاتا ہے۔ اور مسجد نبویؐ میں بھی ایک دروازہ باب عبدالعزیز سے موسوم ہے۔

بابِ بلالؓ یہ بھی مسجد حرام کا بڑا گیٹ ہے۔ مگر اس گیٹ پر ایک مینار ہے۔ یہ گیٹ صفا پہاڑی اور بابِ عبدالعزیز کے درمیانی حصّہ میں ہے۔ ان ابواب کے علاوہ مسجد حرام میں داخل ہونے کیلئے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے دروازے ہیں۔ مثلاً بابِ مدینہ، بابِ حُدیبیہ، باب بنوشیبہ وغیرہ۔ اور مسجد حرام میں داخل ہونے کیلئے کل ۹۵ دروازے ہیں۔

بابِ جبریلؑ یہ مسجد نبویؐ کا وہ دروازہ ہے جس سے حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس دروازہ سے باہر نکلنے سے جنّۃ البقیع سامنے پڑتا ہے۔ اور اس دروازہ سے داخل ہونیکے بعد دائیں ہاتھ کو جانبِ شمال میں اصحابِ صفہ کی قیامگاہ پڑیگی۔ اور بائیں ہاتھ کو جانبِ جنوب میں یعنی جانبِ قبلہ میں حضرت فاطمہؓ کا حجرہ ہے۔ اور تھوڑا سا آگے بڑھنے پر حجرہ فاطمہؓ ختم ہوکر بائیں ہاتھ کو ریاض الجنّۃ کا حصّہ شروع ہوجاتا ہے۔

بابُ النساء یہ دروازہ بھی مسجد نبوی کا قدیم دروازہ ہے۔ جو باب جبرئیل ع کی جانب میں اس سے ذرا سا ہٹ کر واقع ہے۔

بابِ عبدالعزیز یہ بھی مسجد نبویؐ کا ایک دروازہ ہے۔ اور مسجد نبویؐ میں مشرقی سمت میں تین دروازے بہت بڑے بڑے اور مشہور ہیں (۱) بابِ جبرئیلؑ (۲) باب النساء (۳) باب عبدالعزیز۔ ان میں سے

باب عبدالعزیز جدید ہے، اور باب جبرئیل اور باب النساء قدیم ہیں۔

باب عمرؓ، باب مجیدی، باب عثمانؓ

مسجد نبوی کی جانب شمال میں تین دروازے بہت بڑے بڑے اور مشہور ہیں (۱) باب عمرؓ (۲) باب مجیدی (۳) باب عثمانؓ، ان میں باب عمرؓ اور باب عثمانؓ سعودی حکومت نے بنائے ہیں۔ اور باب مجیدی ترکی حکومت کے زمانہ میں سلطان عبدالمجید ترکی نے بنایا ہے۔ اور انہیں باب مجیدی درمیان میں ہے۔ اور باب عمرؓ بائیں جانب اور باب عثمانؓ داہنی جانب میں واقع ہے۔ اور مسجد نبوی میں ترکوں کی تعمیر کا حصہ بہت بڑے بڑے آثار کے ساتھ سُرخ رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

بابُ السعودؒ، باب ابوبکرؓ، بابُ الرحمۃ، بابُ السلام

یہ چاروں دروازے مسجد نبویؐ کی جانب مغرب میں ہیں۔ ان میں سے باب السعود اور باب ابوبکرؓ جدید ہیں۔ اور بابُ الرحمۃ اور باب السلام قدیم ہیں۔

بدنہ طوافِ زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری ہو جائے۔ یا حالتِ جنابت یا حالتِ حیض ونفاس میں طوافِ زیارت کیا جائے تو جرمانہ میں ایک اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوتی ہے۔ اس کو بدنہ کہتے ہیں۔

تلبیہ اسکے معنی لبیک کہنے کے ہیں جو بوقت احرام پڑھا جاتا ہے اسکی تفصیل تلبیہ کے عنوان میں دیکھ لی جائے۔

تکبیر اسکے معنی اللہ اکبر کہنے اور تکبیر تشریق کے الفاظ پڑھنے کے ہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۴۱ میں یہی لکھا ہے۔

تہلیل اس کے معنی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھنے کے ہیں۔

تحمید اس کے معنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھنے کے ہیں۔

تسبیح اس کے معنی سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھنے کے ہیں۔

تمتع یہ ایسے حج کو کہا جاتا ہے جسمیں حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے اور ارکانِ عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیا جائے، پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے۔ اس کی تفصیل حج تمتع کے عنوان میں دیکھ لی جائے

تنعیم یہ مکۃ المکرمہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے، جو حدودِ حرم سے باہر پڑتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکرؓ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھنے کیلئے اس پہاڑ کے دامن میں بھیجا تھا۔ اور جہاں حضرت عائشہؓ نے احرام باندھا تھا وہاں اسوقت ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے جو مسجد عائشہؓ کے نام سے مشہور ہے۔ اہلِ مکہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے یہیں آتے ہیں اور جنت المعلیٰ کے راستہ سے حرم شریف اور اس مقام کے درمیان چھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ (ایضاح الطحاوی ۱۳۲/۲)

جعرانہ یہ مقام حرم شریف سے جبلِ نور یعنی غارِ حرا اور شرائع کی طرف سے ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی کی طرف السیل الکبیر سے ہوتے ہوتے طائف اور نجد وغیرہ کو ڈو طرفہ ہائی وے روڈ ہے جسکو خط سریع بھی کہا جاتا ہے اور اسی کلومیٹر کے فاصلہ پر میقاتِ قرن المنازل پڑتا ہے۔ اور ۱۶ کلومیٹر پر ایک راستہ بائیں ہاتھ کو مدینۃ المنورہ کی طرف جارہا ہے۔ وہاں سے مزید ۹ کلومیٹر پر مدینہ روڈ پہ مقام جعرانہ واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر حضرت سید الکونین ﷺ نے حنین وہوازن کا مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تھا اور آپ نے وہاں سے رات ہی

میں عمرہ فرمایا تھا اور وہاں آپؐ کے خیمہ کی جگہ پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے اور لوگ یہاں سے بھی عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔

جمرات یا جمار یہ منیٰ کے وہ تین مشہور کھمبے ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ انہیں سے حرم شریف کی طرف بالکل اخیر میں جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ عقبہ، جمرۃ الکبریٰ، جمرۃ الاخریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اسکے بعد جو دوسرے نمبر کا کھمبا ہے اسکو جمرۂ وسطیٰ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد مسجدِ خیف سے قریب کا جو کھمبا ہے اسکو جمرۂ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

جنتُ المعلیٰ یہ مکۃ المکرمہ کا وہ قبرستان ہے جسمیں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے مدفون ہیں۔ نیز صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد بھی اسمیں مدفون ہے۔ اور ہمارے اکابر میں سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور یہ قبرستان دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ درمیان میں سڑک بنی ہوئی ہے۔ اور اس سڑک سے حرم شریف کی طرف کا حصہ کافی بڑا ہے۔ اور اس کے مدمقابل پہاڑ کے دامن کا حصہ کچھ چھوٹا ہے۔ اسی حصہ میں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مزار مبارک ہے۔ اور اس قبرستان میں دفن ہونا بڑی خوش قسمتی ہے۔

جنت البقیع یہ مدینۃ المنورہ کا وسیع وعریض قبرستان ہے، جسمیں ہزارہا صحابہ وتابعین مدفون ہیں۔ حضرت فاطمہؓ اور امہات المؤمنینؓ حضرت عثمانِ غنی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات اس قبرستان میں نمایاں ہیں۔ اس قبرستان میں دفن ہونا باعثِ خوش نصیبی ہے۔ [1]

---

[1] عن ابن عباسؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا۔ الحدیث۔ (ترمذی ص۲۲۹ ج۲)

جبلِ اُحد یہ مدینۃ المنورہ کی آبادی سے باہر ایک کنارے پر کافی لمبا چوڑا پہاڑ ہے، اسی پہاڑ کے دامن پر جنگِ اُحد ہوئی تھی۔ اور یہیں پر سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، اور احد کے موقع پر جو ستر صحابہؓ شہید ہوئے ان سب کا مزار اسی جگہ پر ہے۔ اور اس قبرستان کو چاروں طرف سے جالی سے گھیر دیا گیا ہے۔ جب مدینۃ المنورہ پہونچ جاتے تو شہدائِ احد کے مزارات کی زیارت کرنا بھی مستحب ہے۔

جبلِ ابو قبیس یہ مکۃ المکرمہ میں مسجدِ حرم سے متصل حجرِ اسود کی جانب بہت بڑا پہاڑ ہے۔ صفا پہاڑی جبلِ ابو قبیس ہی کے دامن پر ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، اور جبلِ ابو قبیس کے اوپر اس وقت شاہی خاندان کے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پہاڑوں میں سب سے پہلے اسی پہاڑ کو پیدا فرمایا تھا۔ طوفانِ نوحؑ کے بعد اس پہاڑ پر سب سے پہلے ایک شخص ابو قبیس نامی نے مکان بنایا تھا اسلئے اسکا نام جبلِ ابو قبیس پڑ گیا تھا۔

جبلِ رحمت یہ میدانِ عرفات کے درمیان میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، وہاں جاکر دو رکعت نماز پڑھ کر دعائیں مانگنا باعثِ قبولیت ہے۔ عرفات کے دن اس پہاڑ پر بہت بھیڑ ہوتی ہے۔ اسلئے کمزور لوگوں کو اس پر چڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ بھیڑ میں جان کا خطرہ ہو جاتا ہے۔

جبلِ قزح یہ میدانِ مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس کے دامن پر مسجدِ مشعرِ حرام بنی ہوئی ہے۔ اور اس پہاڑ کے آثار معمولی درجہ کے باقی ہیں، جب عرفات سے مزدلفہ کو چلیں گے تو دائیں بائیں اونچے اونچے دو پہاڑ ہیں، جب دونوں پہاڑی کے درمیان سے گذریں گے تو پہاڑ کا حصہ ختم ہو جانے کے بعد مزدلفہ کا حصہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور سامنے ہی جبلِ قزح اور مسجدِ مشعرِ حرام نظر آتے گی۔

جَبَلِ ثَبیر

جَبَلِ ثَبیر کے بارے میں ترمذی ۱/۱۸۰ ابوداؤد ۱/۲۶۸، ابن ماجہ/۲۱۷ میں حدیث شریف مذکور ہے کہ مشرکین مزدلفہ سے اس وقت تک منیٰ کے لئے روانہ نہیں ہوتے تھے۔ جب تک جَبَلِ ثَبیر پر سُورج کی روشنی چمکتی ہوئی دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور اس حدیث کے تحت ترمذی اور ابن ماجہ کے حاشیہ میں اور بذل المجہود قدیم ۲/۱۹۹ میں نقل کیا گیا کہ جَبَلِ ثَبیر وہ طویل عریض پہاڑ ہے جو مزدلفہ سے منیٰ کے آخر تک پھیلا ہوا ہے۔ اور مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو واقع ہے۔ اور اس نام سے پانچ پہاڑ مکہ مکرمہ میں موجود ہیں۔ ۱۲۔

اور التاریخ القویم میں جَبَلِ ثَبیر کے بارے میں کافی تفصیلی بحث ہے۔ اور اس میں اس کی صراحت ہے کہ مکۃ المکرمہ میں جَبَلِ ثَبیر کے نام سے سات پہاڑ ہیں۔
(۱) ثبیر النصع (۲) ثبیر الاثبرہ (۳) ثبیر الاحدب (۴) ثبیر الاعرج (۵) ثبیر غیناء (۶) ثبیر الخضراء (۷) ثبیر الزنج۔

اور ان سات پہاڑوں میں سے تین پہاڑ زیادہ قابلِ ذکر ہیں۔

۱ ثبیر النصع: یہ وہ طویل عریض اور مشہور ترین پہاڑ ہے جو مزدلفہ سے پورا منیٰ عبور کر کے جمرۂ عقبہ سے آگے تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اس پہاڑ کی ایک جانب پورا منیٰ پھیلا ہوا ہے۔ اور دوسری جانب عزیزیہ کا پورا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اور یہی وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں حدیث کی کتابوں میں مشرکین کا واقعہ منقول ہے کہ مشرکین مزدلفہ سے منیٰ کے لئے اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے جب تک اس پہاڑ پر سُورج کی روشنی چمکتی ہوئی دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور شدتِ انتظار میں کہتے تھے اشرق ثبیر اے ثبیر جلد روشن ہوجا تاکہ ہم روانہ ہوجائیں۔

دوسرا قابلِ ذکر پہاڑ ثبیر الاثبرہ ہے۔ اور تیسرا قابلِ ذکر پہاڑ ثبیر الاحدب ہے۔ اور ثبیر الاثبرہ اور ثبیر الاحدب دونوں منیٰ میں واقع ہیں ۔۔ اور ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں، اور دونوں کی جائے وقوع اس طرح سے ہے، کہ جب منیٰ سے مزدلفہ اور عرفات کی طرف جانے لگے تو بائیں ہاتھ کو پڑیں گے ۔۔ اور دونوں کے بارے میں صراحت ہے کہ مسجد خیف کے مقابل اور مخالف جانب میں واقع ہیں۔ جب آپ جمرات کے پاس سے مزدلفہ اور عرفات کی طرف منہ کر کے چلیں گے۔ تو آپ کی بائیں ہاتھ کو یہ دونوں پہاڑ پڑیں گے۔ اور دائیں ہاتھ کو مسجد خیف اور ثبیر النصع پڑیں گے۔

اور ثبیر الاثبرہ پر جب سورج کی روشنی چمکنے لگے تو نویں ذی الحجہ کو حجاج کرام کے لئے منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہوجانا مستحب ہے۔ اور ثبیر الاحدب وہ مبارک پہاڑ ہے کہ اسکے دامن پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے ہوئے آسمان سے مینڈھا نازل ہوا تھا اور یہ مسجد خیف کے بالکل مقابل پر واقع اور کافی اونچا پہاڑ ہے۔ اور ثبیر الاعرج اور ثبیر غنیا بھی منیٰ کے آس پاس میں واقع دو پہاڑ ہیں۔ اور ثبیر الخضراء حرم شریف سے جنت المعلیٰ کے راستہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔

اور ثبیر الزنج مکہ مکرمہ میں شبیکہ کی طرف ایک پہاڑ ہے۔ اور اسکے آس پاس میں سوڈان کے لوگ قیام کرتے ہیں۔

(التاریخ القویم ۲/۳۹۹ تا ۲/۴۰۲)

جبلِ ثور یہ مکۃ المکرمہ سے جانب جنوب اور مشرق میں ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ اور مکہ کے تمام پہاڑوں میں یہ سب سے اونچا پہاڑ ہے سخت گرمی کے زمانہ میں اسکے اوپر کی چوٹی میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر غارِ ثور ہے۔ اور ایک چھوٹی سی پہاڑی جبلِ ثور کے نام سے مدینہ منورہ میں بھی ہے۔ جو جبلِ اُحد کے دامن میں ہے۔

جبلِ حراء یہ مسجدِ حرام سے جانب مشرق میں تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر بہت اونچا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر غارِ حراء ہے۔ اسی میں حضرت سید الکونین علیہ السلام کو نبوت ملی تھی۔ اور غارِ حراء سے خانۂ کعبہ سامنے نظر آتا ہے لیکن اس زمانہ میں کعبۃ اللہ کے چاروں جانب دو دو منزلہ مسجدِ حرام بن جانیکی وجہ سے کعبۃ اللہ نظر نہیں آتا مسجد حرام کی چھتیں نظر آتی ہیں۔

جبلِ نور یہ جبلِ حراء کا دوسرا نام ہے۔ آجکل یہ پہاڑ جبلِ نور ہی کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

جبلِ قعیقعان یہ وہ پہاڑ ہے جو حطیم کعبہ کی جانب جبلِ ابو قبیس کے مدِ مقابل میں واقع ہے۔ اور جب حرم شریف سے بابُ الفتح اور بابُ العمرہ کے درمیانی حصّہ سے باہر نکلیں گے تو سامنے یہی پہاڑ پڑیگا اور اسی کی جانب اسوقت باب مدینہ اور بابِ حدیبیہ واقع ہیں۔

(ابوداؤد شریف ص ۲۵۹)

اس طرف کے علاقہ کو فی الحال شامیہ کہا جاتا ہے اور عمرۃ القضاء کے موقع پر

قریش مکہ مکرمہ خالی کرکے اسی پہاڑ پر جاکر قیام کئے ہوتے تھے اور کہنے لگے تھے کہ یثرب کے بخار نے ان لوگوں کو کمزور کردیا ہے۔ تو آپؐ نے صحابہؓ کو حکم فرمایا کہ شروع کے تین چکروں میں رمل کریں۔ (مستفاد بخاری شریف ۲/۶۱۱، طحاوی شریف ۱/۲۹۲)

جبلِ سلع جبلِ سلع وہ مشہور پہاڑ ہے جس کے دامن میں خندق کھودی گئی تھی۔ اور غزوۂ خندق اسی پہاڑ کے دامن میں پیش آیا تھا۔ اور اسی پہاڑ کے دامن میں اسوقت مساجد ستہ بنی ہوئی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(مستفاد فتح القدیر ۲/۱۸۳)

مگر اب انمیں سے کئی مسجدیں شہید کردی گئیں اور بیچ میدان میں ایک بڑی مسجد تعمیر ہورہی ہے۔

جحفہ یہ مقام رابغ کے قریب ایک مقام ہے اسکو مہیعہ اور مقام خربا بھی کہا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں یہ مقام ویران سا ہوگیا ہے۔ اور یہ مقام مسجد حرام سے تقریباً ۱۸۷ کلومیٹر دوری پر واقع ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ/ ۳۰)

اور یہ شام، مصر، الجزائر، سوڈان، اور براعظم افریقہ کی طرف سے خشکی کے راستہ سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے۔ نیز ترکستان، بلغاریہ، فلسطین، جرمنی، فرانس، برطانیہ وغیرہ سے خشکی کے راستہ سے آنیوالوں کیلئے بھی میقات ہے۔ ان لوگوں کو اسی جگہ سے احرام باندھنا واجب ہے۔

جبلِ قرن یہ مقام مکۃ المکرمہ سے اسّی کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اہل نجد اور خلیجی ممالک کیطرف سے آنیوالوں کیلئے یہ میقات ہے۔

جبلِ یلملم یہ مکۃ المکرمہ سے تقریباً ایکسو تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے اسکے قریب کی آبادی کو سعدیہ کہا جاتا ہے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ/ ۲۸)

اور یمن اور اس طرف سے آنیوالوں کیلئے یہ میقات ہے۔ اور ساحلی ممالک سے جو لوگ بحری جہاز سے جدّہ پہونچتے ہیں وہ سب ادہر ہی سے گذرتے ہیں۔ مسقط، پاکستان ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، ملیشیا، انڈونیشیا، آسٹریلیا وغیرہ سے بحری جہاز سے آنیوالوں کیلئے یہ میقات ہے۔ مگر جدّہ اسکے محاذ میں پڑتا ہے۔ اسلئے بحری راستہ سے آنیوالوں کیلئے جدّہ میں بھی احرام باندھنا جائز ہے۔

حجرِ اسود

ترمذی شریف ج۱ ص۱۷۷ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حجرِ اسود جنّت کے یاقوت کا ایک پتھر ہے۔ اسکے نور کو اللہ تعالیٰ نے ختم کر کے دنیا میں اُتارا ہے۔ اگر اس کے نور کو ختم نہ کیا جاتا تو مشرق و مغرب اس کی روشنی سے منوّر ہو جاتے۔ جس وقت اسکو اُتارا جا رہا تھا بالکل دُودھ کیطرح سفید تھا مگر بنی آدم کی خطاؤں نے اسکو سیاہ کر دیا ہے۔ یہ بیت اللہ شریف کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قدِ آدم کے قریب اُونچائی پر دیوار میں گڑا ہوا ہے۔ اسکے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔ اور حجرِ اسود کو کسی زمانہ میں بلوائیوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ ان ٹکڑوں میں سے چھوٹے بڑے گیارہ ٹکڑے اسوقت چاندی کے اس حلقہ کے اندر جڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی صرف حلقہ کے اندر بوسہ دیگا تو حجرِ اسود کو بوسہ دینا ثابت نہ ہوگا۔ بلکہ حجرِ اسود پر بوسہ اسوقت صحیح ہوگا جبکہ پتھر کے ان ٹکڑوں پر بوسہ دیا جائے۔

حطیم

یہ بیت اللہ شریف کی جانب شمال میں بیت اللہ سے متصل قدِ آدم دیوار سے گھرا ہوا حصّہ ہے۔ یہ درحقیقت بیت اللہ شریف کا حصّہ ہے۔ جب قریشِ مکّہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پینتیس سال کی عمر میں زمانۂ اسلام سے پہلے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ تو حلال پیسہ کی کمی کی وجہ سے یہ حصّہ چھوڑ دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے منشاءِ نبوّت کے مطابق اسکو خانۂ کعبہ میں

شامل فرمایا تھا۔ مگر حجاج بن یوسف نے اس کو ختم کر کے پُرانی تعمیر کی ہم شکل بنادیا ہے۔ پھر خلیفہ ہارون رشید نے منشاءِ نبوّت کے مطابق دوبارہ تعمیر کا ارادہ فرمایا تھا۔ مگر اس زمانہ میں سلطنتِ اسلامی کے مفتی حضرت امام مالکؒ تھے۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اب قیامت تک کیلئے ترمیم جائز نہ ہوگی۔ ورنہ ہر زمانہ کے آنیوالے بادشاہ خانہ کعبہ میں ترمیم کرتے جائیں گے۔ تو خانہ کعبہ بادشاہوں کا کھلواڑ بن کر رہ جائے گا۔ اسلئے اسی حالت میں قیامت تک باقی رہے گا۔ (اوجز المسالک ۳/۴۰۹)
اسکی تفصیل بیت اللہ کی تاریخی جھلکیاں کے عنوان کے اخیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حَرَم یہ مکۃ المکرمہ کے چاروں طرف کچھ دُور دُور تک زمین ہے۔ اور اسکی چہار جانب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے حُدودِ حرم کے نشانات نصب کر دیئے ہیں جو نشانات کسی بھی طرف سے حُدودِ حرم میں داخل ہوتے وقت نظر آتے ہیں ۱۔ انمیں سب سے قریب ترین حُدود طریقِ مدینہ پر مقام تنعیم اور مسجدِ عائشہؓ ہے، جو حرم شریف سے صرف ۶ یا ۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ۲۔ وادیٔ نخلہ جو مسجدِ حرام سے تقریباً ۱۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ۳۔ اضاۃِ لبن اسکو عُقَیشیہ بھی کہا جاتا ہے جو مسجدِ حرام سے ۲۳٫ کلومیٹر کے فاصلہ پر طریقِ یمن میں واقع ہے ۴۔ جعرانہ جسمیں حنین کے مالِ غنیمت تقسیم ہوتے تھے۔ یہ مسجدِ حرام سے تقریباً ۲۴٫ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ تاریخ مکہ میں ۲۲٫ کلومیٹر لکھا ہے۔ مگر ہم نے خود تجربہ کیا تو ۲۴٫ اور ۲۵٫ کلومیٹر کے درمیان واقع ہے ۵۔ حُدیبیہ جو مسجدِ حرام سے ۲۲٫ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جو جدّہ اور مکہ مکرّمہ کے درمیان قدیم شاہراہ پر واقع ہے اور اس سے کچھ دور جانب یسار کو ہٹ کر جدید شاہراہ ہے جس پر حل نما نشان قائم ہے اور حُدیبیہ ہی کا دوسرا نام شمیسی بتلاتے ہیں۔ اور مسجدِ حرام سے حُدودِ حَرم کا نشان ۲۲٫ کلومیٹر پر ہے۔ اور وہاں سے ڈیڑھ کلومیٹر پر صلح حُدیبیہ کے موقع پر

بیعت الرضوان کی جگہ ہے لہٰذا مسجد بیعت الرضوان ۲۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

المسافۃ بین المسجد الحرام وبین الشمیسی اربعۃ وعشرون کیلو متراً والمسافۃ بین المسجد الحرام والعلمان الدالان علی حدود الحرم اثنان وعشرون کیلو متراً تقریباً ومن العلمین الی مسجد الشمیسی نحو اثنین کیلو متراً الخ (التاریخ القویم ۲/۱۵۵)

ملا عرفات و مزدلفہ کے راستہ میں واقع ہے جو مسجدِ حرام سے تقریباً ۱۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، تاریخ مکہ میں ۲۲ کلومیٹر لکھا ہے جو مسامحت پر محمول ہے! اور وہاں سے ڈاکٹر ابو خلیل نے "اطلس السیرۃ النبویۃ" میں بھی ۲۲ کلومیٹر نقل فرمایا ہے — وہ بھی مسامحت پر محمول ہے ۔ طائف کا راستہ جو عرفات اور جامع ام القریٰ جدید سے ہو کر جا رہا ہے، اسمیں مسجدِ حرام سے ۱۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر حُدودِ حرم کا کھمبا نصب ہے۔

حَرَمی یا اہلِ حَرَم | یہ حُدودِ حَرم کے اندر رہنے والے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔

حِل | یہ حُدودِ حَرم سے باہر اور حُدودِ میقات کے اندر کے درمیانی حِصّہ کو کہا جاتا ہے۔ اس کو حِل اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس میں حُدودِ حَرم کے برخلاف شکار وغیرہ کھیلنا حلال اور جائز ہے۔

حِلّی یا اہلِ حِل | یہ حُدودِ حِل میں رہنے والوں کو کہا جاتا ہے۔

حُدَیبیہ | یہ جدہ سے مکۃ المکرمہ جاتے وقت راستہ میں ایک مقام پڑتا ہے یہ حرم شریف سے ۲۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر دُو طرفہ پہاڑوں کے درمیان بہت بڑی وسیع وعریض وادی اور میدان ہے۔ اس وسیع ترین وادی کے وسط میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا نصب کردہ حُدودِ حَرم کا نشان والا کھمبا ہے — اور وہاں سے تقریباً ڈھائی کلومیٹر پر حُدودِ حَرم سے باہر اسلامی لشکر کا قیام تھا۔

اسی جگہ آپؐ نے صحابہؓ سے بیعت لی تھی جسکو بیعت الرضوان کہا جاتا ہے۔ اور اس بیعت کا ذکر قرآنِ کریم میں بڑے عظیم الشان انداز سے فرمایا ہے۔

حلق اسکے معنی سر کے بال مونڈنے یا منڈانے کے ہیں۔ اس کے ذریعہ سے احرام سے نکلتے ہیں۔

حلال حلال ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جس نے احرام نہیں باندھا ہے۔

دم احرام کی حالت میں ممنوع افعال کے ارتکاب کرنے سے جرمانہ میں ایک بکری یا اس جیسے جانور کی قربانی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسکو دم کہتے ہیں اور اس پوری کتاب کے اندر جہاں بھی دم کا لفظ آئے گا وہاں پر یہی جرمانہ کی قربانی مراد ہوگی۔

ذات عرق یہ مکۃ المکرمہ سے ۹۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مقام ہے یہ اہلِ عراق، ایران، خراسان، افغانستان، ازبکستان، ترکمانستان، قزاقستان، روس اور چین سے خشکی کے راستہ سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے۔ اس مقام پر ان لوگوں کیلئے احرام باندھنا لازم ہے۔

ذوالحلیفہ اسکو بیر علی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے یہ مکۃ المکرمہ سے جدید راستہ میں ۴۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

رکن اسود خانۂ کعبہ کا وہ گوشہ ہے جس میں حجرِ اسود ہے۔

رکن عراقی یہ بیت اللہ کا شمالی مشرقی گوشہ ہے۔

رکن شامی یہ بیت اللہ شریف کا مغربی شمالی کونہ ہے۔

رکن یمانی یہ بیت اللہ شریف کا جنوبی مغربی کونہ ہے۔ طواف کے دوران اس کونہ پر ہاتھ لگاتے ہوئے گذرنے کو استلام کہا جاتا ہے۔

اور یہ استلام مسنون ہے۔

رمل	یہ طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر تیز چلنے کو کہا جاتا ہے۔
رمی	یہ جمرات پر کنکری مارنے کیلئے بولا جاتا ہے۔
روضۂ اطہر	حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو روضۂ اطہر کہا جاتا ہے اور اسکے چاروں طرف سے بنی ہوئی عمارت کو مواجہہ شریف

کہا جاتا ہے۔

ریاض الجنّۃ	حجرۂ عائشہؓ اور منبرِ رسولؐ کے درمیانی حصّہ کو ریاض الجنّۃ کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اس مقام کی بڑی فضیلت آئی ہے

اور اس جگہ نماز پڑھنا اور دعاء کرنا باعثِ قبولیت ہے۔

زمزم	بئیر زمزم کو کہا جاتا ہے جس کا پانی بہت متبرک ہے۔ پوری دنیا کے لوگ اس سے سیراب ہو رہے ہیں، مگر اسکے پانی میں کمی نہیں آتی۔
سعی	صفا مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ سے چلنا۔
شوط	بیت اللہ شریف کے طواف کے ہر چکّر کو شوط کہا جاتا ہے۔ اسی طرح صفا مروہ کے درمیان کے ہر چکر کو بھی شوط کہا جاتا ہے۔
صَفا	یہ بیت اللہ شریف کی مشرقی جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اسی سے سعی کی ابتداء کیجاتی ہے۔
صُفّہ	یہ مسجدِ نبویؐ کے اندر حجرۂ فاطمہؓ سے دو تین صف کے فاصلہ پر وہ مقام ہے جہیں اصحابِ صُفّہ رہتے تھے۔ اور یہ مقام مسجد نبویؐ کے اندر بالکل

نمایاں ہے۔ سطحِ زمین سے تقریباً ایک ہاتھ کی اونچائی پر ہے۔ یہاں نماز پڑھنا بھی باعثِ فضیلت ہے۔ یہاں بھیڑ کی وجہ سے نماز کی جگہ مشکل سے ملتی ہے۔

صَدَقہ حج کے جرمانہ میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ صدقہ واجب ہے۔ تو اس سے صدقۂ فطر (نصف صاع) مراد ہوتا ہے۔

طواف یہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف چکر لگانے کو کہا جاتا ہے۔ اور طواف کی سات قسمیں اس کتاب کے اندر اقسام طواف کے عنوان کے تحت میں دیکھ لی جائیں۔

عمرہ حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف۔ اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلق کرنے کو عمرہ کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل عمرہ کے عنوان کے تحت دیکھ لی جائے۔

غارِ ثور مکۃ المکرمہ کی جانب مغرب وجنوب میں تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر بہت بڑا پھیلا ہوا ایک اونچا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر بڑے بڑے پتھروں کے ٹال میں ایک غار ہے۔ جسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لیکر ہجرت کے موقع پر مشرکین مکہ سے چھپ کر قیام فرمایا تھا۔ یہ غار آج بھی اسی پرانی شکل میں ہے۔

غارِ حراء یہ جبلِ نور کی چوٹی پر پتھروں کے ٹال کے اندر ایک غار ہے۔ جس میں نبوت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز گوشہ نشین ہو کر عبادت کرتے تھے۔ اور سب سے پہلی وحی اسی غار میں نازل ہوئی ہے۔ اور سورۂ اِقرأ اسی غار میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس پہاڑ کی چوٹی بہت دور دور سے نظر آتی ہے۔

قرن مکۃ المکرمہ سے اسّی کلومیٹر کے فاصلہ پر نجد کیطرف ایک پہاڑ ہے۔ یہ نجد کیطرف سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے۔ اسکو قرن المنازل بھی کہا جاتا ہے۔

قِران یہ حج کی اس قسم کو کہا جاتا ہے جسمیں میقات سے حج اور عمرہ دونوں

کا ایک ساتھ احرام باندھ کر آتے ہیں۔ پھر یوم النحر تک احرام ہی کی حالت میں باقی رہتے ہیں۔

قارن حج قران کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

قصر احرام کھولتے وقت سر کے بال کٹوانے کو کہا جاتا ہے۔

کعبہ یہ مسجدِ حرام کے درمیان میں وہ مقدس عمارت ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اسی کی زیارت کیلئے دنیا کے کونے کونے سے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

مفرد یہ اس حاجی کو کہا جاتا ہے جو میقات سے صرف حج کا احرام باندھکر آتا ہے۔ (المسالک فی المناسک ۱/۳۶۹)

مُحرِم احرام باندھنے والے کو کہا جاتا ہے۔

مطاف کعبۃ اللہ کے چاروں طرف کا وہ میدان ہے جسکو مسجدِ حرام نے اپنے اندر گھیر رکھا ہے۔ اسی میں کعبۃ اللہ کا طواف کیا جاتا ہے۔

میقات اس مقام کو کہا جاتا ہے۔ جہاں سے گذرتے وقت آفاقی پر احرام باندھنا لازم ہوتا ہے۔

۱؎ قرن المنازل یہ نجد اور مشرق کیجانب سے آنیوالوں کا میقات ہے یہ مسجدِ حرام سے اسّی کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۲؎ ذاتِ عرق یہ عراق اور خراسان وغیرہ کیطرف سے آنیوالوں کا میقات ہے اور یہ مسجدِ حرام سے ۹۰ کلو میٹر دُوری پر واقع ہے۔

۳؎ یلملم یہ یمن اور جنوبی اور ساحلی علاقہ کیطرف سے آنیوالوں کا میقات ہے۔ اور یہ مسجدِ حرام سے ۱۲۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۴؎ جحفہ یہ رابغ سے قریب ایک مقام ہے یہ ملک شام، مصر، فلسطین اور برِّ اعظم

یورپ کی طرف سے آنیوالوں کا میقات ہے۔ اور یہ مسجد حرام سے ۱۸۲ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۵ ذوالحلیفہ یہ مقام اب مدینۃ المنورہ کی آبادی میں مل گیا ہے اور یہ مدینہ منورہ اور اس طرف سے آنیوالوں کا میقات ہے۔ اور یہ مسجد حرام سے ۴۲۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ /۲۵)

میقاتی | میقات کے علاقہ کے رہنے والے کو کہا جاتا ہے۔

مقام ابراہیمؑ | یہ جنت کا وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی ہے۔ یہ پتھر آج بھی اپنی حالت میں باقی ہے۔ اور اسمیں دو قدم بنے ہوئے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم کے نشان ہیں۔ کعبۃ اللہ کے دروازے کے سامنے اس پتھر کو شیشے میں رکھا گیا ہے۔ پھر اس شیشے کو پیتل اور تانبا کی جالی سے گھیر دیا گیا ہے اور جالیوں سے اچھی طرح نظر آتا ہے۔ ترمذی شریف ص ۱/۱۷۷ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث شریف مروی ہے کہ یہ جنت کا یاقوتی پتھر ہے۔ اسکی چمک کو اللہ تعالیٰ نے ختم فرما کر دنیا میں اُتارا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر فرماتے تھے تو یہ پتھر خود بخود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لیکر حسب ضرورت اونچا ہو جاتا تھا۔ اس پتھر کے پاس دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں اسکی بہت فضیلت آئی ہے (تفسیر روح المعانی ص ۱/۳۷۷)

مُلتزم | یہ کعبۃ اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیانی حصّہ کا نام ہے۔ اس سے لپٹ کر دُعا مانگنا مسنون اور مقبول ہے۔

میزاب رحمت | یہ بیت اللہ شریف کے پرنالے کا نام ہے۔ جو حطیم کیطرف ہے اس پرنالے کے نیچے کھڑے ہو کر دُعا مانگنا مسنون اور مستحب ہے۔

اور یہاں پر دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔

مَروہ یہ بیت اللہ شریف کی شمالی مشرقی جانب میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جو صفا پہاڑی کے مقابل میں ہے۔ یہاں پر سعی ختم ہوجاتی ہے۔

مُزدلفہ یہ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک بڑا میدان ہے جس کے تین جانب پہاڑ ہے۔ عرفات سے واپسی میں اسی میدان میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ پھر فجر کی نماز کے بعد طلوعِ شمس سے کچھ پہلے تک اس میدان میں وقوف کرنا واجب ہے۔

محسّر یہ منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک نشیبی میدان ہے۔ اور اسی جگہ پر اصحاب فیل اور انکے سربراہ بادشاہ ابرہہ پر عذاب نازل ہوا تھا یہ لوگ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آرہے تھے۔ مگر اللہ نے اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا اور یہ ناکام ہوگئے (العرف الشذی ۱/۱۸۲، حاشیہ ترمذی ۱/۱۷۶، روح المعانی ۳۰/۲۴۳ اور عمدۃ القاری قدیم ۱۰/۱۶، معارف السنن ۶/۲۰۸، جمل ۸/۷۰۴ میں خارج حرم کے قول کو راجح کہا ہے۔

اس جگہ مزدلفہ کا وقوف صحیح نہیں ہے اور مزدلفہ سے منیٰ آتے وقت یہاں سے تیز رفتاری سے چلنا چاہیئے۔

مِنیٰ یہ وادیٔ محسر سے جمرۂ عقبہ تک دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے۔ اور یہ میدان مسجدِ حرام سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اب ادھر سے حرم شریف کا راستہ مزید قریب ہوگیا ہے کہ پہاڑ کی سُرنگ سے سیدھا راستہ بن گیا ہے۔ اور یہیں پر شیطان کو کنکری ماری جاتی ہے۔

مسجدِ خیف یہ منیٰ میں جمرات کے قریب ایک بہت بڑی مسجد ہے۔

مسجدِ اسماعیلؑ یا مسجد الکبش التاریخ القویم جو مکۃ المکرمہ کی تاریخ سے متعلق ضخیم ترین جامع کتاب ہے۔ اسمیں صراحت ہے کہ یہ مسجد منیٰ سے عرفات کی طرف کو رُخ کیا جائے تو بائیں جانب جبل ثبیر کے دامن پر واقع ہے۔ اور یہ مسجد اسی جگہ قائم ہے جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام

کو ذبح کرتے وقت الکبش یعنی حضرت جبرئیل امینؑ آسمانی مینڈھا لیکر تشریف لائے تھے اور اسکو مسجد الکبش اور مسجد اسماعیل سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مگر اسوقت اس مسجد کا حتمی نشان باقی ہے یا نہیں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ (التاریخ القویم ۳۰۹/۵)

ہاں البتہ جمرات سے مزدلفہ اور عرفات کی طرف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو پہاڑ کے دامن پر کبری عبدالعزیز سے المعیصم کی طرف جاتے ہوئے دائیں جانب شاہراہ سے متصل ایک مسجد ہے اس کو اس وقت کو تی مسجد سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اس وقت منیٰ میں مسجد خیف اور یہی مسجد موجود ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی اور مسجد نہیں ہے۔

مسجدِ نمرہ یہ میدانِ عرفات کی وسیع و عریض مسجد ہے۔ جس میں اسّی نوّے ہزار آدمی ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ مسجد دو منزلہ ہے۔ پورے حجاز مقدس میں تین مسجدیں بہت بڑی بڑی ہیں۔ ۱ مسجدِ حرام ۲ مسجد نبویؐ۔ ۳ مسجد نمرہ۔

مسجدِ حرام یہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف بنی ہوئی ہے۔ اسمیں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ شریف ص۱۰۲)

مسجد الرایہ یہ حرم شریف سے جنت المعلّیٰ جاتے ہوئے راستہ میں پڑتی ہے۔ یہ مسجد ایسی جگہ بنی ہوئی ہے جہاں پر فتح مکّہ کے موقع پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فتحِ اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا تھا۔

مسجد الجن یہ مسجد بھی جنت المعلّیٰ کے راستہ پر مسجد الرایہ سے چند قدم کے فاصلہ پر سڑک کے درمیان میں بنی ہوئی ہے۔ اور یہ مسجد اس جگہ پر واقع ہے جہاں پر لیلۃ الجن کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنات میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

مسجدِ مشعرِ حرام

یہ مزدلفہ کی مسجد کا نام ہے۔ اور مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کو جبلِ قزح کہا جاتا ہے، اس کو بھی مشعرِ حرام کہا جاتا ہے۔

مسجدِ عائشہؓ

یہ جبلِ تنعیم کے دامن میں عالیشان مسجد ہے۔ اسی مسجد میں عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے اہلِ مکہ آتے ہیں۔ اور یہ مقام حُدودِ حَرم سے باہر ہے۔

مسجدِ نبویؐ

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔ اس وقت یہ مسجد اتنی بڑی بنی ہوئی ہے کہ کئی لاکھ افراد ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا ابن ماجہ کی ایک روایت کے مطابق دوسری مسجدوں میں پچاس ہزار نماز پڑھنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

(ابن ماجہ شریف ص۱۰۲ بروایت حضرت انسؓ)

مسجدِ قبا

یہ مسجد نبویؐ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر مدینۃ المنورہ کے عوالی میں واقع ہے۔ اس کی تعمیر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی تھی۔ اس مسجد میں دُو رکعت نفل پڑھنے سے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔ ترمذی شریف ۱/۴۳۷، نسائی شریف ۱/۸۱ اور صحیح حدیث شریف میں اس کا بھی ذکر ہے کہ حضرت سیّد الکونین علیہ السلام ہر ہفتہ کے روز کبھی پیدل کبھی سواری پر سوار ہوکر مسجد قبا تشریف لیجایا کرتے تھے۔

(بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۷۹، مسلم شریف ۱/۴۴۸) ابن ماجہ شریف ص۱۰۲)

اس وقت یہ مسجد بہت بڑی ہوگئی ہے۔

مسجد القبلتین

اس کو مسجد بنوسلمہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر قبیلہ بنوسلمہ رہتا تھا۔ اور یہ مسجد ایک اونچے ٹیلے پر بنی ہوئی ہے۔ اس میں دُو محراب ہیں۔ ایک بیت المقدس کی طرف اور ایک بیت اللہ شریف کی طرف۔

ہجرت کے بعد سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی گئی۔ اور اس مسجد میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، دورانِ نماز کعبۃ اللہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم ہوا۔ اس لئے اس مسجد کو مسجد القبلتین کہا جاتا ہے۔ اس کی دیوار پر تحویلِ قبلہ کی آیت لکھی ہوئی ہے۔ ابھی چند سال سے بیت المقدس کی طرف کی محراب بھی ختم کر دی گئی، اور اس کی دیوار پر جو تحویلِ قبلہ کی آیتیں لکھی ہوئی تھیں وہ مٹا دی گئیں۔

مساجدِ ستّہ

مسجد الفتح، مسجد سلمان فارسیؓ، مسجد علیؓ، مسجد عمرؓ، مسجد سعد بن معاذؓ، مسجد ابوبکرؓ یہ چھ مسجدیں اس جگہ پر بنی ہوئی ہیں جہاں پر غزوۂ خندق کا واقعہ پیش آیا تھا۔ مدینہ منورہ کے مشہور پہاڑ جبلِ سلع کے دامن میں یہ مسجدیں ہیں۔ اور وہاں پہاڑ کے دامن میں ایک اونچا ٹیلہ ہے اس پر غزوۂ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے وہاں پر ایک مسجد بنائی گئی ہے اس کا نام ۱؎ مسجد فتح ہے۔ اور ٹیلے سے نیچے چند قدم پر حضرت سلمان فارسیؓ کو متعین کیا گیا تھا وہاں پر ایک مسجد بنائی گئی ہے، اسکا نام ۲؎ مسجد سلمان فارسیؓ ہے۔ پھر وہاں سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متعین کیا گیا تھا وہاں پر ایک مسجد بنائی گئی ہے، اس کا نام ۳؎ مسجد ابوبکرؓ ہے۔ پھر وہاں سے بیس قدم کے فاصلہ پر حضرت عمر فاروقؓ کو متعین کیا گیا تھا، وہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے اس کا نام ۴؎ مسجد عمرؓ ہے۔ پھر وہاں سے چند قدم کے فاصلہ پر حضرت سعد بن معاذؓ کو متعین کیا گیا تھا وہاں ایک مسجد بنی ہوئی ہے اس کا نام ۵؎ مسجد سعد بن معاذؓ ہے۔ پھر وہاں سے بیس قدم کے فاصلہ پر چڑھائی ہے وہاں پر حضرت علیؓ کو متعین کیا گیا تھا۔ اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے، اس کا نام ۶؎ مسجد علیؓ ہے۔ ان چھ مسجدوں کو مساجدِ ستّہ کہا جاتا ہے۔ زیارتِ مدینہ منورہ کے موقع پر ان مقاماتِ مقدسہ اور متبرک مساجد میں حاضری دینا، اور نماز پڑھکر دعائیں مانگنا بڑی خوش نصیبی ہے۔ اسلئے حجاج کرام اپنے آپ

کو ان مقامات اور مساجد کی خیر و برکات سے محروم نہ کریں۔ (مستفاد فتح القدیر ج ۲ ص ۱۸۴)

مگر امسال ۱۴۲۶ھ تک مذکورہ مساجد سب موجود نہیں ہیں، ان میں سے کئی مسجدیں شہید کردی گئیں۔ اور بیچ میدان میں ایک وسیع و عریض مسجد تعمیر ہو گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۶) وطن سے بیتُ اللہ تک

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❊ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ (الحج ۲۷)

اور تم لوگوں میں حج بیتُ اللہ کا اعلان کر دو۔ لوگ تمہارے پاس دُور دراز علاقوں سے پیدل چلکر اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اونٹوں پر چلے آئیں گے (انکی سواریاں چلتے چلتے تھکی ہاری دُبلی ہوجائیں گی)

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

سفرِ حج کی ابتداء

سفرِ حج شروع کرنے سے پہلے لازم اور ضروری ہے کہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے۔ اور سفرِ حج کا اہم اور اصل مقصد گناہوں سے توبہ ہے۔ اور توبہ قبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے کسی بندہ کا کوئی حق باقی نہو۔ اگر کسی کو جسمانی یا مالی یا ذہنی تکلیف اور نقصان پہنچایا ہے تو اسکا حق ادا کردے، اور اس سے معافی مانگے اور اس کو راضی اور خوش کرے اور اگر کسی کا قرض ہے تو اس کو ضرور ادا کردے۔ اور اگر کسی کی امانت ہے تو اسے بھی واپس کردے، اس کے بعد دل ودماغ کو ہر طرف سے یکسُو کرکے اللہ سے سچی توبہ کرے۔ اب توبہ بھی سچی توبہ ہوگی۔ اور اس کی قبولیت کی قوی امید ہوگی۔[1]

---

[1] اعلم ان من عزم وقصد ان يحجّ بيت الله الحرام يجبُ عليه اولاً ان يتوبَ عن جميع الذنوب والخطايا توبةً نصوحًا (وقوله) ان تمام التوبة وقبولها موقوف على ارضاء الخصوم بردّ المظالم الى صاحبها وقضاء الديون وردّ الودائع والامانات بقدر الوسع والطاقة لقوله عليه السلام لايقبل الله توبة عبد حتى يُرضى الخصماء۔ الحديث۔
(المسالك فى المناسك ۱/۱۴۳ تا ۱۴۹)

سفرِ حج کی بتیس ۳۲ ہدایات

۱۔ جن لوگوں سے ناراضگی ہو ان سے دل صاف کرلینا۔
۲۔ لوگوں کے معاملات صاف کرنا۔
۳۔ کسی پر ظلم کیا ہو اس سے معافی تلافی کرلینا۔
۴۔ کسی کا مال کھایا ہو تو اس کو یا اس کے ورثاء کو ادا کردینا۔
۵۔ تمام قصوروں سے توبہ کرنا۔
۶۔ ماں باپ کو راضی اور خوش کرکے سفر کرنا۔
۷۔ بیوی بچوں کو اطمینان دِلا کر سفر کرنا۔
۸۔ اپنے اوپر کسی کا قرض ہو تو قرض ادا کرکے سفر کرنا۔
۹۔ نیک صالح ساتھی کے ساتھ سفر کرنا۔
۱۰۔ حج کے ضروری مسائل کا سمجھنا سیکھ لینا لازم ہے۔
۱۱۔ مناسکِ حج کی کتاب ساتھ میں رکھنا۔
۱۲۔ سفرِ حج کو خالص عبادت کی حیثیت سے کرنا جس میں کوئی تجارت مقصود نہ ہو۔
۱۳۔ اپنے آپ کو ریاکاری اور شہرت سے دور رکھنا۔
۱۴۔ پورے سفر میں تواضع اور عاجزی میں رہنا۔
۱۵۔ ضروری اشیاء کی خریداری میں زیادہ بھاؤ تاؤ نہ کرنا۔
۱۶۔ سفرِ حج کے دوران خرچ کرنے میں تنگی نہ کرنا۔
۱۷۔ ساتھیوں کے ساتھ بھی خرچ کرنے میں فراخدلی اختیار کرنا۔
۱۸۔ گھر سے روانہ ہوتے وقت صدقہ کرنا۔
۱۹۔ دورانِ سفر ضرورتمندوں پر خرچ کی نیت سے پیسہ زیادہ رکھنا۔
۲۰۔ دو رکعت نماز پڑھکر روانہ ہونا۔
۲۱۔ رخصت کے وقت لوگوں سے مصافحہ کرنا، دعا کے لئے کہنا۔

۲۲۔ لوگ حاجی سے دعار کی گذارش کریں۔
۲۳۔ ہر ایک رخصتی کی دعار پڑھے۔
۲۴۔ پھر سفر کی دعار پڑھے۔
۲۵۔ اثنائے سفر جہاں بھی اترنا ہو وہاں پر دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ لہٰذا اپنے یہاں کے ایرپورٹ اور جدّہ یا مدینہ ایرپورٹ پر دو دو رکعت نماز پڑھی جائے۔
۲۶۔ پورے سفر میں اللہ کا ذکر اور اپنے لئے اور والدین، اپنی اولاد اہل عیال اور عامۃ المسلمین کے لئے کثرت کے ساتھ دعا کرتے رہیں۔
۲۷۔ پورے سفر میں لڑائی جھگڑے، دھکا مکی، بدزبانی وغیرہ سے شدت سے احتراز کریں۔
۲۸۔ ہر کسی کے ساتھ محبت اور نرمی سے پیش آنا۔
۲۹۔ نماز باجماعت کا اہتمام رکھنا۔
۳۰۔ وہاں کے لوگ عشار کی نماز بھی کبھی مغرب کے وقت پڑھ لیتے ہیں: آپ اپنی نمازیں وقت ہونے پر پڑھا کریں۔
۳۱۔ ممکن ہو تو سنن ونوافل کی بھی پابندی کریں۔
۳۲۔ ہوائی جہاز میں بھی نماز پڑھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ لوگوں کو تکلیف دینے سے بچتے ہوئے وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(غنیۃ الناسک/۳۴ تا/۳۹)

گھر سے روانگی گھر سے روانگی کے وقت دو رکعت صلوٰۃ السفر پڑھنا مسنون ہے۔ [۱]

پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے، یا پہلی رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور دوسری میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے [۲] اور سلام کے بعد قیامگاہ سے نکلنے سے قبل آیۃ الکرسی اور لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پورے سفر میں کوئی رکاوٹ اور پریشانی نہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی کے لئے دعاء کرے [۳]

گھر سے نکلنے کی دعاء جب گھر یا قیامگاہ سے روانہ ہوجائے تو نکلتے وقت یہ دعاء پڑھے، ان شاء اللہ شیطان اور دشمنوں سے حفاظت ہوگی اور ہر مشکل آسان ہوجائے گی۔ [۴]

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (ترمذی ۲/۱۸۱)	اللہ کے نام سے سفر شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرتا ہوں، معصیت سے حفاظت اور اطاعت پر قدرت اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتی۔
اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَسِیْرُ۔ (حصن حصین مترجم ص۱۷۱)	اے اللہ آپ ہی کی مدد سے حوصلہ اور ہمت کرکے پہنچنے کا ارادہ کرتا ہوں، اور آپ ہی کی مدد سے معصیت سے بچتا ہوں، اور آپ ہی کی مدد سے سفر میں چلتا ہوں۔

عزیزوں سے رخصت اور جب عزیزوں اور دوستوں سے رخصت ہونے لگے تو یہ دعاء پڑھے:

---

[۱] کتاب الاذکار للنووی/۱۴۸، شامی کراچی ۲/۲۴ شامی زکریا ۲/۴۶۶)
[۲] کتاب الاذکار/۱۴۸ [۳] کتاب الاذکار/۱۴۸
[۴] ترمذی شریف ۲/۱۸۱، ایضاح المناسک/۲۲۱)

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكُمْ۔ (ترمذی ۲/۱۸۲)

میں تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے آخری عمل کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

حاجی صاحب سے دعاء کی گذارش

جب حاجی حج کو جانے لگے تو اس سے دعاء کے لئے درخواست کرنا جائز اور حدیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے داماد حضرت صفوان بن عبداللہ حج کو جانے لگے تو حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے ان سے دعاؤں کے لئے درخواست فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۰۸)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو جانے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے اجازت کے ساتھ ساتھ یہ فرمایا کہ اے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہم کو بھی شریک کرنا، اور ہمکو فراموش نہ کرنا۔

(ابن ماجہ ص۲۰۸، ابوداؤد ۱/۲۱۰)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ حج اور عمرہ کو جانے والے اللہ تعالیٰ کے قافلے ہیں، جب اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور جب استغفار کرتے ہیں تو اللہ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۰۸)

ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حج یا عمرہ کو جانے والے سے دعاء کی گذارش کرنا دورِ نبوت اور دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اسلئے حاجی صاحب کی روانگی کے وقت مقامی لوگوں کا حاجی صاحب سے دعاء کی درخواست کرنا جائز اور درست ہے۔

لیکن حاجی صاحب کا اس موقع پر لوگوں کی دعوت کرنا یا تحفہ تحائف کا سلسلہ کرنا اور اپنے مقام سے بسوں اور گاڑیوں کے ذریعہ سے بارات کی شکل میں حاجی کو ایئر پورٹ تک پہنچانا اور نعرہ لگانا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں کسی طرح جواز کے دائرہ میں

نہیں آتیں۔ یہ صرف بیجا اسراف اور ریاء کاری ہے، جو حج جیسی عبادت کے لئے نہایت نقصان دہ ہے۔ ہاں البتہ ضرورتاً دو ایک آدمی حاجی صاحب کو ایئرپورٹ تک پہنچادیں تو کوئی حرج نہیں۔

سواری پر

جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یہ دعاء پڑھکر سوار ہو جائے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝
(مسلم شریف ۱/۴۳۴، ترمذی شریف ۲/۱۸۲)

اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اسکو ہمارے اختیار میں دیا ہے۔ اور ہم اس کو اپنے قابو میں کرنے کے اہل نہیں تھے۔ اور ہم اپنے رب کے پاس ضرور لوٹنے والے ہیں۔

کسی منزل پر اُترنے کی دُعاء

جب دورانِ سفر کسی منزل پر ٹھہرے تو یہ دُعاء پڑھکر ٹھہر جائے۔

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝
(الحزب الاعظم ص۹)

اے میرے رب مجھے برکت کے ساتھ یہاں اُتار، اور آپ بہترین اُتارنے والے ہیں۔

سمندر کے اُوپر سے گذرتے ہوئے ہوائی جہاز میں پڑھنے کی دُعاء

جب ہوائی جہاز پرواز کر جائے، اور پرواز کے دوران جب سمندر کے اُوپر سے گذرے تو یہ دُعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ ط

اللہ کے نام سے اسکا چلنا ہے۔ اور اللہ کے نام سے اسکا ٹھہرنا ہے۔ بیشک میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔ وہ لوگ خدا کی عظمت و قدر کو کماحقہ، نہیں پہچانتے۔ حالانکہ قیامت کے دن پوری روئے زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٥
(حصن حصین ص۱۷۱)

آسمان اس کے دست قدرت میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اور اس کی ذات پاک و برتر ہے اُن کے شرک سے۔

دورانِ سفر پڑھتے رہنے کی دُعاء

سفر کے دوران اگر یاد ہو اور پڑھنے پر قادر ہوں تو یہ دُعاء پڑھتے رہا کریں:

اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ۔
(مسلم ۱/۴۳۴، حصن حصین ۱۷۳، مشکوٰۃ ۲۱۳)
(ترمذی شریف ۲/۱۸۲)

اے اللہ ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان کردیجئے اور اس کی درازی کو ہم پر سمیٹ دیجئے۔ اے اللہ آپ ہی سفر میں ہمارے رفیق ہیں۔ اور آپ ہی ہمارے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرنے والے ہیں۔ اے اللہ میں آپکے دربار میں سفر کی مشقت سے پناہ چاہتا ہوں، اور پناہ چاہتا ہوں بُری حالت دیکھنے سے۔ اور واپس آکر گھر میں بچوں اور مال میں بُری حالت دیکھنے سے۔

اپنے یہاں کے ایئرپورٹ پر تمتع کا احرام

اگر آپ کو پہلے مکۃ المکرمہ جانا ہے، اور حج تمتع کرنا ہے، یا صرف عمرہ کرنا ہے تو بہتر یہ ہے کہ جہاز میں سوار ہونے سے قبل ہی اپنے یہاں کے ایئرپورٹ میں احرام باندھ لیں، اور احرام سے قبل غسل کرلیں، اور غسل نہ ہوسکے تو وضو کرلیں۔ اس کے بعد احرام کے کپڑے پہن کر سر ڈھانک کر دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھیں۔[1]

---

[1] غنایہ بیروتی ۲/۴۳۲۔

پھر سلام کے بعد فوراً سر سے احرام کی چادر اُتار کر اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔ (مراقی الفلاح ص۳۹۹)	اے اللہ بیشک میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما اور اسکو میری طرف سے قبول فرما۔

اور جب متمتع ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے تو حج کی دعا پڑھے۔ اور اگر یاد نہ ہو تو صرف اپنی مادری زبان میں یا مذکورہ دعا کا ترجمہ پڑھکر دعا کرے۔ پھر اسکے بعد عمرہ کی نیت کرکے مرد آواز سے، عورت آہستہ سے تلبیہ پڑھے، اب عمرہ کا احرام مکمل ہوگیا۔ اور اب احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں ان سے پرہیز کرنا لازم ہوجائیگا۔ اور بار بار تلبیہ پڑھتے رہا کریں۔ تلبیہ کے الفاظ آگے آرہے ہیں۔ اور اگر عورت ناپاکی کی حالت میں ہو تو نماز نہ پڑھے، مگر دُعا، اور تلبیہ پڑھکر احرام باندھ لے۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے قبل احرام نہ باندھ سکے تو ہندوستان کی طرف سے جانے والے جدّہ پہونچنے سے ایک گھنٹہ پہلے احرام ضرور باندھ لیں۔ کیونکہ سامنے ایک میقات (قرن المنازل) آنے والا ہے۔ وہاں سے بلا احرام گذرنا منع ہے۔ اگر اتفاق سے جہاز پر بھی نہ باندھ سکے تو جدّہ ایرپورٹ پہنچکر ضرور احرام باندھ لیں۔ اب بلا احرام وہاں سے آگے جانے سے جرمانہ میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔

صرف حج کا اِحرام

اپنے یہاں کے ایرپورٹ سے صرف حج کا احرام باندھنا ہے، یا تمتع کرنے والے کو ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھنا ہے۔ یا حل میں رہنے والے کو حج کا احرام باندھنا ہے۔ یا مدینہ منورہ سے آنے والے کو حج کا احرام باندھنا ہے تو اگر یہ دُعا یاد ہو تو ضرور پڑھ لیں، ورنہ اپنی زبان سے اس کا مفہوم ادا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۱۶، زیلعی ۲/۸)	اے اللہ بیشک میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ اسکو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

حج قران کے احرام کی دُعاء

جب حج قران کرنے کا ارادہ ہو یعنی حج اور عمرہ دونوں ایک ساتھ کرنے کا ارادہ ہو تو ان الفاظ سے دُعاء کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔
(ھدایہ رشیدیہ ۱/۲۲۷)

اے اللہ میں حج و عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، دونوں کو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

احرام کی نماز کے بعد متصلاً مذکورہ دُعاء پڑھکر احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔

تلبیہ کے الفاظ

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ، لَا شَرِیْكَ لَكَ۔
(مسلم شریف ۱/۳۷۵)

میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ تیرا کوئی ہمسر نہیں، میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ بیشک ہر تعریف اور ہر قسم کی نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لئے ہے۔ تیرا کوئی ہمسر نہیں۔

پھر تلبیہ کثرت کے ساتھ پڑھا کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے افضل ترین حج اور افضل ترین عمرہ وہ ہے جس میں تلبیہ کی کثرت ہوتی ہے۔[1]

جدّہ ایرپورٹ

جدّہ ایرپورٹ پر اُترنے کے بعد آپ کو ایک فارم دیا جائیگا۔ اس کی خانہ پُری کے بعد پاسپورٹ کی کارروائی ہوتی ہے۔ اس میں کافی دیر لگ جاتی ہے، اسلئے

---

[1] ترمذی شریف ۱/۱۷۰)

صبر سے کام لیتا ہے۔ اسکے بعد کسٹم کی کارروائی ہوگی۔ پھر آپ اپنا سامان بلا تکلف قلی کے حوالہ کرسکتے ہیں جو بلا اُجرت کام کرتے ہیں۔

قلی آپ کو سامان کے ساتھ ہندوستانی حج کمیٹی کے دفتر تک پہنچا دیگا۔ پہلے جدّہ ایئرپورٹ پر کرنسی کی تبدیلی ہوا کرتی تھی۔ اور اب انڈیا میں یہاں کے ایئرپورٹ ہی میں کرنسی مل جاتی ہے۔ اور پیسوں کو بہت احتیاط سے رکھیں۔ اور حج کمیٹی کے ملازمین سے مل کر اپنے معلم کا نمبر اور رہائش وغیرہ کی ساری معلومات فراہم کرلیں۔ اس کے بعد آپ مکۃ المکرمہ یا مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہوجائیں۔

حُدودِ حرم جدّہ سے مکۃ المکرمہ کے راستہ پر جہاں سے حُدودِ حرم شروع ہورہی ہے وہاں دو طرفہ سڑک کے اُوپر بہت بڑا رحل نما گیٹ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اتنا ہی بڑا قرآن رکھا ہوا ہے۔ اس سے آگے غیر مسلم نہیں جاسکتے۔ وہاں سے آگے بڑھتے ہوئے ان الفاظ سے دُعاء کریں جو سُرخی کے نیچے آرہے ہیں۔

حُدودِ حرم میں داخل ہونے کی دُعاء

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔ (بالمعنی تبیین الحقائق ۲/۱۲، غنیۃ ۱/۵۰، قاضیخاں ۱/۳۱۵)

اے اللہ بیشک یہ تیرا اور تیرے رسُولِ پاک کا حرم ہے۔ بس تو میرے گوشت، خون، ہڈی، چمڑے کو جہنم پر حرام فرما۔ اے اللہ اس دن کے عذاب سے میری حفاظت فرما جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائیگا۔

ہر طرف کی حُدودِ حرم

۱ مقامِ تنعیم۔ یہ سب سے قریب ترین حُدودِ حرم ہے۔ مسجدِ حرام سے یہ مقام

صرف چھ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے مدینۃ منورہ کے راستہ میں ہے۔ یہیں پر مسجد عائشہؓ واقع ہے۔ مکہ والے یہاں آکر عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔

۲۔ وادیٔ نخلہ۔ یہ مقام السیل الکبیر سے ہو کر میقات قرن المنازل کو جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔ اور اسی راستہ سے نجد، ریاض وغیرہ جاتے ہیں، اور ادھر سے طائف بھی جاتے ہیں۔ یہ مقام نخلہ جبلِ نور اور غارِ حراء سے آگے چلکر واقع ہے۔ یہ مسجدِ حرام سے ۱۴ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ دونوں مقامات فی الحال شہر مکۃ المکرمہ کی آبادی میں داخل ہو گئے ہیں۔

۳۔ عرفات و مزدلفہ کے مابین راستہ میں ہے۔ یہ مقام مسجدِ حرام سے تقریباً سترہ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں پر حدودِ حرم کا گیٹ نمایاں نظر آتا ہے۔ تاریخ مکہ مکرمہ اور اطلس میں اس کا فاصلہ ۲۲ کلو میٹر لکھا گیا ہے۔ جو مسامحت پر محمول ہے۔

۴۔ حُدیبیہ۔ یہ مقام مکہ مکرمہ اور جدہ کے درمیان قدیم شاہراہ پر واقع ہے۔ اور اس کو فی الحال شمیسی بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں سے متصل کچھ فاصلہ پر جدید شاہراہ ہے۔ یہاں پر دو طرفہ وسیع ترین سڑک کے اُوپر رحل نما گیٹ بنا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اسکے اُوپر اتنا بڑا قرآن کریم رکھا ہوا ہے۔

۵۔ جعرانہ۔ یہ مقام سیل الکبیر سے ہو کر میقات قرن المنازل سے حرم شریف کو آتے ہوئے تقریباً پندرہ سولہ کلو میٹر پہلے دائیں جانب کو نو کلو میٹر دُوری پر واقع ہے۔ اور یہ مقام مسجدِ حرام سے ۲۴ یا ۲۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی جگہ حنین کے مالِ غنیمت تقسیم کیے تھے۔ یہاں سے آپؐ نے رات ہی رات میں عمرہ فرمایا تھا، ادھر ہی سے عراق کا راستہ ہے۔

۶۔ اِضاۃ لبن۔ اس کو مُحَیَّشِیَہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مقام مکۃ المکرمہ سے یمن کی طرف جنوب کے شہروں کو جانے کے راستہ میں مسجدِ حرام سے تقریباً ۲۳ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی راستہ سے آگے جا کر یلملم والا میقات پڑتا ہے۔

ے طائف کا راستہ جو اس وقت جامعہ ام القریٰ جدید سے ہو کر جا رہا ہے، اس میں مسجد حرام سے ۱۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر حدودِ حرم کا کھمبا نصب ہے۔

مذکورہ تمام مقامات پر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدودِ حرم کے کھمبے نصب کر دیئے ہیں۔

ذیل کے نقشہ سے مزید وضاحت ہو جائے گی۔

تنعیم مسجد عائشہ	نخلہ	اضاۃ لبن	جعرانہ	حدیبیہ	عرفات سے قبل	بطریق جبال الی طائف
۶ کلومیٹر	۱۴ کلومیٹر	۲۳ کلومیٹر	۲۴ کلومیٹر	۲۲ کلومیٹر	۱۷ کلومیٹر	۱۶ کلومیٹر

حدودِ حرم کا جغرافیائی نقشہ

شمال
مشرق — مغرب
جنوب
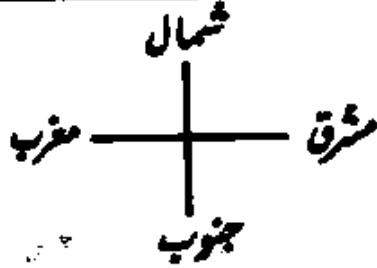
حدودِ حرم اور حدودِ میقات کا جغرافیائی نقشہ
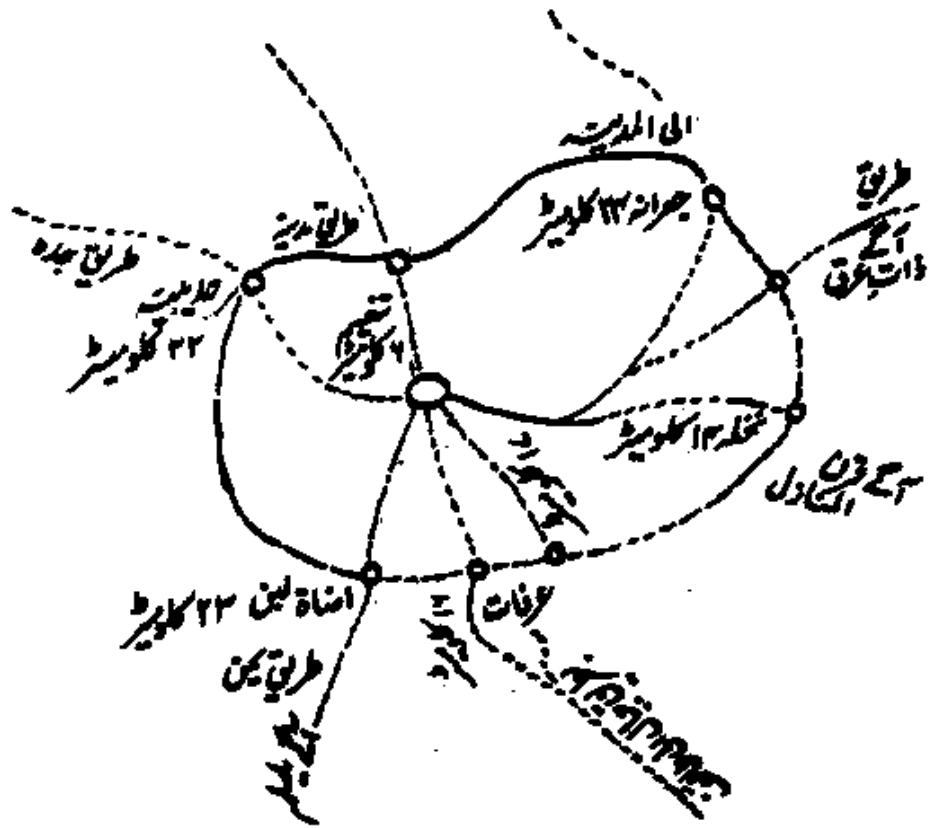
مکۃ المکرمہ میں ضروری کام

جب آپ مکۃ المکرمہ معلم کی بس سے پہونچیں گے تو اُترنے سے قبل آپ کو ایک پیلے رنگ کا پٹکا دیگا، اسکو ہاتھ میں ڈال لیجئے۔ اس میں معلم کا پتہ وغیرہ ہوگا۔ اور مکہ معظمہ پہونچنے کے بعد ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر معلم کی طرف سے آپ کو پلاسٹک چڑھا ہوا ایک تعارفی کارڈ ملیگا۔ اس کو ہر وقت اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ پولیس آپ کو گرفتار بھی کر سکتی ہے۔ اسلئے کہ وہ آپ کے پاسپورٹ کے قائم مقام ہے۔ نیز وہاں کے قیام کے زمانہ میں تمام سرکاری اور پرائیویٹ کام اسی کارڈ کے ذریعہ ہی ہوا کریگا۔

مسجدِ حرام میں داخل ہونے کی دُعاء

مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے لئے بہت سے گیٹ ہیں۔ مگر بابُ السّلام سے داخل ہونا زیادہ افضل ہے۔ یہ دروازہ صفا و مَروہ کی طرف سے ہے۔ اور گیٹ پر بابُ السّلام لکھا ہوا ہے۔ اور جب داخل ہونے لگے تو داہنا پاؤں آگے رکھے۔ اور درود شریف پڑھکر یہ دُعاء پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

(ترمذی ۱/۱۷، قاضیخاں ۱/۲۱۵

غنیۃ ۵۱/، حصن حصین ص۱۱۳)

میں اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں، درود وسلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما، اور میرے لئے رحمت کے دَروازے کھول دیجئے۔

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر کی دُعاء

جب مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد کعبۃ اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑے تو یہ دُعاء پڑھے۔

اور خوب روئے اور اللہ سے مُرادیں مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، اَللّٰھُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهُ اَوِ اعْتَمَرَهُ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا۔

(ہکذا قاضیخان ۱/۲۱۵، احکام حج ص۴۳)

اے اللہ آپ سلام ہیں، اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھو، اے اللہ اپنے گھر کی تعظیم و تکریم اور شرف و ہیبت زیادہ کر دیجئے۔ اور جو شخص اس کا حج یا عمرہ کرے اس کی تعظیم و تکریم اور شرف و ثواب زیادہ کر دیجئے۔

اگر یاد ہو تو یہ دعاء پڑھے، ورنہ اپنی مادری زبان میں اسکا مفہوم ادا کر کے مرادیں مانگے۔

سب سے پہلا کام طواف

باہر سے آنے والے کے لئے مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام طواف کرنا ہے۔ اور طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام کے ساتھ کریں، اور حجر اسود ہی پر طواف ختم کریں۔ اور ہر چکر میں بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ کہہ کر حجر اسود کو ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھ کو چوم کر گذر جائیں۔ اور اگر عورت ناپاکی کی حالت میں ہو تو طواف نہ کرے بلکہ پاک ہونے تک انتظار کرتی رہے۔

طواف شروع کرنے کی دُعاء

طواف شروع کرتے وقت یہ دعاء پڑھے:

بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰھُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً

اللہ کے نام سے طواف شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ ہی کے لئے ہر تعریف ہے اور درود و سلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ تجھ پر ایمان

بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بالمعنی قاضیخاں ص۳۱۹)	لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کے ایفاء اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کیلئے حجرِ اسود کو چومتا ہوں۔

اگر یہ دعاء نہ پڑھ سکے تو صرف بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھ لینا کافی ہے۔ اور طواف کے ساتوں چکروں کی دعائیں کتاب کے اخیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

حجرِ اسود مقامِ ابراہیم اور حجرِ اسود دونوں جنت کے پتھر ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت ان کو اللہ نے نازل فرمایا تھا دونوں کی چمک سورج سے بھی زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے چمک کو ختم کر دیا ہے۔ حجرِ اسود چاندی کے ایک حلقہ کے اندر ہے۔ کسی زمانہ میں بلوائیوں نے بم مارا تھا جس سے حجرِ اسود ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تھا۔ چاندی کے اس حلقہ کے اندر چھوٹے چھوٹے گیارہ ٹکڑے ہیں۔ لہٰذا صرف حلقہ پر بوسہ دینا کافی نہیں، بلکہ حلقہ کے اندر کے ان ٹکڑوں پر بوسہ دینے سے بوسہ صحیح ہوسکتا ہے۔ حجرِ اسود کو بوسہ دینے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ مگر بوسہ دیتے وقت کسی کو ایذاء ہرگز نہ پہونچائیں۔ بوسہ نہ دے سکے تو ایسے ہی گذر جائے۔

رکنِ یمانی طواف کے دوران جب رکنِ یمانی پر پہونچے تو اس کو دونوں ہاتھ یا صرف دائیں ہاتھ سے چھو دینا سنت ہے۔ مگر اس کو بوسہ دینا خلافِ سنت ہے۔ اور اس میں خیال رکھیں کہ سینہ بیت اللہ کی طرف مُڑنے نہ پائے۔ اس وقت سینہ بیت اللہ کی طرف موڑنا منع ہے۔ ہاں البتہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت سینہ مُڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور رکنِ یمانی پر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو بغیر ہاتھ لگائے گذر جائے۔ وہاں بھیڑ لگانا ممنوع ہے۔ اور جب حجرِ اسود کے برابر پہنچ جائے تو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر اس کی طرف ہتھیلیوں سے اشارہ کرکے چوم لیں۔ ہر شوط میں ایسا ہی کرتے رہیں۔ (غنیہ جدید/۱۰۲)

(نوٹ) طواف کے ہر شوط کی الگ الگ دعائیں کتاب کے اخیر میں

ملاحظہ فرمائیں۔ اور مکمل طواف اور سعی وغیرہ کی بحث الگ عنوان کے ساتھ آگے آرہی ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ❁ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

⑦ حج کس پر اور کب فرض؟

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

لَبَّیْکَ اَللّٰہُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۝ (سورۂ آل عمران ۹۷)

اللہ کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج لازم اور فرض ہے جو بیت اللہ شریف تک راہ چلنے پر قدرت رکھتے ہوں۔

اس پاک گھر میں جمالِ خداوندی کی کوئی خاص تجلی ہے جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا۔ اور حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا محبوب برحق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعوٰی ہو، اور مالی اور بدنی حیثیت سے بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو، کم از کم عمر بھر میں ایک بار دیارِ محبوب میں حاضری دے، اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے۔

لہٰذا ہر اس شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت عطاء فرمائی کہ جس سے وہ اپنے وطن سے مکۃ المکرمہ تک آنے جانے اور وہاں کے اخراجات پر قادر ہو، اور واپس آنے تک اہل وعیال اور بیوی بچوں کے مصارف بھی بآسانی برداشت کر سکتا ہو۔ اور راستہ کی ساری رکاوٹیں بھی ختم ہوں[له] مثلاً حکومت

له حج کی فرضیت کا ثبوت مذکورہ آیت کریمہ سے ہوتا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے بھی ثابت ہے عن ابی ھریرۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ قد فرض علیکم الحج فحجوا الحدیث مسلم شریف ۱/۴۳۲، مسند امام احمد بن حنبل ۲/۵۰۸ حدیث ۱۰۶۱۵)

کی طرف سے سفر کی منظوری کا ویزا اور سواری اور ٹکٹ کی فراہمی اور دشمن وغیرہ کے خطرات سے مامون ہونا وغیرہ۔ ان تمام سہولیات کے ساتھ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ہوتا ہے۔ (مستفاد ہدایہ ۱/۲۱۲ شامی کراچی ۲/۴۵۵ شامی زکریا ۳/۴۵۱)

وجوب حج کے لئے مقدارِ نصاب کی قید نہیں

حج کی فرضیت اور وجوب کے لئے مالک نصاب اور مقدار نصاب مال کا ہونا لازم نہیں، بلکہ اتنا مال ہونا لازم ہوتا ہے کہ جس سے حج کا خرچ پورا ہوتا ہو۔ اور اس درمیان میں اہل وعیال کے خرچ کا انتظام ہو، چاہے وہ صرف مقدار نصاب سے زائد ہو یا اس سے کم ہو یا مقدار نصاب کے برابر۔ [1]

حج کرے یا رہائش کیلئے مکان خریدے

اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اس کے پاس رہائش کے لئے ذاتی مکان نہیں ہے۔ اور اسکے پاس فی الحال اتنا پیسہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے حج کے اخراجات پورے ہو سکتے ہیں۔ اور اگر رہائش کے لئے ذاتی مکان خریدنا چاہے تو اس پیسہ سے صرف مکان خریدا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ اگر حج کو جائیگا تو مکان نہیں خرید سکتا، اور اگر مکان خریدیگا تو حج کو نہیں جا سکتا، تو ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟ تو ایسے شخص کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ اگر حج کا موسم آگیا ہے اور اسکے علاقہ کے لوگوں کے حج کو جانے کا وقت بھی آگیا ہے، تو ایسی صورت میں اس کو حج کو جانا واجب ہو جائیگا۔ اور مکان کی خریداری کو ملتوی کرنا لازم ہو جائیگا۔ اور اگر اس کے علاقہ کے لوگوں کے حج کو جانے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے تو ایسی صورت میں حج کی تیاری نہ کر کے اس پیسہ سے رہائش کا مکان خرید لینا بلا کراہت جائز ہو جائیگا۔ اور آئندہ اس

---

[1] ولا يشترط لوجوب الحج مقدار النصاب بل ما يبلغه، سواء كان مقدار النصاب او اكثر او اقل الخ غنية جديد/۲۰ بالفاظ دیگر مناسک قاری/۴۲)

وقت تک اس پر حج واجب نہ ہوگا جبتک دوبارہ اتنی رقم کا انتظام نہ ہوجائے جس سے حج کے اخراجات پورے ہوسکیں۔[1]

حج کرے یا شادی کرے؟

اگر کسی جوان شخص کے پاس اتنا پیسہ ہے کہ اس سے یا تو شادی کرسکتا ہے اور یا حج۔ اگر حج کو جائیگا تو شادی کے لئے پیسہ باقی نہیں رہیگا۔ اور اگر شادی کریگا تو حج کے لئے باقی نہ رہیگا، تو وہ کیا کرے؟ تو اگر اس کی حالت ایسی ہے کہ شادی کی بہت ضرورت ہے مگر نفس بے قابو نہیں ہے، بلکہ کنٹرول میں ہے اور ابھی حجاج کے حج کو جانے کا وقت نہیں آیا ہے تو اس پیسہ سے شادی کرلینا بلا کراہت جائز ہوجائیگا اور اگر حج کو جانیکا وقت آگیا ہے تو اس پیسہ سے حج کرنا واجب ہوجائیگا۔ اور اگر حج کو جانیکا وقت بھی آگیا ہے، اور نفس شادی کے لئے کنٹرول سے باہر ہوگیا ہے کہ اگر شادی نہیں کریگا تو گناہ میں مبتلا ہونیکا قوی اندیشہ ہے تو اس پیسہ سے حج کو نہ جاکر شادی کرکے باعصمت زندگی گذارنا بلا کراہت جائز ہوجائیگا، اور پھر اسوقت تک اس پر حج واجب نہ ہوگا کہ جب تک دوبارہ پیسوں کا انتظام نہ ہوجائے۔[2]

حج کرے یا ماں باپ یا بیوی کا علاج کرے؟

اگر کسی شخص کے پاس حج کے اخراجات کا انتظام ہے، اور ادھر ماں باپ سخت مرض میں مبتلا ہیں، اس کی خدمت کے محتاج ہیں، اور ان کے مرض کا علاج وہی

---

[1] وان لم یکن لہ مسکن ولا شیء من ذلک وعندہ دراہم تبلغ بہ الحج وتبلغ ثمن مسکن وخادم وطعام وقوت وجب علیہ الحج وان جعلہا فی غیرہ اثم لکن ھذا اذا کان وقت خروج اہل بلدہ اما قبلہ فیشتری بہ ما شاء ولانہ قبل الوجوب الخ شامی زکریا ۳/۴۶۱ شامی کراچی ۲/۴۶۲ غنیۃ جدید/۲۰

[2] معہ الف وخاف العزوبۃ ان کان قبل خروج اہل بلدہ فلہ التزوج ولو وقتہ لزمہ الحج وبحثہ فی الشامیۃ بانہ حال التوقان مقدم علی الحج اتفاقاً لان فی ترکہ امرین ترک الفرض والوقوع فی الزنا (الی قولہ) لانہ لو تحقق فرض التزوج اما لخافۃ فالتزوج واجب لا فرض فیقدم الفرض علیہ الخ شامی زکریا ۳/۴۶۱ شامی کراچی ۲/۴۶۲، غنیۃ جدید/۲۰)

کر سکتا ہے، تو اگر ماں باپ کے علاج میں پیسہ خرچ کریگا تو حج کے اخراجات پورے نہیں ہو سکیں گے پیسہ ختم ہو جائیگا، تو ایسی صورت میں حج کو نہ جاکر ماں باپ کے علاج میں خرچ کرنا اور ان کی خدمت کرنا لازم ہے۔ اور اگر آئندہ دوبارہ حج کے اخراجات کا انتظام نہ ہو سکے تو حج نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔ نیز اگر انتظام ہو جائے مگر حج کا موسم آنے سے قبل موت واقع ہو جائے تب بھی گنہگار نہ ہوگا۔ ہاں البتہ انتظام کی صورت میں اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہیئے۔ اسی طرح چھوٹے بچے کی خدمت یا اس کے علاج کی وجہ سے حج کو نہ جاسکے تب بھی گنہگار نہ ہوگا۔

اور اگر بیوی بیمار ہو جائے اور اس کے تمام اخراجات کا نظم بھی کر دیا ہے، تو بیوی کی تیمارداری کے لیے حج کو ملتوی کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ بلکہ حج کو جانا واجب ہے۔[1] کیونکہ بیوی کی تیمارداری اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی کر سکتا ہے۔ جبکہ شوہر نے تمام اخراجات کا انتظام کر دیا ہو۔

حج کرے یا قرض ادا کرے؟

اگر کسی کے پاس اتنا پیسہ ہے جس سے حج کے اخراجات پورے ہو سکتے ہیں، مگر اس پر قرض بھی تقریباً اتنا ہی ہے، لہٰذا اگر قرض ادا کریگا تو حج کے اخراجات ختم ہو جائیں گے۔ تو ایسی صورت میں اس پر حج چھوڑ کر قرض ادا کرنا لازم ہے۔ اور قرض ادا کرنے کی وجہ سے جب حج کا خرچ باقی نہیں رہا تو اب آئندہ دوبارہ پیسوں کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حج کو نہ جانے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔ اسلئے کہ حج

---

[1] من علیہ الحج ومرضت زوجتہ لا یکون عذراً فی التخلف عن الحج ومرض الوالد والوالدۃ یکون عذراً اذا احتاجا الیہ والولد الصغیر المحتاج الیہ عذر فی التخلف مریضاً کان اولم یکن یمشی قلیلاً فیضیق نفسہ الخ غنیہ جدید ۱۲/
المراد بہ ما یمنع عن السفر والذھاب الی بیت اللہ او لاجل الحاجۃ الظاھرۃ کحضانۃ الولد الصغیر المحتاج الیہ او تعھد الوالد او الوالدۃ المریضین المحتاجین الی خدمتہ او لاجل المشقۃ الظاھرۃ الخ
(اعلاء السنن کراچی ۱۰/۷)

اس وقت قرض ہوتا ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد اتنا پیسہ بچا ہوا ہو کہ جس سے حج کا خرچ پورا ہو سکتا ہو۔ [1]

حج کے پیسہ پر زکوٰۃ

اگر کسی نے حج کرنے کی نیت سے پیسہ جمع کر رکھا ہے اور وہ شخص پہلے بھی نصاب کا مالک تھا تو جس وقت دیگر مال کی زکوٰۃ نکالیگا اس وقت اس پیسہ کی بھی زکوٰۃ نکالنا لازم ہو جائیگا جس کو حج کی نیت سے روک رکھا ہے۔ اور اگر وہ شخص پہلے سے مقدارِ نصاب کا مالک نہیں تھا بلکہ پہلی بار اسکے پاس پیسہ آیا ہے تو جس وقت مقدارِ نصاب کے برابر پیسہ جمع ہوا تھا اس وقت سے جب اس پیسہ پر سال پورا ہو گا تو زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا۔

اور اگر سال پورا ہونے سے قبل کچھ پیسہ حج کمیٹی میں جمع کر دیا اور حج کی منظوری بھی آگئی تو جتنا پیسہ جمع ہو گیا اس کی زکوٰۃ لازم نہ ہو گی۔ اور جو رقم جمع نہیں ہوئی اور اس کے پاس موجود ہے اس کی زکوٰۃ لازم ہو جائے گی۔ [2]

ادائے زکوٰۃ کے لئے قانونِ شرعی

زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے شرعی قانون اور ضابطہ یہ ہے کہ مقدارِ نصاب پر سال گذرنے کے ساتھ ملکیتِ تامہ بھی ہو۔ اور ملکِ تام کے لئے دو چیزیں ایک ساتھ لازم ہوتی ہیں۔

---

[1] وان كان فى ماله وفاء بالدين يقضى الدين ولا يحج ويكره الخروج الى الغزو والحج لمن عليه الدين الخ قاضيخان ۱/۳۱۳ هكذا الهندية ۱/۲۲۱ وكذا الغريم لمديون لا مال له يقضى به والكفيل ولو بالاذن فيكره خروجه بلا اذنهم وظاهره ان الكراهة تحريمية ولذا عبر الشارح بالوجوب الخ وعن قضاء ديونه حالة او مؤجلة، غنية جديد ۲۰ شامی زکریا ۳/۴۵۲)

[2] اما اذا امسكه لينفق منه كل ما يحتاجه فحال الحول وقد بقى معه منه نصاب فانه يزكى ذلك الباقى وان كان قصده الانفاق منه ايضا فى المستقبل لعدم استحقاق صرفه الى حوائجه الاصلية وقت حولان الحول الخ شامی کراچی ۲/۲۶۲، شامی زکریا ۳/۱۷۹)

۱۔ مال پر قبضہ تام یعنی مکمل قبضہ کا ہونا۔
۲۔ قبضہ کے ساتھ ساتھ ملکیت کا ہونا بھی لازم ہے۔
لہٰذا اگر ملکیت ہو مگر قبضہ باقی نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اگر قبضہ ہو مگر ملکیت نہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ بلکہ وجوب زکوٰۃ کے لئے دونوں باتیں ایک ساتھ لازم ہیں۔ لہٰذا ادائے زکوٰۃ کے وقت سے قبل جب حج کی منظوری آگئی تو جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہو گئی اس پر چونکہ قبضہ باقی نہیں رہا اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، اور جو رقم اپنے پاس موجود ہے، اور حج کمیٹی میں ابھی تک جمع نہیں ہوئی اور آئندہ جمع ہونا ہے اس پر چونکہ قبضہ اور ملکیت دونوں حاصل ہیں اس لئے اس کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ [1]

آمر نے حج بدل کی رقم مامور کو دیدی اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم؟

ایک شخص ہر سال مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اور امسال زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت آنے سے قبل دوسرے شخص کو حج بدل کے لئے اسّی ہزار روپیہ دیدیا۔ پھر آمر کے قبضہ سے رقم نکل جانے کے بعد ادائے زکوٰۃ کا وقت آگیا اور مامور کے پاس رقم ابھی موجود ہے، اور مامور نے حج کی درخواست دیکر منظوری بھی کرالی تو ایسی صورت میں اس رقم کی زکوٰۃ کون ادا کریگا۔؟
غور کر کے دیکھا جائے تو اس رقم کی زکوٰۃ کسی پر بھی واجب نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ رقم گویا کہ ادائے زکوٰۃ کے وقت سے قبل خرچ ہو گئی۔
مالک پر اسلئے واجب نہیں کہ اس رقم پر اسکا قبضہ باقی نہیں رہا، اور وجوب زکوٰۃ کے لئے قبضہ اور ملکیت تامہ لازم ہے، اور وہ یہاں باقی نہیں۔ اور مامور پر اسلئے

---

[1] ومنها الملك التام هو ما اجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض أو وجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لا تجب فيه الزكوٰة (الہندیہ ۱/۱۷۲، وشامی جوہرۃ ۱/۱۳۹، ایضاح النوادر ۲/۲)

واجب نہیں کہ وہ رقم اس کے پاس آنے کے بعد نہ سال گذرا، اور نہ ہی اس رقم کا وہ مالک ہے، بلکہ خرچ کرنے کا امین ہے۔ لیکن اگر آمر نے رقم مامور کو نہیں دی بلکہ مامور کے نام سے حج کی درخواست دیدی تو ادائے زکوٰۃ کے وقت سے قبل جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہوگئی اس پر زکوٰۃ لازم نہیں۔ اور جو رقم ابھی جمع نہیں ہوئی اسپر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ کیونکہ اس پر قبضہ اور ملکیت دونوں باقی ہیں۔ [1]

بعض فقہی عبارات سے شبہ اور اسکا ازالہ

بعض فقہی عبارات سے کسی کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہوگئی اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوجانا چاہئے۔ اگرچہ حج کی منظوری آگئی ہو۔ اور ان عبارات کو سرسری طور پر دیکھا جائے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ذیل کی عبارت دیکھئے:

امّا الدّیون الّتی لامطالب لہا من جہۃ العباد ات کالنذور و الکفّارات وصدقۃ الفطر و وجوب الحجّ ونحوہا لایمنع وجوب الزکوٰۃ لانّ اثرہا فی حق احکام الأخرۃ وہو الثواب بالاداء والإثم بالترک الخ

(بدائع قدیم ۲/۸، بدائع زکریا دیوبند ۲/۸۶ ھندیہ ۱/۱۷۳)

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سفرِ حج کے ہر قسم کے پیسہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چاہے حج کمیٹی میں جمع ہوگیا ہو یا موجود ہو۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ مالک پر حج فرض ہوچکا ہے مگر حج کو ابھی تک گیا نہیں۔ لہٰذا حج مع اس کے اخراجات کے اللہ کا قرض اور اللہ کا دین اس پر لازم ہے۔ پھر وہ شخص ادائے زکوٰۃ کے وقت یہ کہتا ہے کہ میرے اوپر حج فرض ہے، اور گویا وہ مجھ پر قرض ہے۔ اور قرض، پر زکوٰۃ لازم نہیں۔ اس لئے سفرِ حج کے پیسہ پر زکوٰۃ ادا کرنا مجھ پر لازم نہ ہوگا۔ لہٰذا اس مقدار کے پیسہ کو زکوٰۃ سے الگ کردیا جائے، تو اسکا یہ خیال غلط ہے، بلکہ اسپر زکوٰۃ لازم ہوجائے گی۔ اسی طرح عید الفطر گذر گئی مگر اس نے صدقۂ فطر ادا نہیں کیا،

---

[1] اذا عجّل الأجرۃ لایملک الاسترداد الخ شامی کراچی ۲/۱۰

تو اس کو زکوٰۃ سے مجریٰ کرنا درست نہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ ۔ حتیٰ کہ اس نے حج کے لئے جو پیسہ جمع کر رکھا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہو جائے گی ۔ یہی مذکورہ فقہی عبارت کا مطلب ہے۔ اسلئے کہ اس رقم پر ملک تام حاصل ہے ۔

ہاں البتہ اگر حج کے لئے جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہو گئی اور حج کی منظوری بھی آگئی ہے تو اس جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔ اسی طرح جو رقم حج بدل کے لئے مامور کو دیدی ہے اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔ جیسا کہ ماقبل میں حکم شرعی واضح ہو چکا ہے۔ لہٰذا مذکورہ فقہی عبارت سے ماقبل کے حکم پر شبہ نہ ہونا چاہئے۔

سرکاری دورہ یا منجانب ادارہ سفر کے دوران حج کرنا

سرکاری ملازم سرکاری مصارف کے ذریعہ سے سعودی عرب کا دورہ کرنے کے لئے جائے، اور اثنائے سفر اُدھر سے حج یا عمرہ کر کے آجائے۔ یا مدارس یا کسی دوسرے ادارہ کا ملازم ادارہ کے مصارف سے سعودی عرب کا دورہ کرنے جائے اور اثنائے سفر حج یا عمرہ کر کے آجائے تو اس سے فریضۂ حج ادا ہو جائیگا۔ اس کے بعد دوبارہ اپنے پیسہ سے حج کرنا لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۳/۱۷۲، ایضاح المناسک ۵۱)

مگر حج کے تمام ارکان ادا کرنے میں کل پانچ دن لگ جاتے ہیں۔ ان پانچ ایام کے اخراجات اپنی جیب سے کرنے چاہئیں۔ ادارہ یا سرکاری صرفہ میں شامل نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں البتہ اگر بوقتِ سفر اس خرچ کی بھی اجازت مل گئی تھی تو اپنی جیب سے کرنے کی ضرورت نہیں۔

مالِ حرام سے حج

حج کے لئے حلال اور پاکیزہ مال فراہم کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اور پاک مال ہی سے حج کرنا لازم ہے۔ اور حرام اور مشتبہ مال سے حج قبول نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور پاک اور حلال ہی کو قبول کرتا ہے۔ [۱]

اور المعجم الاوسط کی ایک مفصل حدیث میں وارد ہے کہ جب آدمی پاک مال کے ساتھ سفرِ حج کے لئے گھر سے روانہ ہوتا ہے، اور اپنی سواری کی زین پر پیر رکھکر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کے الفاظ سے تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمانوں سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ تیری حاضری مبارک اور سعادت کا باعث ہے۔ تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول اور مبرور ہے۔ تیرا حج گناہ اور معصیت سے ملوث نہیں۔ اور جب مالِ حرام سے حج کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ اور سواری کی زین پر پیر رکھکر لَبَّیْکَ کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ تیرے لئے نہ حاضری ہے اور نہ ہی سعادت ہے۔ تیرا توشہ حرام، تیرا نفقہ اور مال حرام اور تیرا حج گناہ اور معصیت میں ملوث ہے جو کبھی قبول نہیں ہو سکتا۔ [۲]

---

[۱] عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللہ طیبٌ لا یقبل الا طیبًا (الیٰ قولہ) ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یارب یارب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذالک۔ الحدیث ترمذی شریف ۲/۱۲۸، مسلم شریف ۱/۳۲۶)

[۲] عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الرَّجل حاجًا بنفقۃ طیبۃ ووضع رجلہ فی الغرز فنادی لبیک اللھم لبیک ناداہ منادٍ من السماء لبیک وسعدیک زادک حلال وراحلتک حلال وحجک مبرور غیر مأزور واذا خرج بالنفقۃ الخبیثۃ فوضع رجلہ فی الغرز فنادی لبیک ناداہ منادٍ من السماء لا لبیک ولا سعدیک زادک حرام ونفقتک حرام وحجک غیر مبرور۔ الحدیث، المعجم الاوسط ۴/۲۲ حدیث ۵۲۲۸ الترغیب والترھیب ۲/۱۱۳ ومن حج بمال حرام سقط منہ الفرض ولا یقبل حجہ ویکون عاصیًا والصحیح فی مذھب الامام احمدؒ ان من حج بمالٍ حرام لم یجز حجہ اصلًا (الغنیہ جدید ۱۹۰)

اور حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ مالِ حرام سے حج کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ [1] اسلئے ہر حاجی کی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ سفرِ حج کے لئے پاک اور حلال مال ہی فراہم کرے۔

اس حکم کو چالیس حدیثوں کے تحت اور سفرِ حج میں غلطیوں کی اصلاح کے تحت اپنی اپنی مناسبت میں بیان کیا گیا ہے۔

حج میں تاخیر کا گناہ

حج کو جانے کے لئے تمام اسباب اور اخراجات فراہم ہوجائیں، اور تمام رُکاوٹیں بھی ختم ہوجائیں، پھر بھی اسی سال حج نہیں کیا، اور دوسرے سال حج کرنے سے قبل موت واقع ہوجائے یا پیسہ ختم ہوجائے تو سخت ترین عذابِ الٰہی کا مستحق ہوکر مریگا۔ حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ جو شخص ایسے توشۂ سفر اور سواری کا مالک ہو جس سے بیت اللہ شریف تک بآسانی پہنچکر واپس آسکتا ہے، پھر بھی وہ حج نہیں کرتا ہے، اور فریضۂ حج ادا کرنے سے پہلے پہلے مرجاتا ہے تو اس کا ملّتِ اسلامیہ سے آزاد ہوکر یہودیت کی موت یا نصرانیت کی موت مرنیکا سخت خطرہ ہے۔ [2] اسلئے ایسے تمام بھائیوں سے گذارش ہے کہ جن پر حج فرض ہوچکا ہو ادائے حج میں تاخیر نہ کریں۔ اور عذابِ الٰہی سے اپنی حفاظت فرمائیں۔ البتہ اگر کسی کو خوش قسمتی سے دوسرے سال موقع ملجائے اور حج کرلیتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ بھی معاف ہوجائیں گے۔ مگر ایسے مواقع کا کیا یقین ہے۔ موت تو ہر وقت

---

[1] وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام وتحته في الشامية بل الحرام هو انفاق المال الحرام (وقوله) ويجتهد في تحصيل نفقة حلال فانه لايقبل بالنفقة الحرام الشامي كراچي ۲/۴۵۶)

[2] عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ملك زادًا وراحلةً تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلا عليه ان يموت يهوديًا او نصرانيًا وذلك ان الله يقول في كتابه وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝ الحديث ترمذي ۱/۱۶۷ شعب الايمان ۳/۴۳۰ حديث ۳۹۷۸)

پیچھے لگی ہوئی ہے۔ (ایضاح المناسک/۵۰ غنیۃ الناسک جدید/۱۱)

اولاد کی شادی اور مکان کی تعمیر کی وجہ سے حج میں تاخیر

بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر حج فرض ہو چکا، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلے سب لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں کرنی ہیں۔ اور سب کی شادیوں سے فارغ ہونے کے بعد حج کو جائیں گے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ بس ایک لڑکی باقی ہے، اس کی شادی کے بعد حج کو جائیں گے۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ مکان کی تعمیر ضروری ہے اس کے بعد جائیں گے۔ حالانکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ بالآخر اگر زندہ بھی رہے تو کمزوری اور ضعف کا زمانہ آجاتا ہے، اور حج کے لئے طاقت اور تندرستی کی سخت ضرورت ہوتی ہے، اور بڑھاپے کی کمزوری میں حج کے ارکان بھی صحیح طور سے ادا نہیں ہو پاتے۔ اسلئے اولاد کی شادیوں کے سبب سے فریضۂ حج میں تاخیر کرنا سخت غلطی اور باعث معصیت ہے۔ اس طرح کے خیالات سے گریز کرنا لازم ہے۔ اور حج فرض ہوتے ہی فوری طور پر ادا کرلیں۔ ورنہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام ابویوسفؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ سب کے نزدیک فاسق اور مردود الشہادت کہلایا جائیگا۔[1]

بیوی کو ساتھ میں لیجانے کیلئے حج میں تاخیر

بہت سے لوگ اسلئے حج میں تاخیر کرتے ہیں کہ بیوی کو ساتھ میں لیجانا ہے، اور فی الحال اپنا تو انتظام ہے مگر بیوی کا انتظام نہیں ہے۔

---

[1] علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالک واحمد فیفسق وترد شہادتہ بتاخیرہ سنیناً لان تاخیرہ صغیرۃ وبارتکابہ مرۃ لایفسق الا بالاصرار وتمامہ فی الشامیۃ فیفسق وترد شہادتہ بالتاخیر عن العام الاول بلاعذر فیعلم د ام

(درمختار مع الشامی زکریا دیوبند ۳/۴۵۲)

اور جب بیوی کا انتظام ہو جائیگا تب دونوں ساتھ میں جائیں گے، حالانکہ فی الحال بیوی پر حج فرض نہیں ہے۔ اور بیوی کی وجہ سے فریضۂ حج ادا کرنے میں سالوں تاخیر کرتے ہیں، یہ بات غلط ہے۔ اسلئے کہ حج صرف شوہر پر فرض ہوا ہے، بیوی پر نہیں۔ اور اس کی وجہ سے خود اپنے فرض کی ادائیگی میں بلا وجہ تاخیر کرنا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ بیوی کو ساتھ میں لیجانا نہ فرض ہے اور نہ ہی واجب۔

لہٰذا اپنا فرض فوری طور پر ادا کرلے، اور بیوی کی وجہ سے اپنے آپ کو گنہگار نہ بنائے۔ [1] (مستفاد شامی زکریا دیوبند ۲/۴۵۴)

حج کرے یا بیوی کا مہر ادا کرے؟

اگر کسی شخص کے پاس اتنا پیسہ موجود ہے کہ اس سے حج کے تمام اخراجات پورے ہوسکتے ہیں، مگر اس پر بیوی کا مہر ادا کرنا باقی ہے، اور اگر بیوی کا دین مہر ادا کریگا تو حج کے اخراجات پورے نہیں ہو سکتے۔ تو ایسی صورت میں اس پیسے سے حج کو جائے یا بیوی کے مہر کا قرض ادا کرے۔ چنانچہ بیوی کا مہر پہلے واجب ہوچکا ہے۔ اور حقوق العباد میں سے ہے، اور حج حقوق اللہ میں سے ہے۔ اور حقوق العباد حقوق اللہ پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ اسلئے حج کو موقوف کرکے پہلے بیوی کا مہر ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔ [2]

---

[1] من جاوزه وقت خروج اهل بلده او اشهر الحج وقد استكمل سائر شرائط الوجوب والاداء وجب عليه الحج من عامه ووجب اداءه بنفسه فيلزمه التأهب والخروج معهم الخ غنية جديد/۳۳ والحج مطلقا هو الفرض فاذا اخره الى العام الثانى بلا عذر يأثم لترك الواجب الخ غنية جديد/۱۱)

[2] فيشترط القدرة عليها ايضا وعن قضاء ديونه حالة او مؤجلة والمراد ديون العباد (وقوله) واصدقة نسائه ولو مؤجلة هذا هو حد الغنى للحج فى ظاهر الرواية (غنية جديد/۲۰)

حج کرے یا لڑکی کی شادی کرے؟

ملکیت میں اتنا پیسہ موجود ہے کہ اس پیسہ سے حج کے تمام اخراجات پورے ہو سکتے ہیں، اور واپس آنے تک اپنے اہل وعیال کے اخراجات بھی پورے ہو سکتے ہیں۔ اور اسکے پاس جوان لڑکی بھی ہے اس کی شادی ہونی ہے۔ اگر لڑکی کی شادی کریگا تو حج کے اخراجات پورے نہیں ہو سکتے۔ اور حج کی تیاری کا زمانہ آنے سے قبل لڑکی کی شادی نہیں کی ہے، اور اسی حالت میں حج کا موسم آ گیا ہے، تو ایسی صورت میں لڑکی کی شادی کے لئے رقم روک لے یا حج کو جائے؟

اس کی وضاحت نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ فریضۂ حج کا ادا کرنا، لڑکی کی شادی اور دیگر ہر کام پر مقدم ہے۔ لڑکی کی شادی کی وجہ سے فریضۂ حج کی ادائیگی کو مؤخر یا موقوف کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور لوگوں میں یہ جو مشہور ہے کہ غیر شادی شدہ جوان لڑکی گھر میں ہو تو اس وقت تک حج فرض نہیں ہوتا جب تک اس کی شادی نہ ہو جائے، یہ بات غلط مشہور ہے۔ اور یہ بات بھی غلط مشہور ہے کہ حج پر جانے سے پہلے لڑکی کی شادی کے لئے جہیز کا سرمایہ الگ کر لیا جائے، اسکے بعد اگر پیسوں میں گنجائش ہو تو حج کو جائے ورنہ نہیں۔ بلکہ جب حج کے اخراجات موجود ہوں اور حج کے فارم بھرنے کا زمانہ آ جائے تو حج کا فارم بھرنا لازم اور اس کی تیاری ضروری ہو جاتی ہے۔ ورنہ سخت گنہگار ہوگا۔ کیونکہ خود اپنی شادی پر بھی حج مقدم ہے، تو لڑکی کی شادی پر بطریق اولیٰ مقدم ہوگا۔ اور یہی حکم لڑکے کی شادی کا بھی ہے، کہ اس پر بھی حج کو مقدم کرنا لازم ہے۔[1]

---

[1] المسئلة منقولة عن ابی حنیفة فی تقدیم الحج علی التزوج۔ (وقوله) واشتهدبها علی ان الحج علی الفور عنده ومقتضاه تقدیم الحج علی التزوج وان کان واجبا عند التوقان الخ شامی زکریا دیوبند ۳/۴۶۱)

حج کے لئے جائداد اور زمین بیچنا

اگر کسی کے پاس کھیتی کی زمین اتنی زیادہ ہے کہ اگر حج کے اخراجات کی مقدار فروخت کردی جائے اسکے بعد بھی اتنی زمین باقی رہ جاتی ہے جس کی پیداوار سے گھر کی سالانہ ضروریات بآسانی پوری ہوسکتی ہیں تو اس پر زمین بیچکر حج ادا کرنا فرض ہے۔ کیونکہ شرعًا اس پر حج فرض ہوگیا ہے۔[1]

گھر بیچکر حج کرنا

اگر کسی کے پاس حج کے اخراجات کا پیسہ نہیں ہے، مگر اس کا گھر اتنا بڑا ہے جو اس کی ضرورت سے کافی زائد ہے، اور زائد حصہ اگر بیچ دیا جائے تو اس کے پیسہ سے حج کے تمام اخراجات پورے ہوسکتے ہیں، تو اس زائد حصہ کو فروخت کر کے حج کو جانا لازم نہیں، اور نہ ہی اس پر حج فرض ہوگا۔

ہاں البتہ اگر رہائشی مکان کے علاوہ الگ سے دوسرا مکان خالی پڑا ہوا ہے اور اس کو کرایہ پر بھی نہیں دیا، اور نہ ہی دیگر آمدنی کا ذریعہ ہے، تو ایسی صورت میں ایسے زائد مکان کو فروخت کرکے حج کرنا فرض ہے، بشرطیکہ اس کی قیمت سے حج کے اخراجات پورے ہوسکتے ہوں۔ اور اسی طرح ضرورت سے زائد دوکان خالی پڑی ہوئی ہو اس کی قیمت سے حج کے اخراجات پورے ہوسکتے ہوں تو اس کو فروخت کرکے حج کو جانا لازم ہوجائیگا۔[2]

---

[1] وان كان له من الضياع ما لو باع مقدار ما يكفي الزاد والراحلة يبقى بعد رجوعه من ضيعته قدر ما يعيش بغلته الباقي افترض عليه الحج والا لا الخ (غنیہ جدید/۲۰)

[2] ولو كان منزله كبيرا يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل لا يلزمه بيع الفاضل (وقوله) وان كان له مسكن فاضل لا يسكنه (الى قوله) او حانوت او نحو ذلك مما لا يحتاج اليها يجب بيعها اذا كان به وفاء بالحج الخ

(غنیہ جدید/۲۱)

ہر چار یا پانچ سال میں سرمایہ دار کی حاضری

جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ ثروت اور سرمایہ دار بنایا ہے اس کے لئے ہر چار یا پانچ سال میں بیت اللہ شریف کی حاضری مستحب ہے۔ البتہ فرض یا واجب نہیں۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے صحت اور فراخی عطا کی اور پھر وہ ہر چار سال میں میرے پاس حاضری نہیں دی وہ میری رحمت سے محروم ہے۔ اور بعض روایات میں ہر پانچ سال کی ترغیب آئی ہے۔ [1]

لہٰذا جس کو اللہ پاک نے گنجائش دے رکھی ہے اس پر اگرچہ ہر چار یا پانچ سال میں بیت اللہ شریف کی حاضری فرض یا واجب نہیں ہے۔ مگر مستحب اور باعثِ خیر و برکت ہے۔ (ایضاح المناسک/۵۰)

حج مبرور کسے کہتے ہیں؟

حج مبرور، حج مقبول کو کہتے ہیں۔ اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ہر گناہ سے توبہ و استغفار کرے، اور کسی کا حق باقی نہ رہے، اور پاک اور حلال مال سے حج کو جائے اور کسی قسم کی بدعنوانی اور لڑائی جھگڑے اور معصیت میں مبتلا نہ ہو۔ اور احرام کے ممنوع امور سے اپنے آپ کی پوری پوری حفاظت کرتا رہے۔ پھر حج سے واپسی کے بعد اس کی دینی حالت پہلے سے بہتر ہو تو سمجھ لیں کہ اس کا حج ان شاء اللہ مبرور و مقبول ہے۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۱۱۴/۳، ایضاح المناسک/۵۱)

---

[1] عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول ان عبداً اصححت لہٗ جسمہٗ ووسعت علیہ فی المعیشۃ تمضی علیہ خمسۃ اعوام لا یفد الیّ لمحروم۔ الحدیث صحیح ابن حبان ۳۴/۴ حدیث ۳۶۹۵ مسند ابو یعلی الموصلی ۳۲۳/۱ حدیث ۱۰۳۱)

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول ان عبداً صححت لہٗ بدنہٗ واوسعت علیہ فی الرزق لم یفد الیّ فی کل اربعۃ اعوام لمحروم۔ الحدیث مجمع الزوائد ۲۰۶/۳)

اور حج مبرور اور نیکی والا حج اہل ایمان کا سب سے افضل ترین عمل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین قسم کے اعمال اللہ کے نزدیک سب سے افضل ترین اعمال ہیں۔

۱۔ اللہ و رسول پر سچا ایمان لانا۔

۲۔ جہاد فی سبیل اللہ۔

۳۔ حج مبرور اور نیکی والا مقبول ترین عمل ہے۔[۱]

حج اکبر کسے کہتے ہیں عوام میں مشہور یہی ہے کہ جو حج جمعہ کے دن واقع ہو وہ حج اکبر ہے۔ مگر کتبِ حدیث میں کہیں بھی اسکا ثبوت نہیں ملتا، اور نہ کتبِ فقہ اور ائمہ مجتہدین کے اقوال میں اسکا ثبوت ہے۔ البتہ حدیث و فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ حج اکبر حج ہی کو کہتے ہیں۔ اور حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں۔ (ترمذی شریف ۱/۱۸۶ شامی کراچی ۲/۶۲۲)[۲]

یوم الجمعہ کا حج شریعت کی اصطلاح میں جمعہ کے دن کے حج کو حج اکبر تو نہیں کہا جاتا، لیکن جمعہ کے دن کا ایک حج دیگر ایام کے ستر حجوں سے زیادہ افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل ترین دن یوم عرفہ ہے۔ اور جب یوم عرفہ جمعہ کو واقع ہو جائے تو وہ حج ستر حجوں سے افضل ہے۔[۳]

نیز جمعہ کے دن جب یوم عرفہ ہو تو میدانِ عرفات میں وقوف کرنے والے تمام حجاج کی مغفرت ہو جاتی ہے۔[۴]

---

[۱] عن ابی هریرة قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اىّ العمل افضل قال الايمان بالله ورسوله قيل ثم ماذا قال الجهاد فى سبيل الله قيل ثم ماذا قال حجٌّ مبرورٌ، الحديث بخاری شریف ۱/۸ حدیث ۲۶)

[۲] الحج الاكبر يوم النحر والحج الاصغر العمرة (ترمذی شریف ۱/۱۸۶) الحج عرفة ووصف الحج بالاكبر لان العمرة الحج الاصغر (مرقات ملتان ۵/۲۴۳) قال الزهرى والشعبى وعطاء الاكبر الحج والاصغر العمرة۔ شامی کراچی ۲/۶۲۲)

[۳] عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال افضل الايام يوم عرفة اذا وافق جمعة وهو افضل من سبعين حجة الحديث طحطاوی علی المراقی ۳/۴۰۳ اوجز المسالک قدیم ۳/۳۴

[۴] اذا وافق يوم عرفة يوم جمعة غفر لكل اهل الموقف الخ زیلعی ۲/۳۶ ایضاح المناسک ۵۲/ (شامی کراچی ۲/۶۲۱)

سفرِ حج میں تجارت

اگر حاجی سفرِ حج میں تجارت بھی کرنا چاہے تو اس کی تین شکلیں ہیں۔

۱۔ اصل مقصد تجارت ہے اور حج ضمناً ہے تو حج کا فریضہ تو ادا ہو جائے گا لیکن ثواب سے محروم ہو جائے گا۔

۲۔ حج اور تجارت دونوں یکساں طور پر مقصود ہوں تو حج کا فریضہ ادا ہونے کے ساتھ ثواب بھی ملیگا، مگر پورا ثواب نہ ملیگا بلکہ ثواب میں کمی آجائے گی۔

۳۔ اصل مقصد حج ہے۔ تجارت محض ضمناً ہے تو حج کا ثواب پورا پورا مل جائیگا۔ ضمنی تجارت کی وجہ سے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اب حاجی اپنے ارادہ کا خود فیصلہ کرے، کہ اصل مقصد کیا ہے۔ [۱]

(مستفاد ایضاح المناسک/۶۶ فتاویٰ رحیمیہ ۲/۴)

حرمین شریفین میں سے پہلے کہاں پہنچنا افضل؟

اگر حاجی کا یہ پہلا حج ہے تو اس کے لئے اولاً مکہ معظمہ حاضر ہو جانا افضل ہے۔ اور اگر حاجی کا یہ پہلا حج نہیں ہے بلکہ یہ نفلی حج ہے، تو پہلے مدینہ طیبہ کی حاضری افضل ہے۔ اس کے بعد مکہ معظمہ پہونچ جائے۔

(مستفاد ایضاح المسائل ص۱۲۵ فتاویٰ محمودیہ ۳/۱۸۱ الطحطاوی علی المراقی ص۴۰۹)

سفرِ حج میں حاجی کا انتقال

اگر حج کے لئے روانہ ہو جانے کے بعد راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہنچکر حاجی کا انتقال ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ شہادت کا ثواب ملیگا۔ اور قیامت کے

---

[۱] لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم۔ الآیۃ (البقرۃ/۲۶)

دن حاجیوں کے زمرے میں اٹھایا جائیگا۔ (مستفاد معارف السنن ۶/۴۳) اور اسکو پورا کفن دیکر دفن کیا جائے۔ اور اسمیں اسکا سر بھی ڈھک دیا جائے۔ کیونکہ مرنے کی وجہ سے احرام ختم ہو چکا ہے۔ نیز اگر احرام کے کپڑے بڑے بڑے ہیں کہ سر تا پا چھپ سکتا ہے تو دو کپڑے وہ اور ایک کپڑا مزید لیکر کل تین کپڑوں میں حاجی کو کفن دیکر دفن کرنا حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مسنون ہے۔ (معارف السنن ۶/۴۳ + موطا امام محمد/۲۲۷) [1]
صرف احرام ہی کے کپڑے میں دفن کرنا لازم نہیں۔

حاجی کے گلے میں ہار ڈالنا سفر حج کو جاتے وقت حاجی کے گلے میں ہار یا سہرا ڈالنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ اس سے احتراز ضروری ہے۔ (مستفاد فتاوی محمودیہ ۳/۲۰۲)

حرم کے کبوتروں کو دانہ ڈالنا عوام کا عقیدہ ہے کہ حرم شریف کے کبوتروں کو دانہ اور چارہ دینا کار ثواب ہے۔ اور اس کیلئے حج کو جانیوالے حجاج کے ہاتھ پیسہ بھیج دیتے ہیں۔ حالانکہ ان دانوں اور کبوتروں کی بیٹ کیوجہ سے مسجد حرم میں گندگی پھیلتی ہے۔ جس سے حجاج اور عبادت گذار لوگوں کو سخت ایذا پہنچتی ہے۔ اور حکومت کی طرف سے بھی سخت ممانعت ہے۔ اسلئے اس سے بجائے ثواب کے گناہ ہوگا۔ نیز کبوتروں کو ملتا بھی نہیں۔ کیونکہ دانہ بکھیرتے ہی صفائی کرنے والے صاف کر دیتے ہیں۔ اور حرم شریف کے فرش میں دانہ اور چارہ بکھیرنا اور اسکو گندہ کرنا قرآنی حکم کی عملاً مخالفت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حرم شریف کو عبادت کرنیوالے نمازیوں اور طواف کرنیوالوں کیلئے خوب پاک صاف رکھنے کا شدت سے حکم فرمایا ہے۔ [2] (سورۂ حج ۲۶)

---

[1] ان ابن عمر کفن ابنه واقد بن عبداللہ وقد مات بحجفة وخمر رأسه۔ الحدیث (موطا امام محمد حسن شیبانیؒ ۲۲۷) ومسئلة الباب خلافية فقال الشافعي واحمد معنى ان المحرم على احرامه بعد الموت ولا يخمر رأسه ولا تطيبه وقال ابوحنيفة ومالك والاوزاعي انه يصنع به ما يصنع بالحلال وهو مروى عن عائشةؓ وابن عمرؓ۔ الخ (الابواب والتراجم للبخاری ۳/۴۳)

[2] وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔ الآیۃ (سورۂ حج ۲۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

⑧ عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

عورت پر حج فرض ہونے کے لئے ذاتی صرفہ کے علاوہ ساتھ میں جانے والے محرم کا پورا سفرخرچ بھی مہیا کرنا لازم ہے، ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔ یا عورت کے ساتھ عورت کا شوہر سفرحج کو جائے تب لازم ہے ورنہ نہیں۔ لہٰذا اگر محرم یا شوہر عورت کے ساتھ سفر کے لئے میسّر نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔[۱]

کیا شوہر کا سفرخرچ عورت پر لازم ہے

اگر عورت مالدار ہے اور اس پر حج فرض ہوچکا ہے، اور شوہر مالدار نہیں اور اس پر حج فرض نہیں ہوا۔ اور عورت اپنے ساتھ بجائے محرم کے شوہر کو لیجانا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق عورت پر شوہر کے لئے تمام سفرخرچ لازم ہوجائیں گے۔ ہاں البتہ حالتِ حضر میں ہمیشہ کھانے پینے کا جو خرچ شوہر کیا کرتا تھا وہ خرچ بدستور شوہر پر لازم رہیگا۔ باقی تمام اخراجات شوہر کیلئے عورت پر اسی طرح واجب رہیں گے جس طرح محرم کے لئے ہوتے ہیں۔[۲]

---

[۱] وامّا الّذی یخص النساء فشرطان أحدھما ان یکون معھا زوجھا او محرم لھا فان لم یوجد احدھما لایجب علیھا الحج وھذا عندنا الیٰ قولہ ان المحرم او الزوج من ضرورات حجھا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ اذلایمکنھا الحج بدونہ کمالا یمکنھا الحج بدون الزاد والراحلۃ الخ. بدائع قدیم ۱۲۳/۲) ومع زوج او محرم مع وجوب النفقۃ لمحرمھا علیھا لانہ محبوس علیھا الخ درمختار کراچی ۴۶۴/۲)

[۲] قید بالمحرم لانہ لوخرج معھا زوجھا فھی لانفقۃ لہ علیھا بل لھا علیہ النفقۃ نفقۃ الحضردون السفر ولایجب الکراء فینظر الیٰ قیمۃ الطعام فی الحضر لافی السفر (غنیہ جدید/۲۷)

محرم اور شوہر کا نفقہ عورت پر کب لازم ہوتا ہے

عورت پر محرم یا شوہر کا سفر خرچ اس وقت لازم ہوتا ہے کہ جب محرم یا شوہر پر حج فرض نہ ہو، یا ان لوگوں نے اپنا حج فرض ادا کر لیا ہو۔ اور اگر ان پر بھی اپنا حج فرض ہے اور ان کو بھی اپنا فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے جانا ہے تو ایسی صورت میں عورت پر ان کا سفر خرچ لازم نہیں۔ بلکہ ہر ایک پر اپنا اپنا خرچ لازم ہو جائیگا۔ [1]

محرم میسّر ہو تو شوہر کی اجازت کے بغیر فریضۂ حج کو جانا

اگر عورت پر حج فرض ہو چکا ہے اور محرم شرعی کا پورا سفر خرچ بھی مہیّا ہو گیا ہے مگر شوہر عورت کو حج فرض کو جانے سے منع کر رہا ہے تو ایسی صورت میں عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے محرم کے ساتھ سفرِ حج کو جانا جائز ہے۔ [2]

نفلی حج کیلئے شوہر کی اجازت لازم

اگر عورت نے اپنا حج فرض ادا کر لیا ہے اور اب نفلی حج کے لئے جانا چاہتی ہے اور اس کے پاس محرم کا سفر خرچ بھی پورا موجود ہے مگر شوہر کی طرف سے اجازت نہیں، تو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کے لئے جانا عورت کے لئے جائز نہیں۔ اسلئے کہ شوہر کا حق نفلی حج سے بھی زیادہ ہے۔ [3]

---

[1] واما المحرم او الزوج لو امتنع من الخروج معها الا ان تنفق عليه وتحمله وجب عليها ذلك ان كان لها غنى الخ غنیہ جدید/۲۷ (وقوله) هذا اذا ابى ان يحج معها الا بالنفقة منها والراحلة فاما اذا حج معها من غير اشتراط ذلك فلا يجب الخ غنیہ جدید/۲۷)

[2] ولو كان معها محرم فلها ان تخرج مع المحرم في الحجة الفريضة من غير اذن زوجها عندنا الخ بدائع قديم ۲/۱۲۳) وليس للزوج منعها عن حجة الاسلام اذا كان معها محرم الخ غنیہ جدید/۲۸)

[3] حتى لو ارادت الخروج الى حجة التطوع فللزوج ان يمنعها كما في صلوة التطوع وصوم التطوع الخ بدائع قديم ۲/۱۲۴)

شرعی محارم کون کون؟

عورت اپنے شوہر کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے۔ اور شوہر کے علاوہ ان تمام محرم مَردوں کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ مثلاً باپ، دادا، پردادا، بیٹے پوتے پڑپوتے، نواسے اور ان کی اولادیں، داماد، خُسر خُسر کا باپ، شوہر کا نانا، حقیقی بھائی، باپ شریک بھائی، ماں شریک بھائی رضاعی بھائی اور ان کی اولادیں، رضاعی باپ، حقیقی چچا، تایا، ماموں، نانا وغیرہ یہ سب عورت کے لئے محارم ہیں۔ اور ان میں سے کسی کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہیں۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے۔[۱]

اسی طرح شوہر کے لڑکوں کے ساتھ سفرِ حج کو جانا جائز ہے، اسلئے کہ وہ بھی عورت کے لئے محرم ہیں۔[۲]

مگر تایازاد، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی شرعی محرم نہیں ہیں ان کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اسلئے ان کے ساتھ سفرِ شرعی جائز نہیں۔

(مستفاد معلم الحجاج /۸۴)

محرم کیساتھ معصیت کا خطرہ ہو تو کیا کریں؟

عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنا اسلئے ناجائز اور ممنوع ہے کہ بلا محرم شرعی غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے میں معصیت اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ غالب ہوتا ہے۔ لہٰذا ممانعت کی اصل وجہ اور علت ابتلاءِ معصیت ہے۔ حتیٰ کہ اگر محرم شرعی کے ساتھ ابتلاءِ معصیت کا اندیشہ ہو تو ایسے محرم شرعی کے ساتھ سفر کرنا بھی

---

[۱] ثم صفة المحرم ان یکون ممن لایجوز لہ نکاحہا علی التابید اما بالقرابۃ او الرضاع او الصہریۃ لان الحرمۃ المؤبدۃ تزیل التہمۃ فی الخلوۃ الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۴) والمحرم من لایجوز لہ مناکحتہا علی التابید بقرابۃ او رضاع او صہریۃ الخ شامی کراچی ۲/۴۶۴)

[۲] اذا سافرت مع ابن زوجہا لاباس بہ لانہ محرم الخ غنیۃ جدید /۲۸)

جائز نہیں ہے۔ اسلئے صرف محرم شرعی میسّر ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ وہاں بھی ایسے محرم شرعی کا میسّر ہونا لازم ہے جس کے ساتھ ابتلاء کا شبہ نہ ہو۔ [1]

بوڑھی عورت کیلئے بلا محرم سفرِ حج

محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کی شرط اور مقصد اصلی اثنائے سفر ابتلاءِ معصیت اور فتنہ سے حفاظت ہے۔ لہٰذا عجوزہ اور بوڑھی عورت جس میں ابتلائے معصیت اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو اس کا غیر محرم کے ساتھ سفرِ حج کو جانا جائز ہے۔ [2] چنانچہ فتنہ کا خطرہ نہ ہونے کی وجہ سے حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے بھی بوڑھی عورت کے لئے گنجائش نقل فرمائی ہے۔ اسلئے محرم یا شوہر کی معیت کی شرط سے ساٹھ ستّر سالہ عورت مستثنیٰ ہوگی۔ مگر بوڑھی کمزور عورت کی خدمت وسہارے کیلئے کسی کا ساتھ میں ہونا ضروری ہے۔ (مستفاد امداد الفتاوی ۲/۲۰۱)

مشتہاۃ عورت کیلئے بلا محرم تین دن سے کم کا سفر

اگر مسافت تین دن سے کم کی ہے، یعنی سفرِ شرعی سے کم ہے، اور فتنہ اور معصیت کا خطرہ بھی نہیں ہے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قولِ مشہور کے مطابق عورت کے لئے بلا محرم اور بلا شوہر سفر کر کے حج کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ [3]

اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قولِ غیر مشہور کے مطابق جو حضرت امام ابو یوسفؒ کا بھی ایک قول ہے عورت کے لئے ایک یوم کی مسافت کا سفر بھی بلا محرم یا بلا شوہر کے کرنا مکروہ ہے۔ اور فسادِ زمانہ کی وجہ سے اسی قولِ غیر مشہور پر ہی فتوی جاری

---

[1] والمحرم انما یجوز لہا المسافرۃ معہا اذا أمن علی نفسہ الشہوۃ اما اذا لم یأمن وکان اکبر رأیہ انہ لو خلا بہا ساترہا او مسّہا ان یشتہیہا لم یحل لہ ذلک الخ غنیہ جدید/۲۸ ولہذا قالوا ان المحرم اذا لم یکن مأموناً علیہا لم یجز لہا ان تسافر معہ وسواء کان المحرم حراً او عبداً الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۴)

[2] اما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا اذا امن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو اذا امن علیہ وعلیہا والا لا الخ الدر المختار کراچی ۶/۳۶۸)

[3] ثم المحرم او الزوج انما یشترط اذا کان بین المرأۃ وبین مکۃ ثلاثۃ ایام فصاعداً فان کان اقل من ذلک حجت بغیر محرم لان المحرم یشترط للسفر وما دون ثلاثۃ ایام لیس بسفر فلا یشترط فیہ المحرم کما لا یشترط للخروج من محلۃ الی محلۃ الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۴)
اما فی اقل منہا فیجب علیہا الحج والخروج الیہ بغیر محرم او زوج الخ غنیہ جدید/۲۶)

کرنا چاہیے۔ [1]

بلا محرم تین دن یا اس سے زائد مسافت کا سفر

اگر سفر شرعی اور تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر ہے، یعنی ۸۲ کلومیٹر ۲۹۶ میٹر سے زیادہ کا ہے تو حنفی مسلک کے مطابق عورت کا بلا محرم یا بلا شوہر اتنی لمبی مسافت کا سفر طے کر کے حج کو جانا مکروہ تحریمی ہے، لیکن حج کرے گی تو بالاتفاق اسکا حج صحیح اور درست ہو جائیگا۔ اور اس پر کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔ البتہ کراہت تحریمی کے ارتکاب کا گناہ ہوگا۔ اور اسی پر حنفی مسلک کا فتویٰ ہے۔ [2]

(بدائع قدیم ۱۲۴/۲ غنیہ جدید/۲۹)

لیکن حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک اگر فتنہ اور معصیت کا اندیشہ نہ ہو تو قابل اعتماد نیک لوگوں کے قافلہ کے ساتھ یا قابل بھروسہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ بلا محرم سفر کرنا عورت کیلئے بلا کراہت جائز ہے۔ (اوجز المسالک قدیم ۲۷۴/۳، نووی ۴۳۳/۱، حاشیہ ابو داؤد ۲۴۲/۱، ایضاح الطحاوی ۳۰۸/۲، ہندیہ ۳۶۶/۵)

نیز مسلک حنفی کے شہرۂ آفاق محدث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ اگر فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو تو بلا محرم سفر کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ شاہ صاحبؒ کی عبارت حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ [3]

---

[1] وهو ثلاثة ايام ولياليها فيباح لها الخروج الى ما دونه لحاجة بغير محرم - وروى عن ابي حنيفةؒ وابي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد وينبغي ان يكون الفتوى عليه لفساد الزمان (شامی کراچی ۴۶۴/۲، غنیۃ جدید/۲۶)

[2] ولو حجت بلا محرم او زوج جاز حجها بالاتفاق (وقوله) لكن مع الكراهة التحريمية للنهي الخ غنیۃ جدید ص۲۹ قدیم ص۱۲ الدر المختار کراچی ۴۶۵/۲)

[3] ويجوز عندي مع غير محرم ايضا بشرط الاعتماد والامن عن الفتنة وقد وجدت له مادة كثيرة في الاحاديث الخ فیض الباری ۳۹/۲ ملفوظات محدث کشمیری/۲۱۶)

ہوائی جہاز میں بلا محرم، عورت کا سفر

یہاں یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آجکل کے زمانہ میں بہت سے لوگ سعودی عرب میں لمبے زمانہ تک کے لئے ملازمت پر رہتے ہیں، اور ان پر ایسی پابندیاں ہیں کہ جب چاہے وطن نہیں آسکتے۔ یا اتنی آمدنی نہیں ہے کہ جس سے بار بار وطن آسکے۔ اور ان کی بیویاں وطن میں تجرد کی زندگی گذار رہی ہیں۔ بعض دفعہ فتنہ اور معصیت کا اندیشہ بھی سامنے آتا ہے۔ اور میاں بیوی دونوں دیرینہ ملاقات اور دوری کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اور عورت اگر محرم کے ساتھ سفر کے لئے جاتی ہے تو اپنے اخراجات کے ساتھ محرم شرعی کا خرچ بھی برداشت کرنا بہت دشوار اور بارِ گراں ہے جو برداشت سے باہر ہے۔ تو ایسے پریشان کن حالات میں میاں بیوی دونوں چاہتے ہیں کہ حج کے موسم میں عورت وطن سے محرم کے ساتھ ائیر پورٹ تک پہونچ جائے اور اُدھر سے جدّہ یا مدینہ ائیر پورٹ سے بیوی کو شوہر یا محرم ساتھ لے لے، اور درمیان میں چار پانچ گھنٹے کا سفر بلا محرم ہوگا، مگر قابلِ اعتماد لوگوں کی معیت میں ہوگا۔ اس طریقہ سے دو کام اور دو فائدے حاصل ہو جائیں گے۔

۱۔ میاں بیوی دونوں کی آپسی ملاقات جس کی وجہ سے فتنۂ عظیم اور معصیت سے حفاظت ہو جائے گی۔

۲۔ اس ملاقات کے ساتھ میاں بیوی دونوں ایک ساتھ حج بیت اللہ بھی کرلیں گے۔

تو کیا قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ بلا محرم چار پانچ گھنٹے یا پانچ سات گھنٹے ہوائی جہاز کا سفر جائز ہو سکتا ہے۔؟

تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سفرِ حج کے لئے بھی اتنی لمبی مسافت کا سفر بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے جائز نہیں۔ اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، حضرت محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک قابلِ اعتماد ثقہ لوگوں کے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم اتنا لمبا سفر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اوپر ذکر

کروہ خاص عذر اور شدید مجبوری میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

قیود و شرائط یہ ہیں:

۱۔ میاں بیوی بُعدِ ملاقات اور طولِ فراق کی وجہ سے پریشان ہوں۔
۲۔ ایسی قابلِ اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھی ہوں۔
۳۔ ایسی قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔
۴۔ ہوائی جہاز کے سفر میں کسی غیر مرد کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور شبہ بھی نہ ہو۔
۵۔ عورت اپنے یہاں کے ایئرپورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے۔
۶۔ دوسری طرف کے ایئرپورٹ سے شوہر یا محرم لینے کے لئے آجائے۔ پھر محرم یا شوہر کے ساتھ حج کے ارکان ادا کرے مذکورہ تمام قیودات و شرائط کے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم سفرِ حج کے لئے مذکورہ ائمہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے۔ اور اس میں بھی یہی کوشش کیجائے کہ ڈائرکٹ فلائٹ سے سفر کیا جائے۔

مذکورہ ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

قَالَ حَمَّادٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا بَأْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تُسَافِرَ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ مَعَ الصَّالِحِيْنَ الخ[1]

امام حماد نے فرمایا کہ عورت کیلئے نیک لوگوں کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فَقَالَ مَالِكٌ تَخْرُجُ مَعَ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ تَخْرُجُ مَعَ ثِقَةٍ حُرَّةٍ مُّسْلِمَةٍ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ

امام مالکؒ نے فرمایا کہ عورت کیلئے جائز ہے کہ عورتوں کی جماعت کیساتھ مسافت سفر کو نکلے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مسلمان آزاد و قابلِ اعتماد جماعت کیساتھ سفر کو جاسکتی ہے۔ امام محمد بن سیرینؒ

---

[1] فتاوی عالمگیریة (۵/۵۶۶)

تخرج مع رجل من المسلمين وقال الاوزاعی تخرج مع قوم عدول الخ	نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کسی قابلِ اعتماد مرد کے ساتھ سفر کو جا سکتی ہے۔ اور امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ عادل لوگوں کیساتھ سفر کو جا سکتی ہے۔

نیز حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے بلا محرم یا بلا شوہر عورتوں کی جماعت کے ساتھ یا قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ [1] نیز مسلکِ حنفی کے شہرۂ آفاق محدثِ کبیر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ عورت اتنا لمبا سفر بلا محرم کر سکتی ہے۔ [2]

پھر اسی طرح حج کے بعد واپسی میں سرکاری قانون کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایر پورٹ تک پہنچنے میں جہاں تک ممکن ہو وہاں تک شوہر یا محرم ساتھ ہو۔ اور پھر ہوائی جہاز کا سفر بلا محرم قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ ہو، اور وطن کے ایر پورٹ سے محرم آکر لیجائے۔ تو مذکورہ شرائط وقیودات کے ساتھ جائز ہو جائیگا۔

(انوارِ رحمت /۸۲ تا /۸۷ میں تفصیل موجود ہے۔)

اثنائے سفر محرم کی موت واقع ہو جائے تو کیا کرے؟

اگر اثنائے سفر عورت کے محرم کی موت واقع ہو جائے تو عورت کیا کرے؟ تو اس میں کچھ تفصیل ہے کہ اگر اپنے ملک سے سفر کے لئے جہاز پر سوار ہونے سے قبل

---

[1] اعلاء السنن کراچی ۱۰/۱۲، بیروت ۱۰/۱۷ — [2] ان المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب قال الاثرم سمعت احمد یسأل هل یکون الرجل محرما لامرأته یحج بها الی الحج فقال اما فی حجة الفریضة فارجو لانها تخرج الیها مع النساء ومع کل من امنته واما فی غیرها فلا والمذهب الاول وعلیه العمل وقال ابن سیرین ومالك والاوزاعی والشافعی لیس المحرم شرطا فی حجها بحال الخ (اوجز المسالک قدیم ۳/۴۳۷)

[2] یجوز عندی مع غیر محرم ایضا بشرط الاعتماد والامن عن الفتنة وقد وجدت له مادة کثیرة فی الاحادیث الخ فیض الباری ۲/۳۹۷ ملفوظات محدث کبیر کشمیری /۲۱۶)

حادثہ پیش آیا ہے تو عورت کے لئے آگے کا سفر بلا محرم کرنا ممنوع اور مکروہ تحریمی اور گناہ کا ارتکاب ہوگا۔ لہٰذا وہاں سے سفر کو ملتوی کر کے واپس ہوجانا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر جہاز پر سوار ہونے کے بعد جہاز کی پرواز کے درمیان موت کا حادثہ پیش آیا ہے تو جہاز اس حادثہ کی وجہ سے واپس نہیں ہوگا۔ بلکہ جدّہ یا مدینہ ایئرپورٹ ہی پر جاکر رُکیگا، اسلئے پرواز کی حالت میں موت واقع ہوجائے یا مدینہ ایئرپورٹ اور جدّہ ایئرپورٹ پر اُترنے کے بعد موت واقع ہوجائے دونوں کا حکم برابر ہوگا۔ اور ایسی صورت میں جائے واقعہ سے وطن کی مسافت دُور ہوگی، اور مکۃ المکرمہ کی مسافت قریب ہوگی، اور حکم شرعی یہی ہے کہ جب جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ کی مسافت قریب ہو تو عورت بلا محرم حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ ارکانِ حج ادا کرسکتی ہے۔ اور حج کو ملتوی نہیں کرے گی، اور اسی طرح مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد محرم کی موت واقع ہوجائے یا محرم لاپتہ ہوجائے تو بھی عورت بلا محرم حاجیوں کے قافلے کے ساتھ فریضۂ حج کے ارکان ادا کرے گی۔ کیونکہ عورت کے لئے سعودی عرب پہنچنے کے بعد موضع امن مکۃ المکرمہ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں۔ اور مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد بلا محرم ارکانِ حج ادا کرنا جائز ہوجاتا ہے۔[1]

---

[1] امّا الواقعة فی السفر (الی قوله) وان کانت فی قریة او مفازة لاتأمن علی نفسها فلها ان تمضی الی موضع أمن الخ (شامی زکریا ۳/۴۶۶)

وان کان الی مکة اقل من مدة سفر والی مصر لها مدة سفر مضت الی مکة لانها لاتحتاج الی المحرم فی اقل من مدة السفر (الی قوله) وان کان ذلک فی المفازة اذ بعض القری بحیث لاتأمن علی نفسها وما لها فلها ان تمضی فتدخل موضع الامن الخ

(بدائع قدیم ۲/۱۲۴ تاتارخانیہ ۲/۴۳۵، غنیۃ جدید/۲۹)

اثنائِ سفر شوہر کا انتقال ہو جائے یا طلاقِ بائن ہو جائے تو عورت کیا کرے ؟

اگر میاں بیوی ساتھ میں حج یا عمرہ کرنے جائیں، اور اتفاق سے ارکانِ حج یا ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل شوہر کا انتقال ہو جائے، یا عورت پر طلاق بائن یا طلاقِ مغلظہ واقع ہو جائے، اور ساتھ میں عورت کا کوئی محرم بھی نہ ہو، تو ایسی صورت میں بحالتِ عدت بلا محرم عورت ارکانِ حج یا ارکانِ عمرہ ادا کر کے تکمیل کر سکتی ہے یا نہیں ؟

تو اس بارے میں ہمارے سامنے کل سات شکلیں آتی ہیں۔ ان میں سے پانچ شکلیں جواز کی ہیں اور ایک عدمِ جواز کی اور ایک اختلافی ہے۔ سب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

شکل ۱ مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد حادثہ پیش آجائے تو سب کے نزدیک بلا محرم عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے ارکان ادا کر کے تکمیل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ حضرات فقہاء نے اس مسئلہ کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

وان کان بینہا وبین منزلہا مسیرۃ سفر فصاعدًا وبینہا وبین مکۃ دون ذٰلك فعلیہا ان تمضی علیہا الخ [1]	اور اگر جائے حادثہ سے عورت کا وطن مسافتِ سفر یا اس سے زیادہ دُوری پر ہے، اور وہاں سے مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر سے کم پر واقع ہے تو عورت پر لازم ہے کہ ارکان کی تکمیل کرے۔

شکل ۲ مکۃ المکرمہ پہنچنے سے قبل حادثہ پیش آجائے، تو اگر جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر سے کم پر واقع ہے تب بھی سب کے نزدیک بلا محرم

---

[1] تاتارخانیہ ۲/۳۲۵، بدائع الصنائع کوئٹہ ۲/۱۲۴، زکریا ۲/۳۰۱ ۔

مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنا عورت کے لئے جائز ہے۔ لہٰذا اگر جدّہ پہنچنے کے بعد آفاقی عورت کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجائے تو بھی عورت مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کرکے آسکتی ہے۔ اسلئے کہ مسجد حرام سے جدّہ کی آبادی کے کنارے تک صرف ۶۷ کلومیٹر ہے۔ اس سے مسافتِ سفر پوری نہیں ہوگی۔ لہٰذا جس آفاقی عورت کا شوہر جدّہ شہر میں داخل ہونے کے بعد فوت ہوجائے یا عورت پر طلاق بائن واقع ہوجائے تو اس کے لئے بلا محرم مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیئے۔ جیساکہ حضرات فقہاء کی اس قسم کی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

وان کانَ الیٰ مکۃ اقلّ من مُدّۃ سَفرٍ والیٰ منزلِھا مُدّۃ سفرٍ مضت الیٰ مکۃ لانّھا لاتحتاج الیٰ المحرم فی اقلّ مِن مُدّۃ سَفرٍ الخ [1]	اور اگر جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر سے کم ہے، اور وطن مسافتِ سفر پر ہے تو عورت مکۃ المکرمہ پہنچ جائے۔ اس لئے کہ مدّتِ سفر سے کم میں عورت کو محرم کی ضرورت نہیں ہے۔

شکل ۳ جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ اور وطن دونوں مسافتِ سفر سے کم پر ہیں تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک عورت کو بلا محرم مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کرنے کا اختیار ہے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ وطن واپس آجائے۔ لیکن اگر عورت نے احرام باندھ لیا ہے تو واپس نہ آئے، بلکہ احرام کی شرائط کے مطابق ارکان کی تکمیل کے لئے ضرور مکۃ مکرمہ پہنچ جائے۔ تاکہ احرام کی جنایت سے محفوظ ہوجائے۔ اس مسئلہ کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

---

[1] بدائع الصنائع کوئٹہ ۲/۱۲۴، زکریا ۲/۳۰۱ –

وَاَجْمَعُوْا اَنَّهٗ اِذَا كَانَ دُوْنَ مَسِيْرَةِ سَفَرٍ مِنَ الْجَانِبَيْنِ فَلَهَا اَنْ تَخْتَارَ اِلٰى اَيِّهِمَا شَاءَتْ[1]	اور تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب دونوں جانب مسافت سفر سے کم ہوں تو عورت کو اختیار ہے کہ چاہے جانب مکہ کو اختیار کرے یا جانب وطن کو۔

یہ شکل صرف سعودی عرب کی عورتوں کے ساتھ پیش آسکتی ہے آفاقی کیساتھ نہیں۔

شکل ۱۲ ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں رہ کر عدت گذارنے میں عورت کیلئے اپنی عفت نفس اور مال کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، تو وہاں سے موضع امن میں پہنچ جانا سب کے نزدیک جائز ہے۔ تو ظاہر بات ہے کہ جدہ ایر پورٹ اس کے لئے موضع امن نہیں بن سکتا، اور مکۃ المکرمہ سے جدہ ایر پورٹ سو کلومیٹر سے زیادہ مسافت پر ہے۔ اور عورت کی عفت اور امن کی جگہ وہاں پر مکۃ المکرمہ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی ہے، اسلئے اگر جدہ ایر پورٹ میں حادثہ پیش آجائے تو سب کے نزدیک قافلہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ پہنچ جانا اس کے لئے جائز ہو جائیگا، اور جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے گی تو اس کے بعد بلا محرم حج یا عمرہ کرنا سب کے نزدیک اس کے لئے جائز ہوگا۔ نیز اسی طرح اپنے یہاں کے ایر پورٹ سے جہاز کے اڑان کے بعد اگر حادثہ پیش آجائے تب بھی مکۃ المکرمہ پہنچکر بلا محرم حج یا عمرہ ادا کرنا مذکورہ طریقہ سے جائز ہوگا۔ کیونکہ اڑان کے بعد اس حادثہ کی وجہ سے جہاز واپس نہیں ہوگا۔ بلکہ سعودیہ ایر پورٹ ہی پہنچکر چھوڑیگا۔ وہاں پہنچنے کے بعد اسکے لئے مکۃ المکرمہ سے زیادہ موضع امن اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔

یہ مسئلہ حضرات فقہاء کی اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ	اور جائے حادثہ دونوں طرف سے تین دن کی مسافت

[1] تاتارخانیہ ۲/ ۲۲۴، شامی زکریا دیوبند ۳/ ۲۶۶۔

ان شاءت رجعت وان شاءت مضت سواء كان معها ولي أو لم يكن معناه اذا كان الى المقصد ثلاثة ايام ايضا لأن المكث في ذلك المكان اخوف عليها من الخروج [1]

وفي البناية الخوف عليها من خوف الخروج بغير محرم [2]

وان كان ذلك بالمفازة أو في بعض القرى لا تأمن على نفسها ومالها ان تمضي حتى تدخل موضع الامن [3]

پر ہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے وطن واپس ہوجائے یا مکہ مکرمہ پہنچکر فریضہ ادا کرے، اسکے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مقصد کا مقام تین دن کی مسافت پر ہے، اسلئے کہ اس مقام پر رُکنا اسکے حق میں وہاں سے سفر کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔

اور بنایہ میں ہے کہ بلا محرم سفر کرنے سے وہاں رُک جانے میں زیادہ خطرہ ہے۔

اور اگر یہ حادثہ جنگل یا گاؤں میں پیش آجائے جہاں اسکے مال وعصمت کی حفاظت نہیں، تو موضع امن میں پہنچ جانا لازم ہے۔

شکل ۵ اگر راستہ میں جہاز جدہ پہنچنے سے قبل کسی اور شہر میں اُترتا ہے، مثلاً دبئی، ریاض، ظہران وغیرہ میں جہاز اُتر جائے اور وہاں حادثہ پیش آجائے تو بھی جدہ پہنچکر پھر وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ جانا جائز ہوگا۔ کیونکہ دونوں جانب مسافتِ سفر پر ہیں۔ اور جہاز چونکہ وطن کی طرف نہیں آئیگا بلکہ جدہ ہی اسکا رُخ ہے، اور جائے حادثہ موضعِ امن نہیں ہے۔ بلکہ نتیجۃً مکہ مکرمہ ہی موضعِ امن بن جائیگا، اسی لئے مکۃ المکرمہ پہنچکر فریضۂ حج ادا کرنا جائز ہوجائیگا۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں اگر حادثہ پیش آجائے تب بھی قافلہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ

---

[1] ہدایہ ۲/۲۰۹ [2] بنایہ ۲/۴۳۸ [3] تاتارخانیہ ۲/۴۳۵۔

پہنچکر فریضہ ادا کرنا جائز ہو جائیگا۔ اسلئے کہ مدینہ منورہ میں اتنی مدت تک رُکنے کی اجازت نہیں ہوتی کہ جس میں وہ عدت گذار سکے۔ نیز وہ اس کے حق میں اجنبی جگہ ہونے کی وجہ سے موضعِ امن بھی نہیں ہے۔

(نوٹ) یہ پانچ شکلیں ایسی ہیں جن میں عورت کے لئے اسی حالت میں بلا محرم حج یا عمرہ کرنا جائز ہے۔ اور سات شکلوں میں سے نمبر ۱ عدمِ جواز کی ہے۔ اور نمبر ۲ اختلافی ہے، جو ذیل میں درج ہیں۔

شکل ۶ جائے حادثہ سے وطن مسافتِ سفر سے کم پر ہے۔ اور مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر یا اس سے زائد پر ہے، اور وہاں سے وطن واپس آنے میں کوئی خطرہ یا رُکاوٹ بھی نہیں ہے تو وطن واپس آجانا لازم ہے۔ لہٰذا جو آفاقی اپنے یہاں کے ایئرپورٹ سے ستر بہتر کلومیٹر دوری پر رہتے ہیں، ان کے ساتھ اگر حج اوفس یا ایئرپورٹ میں طلاق بائن یا انتقال کا حادثہ پیش آجائے تو وطن لوٹ جانا عورت پر لازم ہوگا۔ عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے لئے آگے کا سفر جاری رکھنا محرم کے ساتھ بھی جائز نہ ہوگا۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

فان كان منزلها اقل من مدة سفر والى مكة مدة سفر فانها تعود الى منزلها ^(۱)	لہٰذا اگر جائے حادثہ سے عورت کا وطن مسافتِ سفر سے کم پر ہے اور مکہ مکرمہ مسافت پر ہے تو وطن لوٹ جانا چاہئے۔
وفى التاتارخانية فعليها ان تعود الى منزلها الخ ^(۲)	اور تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت پر وطن لوٹ جانا لازم ہے۔

---

(۱) بدائع الصنائع ۲/۳۲۴ کوئٹہ زکریا ۲/۲۰۱ (۲) تاتارخانیہ ۲/۴۲۵۔

شکل ۷ ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں سے مکۃ المکرمہ اور وطن دونوں مسافتِ سفر پر ہیں، اور یہ حادثہ ایسے شہر میں پیش آجائے جسمیں بظاہر اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محرم کے ساتھ میں ہونے کے باوجود مکۃ المکرمہ جانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور حضراتِ صاحبین کے نزدیک اگر محرم ساتھ میں ہو تو اسکے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچکر فریضہ کا ادا کرنا بلاکراہت جائز ہے۔

لہٰذا آفاقی کا وطن اگر اپنے یہاں کے ایئرپورٹ سے مسافتِ سفر پر ہے۔ اور ایئرپورٹ پہ پہنچکر حادثہ پیش آجائے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گھر واپس آنا لازم ہوگا۔ یا آس پاس میں رشتہ دار رہتے ہوں تو وہاں جاکر عدت گذارنی لازم ہوگی۔ اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک ساتھ میں محرم ہو تو ٹکٹ کینسل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے ساتھ حج کرکے آسکتی ہے۔ اس کو حضرات فقہاء کرام نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

وان کان من الجانبین مسیرۃ سفر فانہ ینظر ان کان فی المصر فلیس لہا ان تخرج حتی تنقضی عدتہا فی قول ابی حنیفۃ وان وجدت محرما وفی قولہما جاز ان تخرج اذا کان معہا محرم ولا تخرج بغیر محرم بالاجماع[1]

اور اگر جانبین میں مسافتِ سفر ہے تو دیکھا جائے کہ اگر ایسے شہر میں واقعہ پیش آیا ہے جو اسکے حق میں موضعِ امن ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عدت پوری ہونے سے قبل وہاں سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اسکے ساتھ محرم بھی کیوں نہ ہو۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک اگر اسکے ساتھ محرم ہے تو اسکے ساتھ سفر کرسکتی ہے۔ اور بلا محرم کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

---

[1] تاتارخانیہ ۲/۲۴۵۔

ضروری ہدایت

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دو چیزیں الگ الگ ہیں۔

۱۔ حکمِ عدّت اور اس کی پابندی۔

۲۔ بلا محرم عورت کے لئے سفرِ حج جائز نہیں۔ بلکہ محرم یا شوہر کا ہونا لازم ہے۔ اب ان دونوں اُمور کے بارے میں غور طلب بات یہ ہے کہ کس کی اہمیت زیادہ ہے؟

تو مذکورہ دلائل سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حکمِ عدّت اور اس کی پابندی کی اہمیت زیادہ ہے۔ اسلئے محرم ہونے کے باوجود سفر منقطع کر کے عدّت میں آکر بیٹھ جانا لازم ہے۔

اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک حکمِ محرم کی اہمیت زیادہ ہے۔ لہٰذا اگر محرم موجود ہے تو عدّت کی پابندی چھوڑ کر محرم کے ساتھ سفرِ حج کو جاری رکھنا ہے۔

لہٰذا مبتلا بہ اپنے حالات کے پیشِ نظر دونوں قولوں میں سے کسی بھی ایک کو اختیار کر سکتا ہے۔ اور بہتر یہی ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے حالات کسی عالمِ دین کے سامنے پیش کرے، اور وہ عالم ان دونوں قولوں کو پیشِ نظر رکھ کر مبتلا بہ کو حالات کے پیشِ نظر ایک قول پر عمل کرنے کا مشورہ دے۔

عورت کا احرام

عورت کا احرام اس طرح ہے کہ احرام کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھ کر سلام کے بعد تلبیہ پڑھ لے۔ اور عورت حالتِ احرام میں سِلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے۔ اور زیورات، موزے، دستانے پہن سکتی ہے۔ اور سر کا ڈھکنا عورت پر واجب ہے۔ تلبیہ پڑھنا لازم ہے۔ مگر زور سے پڑھنا منع ہے۔ اور رمل کرنا بھی منع ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۰۸)

نیز حیض و نفاس کی حالت میں بھی احرام باندھنا جائز ہے۔ بس صرف نماز نہیں پڑھ سکتی۔ اور طواف نہیں کر سکتی۔ (مستفاد احکام حج ص۳۲) [1]

حالتِ احرام میں عورت کا چہرہ چھپانا

حالتِ احرام میں عورت کے لئے بھی چہرہ چھپانا ممنوع ہے۔ البتہ اگر اجنبیوں سے پردہ کرنے کی نیت سے اس طرح چہرہ پر کپڑا ڈال لیتی ہے کہ کپڑا چہرہ سے مس نہ کرے اور کپڑا چہرہ سے دور رہے تو جائز ہے۔ اور اسکا اہتمام کرنا ضروری ہے کہ کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔ [2]

عورت کا سر پر ہیٹ رکھ کر نقاب ڈالنا

عورت اگر سر پر ہیٹ رکھ کر اوپر سے نقاب ڈال لے تو زیادہ بہتر ہے۔ اسلئے کہ ایسی صورت میں دو کام ایک ساتھ حاصل ہو جائیں گے۔

---

[1] انما لا تكشف رأسها وتكشف (الى قوله) ان الاستحباب عند عدم الاجانب واما عند وجودهم فالإرخاء واجب عليها عند الامكان۔ (وقوله) وتلبس من المخيط مابدأ لها كالدرع والقميص والسراويل والخفين والقفازين (وقوله) وتلبس الحرير والذهب تتحلى بأي حلي شاءت (قوله) فلو حاضت قبل الاحرام اغتسلت واحرمت وشهدت جميع المناسك الا الطواف۔ وقوله ولا تجهر بالتلبية بل تسمع نفسها دفعا للفتنة ۔الخ (غنية جديد ص۹۳)

[2] ويجوز للمرأة ان تستر وجهها ويديها وهي محرمة اذا قصدت الستر عن الاجانب بشرط ان تدل على وجهها ساترا لا يمس وجهها عند الحنفية والشافعية الخ (كتاب الفقه ص۶۴۵)

۱۔ اجنبی مردوں سے پردہ ۲۔ ہیٹ کی وجہ سے چہرہ سے نقاب کا کپڑا لگنے نہیں پائیگا۔ اور ایسی صورت میں اگر بلا اختیار ہوا وغیرہ سے نقاب کا کپڑا اتفاق سے لگتا رہے اور عورت اس کو چہرہ سے لگنے نہ دینے کی کوشش کرتی ہے تو کوئی جرمانہ یا فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ (مستفاد اوجز المسالک ۳/۳۲۰) [1]

عورت کیلئے احرام کا کپڑا

عورت کے لئے حالتِ احرام میں کسی مخصوص کپڑے کا حکم نہیں ہے۔ البتہ ایک رومال سے سَر کے بالوں کو اچھی طرح ڈھک لینا مستحب ہے۔ تاکہ کوئی بال نہ ٹوٹنے پائے۔ اور اِدھر اُدھر منتشر نہ ہونے پائے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۱۱)

اور اگر میسّر ہو تو ہیٹ سَر پر رکھ لے۔ پھر اسکے اوپر نقاب ڈال لے تاکہ ہیٹ کی وجہ سے نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔ تو ایسی صورت میں سَر کے بالوں کی حفاظت بھی ہوجائے گی۔ اور چہرہ سے کپڑا نہ لگنے کے ساتھ ساتھ اجنبی مرد سے پردہ بھی حاصل ہوجائے گا۔ (اوجز المسالک ۳/۳۲۰)

حالتِ حیض میں احرام باندھنا

ماہواری کی حالت میں احرام باندھنا، وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ، میدانِ منیٰ میں رمیِ جمار، صفا، مروہ کی سعی وغیرہ تمام امور انجام دینا بلا کراہت جائز ہیں۔ لیکن طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ [2] (مستفاد ایضاح المسائل ص۶۳، فتاوی رحیمیہ ۲/۵۲)

---

[1] قال القسطلانی ولعل الاولی ان ترخی علی وجهها ثوبا متجافیا عنه بخشبة او نحوها فان اصاب الثوب وجهها بلا اختیار فی دفعته فورا فلا فدیة والا وجبت مع الاثم الخ (اوجز المسالک ص۳۲۰)

[2] فلو حاضت قبل الاحرام اغتسلت واحرمت وشهدت جمیع المناسک الا الطواف الخ (غنیہ جدید/۹۲)

عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات

اکیس مسائل میں عورتوں کا حکم بالکل الگ ہے۔

(۱) عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں اور پردہ کے لئے بہتر ہے کہ کوئی ہیٹ وغیرہ سر پر رکھ لیں پھر اسکے اوپر سے نقاب ڈالیں خیال رکھیں کہ نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔

(۲) سلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لئے منع نہیں ہیں۔

(۳) عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں۔

(۴) ناپاکی کی حالت میں دعاء اور تلبیہ پڑھکر احرام باندھ لیں، نماز نہ پڑھیں۔

(۵) سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں، تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر گر نہ جائے۔ اور یہ کپڑا صرف احتیاط کے لئے ہے، لازم نہیں ہے۔

(۶) صفا مروہ کی سعی کے دوران دونوں ہرے کھمبوں کے درمیان دوڑنا عورتوں کے لئے مسنون نہیں ہے۔

(۷) احرام کھولتے وقت بالوں کے آخر سے صرف انگلی بھر کاٹ لینا کافی ہے۔

(۸) ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کر سکتی ہیں۔

(۹) ایام نحر یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہو تو طوافِ زیارت کو پاک ہونے تک مؤخر کر دیں۔ اس پر جرمانہ نہ ہوگا۔

(۱۰) جدّہ یا مکہ پہنچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے یا طلاقِ بائن ہو جائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کر سکتی ہیں۔

(۱۱) اگر واپسی کے وقت ایّام کی حالت میں مبتلا ہو جائیں تو ان کے اوپر سے طوافِ وداع معاف ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۲ جو عورت عدّت وفات یا عدّت طلاق میں ہو اسکے لئے عدّت پوری ہونےسے قبل سفرِ حج کو جانا جائز نہیں۔ اگر جائے گی تو اس حالت میں اس کا فریضۂ حج تو ادا ہوجائیگا۔ مگر وہ ساتھ میں سخت ترین گناہ کی مرتکب ہوجائے گی۔ لہ

(غنیہ جدید/۹۹)

مسئلہ ۱۳ بہت سی لاپرواہ عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام کی حالت میں اور سفرِ حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے۔ حالانکہ سفرِ حج میں بے پردگی زیادہ گناہ کا باعث ہے۔ نیز جو عورتیں تھوڑا بہت پردہ کرتی ہیں وہ بھی دوسرے ممالک کی بے پردہ عورتوں کو دیکھ کر بے پردہ ہوجاتی ہیں نہایت افسوسناک حرکت ہے۔ اور اس کی وجہ سے مَردوں کو اپنی نظریں بچانا مشکل ہوجاتا ہے۔ اور حکم شرعی یہاں تک ہے کہ اگر شرعی محرم کو بدنظری کا خطرہ ہو تو محرم بنکر سفرِ حج میں جانا جائز نہیں ہے
لہٰذا ہم اپنی دینی ماؤں اور بہنوں سے گذارش کرتے ہیں کہ سفرِ حج میں پردہ کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں تاکہ یہ محبوب ترین عبادت ہر طرح کی معصیت سے محفوظ رہے۔ ۳ہ

مسئلہ ۱۴ طواف میں رمل کرنا عورتوں کیلئے مسنون نہیں۔ (غنیہ جدید/۹۴)

مسئلہ ۱۵ طواف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں موقوف کردے اور پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرے۔ (ایضاح المناسک/۱۲۱)

مسئلہ ۱۶ دورانِ سعی ماہواری آجائے تو ایسی حالت میں سعی مکمل کرسکتی ہے۔

(غنیہ جدید/۱۳۴)

مسئلہ ۱۷ اگر عورت نے حجِ تمتع کی نیت سے میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا، اور ارکانِ عمرہ

لہ فان حجت وهى فى العدة جازت بالاتفاق وكانت عاصية الخ غنية جديد/٢٩)
٢ه والمحرم انما يجوز له المسافرة معها اذا امن على نفسه الشهوة واما اذا لم يامن (الى قوله) لم يحل له ذلك الخ غنية جديد/٢٨، ومعناه فى الشامية زكريا ٣/٤٦٣)
٣ه والتوفيق ان الاستحباب عند عدم الاجانب واما عند وجودهم فالاخفاء واجب عليها عند الامكان الخ غنية جديد/٩٢)

ادا کرنے سے قبل اس کو حیض آجائے اور حج تک پاک نہ ہو تو عمرہ کا احرام کھولکر حج کا احرام باندھ لے۔ اور حج کے بعد ایک عمرہ کی قضا کرے۔ اور پہلا والا احرام بغیر عمرہ کئے کھولدینے کی وجہ سے ایک دم بھی دینا لازم ہوگا۔ اور اس کا حج، حج افراد ہوگا۔ تمتع نہ ہوگا۔ (فتح الملہم ۳/۲۴۸)

۱۸۔ اگر عورت نے میقات سے حج قران کا احرام باندھ لیا مگر حیض کے عذر کیوجہ سے حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی تو اسی احرام سے حج کرلے، اور حج سے قبل عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک دم دے، اور ایک عمرہ کی قضا کریگی، اور قران کا دم شکر بھی ساقط ہوجائیگا۔ لہ

۱۹۔ حیض کا خون عورتوں کے لئے قدرت کا مقرر کردہ غیر اختیاری عذر ہے۔ اسلئے اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہ ہونا چاہئے، لہٰذا اس پر راضی رہے۔
لیکن پھر بھی کسی عورت نے حیض روکنے کے لئے دوا استعمال کرلی، اور اس سے خون رک جائے تو عورت کو پاک ہی سمجھا جائیگا۔ اور اس حالت میں طواف جائز ہے۔ مگر ایسا کرنا صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ (ایضاح المناسک/۱۰۸، فتاوی رحیمیہ ۶/۴۰۴)

۲۰۔ اگر حج کے بعد فوراً واپسی کا وقت ہے، اور عورت نے ابھی تک حیض کی وجہ سے طواف زیارت نہیں کیا تو پاک ہونے تک رک جانا لازم ہے۔ اسلئے کہ طواف زیارت کے بغیر حج ہی صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر عورت اسی حالت میں طواف کریگی تو اسکا طواف تو صحیح ہوجائیگا مگر ساتھ میں اس پر ایک گائے یا اونٹ کی قربانی بھی واجب ہوجائیگی۔
(شامی کراچی ۲/۵۱۹، ایضاح المناسک/۱۰۶)

۲۱۔ بغیر محرم شرعی یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے سفرِ حج کو جانا جائز نہیں۔ اگر جائیگی تو اسکا فریضۂ حج تو ادا ہوجائیگا مگر وہ عورت گنہگار بھی ہوجائے گی۔ (غنیہ جدید/۲۶)

لہ ولو لم يطف لعمرته او طاف لها اقله ولو بعذر كحيض مثلاً حتى وقف بعرفة ارتفضت عمرته وان لم ينو الرفض لانه تعذر عليه اداؤها لو اداها بعد الوقوف لصار بانيا افعال العمرة على افعال الحج وهو عكس المشروع وبطل قرانه وسقط عنه دمه و عليه قضاؤها بعد ايام التشريق ودم رفضها الخ
(غنیۃ جدید/۲۰۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۹) مسائلِ احرام

وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○
(سورۂ توبہ ۱۱۲)

اور اللہ کی ان حدود کی حفاظت کرنے والے جن کی حدیں اللہ نے باندھی ہیں۔ اور خوش خبری سنادے ایمان والوں کو۔

احرام کی حقیقت

احرام کی حقیقت یہ ہے کہ حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے۔ اور احرام کے لئے نہ صرف نیت کرنا کافی ہے اور نہ ہی صرف تلبیہ۔ بلکہ جس طرح نماز میں داخل ہونے کے لئے دل سے نیت کے ساتھ ساتھ تکبیر تحریمہ کا زبان سے ادا ہونا لازم اور شرط ہے، اسی طرح حج یا عمرہ کے احرام میں داخل ہونے کے لئے نیت اور تلبیہ دونوں کا ایک ساتھ ہونا بھی لازم ہے۔ لہٰذا اگر دل میں نیت کرلی ہے اور تلبیہ یا اس کے قائم مقام کوئی ذکر اللہ زبان سے نہیں پڑھا تو احرام میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر زبان سے تلبیہ یا اس کے قائم مقام ذکر کے الفاظ زبان سے پڑھ لیے ہیں مگر دل میں نیت نہیں ہے تو بھی احرام میں داخل نہ ہوگا۔ [۱]

احرام کے کپڑے

احرام کی جو دو چادریں ہوتی ہیں درحقیقت وہ احرام نہیں ہیں بلکہ وہ بغیر سلے ہوئے مرد کے احرام کے کپڑے ہوتے ہیں۔ ان کو عوام احرام بھی کہہ دیتے ہیں۔ بلکہ احرام حج یا عمرہ کی نیت و تلبیہ کے مجموعہ کا۔

---

[۱] الاحرام هو النية والتلبية او ما يقوم مقامها اى مقام التلبية من الذكر او تقليد البدنة مع السوق الخ شامى كراچى ۲/۴۶۷) ومن شاء الاحرام وهو شرط صحة النسك كتكبيرة الافتتاح فالصلوة والحج لهما تحريم وتحليل الخ وقوله فى الشامية والمراد بالذكر التلبية ونحوها وبالخصوصية ما يقوم مقامها من سوق الهدى او تقليد البدن فلا بد من التلبية او ما يقوم مقامها فلو نوى ولم يلب او بالعكس لا يصير محرما الخ
(شامی کراچی ۲/۴۷۹)

نام ہے۔ اور جب حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے تو مرد کے لئے بدن کی ساخت اور بناوٹ کے مطابق سلے ہوئے یا بُنے ہوئے کپڑے کا پہننا ناجائز اور ممنوع اور موجب کفارہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً کُرتہ، پاجامہ، دستانہ، موزہ، بنیان، نیکر، ٹوپی، کوٹ، اچکن وغیرہ۔ اور اگر احرام کی حالت میں مرد اس طرح کا کوئی کپڑا پہن لیگا تو جرمانہ اور فدیہ دینا لازم ہو جائیگا۔ لہٰذا احرام کا کپڑا ایسا لازم ہے جو بدن کی ہیئت پر سِلا ہوا نہ ہو۔ جیسا کہ چادر لنگی وغیرہ۔ اور مسنون یہی ہے کہ دو چادریں لیں۔ ایک کو لنگی کی طرح باندھ لیں اور دوسری کو چادر کی طرح اوڑھ لیں۔ اور صرف طواف کے وقت اوپر والی چادر کا اضطباع کیا جائے۔

(مستفاد معلم الحجاج/۱۰۵، احکام حج/۳۳)

حالتِ احرام میں سِلی ہوئی لنگی پہننا

حالتِ احرام میں بدن کی ہیئت پر سلے ہوئے اور بُنے ہوئے کپڑے مردوں کو پہننا جائز نہیں ہے۔ اور سِلی ہوئی لنگی چونکہ بدن کی ہیئت پر سلی ہوئی نہیں ہوتی ہے اسلئے سِلی ہوئی لنگی پہننا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔[1]

(مستفاد امداد الفتاویٰ ۲/۱۶۴، احکام حج/۳۳، معلم الحجاج/۱۰۵)

البتہ افضل یہی ہے کہ احرام کے کپڑے بالکل سلے ہوئے نہ ہوں۔

(نوٹ) بہت سے احباب کو یہ اپنی طبیعت اور معلومات کے خلاف معلوم ہوگا۔ لیکن انشاء اللہ کتابوں کی مراجعت سے الجھن دور ہو جائے گی۔

---

[1] ولبس قمیص وسراویل ای کل معمول علیٰ قدر بدن او بعضه وتحته فی الشامية ان ضابطه لبس کل شئ معمول علیٰ قدر البدن او بعضه بحیث یحیط به بخیاطة او تلزیق بعضه ببعض او غیرهما ویستمسك علیه بنفس لبس مثله قلت فخرج ما خیط بعضه ببعض لا بحیث یحیط بالبدن مثل المرقعة فلا بأس بلبسه الخ شامی کراچی ۲/۴۸۹)

احرام کے کپڑے میں جیب لگانا

احرام کی چادر یا لنگی میں روپیہ پیسہ، پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کی حفاظت کے لئے جیب لگانا بلا کراہت جائز اور درست ہے (مستفاد معلم الحجاج/۱۱۵) نیز احرام کے کپڑے میں جوڑ لگانا اور پیوند لگانا بھی بلا کراہت جائز ہے۔

احرام کی دعاء

حاجی احرام باندھنے سے قبل غسل یا وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ اسکے بعد اگر صرف حج کا احرام باندھنا ہو تو ان الفاظ سے دعاء مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔ | اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسکو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

اور اگر قارن ہے یعنی حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا ہو تو ان الفاظ سے دعاء مانگے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔

اور اگر حج تمتع یا عمرہ کی نیت کرتا ہے تو ان الفاظ سے دعاء مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔

(ہدایہ ۱/۲۱۶، ۱/۲۳۷، غنیۃ الناسک جدید/۷۳)

اور اگر کسی کی طرف سے حج بدل کرنا ہے تو احرام کے وقت اس کی طرف سے نیت کیجائے اور ان الفاظ سے دعاء مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ عَنْ فُلَانٍ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ عَنْهُ۔

(اے اللہ میں فلاں کی طرف سے حج کی نیت سے احرام باندھتا ہوں۔ الخ) (غنیہ جدید ص۷۳)

اس کے بعد تلبیہ پڑھ لے۔ اور تلبیہ کے بعد باقاعدہ محرم بن جائیگا۔

الفاظِ تلبیہ | صحیح حدیث شریف میں جس تلبیہ کا ذکر ہے اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں ـــــ

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

(بخاری شریف ۱/۲۱۰)

تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں میں اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں، تیرا کوئی شریک اور ہمسر نہیں ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ ساری نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ اور تو ہی حمد کے لائق ہے اور ملک بھی تیرا ہی ہے، اسمیں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور جب حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھیگا تو احرام مکمل ہو جائیگا۔ اب سِلا ہوا کپڑا یا خوشبو وغیرہ کا استعمال جائز نہ ہوگا۔ (ھدایہ ۱/۲۱۷)

پہلا تلبیہ کس وقت پڑھا جائے

دوؑ رکعت صلوٰۃِ احرام ادا کرنے کے بعد نماز کا سلام پھیرتے ہی متصلاً اسی مجلس میں احرام کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھ لیا جائے۔ لہٰذا احرام کی نماز اور احرام کی نیت و تلبیہ کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر بہت زیادہ فاصلہ ہو جائیگا تو سنت طریقہ سے احرام باندھنے کا جو حکم ہے اس پر عمل نہ ہوگا۔ اور سُنت طریقہ کے ثواب سے بھی محروم ہو جائیگا۔ حضرات فقہاء نے اس کو بڑی اہمیت سے بیان فرمایا ہے۔ (تبیین الحقائق[1] ۹/۲)

تلبیہ کی کثرت حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد ہر وقت کثرت کیساتھ تلبیہ پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر قدم ہر آن تلبیہ پڑھتے رہا کریں۔ حدیث میں ہے کہ سب سے افضل ترین حج وہی ہے جس میں بکثرت تلبیہ پڑھا گیا ہو۔

(ترمذی ۱/۱۷۰ غنیۃ جدید/۷۵)

---

[1] ولبّ دبر صلوٰتک تنوی بھا الحج ای لبّ عقیب الصلوٰۃ وانت تنوی الحج بالتلبیۃ الخ (تبیین الحقائق للزیلعی ۲/۹) انہ یستحب ان ینوی ویلبی عقیب رکعتی الاحرام وھو جالس الخ (مرقات ۵/۲۸۳)

حج کا تلبیہ کب ختم کیا جائے؟

حج کا تلبیہ حج کرنے والا جمرۂ عقبہ کی رمی تک باقی رکھیگا۔ اور جمرۂ عقبہ کی رمی کے ساتھ ساتھ تلبیہ ختم کردیگا۔ [۱] اور رمی کرنے میں رمی کی دعا بھی پڑھیگا۔ اور اسی طرح اسکے بعد جو مناسک ادا کیئے جائیں گے ان سب کے ساتھ ان کی مخصوص دعاء پڑھیگا۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۵۷۲، بذل المجہود ہندی ۳/۱۱۴، اعلاء السنن ۱۰/۱۱۴، اوجز المسالک ۳/۳۶۰)

عمرہ کا تلبیہ کب ختم کیا جائے؟

عمرہ کا تلبیہ طواف شروع کرتے وقت ختم کردینا چاہئے۔ [۲]

(عمدۃ القاری ۱۰/۲۱، معارف السنن ۶/۲۹۵)

بوقت احرام نیت کب کی جائے

جب احرام کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے یا احرام کی نیت سے کوئی ایسا ذکر الٰہی پڑھ لیا جائے جو تلبیہ کے قائم مقام ہو تو نفس احرام صحیح ہوجاتا ہے۔ اور نفس احرام صحیح ہونے کے لئے حج یا عمرہ میں سے کسی ایک کو ساتھ میں متعین کرنا مشروط نہیں، بلکہ اسکے بغیر بھی احرام میں داخل ہوسکتا ہے۔ پھر اسکے بعد حج یا عمرہ میں سے کسی بھی ایک کو متعین کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ نفس نماز کی نیت سے نماز میں داخل ہونا جائز ہوجاتا ہے۔ [۳]

مبہم نیت سے احرام

حج یا عمرہ یا قران یا تمتع میں سے کسی کو متعین نہیں کیا۔ بس یوں ہی مبہم احرام باندھ لیا تو افعال شروع کرنے

---

[۱] عن الفضل بن عباسؓ قال اردفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جمع الی منیٰ فلم یزل یُلبّی حتی رمی جمرۃ العقبۃ۔ الحدیث ترمذی ۱/۱۸۵)

[۲] عن ابن عباس قال یرفع الحدیث انہ کان یمسک عن التلبیۃ فی العمرۃ اذا استلم الحجر۔ الحدیث ترمذی ۱/۱۸۵)

[۳] اما النیۃ فشرطہا مقارنتہا بالتلبیۃ اوما یقوم مقامہا ولو حکما بان عزمہ من قلبہ ولم یبعد بعدھا فاصل اجنبی کما فی الصلوٰۃ وان تکون بالقلب فینوی بتلبیۃ ما یحرم بہ من حج او عمرۃ او قران اونسک من غیر تعیین الخ غنیۃ جدید/ ۷۸)

پہلے پہلے کسی ایک کو متعین کر لینا درست ہے۔ مثلاً قافلہ کے ساتھ میقات میں لوگوں کو احرام باندھتے دیکھ کر یہ بھی احرام باندھ لیتا ہے۔ لیکن یہ شخص نہیں جانتا کہ کس کا احرام باندھا جا رہا ہے۔ پھر راستہ میں بات چیت کے دوران لوگوں سے معلوم ہوا کہ میقات یا ائیرپورٹ پر جو احرام باندھا گیا وہ حج کا ہے یا عمرہ کا، تو اس شخص کے لئے افعال شروع کرنے سے قبل متعین کرنے کی اجازت ہے۔ اور اب متعین کر کے ارکانِ حج یا ارکانِ عمرہ ادا کرنا جائز اور درست ہے۔

اسی طرح کسی شخص کو بوقتِ احرام متعین کرنا یاد نہیں رہا وہ شخص بعد میں جب بھی یاد آجائے یا متنبہ ہوجائے اس وقت حج یا عمرہ یا قِران وغیرہ میں سے کسی ایک کو متعین کر سکتا ہے۔ اور اگر اعمال شروع کرنے سے قبل متعین نہیں کیا، اور عمرہ کی نیت سے طواف کیا یا مطلقاً طواف کر لیا ہے، اور اس طواف میں عمرہ کی بھی نیت نہیں کی ہے تب بھی دونوں صورتوں میں عمرہ متعین ہو جائیگا۔ اب عمرہ کے تمام ارکان ادا کرنا لازم ہو جائیگا۔ اور اگر کسی قسم کا طواف نہیں کیا اور اسی احرام میں عرفات چلا گیا تو یہ احرام حج کے لئے متعین ہو جائیگا۔ اب حج کے تمام ارکان ادا کرنا لازم ہو جائیگا۔ [۱]

نیتِ سابقہ سے احرام کا اعتبار

اگر کوئی اپنے وطن سے حج کے ارادہ سے روانہ ہوا، اور جب ائیرپورٹ پر یا میقات پر احرام باندھنے لگا تو مطلقاً بلا نیت کے احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں وطن سے

---

[۱] الاحرام المطلق المبهم یجوز بالاجماع کذا النقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ رضی اللہ عنہم قال فان لبّی ونوی الاحرام ولم تحضرہ نیۃ فی حج ولا عمرۃ فلہ ان یمضی فی ایہما شاء مالم یطف بالبیت لانعدام الشروع فی افعال الحج فکان قابلاً للتعیین فاذا طاف بالبیت شوطاً واحداً کان احرامہ احرام عمرۃ ولو وقف بعرفۃ ینصرف الی الحج وان لم ینو لانہ شرع معظم ارکان الحج الخ (المسالک فی المناسک ۱/۳۲۶، بالفاظ دیگر المبسوط ۴/۱۲، غنیۃ جدید/۶۹)

روانہ ہوتے وقت جو حج کا ارادہ کیا تھا اس کا اعتبار کرکے اس احرام کو حج کا احرام شمار کیا جائے گا۔ [1]

مطلق حج کا احرام

اگر کسی پر حج فرض ہے، اور اس نے احرام باندھتے وقت صرف مطلقاً حج کی نیت کی اور اپنے حج فرض کی نیت نہیں کی اور نہ ہی تعیین کی، تب بھی یہ احرام اسکے حج فرض کا ہی احرام شمار ہوجائیگا۔ اور اگر اس نے اپنا حج فرض پہلے ادا کرلیا تھا تو یہ احرام اس کا نفلی حج کا احرام ہوجائیگا۔ اسلئے کہ مطلق نیت سے حج نفل صحیح ہوجاتا ہے۔ [2]

دوسرے شخص کی تعیین کے ساتھ احرام

ایک شخص نے اس طرح احرام باندھ لیا کہ میں وہی احرام باندھتا ہوں جو فلاں شخص کا ہے۔ مثلاً ایک شخص حج وعمرہ کے اصول وضوابط سے واقف نہیں، اور دوسرے پر اعتماد کررکھا ہے، اور احرام کے وقت بھی یہی نیت کی کہ اس دوسرے نے حج وعمرہ میں سے جس کا احرام باندھا ہے میں بھی اسی کا احرام باندھتا ہوں۔ اور اسکے ساتھ رہکر جو جو عمل وہ کرتا ہے وہی عمل یہ بھی کرتا ہے تو اس طرح سے اس کا احرام بھی صحیح ہوجائیگا۔ اور اس کا حج یا عمرہ بھی صحیح ہوجائیگا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے اور میقات سے احرام کے وقت حج یا عمرہ میں سے کسی کو متعین نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ یہ نیت کی تھی کہ جس چیز کا احرام حضرت سید الکونین علیہ السلام نے باندھا ہوگا وہی میرا بھی ہے چنانچہ حضرت علیؓ کا وہی حج ہوا جو حضورؐ کا ہوا تھا۔ [3]

---

[1] خرج يريد الحج فاحرم لا ينوي شيئاً فهو حج بناءً على دلالات العبادات بنية سابقة (الغنية جديد/ ۷۹)

[2] ومن كان عليه حجة الاسلام فاحرم بحجة لا ينوي فريضة ولا تطوعاً فهي عن حجة الاسلام استحساناً بالاجماع (المسالك في المناسك ۱/ ۳۴۸)

[3] ولو احرم بما احرم به غيره صح شروعه ولزمه مثل ما احرم به غيره من حج او عمرة او قران فان لم يعلم بما احرم به غيره فهو مبهم فيلزمه حجة او عمرة (الغنية جديد/ ۷۹)

عن انس بن مالك قال قدم علي على النبي صلى الله عليه وسلم من اليمن فقال بما اهللت قال بما اهل به النبي صلى الله عليه وسلم فقال لولا ان معي الهدى لاحللت۔ الحديث،

(بخاری شریف ۱/ ۲۱۱ حدیث ۱۵۳۴)

بوقتِ احرام نیت اور تلفظ میں اختلاف ہو تو کس کا اعتبار؟

اگر بوقتِ احرام کسی ایک کی نیت مثلاً عمرہ کی نیت ہے، اور اس کی زبان سے نکلا اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ اسی طرح کسی کی نیت حج کا احرام باندھنے کی ہے، اور اس نے بوقتِ احرام زبان سے کہا اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ کہ میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اور اسی کے ساتھ تلبیہ پڑھ لیا تو ایسی صورت میں نیتِ قلب کا اعتبار ہوگا۔ اور اس کے مقابلہ میں زبانی تلفظ کا اعتبار نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر عمرہ کی نیت ہے اور زبان سے حج نکلا ہے تو عمرہ ہی کا احرام شمار ہوگا۔ حج کا نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر حج کی نیت ہے اور زبان سے عمرہ نکلا ہے تو حج ہی کا احرام شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک کا ارادہ ہے اور زبان سے حج وعمرہ دونوں کا تلفظ ہو جائے تو نیتِ قلب کا ہی اعتبار ہوگا۔ اور حج وعمرہ میں سے جس کی نیت کی تھی اسی کا احرام شمار ہوگا۔[1]

حج یا عمرہ یا قران میں سے کسی ایک کے احرام کے بعد بھول گیا

ایک شخص نے حج یا عمرہ یا قران میں سے کسی ایک کو متعین کرکے احرام باندھ لیا، اسکے بعد بھول بیٹھا کہ کس چیز کا احرام باندھا تھا یا اس کو اس بارے میں شک پیدا ہوگیا کہ تینوں میں سے کس کا احرام باندھا تھا تو ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ دھیان جما کر تحری کرکے کسی ایک طرف ظنِ غالب پیدا کرے۔ اور اگر کسی ایک طرف ظنِ غالب پیدا نہ ہوسکے تو اس پر قارن کی طرح عمل کرنا لازم ہوگا۔ یعنی اسی احرام سے افعالِ عمرہ بھی ادا کریگا، اسکے بعد اسی احرام سے حج بھی کرنا لازم ہوگا۔ مگر اس پر دمِ قران لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ شخص عملاً تو قارن ہو جائیگا لیکن

---

[1] ولو جریٰ علیٰ لسانہ خلاف ما نویٰ بقلبہ فالعبرۃ بما نویٰ لا بما جریٰ علیٰ لسانہ لانہ عــلام لا نیــۃ فلو لبّیٰ بحجۃ ونویٰ بقلبہ العمرۃ او لبّیٰ بعمرۃ ونویٰ بقلبہ الحج او لبّیٰ بہما جمیعًا ونویٰ احدہما او لبّیٰ باحدہما ونویٰ کلیہما فالعبرۃ بما نویٰ الخ۔ (غنیۃ جدید /۴۸)

شرعاً قارن نہیں ہوگا۔[1]

نابالغ کا احرام

نابالغ دو قسموں پر ہیں۔ ایک نابالغ تو وہ ہے جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو جانتا نہیں۔ جو غیر ممیز کہا جاتا ہے۔ اس کی طرف سے اس کے ماں باپ یا جو بھی اس کا ولی یا ذمہ دار ساتھ میں ہوگا وہی حج یا عمرہ کی نیت کرے گا۔

اور دوسرا نابالغ وہ ہوتا ہے جو سمجھدار ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو سمجھتا ہے۔ تو ایسا نابالغ خود اپنا احرام باندھیگا۔ اس کی طرف سے نیابت درست نہ ہوگی۔ اور دونوں قسم کے نابالغوں کا حج، حج فرض نہ ہوگا۔ بلکہ حج نفل ہی ہوگا۔[2]

اور یہ نابالغ کا نفلی حج ہوگا، اور اس کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملے گا۔[3]

نابالغ پر احرام کا کفارہ نہیں

اگر نابالغ نے حالتِ احرام میں کوئی ایسا عمل کرلیا جس سے دم یا کفارہ واجب ہوجاتا ہو تو نابالغ کے غیر مکلف ہونے کی وجہ سے اس پر کوئی کفارہ یا دم واجب

---

[1] ولو احرم بشیٔ واحد معیّن کحجٍّ او عمرةٍ او قرانٍ ثم نسیه او شكّ فيه قبل الافعال تحرّى وان لم يقع تحريه على شيءٍ لزمه حجة وعمرة احتياطاً ليخرج عن العهدة بيقينٍ ولزمه ان يقرن بينهما ويقدم افعالها عليه ولا يكون قارناً شرعياً فلا يلزمه هدي القران (الغنية جديد/ ۸۱، المسالك/ ۳۴۹)

[2] ينعقد احرام الصبي المميّز للنفل لا للفرض اذا احرم بنفسه وكذا غير المميّز اذا احرم عنه وليّه فالمميّز لا يصلح النيابة عنه فى الاحرام ولا فى اداء الافعال الا فيما المتعذر عليه فيحرم بنفسه ويقضي المناسك كلها بنفسه ويفعل كما يفعل البالغ اما غير المميز فلا يصح ان يحرم بنفسه الخ (غنية جديد/ ۸۳)

[3] عن ابن عباس ان امرأة سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن صبيٍّ هل لهذا من حج قال نعم ولك اجرٌ الحديث۔
(طحاوی شریف مطبع دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۳۳۸ حديث ۴۰۶۱، مسلم ۱/ ۴۳۱)

نہیں ہوگا۔ اور اس کی وجہ سے اس کے ولی اور ذمہ دار پر بھی کوئی کفارہ نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ولی کا اپنا عمل نہیں ہے۔ ہاں البتہ ولی کے لئے مناسب یہی ہے کہ بوقت احرام اس کو بھی احرام کا کپڑا پہنا دے اور حتی الامکان ممنوعات احرام سے اس کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔[1]

نابالغ پر تمتع وقران کی قربانی نہیں

اگر نابالغ نے عام لوگوں کی طرح حج تمتع کر لیا ہے تو عام لوگوں کی طرح اس پر تمتع کی قربانی لازم نہیں، اسی طرح قران کی قربانی بھی لازم نہیں۔[2]

---

[1] وینبغی للولی ان یجردہ قبل الاحرام ویلبسہ ازارا ورداء واذا احرم لہ ینبغی ان یجنبہ من محظورات الاحرام ولو ارتکب محظورا لاشئ علیہما الخ غنیہ جدید/۸۴)

[2] شرائط وجوبہ القدرۃ علیہ وصحۃ القران والتمتع والعقل والبلوغ الخ (غنیہ جدید/۲۰۷)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱۰)

احرام کی پابندیاں اور امورِ ممنوعہ اور انکے کفّارات

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا. الآیۃ

(سورۃ المائدہ آیت ۲)

اے ایمان والو اللہ کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو، اور نہ ہی محترم مہینے کو اور نہ ہی اس جانور کو جو کعبۃ اللہ کی نیاز میں ہو۔ اور نہ ان جانوروں کو حلال سمجھو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوتے ہوں۔ اور نہ ہی حرمت والے گھر کی طرف آنیوالوں کو حلال سمجھو جو اپنے رب کے فضل اور اس کی رضا کی جستجو میں ہوں اور جب تم احرام سے حلال ہوجاؤ تو شکار کا اختیار ہے۔

احرام کی پابندیاں اور اُمورِ ممنوعہ بہت زیادہ ہیں، ان میں سے اہم ترین ۳۱ اُمور ذکر کر دیئے ہیں۔ اور اسکے بعد چند متفرق جنایات اور انکے کفارات کا حکم ذکر کر دیا ہے۔

۱ حالتِ احرام میں جوں مارنا

حالتِ احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے۔ تین سے کم ماریگا تو اپنی مرضی سے جو چاہے صدقہ کرے گا۔ اور اگر تین سے زیادہ ہیں، اور زیادہ کی مقدار چاہے کتنی ہی ہو پھر بھی صرف ایک ہی صدقۂ فطر دینا کافی ہوگا۔ اور اصول یہ ہے کہ جو کیڑے

بدن سے پیدا ہوں انکو مارنا ممنوع ہے۔ اور جو بدن سے پیدا نہوں اور موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے۔ (مستفاد غنیۃ المناسک ص۱۵۵، فتح القدیر ص۲۶)

۲ حالتِ احرام میں کھٹمل، مچھر مارنا

حالتِ احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے جو بدن سے پیدا نہ ہوتے ہوں۔ لہٰذا کھٹمل، مچھر، مکھی، تتیئے کو مارنے میں کوئی جرمانہ لازم نہیں۔

(احکام حج ص۹۵، غنیۃ المناسک ص۱۵۵)

۳ حالتِ احرام میں چیونٹی مارنا

حالتِ احرام میں سیاہ اور پیلی چیونٹی جو کاٹنے والی اور موذی ہوں انکو مارنا بلا کراہت جائز ہے اور انکو مارنے سے کسی قسم کا جرمانہ بھی لازم نہیں اور ایسی چیونٹی کا مارنا ممنوع اور مکروہ ہے جو نہ کاٹتی ہو اور نہ ہی موذی ہو۔ ہاں البتہ انکو مارنے سے کوئی کفارہ لازم نہیں [۱]

۴ حالتِ احرام میں ٹڈی مارنا

حرم شریف میں ٹڈی بہت ہیں ان سے احتراز کرنا ضروری ہے اگر کوئی ٹڈی ماریگا تو صدقہ میں جو کچھ چاہے اپنی مرضی سے دے اور یہ سلسلہ تین تک ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ٹڈی کے عوض ایک کھجور دے اور جب چار اور اس سے زائد ہوں تو ایک صدقہ فطر لازم ہوگا۔ اور زیادتی اگر ہزاروں سے بھی تجاوز کر جائے تب بھی

---

[۱] ولا بقتل باقی هوام الارض وحشرا تها کبعوض ونمل یؤذی وهو اسود واصفر وما لا یؤذی لا یحل قتلها وان کان لا یجب بقتلها الجزاء وبرغوث وبق وذباب وفراش وخنافس وجعلان ودنغ وزنبور وقنفذ وقراد وحلم وسلحفاة وسنور اهلی وابن عرس اهلی وصرصر وصیاح اللیل وسرطان وام جنین وام اربعة واربعین لانها لیست بصیود ولا متولدة من البدن الخ

(غنیہ جدید/۲۸۹ قدیم/۱۵۵)

ایک ہی صدقۂ فطر کافی ہوگا۔[1] (مستفاد فتح القدیر ۳/۲۶)

۵ حالتِ احرام میں ساتھیوں سے جھگڑنا

حاجی کا لوگوں سے لڑائی جھگڑے گالی گلوچ اور فحش کلامی کرنا سخت گناہ ہے۔ ان ناشائستہ افعال کی وجہ سے اگرچہ جرمانہ لازم نہ ہوگا اور حج بھی فاسد نہ ہوگا، مگر ایسے شخص کا حج قبول نہ ہوگا۔ اور حج کے ثواب سے محروم ہو جائیگا۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ص۴۷، غنیہ جدید/۸۵ و ۹۰)

۶ حالتِ احرام میں بیوی کیساتھ بوس وکنار ہونا

اگر حالتِ احرام میں شہوت کیساتھ مرد اپنی بیوی کے ساتھ بوس وکنار ہوتا ہے تو ایسی صورت میں انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو دونوں صورتوں میں جرمانہ میں ایک دنبہ یا بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۹۹، ہندیہ ج۱ ص۲۴۴) نیز اگر بیوی کو شہوت ہوجائے تو اس پر بھی الگ سے ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۹۹)[2]

۷ حالتِ احرام میں سر کے بال کاٹنا

اگر پورے سر یا چوتھائی یا اس سے زائد سر کے بال منڈائے یا کتروائے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں دینا واجب ہوگا۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۳۱) یہ مسئلہ اور آگے آنیوالے مسلسل آٹھ مسائل حلق وقصر کے عنوان کے تحت مدلّل کرکے لکھدیئے گئے اور یہاں پر ممنوعات احرام کے تحت بھی شمار کردیئے گئے ہیں۔

---

[1] وتمرة خير من جرادة ولو قتل المحرم قملة من بدنه أو ثوبه تصدّق بما شاء كجرادة (الى قوله) وينبغي ان يكون الجراد كالقمل ففي الثلاث وما دونه تصدق بما شاء وفي الاربع فما كثر تصدق بنصف صاع الخ (غنیہ جدید/۲۹۰)

[2] ولو جامعها بشهوة يجب عليه الدم انزل او لم ينزل (وقوله) محرم قبّل امرأته بشهوة فعليه دم وان اشتهت هي فعليها دم ايضًا وان لم تشته فلا شئ عليها ولو قبّلها بغير شهوة فلا شئ عليه الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۹۹)

۸ حالتِ احرام میں ڈاڑھی منڈانا یا کتروانا

اگر احرام کھولنے کا وقت آنے سے قبل ڈاڑھی مکمل یا چوتھائی یا اس سے زیادہ منڈوائے یا کتروائے تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو ایک صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں ادا کرنا واجب ہوگا۔

(مستفاد فتح القدیر ج۳ ص۳۱)

۹ حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا

حالتِ احرام میں دونوں بغل صاف کیا یا ایک دونوں صورتوں میں جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔ (فتح القدیر ج۳ ص۳۲، بدائع ج۲ ص۱۹۳، ہندیہ ج۱ ص۲۴۳)

۱۰ حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرنا

حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرلیا ہے تو جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۳۷)۔

۱۱ ایک وقت میں سر، ڈاڑھی یا تمام بدن کے بال صاف کرنا

ایک ہی وقت میں سر، ڈاڑھی، بغل، زیرِ ناف وغیرہ سب کے بال صاف کرلئے ہیں تو سب کے عوض میں ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر مختلف اوقات میں صاف کئے ہیں تو ہر ایک وقت کیلئے الگ الگ دم واجب ہوگا۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۲۳۶)

۱۲ ایک دو یا تین بال اکھاڑنا

سر یا ڈاڑھی یا بغل یا زیرِ ناف میں سے کسی جگہ سے دو یا تین بال اکھاڑنے سے ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر تین سے زائد اور چوتھائی عضو سے کم ہے تو ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت دینا لازم ہوگا۔

(مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۳۷)

۱۳ حالتِ احرام میں مونچھ کاٹنا

حالتِ احرام میں مونچھ کاٹ لی ہے چاہے پوری کاٹی ہو یا بعض حصہ بہر صورت ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۳۸)

۱۴ سر، ڈاڑھی، بغل، زیرِ ناف کے علاوہ دوسرے اعضاء کے بال صاف کرنا

سر، ڈاڑھی، بغل، زیرِ ناف کے علاوہ پورے بدن میں سے کسی بھی پورے عضو یا بعض عضو یا تمام اعضاء کے بال صاف کر لیے ہیں تو صرف ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں لازم ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ص۱۴۷، مستفاد معلم الحجاج ص۲۴۸)

۱۵ حالتِ احرام میں ناخن کاٹنا

ایک ہاتھ یا ایک پیر یا ہاتھ پاؤں چاروں اعضاء کے ناخن ایک وقت میں ایک جگہ کاٹ لیے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم واجب ہوگا، اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار وقت میں چار جگہ کاٹے ہیں تو چار دم لازم ہوں گے۔ اسی طرح اگر ایک وقت میں ایک عضو کے کاٹ لیے ہیں۔ اور دوسرے عضو کے دوسرے وقت میں کاٹ لیے ہیں تو دو دم لازم ہوں گے۔ اور کسی بھی عضو کے سب ناخن نہیں کاٹے بلکہ ہر ایک عضو سے پانچ ناخن سے کم کم کاٹے ہیں۔ چاہے چار چار کرکے سولہ ناخن کاٹ لیے ہیں۔ تو دم لازم نہ ہوگا۔ بلکہ ہر ایک ناخن کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔

(مستفاد بدائع الصنائع ص۲۹۳/۲، تاتارخانیہ ص۵۰۳/۲، ہندیہ ص۲۴۳/۱)

۱۶ حالتِ احرام میں سِلا ہوا کپڑا پہننا

حالتِ احرام میں مرد کیلئے ایسا سِلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع اور ناجائز ہے جو بدن کی ہیئت اور جسم کی بناوٹ کے مطابق سِلا گیا ہو یا بنا لیا گیا ہو جیسے کرتا، قمیص، پاجامہ، بنیان، ٹوپی، نیکر، اچکن، جرسی، صدری وغیرہ ہیں۔ اور جو کپڑا بدن کی ہیئت

اور بناوٹ پر نہیں سلا گیا ہے تو اسکا پہننا بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا سلی ہوئی لنگی پہننا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ [1] (مستفاد معلم الحجاج ص۲۲۳)

۱۷ حالتِ احرام میں سِلے ہوئے کپڑے پہننے کا جرمانہ

اگر ایک دن یا ایک رات کامل یا ایک دن کی مقدار یعنی بارہ گھنٹہ مرد نے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے یا کئی روز مسلسل پہن لیا ہے تو دونوں صورتوں میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور رات کو اس نیت سے اُتارتا ہے کہ کل کو پھر پہننا ہے تب بھی سب دنوں کے عوض میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور اگر اس نیت سے اُتارتا ہے کہ اب نہیں پہنونگا۔ مگر دوسرے دن پھر پہن لیا تو دو دم لازم ہونگے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۲۳۳)

اور اگر ایک رات یا ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ پہنا ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہے تو ایک ڈو مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا کافی ہے۔ [2] (مستفاد غنیۃ الناسک ص۲۳۶، معلم الحجاج ص۲۳۳)

۱۸ سِلے ہوئے کپڑے کو بدن پر ڈال لینا

حالتِ احرام میں قمیص، کُرتا وغیرہ پہننا جائز نہیں

لیکن اگر پہنا نہیں بلکہ قمیص، کُرتا وغیرہ کو بدن پر چادر کیطرح ڈال لیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اسلئے کہ سِلے ہوئے طریقہ سے پہننا ثابت نہیں ہوا اور ممنوع اور موجبِ جنایت

---

[1] ان ضابطة لُبس کل شیء معمول علی قدر البدن أو بعضه بحیث یحیط به بخیاطته او تلزیق بعضه ببعض او غیرهما ویستمسك علیه بنفس لبس مثله۔ (وقوله) فخرج ما خیط بعضه ببعض لا بحیث یحیط بالبدن مثل المرقعة فلا بأس بلبسه اھ
(غنیہ جدید/۸۵ شامی کراچی ۲/۴۸۹)

[2] یوماً کاملاً او لیلة الظاهر ان المراد مقدار احدهما فلو لبس من نصف النهار الی نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمه دم کما یشیر الیه قوله وفی الاقل صدقة ای نصف صاع من برّ (الی قوله) وفی اقل من ساعة قبضة من برّ الخ
(شامی زکریا دیوبند ۳/۵۷۷)

اس وقت ہے کہ جب پہننا ثابت ہو۔ اور یہاں پہننا ثابت نہیں۔ اور اسی طرح چادر اور قمیص وغیرہ اوڑھنا بھی بلا کراہت جائز ہے [۱]۔

۱۹ حالتِ احرام میں خوشبو لگانا

حالتِ احرام میں خوشبو لگانے میں مَرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہے۔

بالقصد، یا بلا قصد، یا کسی کی زبردستی سے خوشبو لگائی، ہر صورت میں جُرمانہ لازم ہوتا ہے۔ نیز بدن اور کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر کسی بڑے عضو یعنی سَر، چہرے، پنڈلی، ران، بازو، ہاتھ، ہتھیلی میں سے کسی پر خوشبو لگائی ہے۔ یا ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو جُرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ چاہے پورے دن لگائے رکھی ہو یا تھوڑی دیر کیلئے ہر صورت میں دم لازم ہوگا۔ جبکہ خوشبو نمایاں ہو۔

اور اگر چھوٹے اعضاء مثلاً ناک، کان، آنکھ، انگلی وغیرہ میں لگائی ہے تو ایک صدقہ فطر لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ص۲۲۵)

(نوٹ) یہ مسئلہ اور آگے آنیوالے دو مسئلے حالتِ احرام میں خوشبو لگانے کے عنوان کے تحت مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہاں پر ممنوعاتِ احرام کے ذیل میں بھی شمار کردیئے ہیں۔

۲۰ عورت کا حالتِ احرام میں مہندی لگانا

اگر عورت نے حالتِ احرام میں ہتھیلی یا پیر میں مہندی لگائی ہے تو جُرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۲۲۹)

۲۱ حالتِ احرام میں عطّار کی دوکان میں بیٹھنا

اگر حالتِ احرام میں عطار کی دوکان میں بیٹھنا

---

[۱] وکذا لو ارتدی بالقمیص او اتشح به فلا بأس به لعدم الاحاطة بواسطة الخیاطة ولذا لو لبس الطیلسان ولم یزره لعدم الاستمساک بنفسه الخ (غنیہ جدید/۸۵ جدید/۲۵۳)

ہے اور اپنے بدن یا کپڑے پر عطر نہیں لگایا ہے تو کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔ مگر کوئی کفارہ لازم نہیں ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ۲۲۹)

۲۲ حالتِ احرام میں سر یا چہرہ ڈھکنا

حالتِ احرام میں سر کا ڈھکنا عورت کیلئے بلا کراہت جائز ہے۔ بلکہ عورت پر لازم ہے اور مرد کیلئے سر ڈھکنا جائز نہیں۔ اور اسی طرح چہرہ کا ڈھکنا بھی جائز نہیں لہٰذا اگر ایک دن کامل یا ایک رات کامل یا اس مقدار یعنی بارہ گھنٹہ سر یا چہرہ ڈھکیگا تو دم دینا لازم ہوگا، اور ایک دن یا رات یعنی بارہ گھنٹہ سے کم اور ایک گھنٹہ سے زائد ہے تو ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا اور ایک گھنٹہ سے کم ہے تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کردے چاہے جان بوجھ کر ڈھکا ہو یا بھول کر ہر صورت میں کفارہ لازم ہے۔ اور ایسے ہی اگر کسی نے زبردستی سر یا چہرہ پر کپڑا ڈالدیا ہو یا سوتے ہوئے کسی نے ڈالدیا ہو تب بھی کفارہ لازم ہوگا۔ [۱]

۲۳ حالتِ احرام میں چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ کا ڈھکنا

اگر حالتِ احرام میں چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ ڈھک لیا ہے تو اس کا حکم پورا سر اور پورا چہرہ ڈھکنے کی طرح ہے۔ لہٰذا اگر ایک یوم یعنی بارہ گھنٹہ چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ یا اس سے زائد حصہ ڈھک لیا ہے تو دم واجب ہوجائیگا اور اگر اس سے کم اور ایک گھنٹہ سے زائد ہے تو ایک صدقہ فطر واجب ہوگا۔ اور

---

[۱] وان لبس ثوباً مخيطاً او غطىٰ رأسه يوماً كاملاً فعليه دم وان كان اقل من ذلك فعليه صدقة وحدّه في الفتح ولا فرق بين كونه مختاراً في اللبس او مكرهاً عليه او نائماً فغطى انسان رأسه ليلةً او وجهه حتى يجب الجزاء على النائم (وقوله) في ساعة نصف صاع وفي اقل من ساعة قبضة من بُرّ الخ
(فتح القدير بيروتی ۳/۲۶)

اس سے کم ہو تو ایک دڑو مٹھی یا اس کی قیمت دینا کافی ہوگا۔ [۱]

۲۴ چوتھائی سر سے کم ڈھکنا

اگر چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ سے کم حصّہ کو پورا دن یعنی بارہ گھنٹہ یا اس سے زیادہ وقت تک ڈھک لیا ہے تو ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ اسی طرح ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ ڈھکا ہے تب بھی ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا [۲]

۲۵ سونے کی حالت میں سر یا چہرہ پر چادر ڈالنا

اگر حالتِ احرام میں سونے کی حالت میں سر یا چہرہ پر چادر ڈال لی ہے تو کفارہ لازم ہوجائیگا۔ لہٰذا اگر پورا سر یا چوتھائی سر اور اسی طرح پورا چہرہ یا چوتھائی چہرہ سونے کی حالت میں بارہ گھنٹہ تک ڈھک رکھا ہے تو دم واجب ہوجائیگا۔ اور اگر بارہ گھنٹہ اور ایک گھنٹہ کے درمیان کا وقت ڈھک رکھا ہے تو ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا اور ایک گھنٹہ سے کم ہو تو ایک دڑو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کردے، اسی طرح اگر سونے کی حالت میں کسی دوسرے شخص نے ڈھک دیا ہے یا بے خیالی میں ڈھک لیا ہے، ہر صورت میں مذکورہ تفصیل کے مطابق دم یا صدقہ لازم ہوجائیگا [۳]

---

[۱] ولو غطی ربع رأسه یوماً فصاعداً فعلیه دم وان اقل من الربع فعلیه صدقة (وقوله) وکذا غطی الرجل ربع وجهه عندنا الخ بدائع قدیم ۲/۱۸۷) وان غطی المحرم ربع رأسه أو وجهه یوماً فعلیه دم وان کان دون ذلک فعلیه صدقة الخ المبسوط ۴/۱۲۸ وتغطیة ربع الرأس او الوجه کالکل وعبّة فی الشامیة هو المشهور من الروایة عن ابی حنیفة وهو الصحیح الخ شامی کراچی ۲/۵۴۹)

[۲] فی الاقل من یوم او من الربع صدقة الخ غنیه جدید/۲۵۲)

[۳] اذا غطی رأسه او وجهه (الی قوله) ودام علیه زماناً ولو ناسیاً او عامداً عالماً او جاهلاً مختاراً او مکرهاً او نائماً غطاه غیره او هو بنفسه بعذر او بغیر عذر فعلیه الجزاء فاذا غطی جمیع رأسه او وجهه او الربع منهما کالکل (الی قوله) یوماً او لیلة والمراد مقدار احدهما فعلیه دم وفی الاقل من یوم او من الربع صدقة الخ
(غنیة جدید/۲۵۲ هکذا فتح القدیر بیروت ۳/۲۶)

(نوٹ) اس مسئلہ میں حجاج کرام سے زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں کہ منیٰ میں اکثر حجاج کرام کو حالتِ احرام میں سوتے ہوئے سر یا چہرہ پر کپڑے ڈالے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے اس کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

۲۶ حدودِ حرم کی گھاس اور پیڑ کاٹنا

حدودِ حرم کی گھاس کاٹنا اور اکھیڑنا جائز نہیں۔ اسی طرح حدودِ حرم کے شکار کو مارنا محرم اور حلال دونوں کیلئے جائز نہیں۔ لہٰذا اگر گھاس یا پیڑ کاٹ لیا ہو تو اسکی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر حدودِ حرم کے شکار کو مارا ہے تو اسکی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک جدید ص۲۹۹)

۲۷ حالتِ احرام میں شکار کرنا

حالتِ احرام میں شکار کرنا جائز نہیں لہٰذا اگر حالتِ احرام میں حدودِ حرم کے باہر کے شکار کو پکڑ کر ذبح کر دیا ہے تو وہ مُردار کے حکم میں ہوگا اسکا کھانا کسی کیلئے حلال نہ ہوگا اور اس کی قیمت جرمانہ میں صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (غنیہ جدید ص۲۹۲)

۲۸ حدودِ حرم یا حالتِ احرام میں کس قسم کے جانور کو مارنا جائز ہے؟

حالتِ احرام میں محرم کیلئے اور حدودِ حرم میں حلال کے لئے گیارہ قسم کے جانوروں کو جان سے ماردینا جائز ہے۔

(۱) سانپ (۲) بچھو (۳) گرگٹ اور چھپکلی (۴) چوہا (۵) چیل (۶) گندگی کھانیوالے کوّے (۷) کاٹنے والا اور حملہ کرنیوالا کتّا (مسلم شریف ج۱ ص۳۸۱) نسائی ج۲ ص۲۵) (۸) مچھر (۹) کاٹنے والی چیونٹی (۱۰) کیچوے (۱۱) ہر حملہ کرنیوالا جانور۔ (ھدایہ ج۱ ص۲۹۳)

ان تمام جانوروں کو جان سے ماردینا جائز ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ج۲ ص۴۰)

نیز جو موذی جاندار انسان کے بدن سے پیدا ہوتا ہے اسکو حالتِ احرام میں مارنا

جائز نہیں جیسا کہ جوں اور چیلر وغیرہ اور جو موذی جاندار بدن انسانی سے پیدا نہیں ہوتا اسکو حالتِ احرام میں مارنا جائز ہے۔ جیسا کہ مچھر اور کھٹمل وغیرہ۔
(مستفاد معلم الحجاج ص۲۵۴، غنیہ جدید ص۲۸۹)

۲۹ حج کب فاسد ہوتا ہے؟

حج اس وقت فاسد ہوگا کہ جب وقوفِ عرفہ سے قبل بیوی سے ہمبستری کرلی ہو اور وقوفِ عرفہ سے قبل ہمبستری کیوجہ سے حج بھی فاسد ہوجائیگا اور ساتھ میں ایک دم بھی واجب ہوجائیگا۔ لہٰذا اگر جماع اور ہمبستری کے بعد اگر اتنا وقت ہے کہ دوبارہ حج کا احرام باندھکر عرفہ کی رات ختم ہونے سے قبل وقوف کرسکے تو دوبارہ حج کا احرام باندھ کر وقوف کرلیا جائے تو حج صحیح ہوجائیگا گویا اسی سال فاسدہ شدہ حج کی قضاء ہوجائے گی۔ اور ساتھ ہی ایک دم بھی دیدے اور اگر اس سال وقت نہیں ہے تو دوسرے حجاج کیطرح حج کے ارکان میں عمل کرنا ہے اور آئندہ سالوں میں حج کی قضاء کرنا لازم ہوگا۔ اور ایک دم بھی بہرحال لازم رہیگا۔ [۱]

۳۰ عمرہ کب فاسد ہوتا ہے؟

طوافِ عمرہ ادا کرنے سے قبل بیوی کے ساتھ ہمبستری ہوجائے تو عمرہ فاسد ہوجائیگا اور اس پر ایک عمرہ کی قضاء اور ایک دم بھی واجب ہوجائیگا اور اگر دوبارہ احرام باندھکر عمرہ کا اعادہ کریگا تو عمرہ کی قضاء ہوجائے گی مگر ایک دم بہرحال لازم ہوجائیگا۔ [۲]

---

[۱] وان جامع فی احد السبیلین قبل الوقوف بعرفۃ فسد حجہ وعلیہ شاۃ ویمضی فی الحج کما یمضی من لم یفسدہ الخ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۱)

[۲] من جامع فی العمرۃ قبل ان یطوف اربعۃ اشواط فسدت عمرتہ فیمضی فیہا ویقضیہا وعلیہ شاۃ الخ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۲)

۲۱ کفارہ میں بدنہ کب لازم ہوتا ہے؟

اس مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ کفارہ میں بدنہ کن کن صورتوں میں لازم ہوتا ہے۔ اور کفارہ میں بدنہ صرف حج کی جنایت میں واجب ہوتا ہے۔ عمرہ کی کسی بھی جنایت میں بدنہ واجب نہیں ہوتا۔ اور بدنہ ہر اُس بڑے جانور کو کہا جاتا ہے کہ جس کے سات حصے ہوتے ہوں جیسے اونٹ، گائے وغیرہ۔ اور حج کی جنایات میں بدنہ واجب ہونے کی تین صورتیں زیادہ واضح ہیں۔

۱۔ حج میں وقوفِ عرفہ کے بعد حلق اور طوافِ زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری ہو جائے تو جرمانہ میں بدنہ کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ اور حضرات ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر وقوفِ عرفہ کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی سے پہلے جماع ہو جائے تو حج ہی فاسد ہو جائے گا۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک حج فاسد نہ ہوگا۔ البتہ جرمانہ میں بدنہ واجب ہو جائے گا۔ [۱]

۲۔ حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کریگا تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا۔

۳۔ حالتِ حیض یا نفاس میں طوافِ زیارت کرے گی تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا۔ [۲]

---

[۱] امّا لو جامع بعد وقوفه بعرفة ولو حال الوقوف او بعده قبل الحلق وقبل طواف الزيارة كله او اكثره فلم يفسد حجه سواءٌ جامع قبل الرمي او بعده وقال الثلاثة يفسد اذا جامع قبل الرمي وعليه بدنة سواءٌ جامع ناسيًا او عامدًا الخ (غنية جديد/ ۲۶۹ قديم/ ۱۴۳ هكذا في البدائع مطبوعه مكه مكرمه ۳/ ۲۸۵)

[۲] لو طاف للزيارة جنبًا او حائضًا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة الخ

غنية جديد/ ۲۷۲ قديم/ ۱۴۵)

متفرق جنایات

۱ اپنے گمان میں حلال ہونیکے خیال سے بہت سارے جنایات کرنے پر صرف ایک دم

اگر کوئی حاجی یہ گمان کرتا ہے کہ میں حلال ہو کر احرام سے نکل گیا ہوں، حالانکہ شرعی اصول کے مطابق وہ احرام سے نہیں نکلا تھا، اور اسی حالت میں حلال آدمی کی طرح بہت سارے ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کرتا اور یہی گمان کرتا رہا کہ میں حالتِ احرام میں نہیں ہوں، میرا احرام کُھل گیا ہے تو ایسے شخص پر تمام جنایات کا صرف ایک ہی دم لازم ہوگا اور تعددِ جنایات کیوجہ سے تعددِ دم اس پر لازم نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے حلال ہونے کیلئے سر کے چند بال کٹوا دیئے اس کے بعد سِلا ہوا کپڑا پہن لیا۔ اور خوشبو بھی لگالی اور بیوی سے بار بار ہمبستری بھی کرلی تو صرف ایک دم دینا کافی ہوگا۔ اور اسی طرح اگر متمتع نے حج کے آخری ایام میں طواف عمرہ کر کے سر کا حلق کرالیا، پھر حج کا احرام باندھ کر حج کرلیا پھر یوم النحر میں سر منڈوانے کیلئے سر پر بال نہیں۔ اسلئے یہ سمجھا کہ اب سر پر استرہ پھیرنے کی ضرورت نہیں لہٰذا دیگر ارکان انجام دیکر اپنے آپ کو حلال سمجھ کر بیوی سے ہمبستری، خوشبو، سِلا ہوا کپڑا وغیرہ عمل میں لے آیا اور پھر ایامِ نحر بھی اسی میں گذر گیا اور حدودِ حرم سے باہر بھی چلا گیا تو ان تمام ممنوعات کا صرف ایک دم دینا کافی ہوجائیگا۔ مگر اس پر یہ واجب ہے کہ احرام میں لوٹ آئے۔ [1]

---

[1] ان المحرم لو نوی الرفض فعفعل کالحلال علیٰ ظن خروجہ من الاحرام بذلک لزمہ دمٌ واحدٌ لجمیع ما ارتکب (غنیۃ الناسک جدید/ ۳۱۳ نسخہ قدیم/ ۱۶۸) فان المحرم اذا نوی رفض الاحرام فجعل یصنع ما یصنعہ الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والجماع وقتل الصید فعلیہ دمٌ واحدٌ بجمیع ما ارتکب (وقولہ) وعلیہ ان یعود کما کان محرمًا سواءٌ نوی الرفض قبل الوقوف او بعدہٗ الخ غنیہ جدید / ۲۴۱)

دم کے عوض میں قیمت دینا کب درست ہے؟

جنایت کی دو قسمیں ہیں ۱؎ وہ جنایت جسمیں دم ہی دینا واجب ہوتا ہے اور دم کے علاوہ کسی اور چیز کا اختیار نہیں تو ایسے دم کے عوض میں قیمت صدقہ کرنا درست نہیں بلکہ دم ہی دینا واجب ہوتا ہے۔ اور وہ بھی حُدودِ حرم کے اندر ہی دینا لازم ہوتا ہے۔ اور حُدودِ حرم کے علاوہ کسی اور جگہ دینا جائز نہیں ۲؎ وہ دم ہے جو اختیاری ہوتا ہے یعنی دَم دینے میں یا روزہ رکھنے میں یا کھانا کھلانے میں اختیار ہے اور کھانا کھلانے میں دم کے عوض میں چھ مسکینوں کو کھلانا ضروری ہوتا ہے۔ اور جہاں پر "فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ" کے الفاظ آئے ہیں وہاں صدقہ سے چھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا چھ مسکینوں کو نصف نصف صاع صدقہ کرنا یا اسکی قیمت دینا مراد ہے اور صوم سے تین روزہ مُراد ہوتا ہے۔ ایسے کفارہ کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں پر دم کے عوض میں قیمت دینا بھی جائز ہے اسلئے کہ اس کی صراحت خود نصوص اور جزئیات میں موجود ہے کہ چاہے دم دیدو اور چاہے اسکے بدلے میں چھ مسکین کو صدقہ دیدو چاہے تین روزہ رکھ لو ظاہر بات ہے کہ چھ مسکینوں کو جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ دم کی جگہ پر دیا جاتا ہے لہٰذا اسکی قیمت دینا بھی جائز ہو جائیگا مگر اس مسئلہ کو اپنی تمام شرائط وقیودات کے ساتھ مقید کرکے سمجھنا لازم ہے اسکی جزئیات حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ ۱؎

۱؎ او وجب الدم علی التخییر فیجوز عند اداء القیمۃ علی وجہ الاطعام۔ (غنیۃ الناسک قدیم ۱۲۷ جدید/۳۶۳)

الجنایۃ ھنا ما تکون حرمتہ بسبب الاحرام او الحرم وقد یجب بھا دمان او دم او صوم او صدقۃ۔ (وتحتہ فی الشامیۃ) او ھ فیہا للتخییر وذلک فیما اذا جنی علی الصید او تطیب او لبس او حلق بعذر فیخیر بین الذبح والتصدق والصیام (شامی زکریا ۳/۵۷۱)

(وفی تقریرات الرافعی) لا وجوب الصوم الا علی سبیل التخییر فیہ وفی الدم والصدقۃ الا فی امرین احدھما فیما اذا ارتکب محظورا لاحرام لعذر من مرض قال تعالیٰ فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من رأسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک فالصیام ثلاثۃ ایام والصدقۃ علی ستۃ مساکین لکل مسکین نصف صاع والنسک ھو الدم الثانی فیما اذا جنی علی الصید فیخیر بین ان یشتری بقیمتہ ھدیا او طعاما للمساکین او یصوم عن کل مسکین یوما۔ (تقریرات رافعی ۲/۱۶۲)

۳ صدقہ حدودِ حرم سے باہر بھی جائز

حاجیوں کی غلطیوں سے اگر دم واجب ہوتا ہے یعنی بکرا ذبح کرنا واجب ہوتا ہے تو اس کو حدودِ حرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کیلئے ہم نے مستقل عنوان قائم کیا ہے اور اگر دم واجب نہیں ہوا ہے بلکہ صدقہ واجب ہوا ہے تو حاجی کی غلطیوں کا صدقہ حدودِ حرم کے دائرہ میں دینا واجب نہیں ہے، بلکہ حدودِ حرم سے باہر حل میں یا آفاق میں بھی دینا جائز ہے لہٰذا اگر آفاقی حاجی پر صدقہ واجب ہوا ہے اور وہ اپنے وطن واپس آکر کے کفارہ کا صدقہ ادا کرنا چاہے تو ——— اپنے وطن کے فقراء کو بھی دینا جائز ہے ہاں البتہ حدودِ حرم میں صدقہ کر دینا اور حرم کے فقراء کو دینا زیادہ افضل اور بہتر ہوتا ہے۔[1]

۴ چھ مسکین کو صدقہ یا کھانا دینے کی شرائط

جن صورتوں میں چھ مسکین کو کھانا کھلانا یا طعام کی قیمت صدقہ کرنا ہو انمیں اہم شرط اور اہم بات یہ ہے کہ چھ مسکینوں کے کھانے کی قیمت ایک کو دینا کافی نہیں بلکہ الگ الگ چھ کو دینا لازم ہے اور نیز جن چھ کو صبح کو کھلایا جائے انہیں چھ کو شام میں کھلانا لازم ہے۔

ہاں البتہ ایک مسکین کو چھ یوم تک دونوں وقت کھلایا جائے۔ یا چھ یوم تک روزانہ دونوں وقت کی قیمت یعنی نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت یا ایک صاع کھجور یا اس کی قیمت دیتا رہیگا تو اس کی گنجائش ہے۔[2]

---

[1] ویجوز له التصدق فی غیر الحرم وفیه علی غیر اهله وفقرا ومکة افضل - (غنیة الناسک جدید ۲۹۹ نسخہ قدیم/۱۲۲) [2] فلو دفع طعام ستة مساکین مثلاً الی مسکین واحد فی ستة ایام کل یوم نصف صاع او غدی مسکیناً واحداً وعشاه ستة ایام اجزأه او لو دفعه الیه فی یوم واحد دفعة فلا روایة فیه واختلف المشایخ فقال بعضهم یجوز وقال عامتهم لا یجوز الا عن واحد وعلیه الفتوی وکذا لو ادی الکل مسکینین لا یکفی الا عن اثنین والباقی تطوع الخ غنیة الناسک جدید ۲۶۷/ قدیم/۱۲۳)

۵ دم کا حدودِ حرم کے دائرہ کے اندر دینا لازم

دَمِ جنایت اور دمِ شکر کے جانور کو حدودِ حرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا واجب اور لازم ہے۔ لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر لیجاکر ذبح کریگا تو درست نہ ہوگا وہ جانور محض گوشت کھانیکا ہو جائیگا۔ اس سے دم کا فریضہ ادا نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اگر جانور کو حدودِ حرم کے دائرہ کے اندر ذبح کیا گیا ہے، پھر اسکا گوشت حدودِ حرم کے باہر جاکر کھایا جاتا ہے یا حدودِ حرم سے باہر لیجاکر صدقہ کیا جاتا ہے تو اسمیں کوئی حرج نہیں

(قدوری/۷۰ ہدایہ ۱/۲۶۰ غنیہ جدید/۲۶۲ قدیم ۱۴۰) [۱]

۶ دمِ تمتع و قران و نفلی قربانی کو ایامِ نحر کے اندر ذبح کرنا لازم

تمتع کی قربانی اور حجِ قران کی قربانی اسی طرح نفلی قربانی کے جانور کو ایامِ نحر کے اندر اندر ذبح کرنا واجب ہے۔ ایامِ نحر گذر جانیکے بعد ان کی قربانی کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ نیز ان تمام قربانی کے جانوروں کو حدودِ حرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا لازم اور ضروری ہے۔ [۲] (قدوری/۷۰)

۷ دمِ جنایت کے جانور کو ایامِ نحر کے بعد ذبح کرنا

یہاں یہ مسئلہ بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ دمِ جنایت کے جانور کو حدودِ حرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا واجب ہے، مگر ایامِ نحر کے اندر اندر ذبح کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ایامِ نحر کے گذرنیکے بعد بھی دمِ جنایت کے جانور کو ذبح کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (قدوری/۷۰) [۳]

---

[۱] ولا یجوز ذبح الهدایا الا فی الحرم ویجوز له ان یتصدق بها علی مساکین الحرم وغیرهم (قدوری/۷۰) الشاة ان ذبحه فی الحرم فلو ذبح فی غیره لا یجزئه من الذبح الا اذا تصدق بلحمه علی ستة مساکین علی کل واحد منهم قدر قیمة نصف صاع حنطة فانه یجزئ بدلا عن الاطعام (غنیہ جدید/۲۶۲ قدیم/۱۴۰)

[۲] ولا یجوز ذبح هدی التطوع والمتعة والقران الا فی یوم النحر (قدوری/۷۰)

[۳] ویجوز ذبح بقیة الهدایا فی ای وقت شاء (قدوری/۷۰)

۸ حج یا عمرہ میں سے کسی کا بھی دم حُدودِ حَرم سے بَاہر ذبح کرنا

اگر کوئی شخص حج یا عُمرہ کے کسی کا بھی واجب دم یعنی متمتع یا قارن نے دمِ شکر یا دَمِ کفّارہ حُدودِ حَرم سے باہر جاکر ذبح کر دیا ہے یا عمرہ کرنیکے دوران ایسی خطاء اور غلطی ہو گئی ہے جس کے نتیجہ میں دم دینا واجب ہو گیا ہے اور اس دم کے جَانور کو حُدودِ حَرم سے باہر جاکر ذبح کر دیا ہے چاہے حِل میں ذبح کیا ہو یا میقات سے باہر کہیں بھی ہو تو ایسی صورت میں واجب قربانی کا وجوب ذمّہ سے ساقط نہیں ہوگا بلکہ حُدودِ حرم میں دوبارہ قربانی کرنا واجب ہوگا۔ [1]

۹ تمتع اور قِران کی قربانی کے جانور کو ایامِ نحر گذرنے کے بعد ذبح کرنا

متمتع اور قارن کے اُوپر دمِ تمتع اور دمِ قران کی قربانی حُدودِ حَرم میں ایامِ نحر کے اندر کرنا واجب ہے لیکن اگر کسی قارن یا متمتع نے اپنی قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ ایام نحر گذر گئے اور ایامِ نحر گذر نیکے بعد قربانی کرلی ہے تو ایسی صورت میں ایک واجب ترک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ترکِ واجب کیوجہ سے اس کے اُوپر ایک دمِ کفّارہ دینا واجب ہوجائے گا۔ [2]

۱۰ آفاقی متمتع کا آٹھویں ذی الحجہ کو احرام کیلئے حُدودِ حَرم سے باہر جانا

آجکل کے زمانہ میں اکثر آفاقی حج تمتع کرتے ہیں اور ارکانِ عُمرہ سے فارغ ہونیکے بعد حلال ہو کر مکۃ المکرمہ میں قیام کرتے ہیں اور دورانِ قیام حُدودِ حَرم سے باہر مسجدِ تنعیم یا مسجدِ جعرانہ جاکر عُمرہ کا احرام باندھ کر آتے ہیں اور عمرہ ادا کرتے ہیں۔ ایک شخص نے

---

[1] ولو ذبح شيئا من الدماء الواجبة في الحج او العمرة خارج الحرم لم يسقط عنه وعليه ذبح آخر الخ (غنية الناسك جديد/ ٢٧٩ قديم/ ١٣٩)

[2] ولو اخر القارن والمتمتع الذبح عن ايام النحر فعليه دم الخ (غنية الناسك جديد/ ٢٧٩ قديم/ ١٣٩)

انجانے میں ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ جانے سے پہلے حج کا احرام باندھنے کیلئے مسجدِ تنعیم چلا گیا، وہاں سے حج کا احرام باندھ کر آیا اور وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہاں سے جاکر حج کا احرام باندھنا زیادہ بہتر اور زیادہ افضل ہوگا چنانچہ وہاں سے جاکر حج کا احرام باندھ کر منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ کے مناسک ادا کرکے حج کرلیا تو ایسی صورت میں اس شخص پر کیا حکم ہے؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو آفاقی ارکانِ عمرہ ادا کرنیکے بعد مکہ مکرمہ میں مقیم ہو جاتا ہے اسکا حکم مکہ والوں جیسا ہو جاتا ہے اور اسکے لئے اور مکہ والوں کیلئے حدودِ حرم کے اندر ہی حج کا احرام باندھنا لازم اور واجب ہے۔ اور شرعی طور پر اس کیلئے حج کا احرام باندھنے کا میقات ہی حدودِ حرم ہے۔ لہٰذا وہ اپنی میقات سے تجاوز کرکے غیر میقات میں جاکر احرام باندھا ہے، اسلئے اسکے اوپر ایک دم واجب ہو جائیگا۔ ہاں البتہ اگر حدودِ حرم میں آنے کے بعد دوبارہ حج کا احرام باندھ لیا ہوتا تو دم ساقط ہو جاتا۔

(غنیۃ الناسک جدید ص۵۸ نسخہ قدیم ص۲۹) [1]

۱۱ حج یا عمرہ کا احرام حدودِ حرم سے باہر حل میں جاکر کھولنے کا کفارہ

اگر کسی حاجی نے حج کا احرام حدودِ حرم کے اندر نہیں کھولا بلکہ حدودِ حرم سے باہر حل میں یا میقات سے باہر جاکر حلق یا قصر کے ذریعہ سے احرام کھولتا ہے تو اس پر ایک دم کفارہ واجب ہو جاتا ہے اسلئے کہ حاجی پر حدودِ حرم کے اندر حلق یا قصر کرنا اور احرام کھولنا

---

[1] وکذا الآفاقی او البستانی اذا دخل مکۃ او الحرم فهو وقتہ للحج والحل للعمرۃ کل ذلک اذا دخله او خرج الیه لحاجۃ وان لم ینو الاقامۃ به فان قصده لا لحاجۃ بل للاحرام منه تارکا وقته عمدا لا یکون من اهل ما خرج الیه لحاجۃ او دخل فیه فعلیه العود الی وقته والاحرام منه فان لم یعد فعلیه الدم ثم هل یاثم بترک العود؟ فان کان قادرا علیه نعم والا فلا الا انه لا یجب علیه دم آخر بترک هذا الواجب۔

(غنیۃ الناسک جدید / ۵۸ قدیم / ۲۹)

واجب ہوتا ہے اور یہاں حاجی نے واجب ترک کر دیا ہے لہٰذا ترکِ واجب کا دم اس پر لازم ہو جائیگا۔ اسی طرح عمرہ کرنیوالے نے عمرہ کا احرام حدودِ حرم کے اندر نہیں کھولا بلکہ حدودِ حرم سے باہر جاکر کھولتا ہے تو اس پر بھی ترکِ واجب کا دم واجب ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب ایامِ نحر کے اندر ایسا کیا ہو۔ اور اس مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ کا اتفاق ہے اور یہی راجح اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور حضرت امام ابو یوسفؒ کا اسمیں اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک کوئی کفارہ نہیں ہے۔ اور اگر ایامِ نحر گذرنے تک احرام کھولنے کیلئے حلق نہیں کیا اور ایامِ نحر گذر جانیکے بعد حدودِ حرم سے باہر جاکر حلق کرتا ہے تو ایسی صورت میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دو دم واجب ہو جائیں گے۔ ایک دم ایامِ نحر گذر جانے تک تاخیر کی وجہ سے اور دوسرا دم حدودِ حرم سے باہر جاکر حلق کرنے کی وجہ سے۔ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک صرف ایک دم واجب ہوگا۔ اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کوئی دم واجب نہ ہوگا:

اور اس طرح کی غلطیاں ناواقف عوام سے زیادہ ہوتی رہتی ہیں۔ اسلئے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر مسئلہ بتلانے کے بجائے حضرت امام محمدؒ کے قول پر مسئلہ بتلانا مناسب ہوگا۔ اور حج کے مسائل میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور یہاں پر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول میں زیادہ شدت ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول میں بالکل نرمی اور آزادی ہے اور حضرت امام محمدؒ کا قول درمیانی ہے اور خیر الامور اوسطہا کے اصول سے حضرت امام محمدؒ کے قول پر مسئلہ بتلانا زیادہ مناسب ہوگا۔ ؎۱

؎۱ ولو حلق فی الحل للحج او العمرۃ او لکلیہما فعلیہ دم عندہما وقد تحلل وقال ابو یوسفؒ لاشئ علیہ وکذا لو حلق للحج فی الحل ایام النحر فلو بعدہا فعلیہ دمان عند ابی حنیفۃ منفرداً کان او غیرہ ودم واحد عند محمد وقال ابو یوسف لاشئ علیہ الخ
(غنیۃ الناسک جدید /۲۵۹ نسخہ قدیم /۱۳۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

(۱۱) حالتِ احرام میں عطر و خوشبو کی حرمت

جب احرام باندھ لیا جائے تو زینت کا لباس اور عطر و خوشبو وغیرہ محرم پر حرام ہو جاتی ہیں۔ مرد کیلئے بدن کی ہیئت پر سلے ہوئے کپڑے حرام ہو جاتے ہیں۔ اور عطر و خوشبو مرد و عورت دونوں پر یکساں طور پر حرام ہو جاتی ہے [۱] غرضیکہ احرام باندھنے کے بعد دنیا کی ہر دلکش چیزوں سے اپنے آپ کو جدا کر کے دل و دماغ کو یکسو کر کے بارگاہِ الٰہی کے تقرب کیلئے فارغ کر لینا لازم ہو جاتا ہے۔ پھر اسکے بعد اپنے مالکِ حقیقی اور خالقِ کائنات اور ربِ کریم کو الفاظِ تلبیہ کے ذریعہ سے مسلسل پکارتے رہنے کا حکم ہے۔

بدن و کپڑے دونوں پر عطر کی حرمت

جب مرد یا عورت احرام باندھ لیں تو دونوں پر عطر و خوشبو حرام ہو جاتی ہے اور محرم کے کپڑے اور بدن دونوں پر عطر لگانا یکساں طور پر حرام ہو جاتا ہے [۲]۔

سر و چہرہ وغیرہ عضو کامل پر خوشبو لگانا

حالتِ احرام میں عضو کامل پر خوشبو لگالی ہے تو دم دینا لازم ہو جائیگا اور عضو کامل

---

[۱] عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلاً سأله ما يلبس المحرم فقال لا يلبس القميص ولا العمامة ولا السراويل ولا البرنس ولا ثوبا مسه الورس او الزعفران الحديث بخاری ۱/۲۵ حدیث ۱۳۴ — ۳۶۶ — ۱۵۱۹)

[۲] فاذا احرم فقد حرم عليه الطيب في الثوب و البدن جميعا الخ
(المسالک فی المناسک ۲/۶۲۳)

کبیر میں چہرہ، سر، پنڈلی، بازو، ہتھیلی، داڑھی، ران، کلائی وغیرہ شامل ہیں۔ لہٰذا انہیں سے کسی بھی عضو پر خوشبو لگائی ہے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہو جائیگا چاہے خوشبو لگانیکے بعد فوراً دھو کر صاف کر لیا ہو تب بھی دم دینا لازم ہوگا [۱] نیز عضو کبیر کامل پر جب خوشبو لگائی جائے تو خوشبو کی کثرت وقلت دونوں کا حکم یکساں ہے کہ خوشبو کثیر ہو تب بھی دم واجب اور قلیل اور کم ہو تب بھی دم دینا لازم ہوتا ہے [۲]

عضو صغیر پر خوشبو لگانا

اعضاءِ صغیرہ میں ناک، آنکھ، کان، انگلی، مونچھ وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ان اعضاءِ صغیرہ میں سے کسی ایک عضو پر خوشبو لگائی جائے تو خوشبو کی کثرت وقلت کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو دم دینا واجب ہو جائیگا اور اگر خوشبو کی مقدار زیادہ نہیں ہے بلکہ کم ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ اور مقدارِ کثیر اور مقدارِ قلیل کا فیصلہ دیکھنے والا خود کر سکتا ہے: [۳]

چوتھائی عضو پر خوشبو کا حکم

سر اور چہرہ، داڑھی وغیرہ جنکو اعضاءِ کبیرہ کاملہ قرار دیا گیا ہے اگر انمیں سے کسی عضوِ کبیر کے چوتھائی حصہ پر خوشبو لگائی جائے تو مقدارِ خوشبو کا اعتبار کیا جائیگا لہٰذا اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو دم دینا واجب ہو جائیگا اور اگر خوشبو کی مقدار کم ہے تو صدقۂ فطر دینا کافی ہو جائیگا۔

---

[۱] فان طیب عضواً کبیراً کاملاً من اعضائہ فما زاد کالرأس والوجہ واللحیۃ والفم والساق والفخذ والعضد والید ونحو ذلک فعلیہ دم وان غسلہ من ساعتہ الخ (غنیۃ جدید/۲۴۳)

[۲] وفی اقلہ ولو اکثرہ صدقۃ وفی حکم اقلہ العضو الصغیر کالانف والاذن والعین والاصبع والشارب ثم ھذا اذا کان الطیب قلیلاً لان العبرۃ حینئذ بالعضو لا بالطیب فان کان کثیراً ففی اقلہ ولو اقل من ربعہ وکذا فی عضو صغیر دم لان العبرۃ حینئذ بالطیب لا بالعضو وھذا ھو الصحیح الخ (غنیۃ جدید/۲۴۳، لباب المناسک/۳۱۲)

[۳] ثم ان کان الطیب قلیلاً فالعبرۃ بالعضو لا بالطیب وان کان الطیب کثیراً فالعبرۃ بالطیب لا بالعضو ھذا ھو الصحیح۔ (وقول) ان کان الطیب فی نفسہ کثیراً بحیث یستکثرہ الناظر وان کان فی نفسہ قلیلاً والقلیل ما یستقلہ الناس الخ (مناسک القاری/۳۱۲)

اسی طرح عضو صغیر کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو دم دینا لازم ہوگا اور اگر خوشبو کی مقدار کم ہے تو صدقہ دینا کافی ہو جائیگا ۔ اور جہاں جہاں فقہاء نے چوتھائی سر اور چوتھائی عضو پر دم واجب ہونے کو کہا ہے وہاں پر خوشبو کی مقدار کی کثرت کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اور جہاں جہاں عضو صغیر اور ربع عضو پر خوشبو لگانے میں صدقہ کا حکم لگایا ہے، وہاں پر مقدار خوشبو کی قلت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔[۱]

عضو کبیر کے بعض حصّہ پر خوشبو کا حکم

عضو کبیر کے بعض حصّہ پر خوشبو لگائی جائے تو اسمیں تفصیل یوں ہے کہ اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو چوتھائی عضو تک دم لازم ہے اور چوتھائی سے کم ہو تو صدقہ واجب ہے۔ اور اگر خوشبو کی مقدار زیادہ نہیں ہے بلکہ کم ہے تو مقدار عضو کے اعتبار سے دم کی قیمت واجب ہوتی جائیگی۔ لہٰذا اگر عطر کی مقدار کم ہے اور اسکو پورے عضو پر لگایا ہے تو ایک دم دینا لازم ہو جائے گا۔ اور اگر عضو کو چار حصّہ کر کے تین حِصّوں پر لگائی ہے تو ایک بکری کی قیمت کو چار حِصّہ کر کے تین حِصّہ کی قیمت لازم ہو جائیگی۔ مثلاً اگر چار سو ریال کی بکری ہے تو تین سو ریال واجب ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر عضو کے نِصف پر خوشبو لگائی ہے تو بکری کی قیمت کا نصف لازم ہو جائے گا اور دو تہائی پر لگائی ہے تو قیمت کی دو تہائی لازم ہو جائے گی۔ یہی سلسلہ ربع عضو تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد

---

[۱] فی المنتقی فی موضع اذا طیب مثل الشارب او بقدرہ من اللحیۃ فعلیہ صدقۃ وفی موضع اذا طیب مقدار ربع الراس فعلیہ دم، اُعطی الربع حکم الکل کما فی الحلق الخ بدائع قدیم ۲/۱۸۹) اذا طیب ربع الساق او الفخذ یلزمہ الدّم وان کان اقل من ذلک تلزمہ الصدقۃ والشیخ الامام ابوجعفر اعتبر القلۃ والکثرۃ فی نفس الطیب الخ تاتارخانیۃ ۲/۵۰۳) وفی حکم اقل العضو الصغیر کالانف والاذن والعین والاصبع والشارب ثم ھٰذا اذا الطیب قلیلاً لان العبرۃ حینئذ بالعضو لا بالطیب الخ

(غنیۃ جدید/۲۳۳)

صدقہ واجب ہوگا [۱]

متفرق اعضاء کی خوشبو کو جمع کر کے دیکھنا

اگر پورے بدن کے تمام اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تب بھی ایک ہی دم دینا لازم ہوگا اور ایک عضو کامل پر لگائی جائے تب بھی ایک ہی دم لازم ہوتا ہے۔

اور اگر تھوڑی تھوڑی مختلف اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو ان تمام مقامات کو جمع کر کے دیکھا جائیگا کہ اگر ایک عضو کامل کے برابر ہو جاتے ہیں مثلاً سر یا چہرہ وغیرہ کے برابر ہو جائے تو دم دینا لازم ہو جائے گا اور ایک عضو سے کم ہے تو اسی قدر دم کی قیمت میں سے کم کرتے جائیں گے [۲]

بستر پر خوشبو کا حکم

جس طرح کپڑے میں خوشبو جائز نہیں ہے اسی طرح ایسے بستر فرش میں لگانا بھی ناجائز ہے جس پر محرم آرام کرتا ہو۔ ہاں البتہ بستر پر خوشبو لگنے کے بعد اگر فوراً صاف کر دیا جائے یا دھو دیا جائے تو اسکو استعمال کرنے میں کوئی کفارہ نہیں۔ [۳]

---

[۱] فلو تطیب بعد الاحرام بطیب ان کان عضوا کاملاً کالرأس والساق والفخذ فعلیہ دمٌ وان کان دون عضو کامل فعلیہ صدقۃ بقدرہ ذلك یعنی ان کان نصف عضو کان علیہ قدر قیمۃ نصف شاۃ ولو کان ربع عضو کان علیہ قدر قیمۃ ربع شاۃ علی ھذا الاعتبار فیعمل الخ المسالک فی المناسک ۲/۷۲۲) ھکذا بدائع قدیم ۲/۱۸۹)

[۲] ولو کان الطیب فی اعضاء متفرقۃ یجمع ذلك کلہٗ وینظر ان بلغ عضوًا کاملاً کان علیہ دمٌ وان لم یبلغ عضوًا کاملاً کان علیہ الصدقۃ بمشیئۃ اذا الاعضاء اجمع فی حق الطیب کعضو واحد ولو طیب جمیع اعضائہ کان علیہ دم واحد الخ المسالک فی المناسک ۲/۷۲۵) بدائع قدیم ۲/۱۹۰۔

[۳] واما التطیب فھو الصاق الطیب ببدنہ اوثوبہ اوفراشہ (وقولہ) ان فی الثوب والفراش یشترط بقاء الطیب زماناً فان حکّہٗ اوغسلہ من ساعتہٖ لاشیء علیہ الخ غنیۃ جدید /۲۴۳ المحرم رجلًا کان او امرأۃ ممنوع من استعمالہ الطیب فی بدنہٖ وانائہٖ وردائہٖ وجمیع ثیابہٖ وفراشہٖ الخ لباب المناسک /۳۱۲)

آنکھ میں سرمہ لگانا

ایسا سُرمہ لگانا بلا کراہت جائز ہے کہ جس میں کوئی خوشبو نہ ہو اور اگر ایسا سُرمہ ہے کہ اسمیں خوشبو نمایاں اور واضح ہو تو اس سُرمہ کو حالتِ احرام میں لگانے سے صدقہ واجب ہو جائیگا اسی طرح اگر خوشبو خوب غالب ہو تب بھی ایک دُو مرتبہ لگانے سے صرف ایک صدقہ واجب ہوگا ہاں البتہ اگر بہت زیادہ مرتبہ لگاتا رہا ہے تب دم واجب ہو جائیگا۔ اور سُرمہ لگانے میں کثرتِ خوشبو اور غالب طیب کا اعتبار نہیں بلکہ کثرتِ فعل کا اعتبار ہوتا ہے [۱]

محرم نے حلال ہونے کیلئے خوشبو دار صابون سے سر بھگو کر حلق کیا

اگر محرم نے حلال ہونے کیلئے حلق کے وقت خوشبو دار صابن سے سَر بھگو یا اسکے بعد حلق کیا تو حلق سے قبل خوشبو دار صابن کا استعمال لازم آیا تو اگرچہ حلال ہونے کے ارادہ سے صابن لگایا مگر حلق سے قبل لگایا ہے تو ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ تو یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر دم واجب ہے اسلئے کہ قبل الحلق اور قبل التحلل خوشبو کا استعمال لازم آیا ہے۔ اور حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس پر کوئی دم یا کفارہ یا فدیہ لازم نہ ہوگا اسلئے کہ اسنے حلال ہونے کے لئے خوشبو لگائی ہے [۲]۔ اور ان

---

[۱] ولا بأس بان یکتحل المحرم بکحل لیس فیہ طیب لانہ حینئذٍ متداوٍ او متزین وکلاھما لا یوجبان شیئاً وان کان فیہ طیب فعلیہ صدقۃ اذا کان فعل ذلک مرۃ او مرتین لخفۃ الجنایۃ وان کان ذلک کثیرۃ وتکرر کاستعمال الطیب الکثیر لما مر فعلیہ دم (غنیۃ المسالک فی المناسک ۲/۷۳، المبسوط ۴/۱۲۳ تبیین الحقائق ۲/۵۳ تاتارخانیۃ ۲/۵۰۳ ھکذا غنیۃ جدید/۲۴۹) [۲] ولو وجب علیہ الحلق او التقصیر فغسل رأسہ بالخطمی مقام الحلق لا یقوم مقامہ وعلیہ الدم لغسل رأسہ بالخطمی فی قول ابی حنیفۃ ؒ – وفی قول ابی یوسف ومحمد لا دم علیہ الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۰)

حضرات کے نزدیک حلق یا قصر کے بغیر بھی حلال ہونا جائز ہے [1]

بغیر خوشبو کے صابون کا استعمال

حالت احرام میں ایسا صابن استعمال کرنا جسمیں خوشبو نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ اگر ایسا صابن ہے کہ جسمیں خوشبو بھی نہیں ہے اور اسکے استعمال سے سر کی جوں وغیرہ بھی نہیں مرتی تو محرم کا غسل میں اسطرح کا صابن استعمال کرنے میں کسی قسم کا کفارہ یا فدیہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا اسکا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔ [2]

خوشبودار صابون کا استعمال

حالت احرام میں خوشبودار صابن کا استعمال جائز نہیں لہٰذا اگر خوشبودار صابن سے ہاتھ دھوئے یا چہرہ دھوئے یا دوسرا کوئی عضو کا بل دھوئے یا اس سے غسل کرے تو جرمانے میں دم دینا واجب ہوجائیگا جیسا کہ اُشنان ایک قسم کی گھاس اور نباتات ہوتی ہے۔ اگر اسمیں خوشبو نہ ہو تو اس سے منہ ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اسمیں خوشبو ملی ہوئی ہو اور اسکو خوشبودار اُشنان سے موسوم کیا جاتا ہو تو اسکے استعمال سے دم دینا واجب ہوجاتا ہے اور اگر اسکو خوشبو کے بغیر اشنان ہی سے موسوم کیا جائے تو اسکو ایک دفعہ استعمال کرنے سے صدقہ واجب ہوگا اور بار بار استعمال کرنے سے دم واجب ہوجاتا ہے۔ ایسا ہی خوشبودار صابن کا حال ہے۔ [3]

---

[1] أبيح له التحلل فغسل رأسه بالخطمي او قلم ظفره قبل الحلق عليه دم لان الاحرام باق لانه لا تحلل الا بالحلق فقد جنى عليه بالطيب وذكر الطحاوي لا دم عليه عند ابي يوسف ومحمد لانه أبيح له التحلل فيقع به التحلل الخ فتح القدير زكريا ديوبند ۲/۵۰۲)

[2] ولو غسل رأسه بالحرض والصابون لا دواية فيه وقالوا لا شئ فيه لانه ليس بطيب ولا يقتل الخ غنية جديد/۲۴۹) واجمعوا انه لو غسل بالحرض او الصابون او بالماء القراح فلا شئ عليه وجعل بمنزلة الاستياك الخ مناسك تاتارخانية ۲/۵۰۷)

[3] ولو غسل رأسه او يده باشنان فيه الطيب فان كان من رآه سماه اشنانا فعليه صدقة الا ان يغسل مرارا فدم وان سماه طيبا فدم ولو غسل رأسه بالخطمي فعليه دم عند ابي حنيفة رح وقالا صدقة الخ غنية جديد/۲۴۹)

بغیر خوشبو کے ایسا صابون جس سے جوں وغیرہ مرجائے

اگر صابن ایسا ہے کہ اسمیں خوشبو تو نہیں ہوتی مگر اسکے استعمال سے جوں وغیرہ بدن سے پیدا ہونیوالے کیڑے مرجاتے ہوں اسطرح کا صابن حالت احرام میں استعمال کرنے سے سب کے نزدیک صدقہ واجب ہوجاتا ہے۔ اب محرم خود تجربہ کار لوگوں سے معلوم کرلیا کرے کہ کونسا صابن ایسا ہوتا ہے جس سے کیڑے مرجائیں اور پھنسیاں وغیرہ صاف ہوجاتی ہوں [1]

خطمی کے استعمال سے کیا لازم؟

خطمی ایک قسم کے نباتات میں سے ہے۔ اسکو گل خیرو بھی کہتے ہیں آ اسکے بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسمیں خوشبو ہوتی ہے اسلئے اسکے استعمال سے دم واجب ہوجائیگا اور حضرت امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسمیں خوشبو نہیں ہوتی اور اسکی بو خوشبو کے دائرہ میں داخل نہیں ہوتی ہاں البتہ اسکے استعمال سے بدن کے کیڑے اور پھنسیاں وغیرہ صاف ہوجاتی ہیں اسلئے اس سے صدقہ واجب ہوجائیگا اور دم واجب نہ ہوگا اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی قول راجح یہی ہے بہرحال سب کے نزدیک خطمی کے استعمال سے فدیہ لازم ہے اسلئے محرم کیلئے اسکا استعمال جائز نہ ہوگا [2]

---

[1] وان غسل رأسه ولحيته بالخطمي والسدر فعليه دم وقالا عليه صدقة لانه ليس بطيب بل يزيل الوسخ فصار كالاشنان الا انه تجب عليه صدقة لانه يقتل الدواب والهوام ظاهر (اخ المسالک فی المناسک للامام ابو منصور محمد بن مكرم الكرماني ۲/۳۴۳ المبسوط ۴/۱۲۵ -

[2] فان غسل رأسه ولحيته بالخطمي فعليه دم في قول ابي حنيفة وعند ابي يوسف ومحمد عليه صدقة لهما ان الخطمي ليس بطيب وانما يزيل الوسخ فاشبه الاشنان فلا يجب به الدم ويجب الصدقة لانه يقتل الهوام لا لانه طيب ولابي حنيفة ان الخطمي طيب لان له رائحة طيبة فيجب به الدم البدائع قديم ۲/۱۹۱ تبيين الحقائق ۲/۵۲ تاتارخانيه ۲/۵۰۶ غنية جديد/۲۴۹) وقال مالك والشافعي واحمد رحمهم الله يجوز غسله بها ولا شيء عليه وفي الكتب المالكية المدونة ۱/۳۴۳ الاستذكار ۴/۱۲۱ بداية المجتهد ۱/۳۳۸) قال مالك عليه صدقة وقال ابن عبد البر هذا مذهب مالك والشافعي والاوزاعي (وقوله) المغني ۳/۳۰۲ والشرح الكبير ۸/۲۱۳ فيهما عن احمد عليه الفدية الارشاد المسالك في المناسك ۲/۲۵۰)

شیمپو اور شکاکائی کی پھلی کا حکم

شیمپو جو خاص کر سر دھونے کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ اور شکاکائی کی پھلیہ بھی سر دھونے اور اسکی صفائی کیلئے نہایت مفید ہے دونوں میں خوشبو ہوتی ہے اسلئے حالت احرام میں ان دونوں کا استعمال جائز نہ ہوگا اور چونکہ انمیں خوشبو بھی نمایاں اور واضح ہوتی ہے اسلئے انکے استعمال سے دم واجب ہوجائیگا اور خطمی کے خوشبو ہونے میں اختلاف اسلئے ہے کہ اسکی خوشبو نہایت معمولی اور غیر واضح ہوتی ہے لیکن شیمپو اور شکاکائی کی خوشبو زیادہ واضح اور تیز ہوتی ہے اسلئے اسکے خوشبو ہونے میں اختلاف نہ ہوگا لہٰذا اس سے دم واجب ہوجائیگا جیساکہ کافور اور اسکی بوسب کے نزدیک خوشبو میں داخل ہوتی ہے اور ان کے استعمال سے دم واجب ہوجاتا ہے۔ [1]

روغن زیتون اور خوشبودار تیل

روغنِ زیتون میں بہت معمولی سی خوشبو ہوتی ہے حتٰی کہ اگر کسی شخص نے پورے سر پر زیتون کا تیل لگایا ہو تو دوسرے کو قریب سے بھی اسکی خوشبو مشکل سے محسوس ہوتی ہے اس کے بارے میں امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دم واجب ہوگا اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک صدقہ واجب ہوجائیگا۔ اور اگر روغن زیتون میں خوشبو ملائی گئی ہو تو بالاتفاق دم واجب ہوجائیگا۔ اور سرسوں کے تیل میں زیتون سے زیادہ خوشبو ہوتی ہے اسلئے حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک سرسوں کا تیل لگانے سے دم واجب

---

[1] والطیب هو کل شیء له رائحة مستلذة کالزعفران والورس والکافور والعنبر والمسک واشباه ذلك والخطمی طیب عند ابی حنیفة وکذا الزیت والشیرج طیب عند ابی حنیفة یلزمه الدم باستعماله الدم الخ الجوهرة النیرة/ ۲۰۷)

ہوجائیگا۔ اور صاحبین کے نزدیک صدقہ لازم ہوجائیگا۔ نیز اسی طرح ہر اس تیل کا حکم ہوگا جسمیں معمولی خوشبو ہوتی ہو اور جس تیل میں نمایاں اور واضح خوشبو ہو اس کے لگانے سے بالاتفاق دم واجب ہوجائیگا۔ [1]

مہندی لگانا حالتِ احرام میں مہندی لگانا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر پورے سر پر یا پوری داڑھی پر مہندی لگالی ہے یا عورت نے ہتھیلی یا سر میں مہندی لگالی ہے تو دم واجب ہوگا اسلئے کہ عضو کامل میں لگائی ہے۔ اور اگر بعض سر یا بعض داڑھی پر لگائی ہے یا ہتھیلی اور پیر کے بعض حصہ پر لگائی ہے تو صدقہ واجب ہوجائے گا۔ [2]

ہوائی جہاز میں خوشبودار پیپر

جو حجاج انٹرنیشنل پاسپورٹ سے ہوائی جہاز کا سفر کرتے ہیں۔ اور جو حضرات عمرہ کے لئے ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں ان کو عام مسافروں کی طرح ہاتھ منھ صاف کرنے کے لئے ایک تیز خوشبودار پیپر کا پیکٹ دیتے ہیں۔ اس سے حالتِ احرام میں ہاتھ منھ صاف کرنے سے سب کے نزدیک دم واجب

---

[1] محرم ادھن رأسہ بزیت قبل ان یحلق او یقصر فان کانت الزیت قد اُلقی فیہ شیء من الطیب فعلیہ الدم بالاجماع اذا بلغ عضوًا کاملًا وان کان الزیت خالصًا لم یکن فیہ شیء من الطیب فعلیہ الدم عند ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف ومحمد فیہ الصدقۃ الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۷ بدائع قدیم ۲/۱۹۰ وھکذا فی الغنیۃ جدید ۲۴۸)

[2] فان خضب رأسہ او لحیتہ بالحناء فعلیہ دم لان الحناء طیب (وقولہ) والحناء رائحۃ طیبۃ فکان طیبًا وان کان خضبت المحرمۃ یدیہا بالحناء فعلیہا دم وان کان قلیلًا فعلیہا صدقۃ الخ ہدایہ قدیم ۲/۱۹۲، المبسوط ۴/۱۲۵، البحر الرائق جدید ۳/۴، المسالک فی المناسک ۲/۷۳۶،

اذا خضبت المرأۃ کفہا بحناء یجب علیہا دم قال وجعل الکف عضوًا کاملًا الخ (غنیۃ جدید/۲۴۵)

ہو جائیگا اسلئے کہ اسکی خوشبو مہندی کی خوشبو سے کہیں زیادہ تیز ہوتی ہے ۔ [1]
احرام باندھنے والے مسافروں کو اسکا خاص دھیان رکھنا چاہیئے کہیں بے خبری میں وہ پیپر استعمال کرنے لگ جائیں۔

خوشبو والی چیز کا کھانا

اگر حالتِ احرام میں بعینہٖ خوشبو کھالی ہے، اور زیادہ کھالی ہے تو اگر پورے منہ میں خوشبو لگی ہوئی ہے تو دم دینا لازم ہو جائے گا اور اگر پورے منہ میں نہیں لگی بلکہ کچھ حصہ پر لگی ہے، یا زیادہ نہیں کھائی ہے بلکہ معمولی سی کھالی ہے تو صدقہ واجب ہو جائے گا۔ [2]

سالن اور بریانی میں زعفران و دیگر خوشبو

اگر سالن میں زعفران یا اس جیسی خوشبودار اشیاء ڈالدی ہے، اور سالن میں پک جائے تو اسکو حالتِ احرام میں کھانے سے کوئی کفارہ یا فدیہ واجب نہیں ، اسی طرح بریانی میں مختلف خوشبو اور خوشبودار اشیاء ڈالدی جائیں اور ساتھ میں پک جائیں

---

[1] لان الطیب ماله رائحة طیبة (البدائع قدیم ۱۹۲/۲)
والطیب هو کل شئ له رائحة مستلذة کالزعفران والورس والکافور والعنبر والمسك واشباه ذلك والخطمی طیب عند ابی حنیفة وکذا الزیت والشیرج طیب عند ابی حنیفة یلزمه باستعماله الدم لان له رائحة طیبة و یقتل الهوام ویزیل الشعث ویلین الشعر فتکامل جنایته بهذا الجملة فیجب الدم (الجوهرة ۲۰۷/۱)
[2] فلو اکل طیبا کثیرا وهو ان یلتصق باکثر فمه یجب الدم وان کان قلیلا بان لم یلتصق باکثر فمه فعلیه الصدقة هذا اذا اکله کما هو من غیر خلط او طبخ (الغنیة جدید/۲۴۶) ولو اکل زعفرانا من غیر ان یکون فی الطعام ان کان کثیرا فعلیه دم (التاتارخانیة ۵۰۲/۲)

تو اسکو بھی حالتِ احرام میں کھانا بلا کراہت جائز ہے اگرچہ خوشبو خوب مہک جائے تب بھی جائز ہے، اسلئے کہ یہ چیز اب غذا بن گئی اور خوشبو کے دائرہ سے خارج ہو گئی۔ اسی طرح اگر سالن یا بریانی پک جانے کے بعد بھاپ کی حالت میں اُوپر سے زعفران وغیرہ ڈالدیا جائے اسکے بعد بھاپ میں ڈھک دیا جائے یا ان خوشبودار اشیاء کو بگھار دیا جائے تو وہ بھی پکنے میں شامل ہے۔ لہٰذا چاہے کتنا ہی خوشبودار کھانا ہو حالتِ احرام میں کھانا جائز ہے۔ [1]

خوشبو مِلا کر کھانا کھانا

اگر کھانا کھاتے وقت خوشبو یا خوشبودار اشیاء کو کھانے میں مِلا کر کھایا جائے اور خوشبو کو پکایا نہ جائے۔ اچار کی طرح کھانے میں مِلا کر کھایا جائے اور اسکی خوشبو بدستور باقی ہو تو اس طرح کھانے میں کوئی کفّارہ تو لازم نہ ہوگا۔ لیکن مکروہ ہے بشرطیکہ خوشبو مغلوب ہو اور اگر خوشبو غالب ہے تو طیب خالص کے حکم میں ہو جائے گا اور اس سے دم واجب ہو جائے گا اور غالب و مغلوب میں غذا اور خوشبو میں اجزاء کا اعتبار ہے۔ محض خوشبو مہک سے کا اعتبار نہیں اور خوشبو کے اجزاء مغلوب ہوں اور غذاء کے اجزاء غالب ہوں

---

[1] وان جعل الزعفران فی الطعام وطبخ واکل فلا شئ علیه وان جعل فی طعام لم تمسه النار کالملح فلا باس به (تاتارخانیه ۲/۵۰۶) فلو جعله فی الطعام وطبخه فلا بأس باکله لانه خرج من حکم الطیب وصار طعامًا وکذلک کل ما غیرته النار من الطیب فلا بأس باکله ولو کان ریح الطیب یوجد منه فان جعله فی طعام قد طبخ کالزعفران والافاویه من الزنجبیل والدارصینی یجعل فی الطعام فلا شئ علیه الخ (غنیه جدید/۲۴۶ المبسوط ۴/۱۲۳)

اور خوشبو کی مہک بدستور ہو تو صرف مکروہ ہے کفارہ نہیں۔ ؎۱

خوشبودار مشروبات

اگر خوشبو کو اشیاء مشروبہ میں ملا دیا جائے تو اسمیں حکم خوشبو کا ہوگا مشروب کا نہ ہوگا۔ لہٰذا اسکو عطر اور خوشبو کے حکم میں شامل کر کے یہی حکم لگایا جائیگا کہ اگر خوشبو غالب ہے اور زیادہ پی لی ہے تو دم واجب ہو جائیگا اور اگر خوشبو مغلوب ہے تو صدقہ واجب ہو جائیگا۔ ہاں البتہ خوشبو مغلوب ہو اور ایک مجلس میں کئی بار پی لیا ہے تو دم واجب ہو جائے گا اور مجلس مختلف ہے تو ہر ایک کیلئے ایک صدقہ واجب ہو جائے گا۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ماکولات اور غذاء میں اصل حکم غذاء اور طعام کا ہوتا ہے اور خوشبو کا نہیں ہوگا اور مشروبات میں اصل حکم خوشبو کا ہوتا ہے مشروب کا نہیں۔ ؎۲

؎۱ وان لم یطبخ کرہ ذلک اذا کانت ریحہ موجودۃ ولا شیٔ علیہ الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۶ هکذا غنیۃ جدید/ ۲۴۲ وان جعل فی طعام لم تمسّہ النار کالملح فلا بأس بہ الا ان الزعفران هو الغالب فحینئذ یلزمہ الدم اعتبارا للغالب الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۶ خلطہ بما یوکل بلا طبخ کالملح وغیرہ فان کانت رائحتہ موجودۃ کرہ ولا شیٔ علیہ اذا کان مغلوبا فانہ کالمستھلک اما اذا کان غالبا فهو کالزعفران الخالص فیجب الجزاء (وقولہ) لان المناط کثرۃ الاجزاء موجود الرائحۃ (وقولہ) وفرق الغالب من المغلوب فیہا بکثرۃ الاجزاء الخ غنیۃ جدید ۲/ ۲۴۷)

؎۲ وحاصلہ انہ اذا خلط الطیب بطعام مطبوخ فالحکم للطعام لا للطیب فلا شیٔ علیہ سواء کان الطیب غالبا او مغلوبا وسواء مستہ النار اولا وسواء یوجد ریحہ اولا۔ (وقولہ) وان خلطہ بمشروب کالهیل والقرنفل بالقهوۃ فالحکم للطیب مائعا کان او جامدا فان کان الطیب غالبا یجب دم ان شرب کثیرا والا فصدقۃ وان کان مغلوبا فصدقۃ الا ان یشربہ مرارا فدم ان اتحد المجلس والا فلکل مرۃ صدقۃ۔

وقولہ وفرق الغالب من المغلوب فیہا بکثرۃ الاجزاء الخ
(غنیۃ جدید/ ۲۴۷)

خوشبودار اشیاء سے علاج

اگر زخم پر دوا ر لگائی جائے اور اس دوا میں خوشبو ملی ہوئی ہو اور خوشبو پکی ہوئی نہ ہو اور خوشبو خوب غالب ہو اور جس زخم پر لگائی جائے وہ زخم عضو کامل کو حاوی نہیں ہے اور عضو کے بعض حصہ پر زخم ہے مثلاً سر یا چہرہ یا پنڈلی وغیرہ کے کچھ حصہ پر زخم ہو تو صرف صدقہ واجب ہوگا اور اگر زخم پورے عضو کامل کو حاوی ہے مثلاً پورے سر یا پورے چہرہ یا پوری پنڈلی پر زخم ہو اور غیر مطبوخ خوشبو غالب ہے تو دم واجب ہوگا اور بار بار لگائی جائے تو راجح قول کے مطابق صرف ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اسی طرح پہلے زخم سے متصل دوسرا زخم پیدا ہو جائے اس پر بھی خوشبو دار دوا ر لگائی ہے تب بھی راجح قول کے مطابق ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔[1]

اور اگر خوشبو مغلوب ہو یا پکی ہوئی مطبوخ ہو تو اسکا لگانا صرف مکروہ ہے۔ کوئی کفارہ نہیں جیسا کہ روغن زیتون وغیرہ سے علاج کیا یا اس جیسی معمولی خوشبو والی دوا ر استعمال کی جائے تو کوئی کفارہ نہیں۔ غنیہ جدید/۲۴۸ عربی عبارت لمبی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی گئی۔

زخم پر مرہم لگانا

اگر حالتِ احرام میں پیر پھٹ جائے یا زخم ہو جائے اور زخم پر مرہم لگایا جائے اور مرہم خوشبودار نہ ہو یا ایسا تیل لگا لیا جائے جسکی خوشبو واضح اور نمایاں نہ ہو جیسے روغن

---

[1] ولو تداوی بالطیب او بدواء فیه طیب غالب ولم یکن مطبوخا فالزقه بجراحته یلزمه صدقة اذا کان موضع الجراحة لم یستوعب عضوا او اکثر الان یفعل ذلک مرارا فیلزمه دم ثم مادام الجراح باقیا فعلیه کفارة واحدة وان تکرر علیه علیه السدواء وکذا اذا اخرجت قرحة اخری فی تلک الموضع او فی محل آخر قبل ان تبرأ الاولیٰ۔ غنیة جدید/۲۴۸ المبسوط ۴/۱۲۴)

زیتون وغیرہ تو زخم پر ایسا مرہم یا تیل لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں۔ اسی طرح زخم پر چربی لگالی جائے تو اس سے بھی کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔[1]
صاحب مبسوط نے زخم پر مرہم اور دوا لگانے کو اشیاء خوردنی میں خوشبودار اشیاء ڈالنے کے حکم میں قرار دیا ہے کہ جس طرح اشیاء خوردنی میں خوشبو ڈالنے میں اس کے شئی ماکول ہو جانیکی وجہ سے کفارہ نہیں ہے، اسی طرح زخم وغیرہ میں خوشبودار دوا لگانے کا بھی حکم ہے کہ جس طرح شئی ماکول ہونے کی وجہ سے خوشبو کے حکم سے خارج مانا جاتا ہے اسی طرح دوا ہونے کی وجہ سے بھی خوشبو کے حکم سے خارج مانا جاتا ہے۔ حاشیہ میں مبسوط کی عبارت ملاحظہ فرمائے۔[2]
اور صاحب مبسوط نے مثال میں جن اشیاء کا ذکر فرمایا ہے وہ اصل طیب میں سے نہیں ہے۔ اور ھدایہ میں بھی یہی حکم ہے کہ بطور علاج اور دواء کے خوشبودار اشیاء زخم پر لگانے سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔[3]

---

[1] لو ادّھن شقاق رجلہ او جرحہ بزیت او شیرج فلا شیٔ علیہ لانہ وان کان ھو الاصل فی اکتساب الطیب لکن لیس بطیب حقیقۃ ولم یستعملہ استعمال الطیب فلا یجب علیہ شیٔ ولو ادّھن بسمن فلا شیٔ علیہ وکذا الشحم لان کل واحد منھما لیس بطیب حقیقۃ ولا اصل الطیب الخ (المسالک فی المناسک ۲/ ۷۳۱)
[2] واذا ادّھن شقاق رجلہ بزیت او شحم او سمن لم یکن علیہ شیٔ لان قصدہ التداوی والتداوی غیر ممنوع منہ فی حال الاحرام ولانہ لو اکلہ لم یلزمہ شیٔ فان دھن بہ شقاق رجلہ اولیٰ الخ (المبسوط ۴/ ۱۲۳)
[3] لو تداوی بہ جرحہ او شقوق رجلہ فلا کفارۃ علیہ لانہ لیس بطیب فی نفسہ انما ھو اصل الطیب او ھو طیب من وجہ فیشترط استعمالہ علی وجہ التطییب الخ (ھدایہ رشیدیہ ۱/ ۲۶۶)

حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی کی خوشبو پر ہاتھ منہ لگانا

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی پر بعض لوگ آ کر عطر کی بڑی بڑی شیشی اور بوتل بہا دیتے ہیں، اور اس کو عبادت اور بڑی فضیلت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حالتِ احرام میں طواف کرنے والوں کے لئے اگر آسانی سے ہو سکے تو حجرِ اسود کا بوسہ دینا مسنون ہے۔ اور ہاتھ لگا کر استلام کرنا بھی مسنون ہے۔ مگر عطر لگی ہوئی حالت میں حجرِ اسود کا بوسہ دیں گے، تو ان پر کفارہ لازم ہو جائے گا۔ اگر عطر زیادہ لگی ہوئی ہو اور منہ یا ہاتھ میں لگ کر تر ہو جاتے تو دم واجب ہو جائیگا۔ اور اگر ہلکی عطر لگی ہوئی ہو تو صدقہ واجب ہو جائیگا۔ تو اگر غور سے دیکھا جائے تو حجرِ اسود پر عطر لگانا کوئی فضیلت نہیں، بلکہ عبادت کرنے والوں کو نقصان پہنچانے کے مرادف ہے۔ اسلئے حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی پر عطر نہیں لگانا چاہیے۔ اس سے احتراز کی ضرورت ہے۔ [۱]

حالتِ احرام میں عطار کی دوکان پر بیٹھنا

اگر حالتِ احرام میں عطار کی دوکان پر جا کر بیٹھ گیا اور اسکے بدن یا کپڑے میں سے کسی میں عطر نہیں لگی تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں۔ اسلئے کہ کفارہ اس وقت لازم آتا ہے کہ جب بدن یا کپڑے میں عطر لگ جائے۔ اور اسی طرح اگر عطار کی دوکان پر بیٹھنے یا داخل ہونے کی وجہ سے اسکے کپڑے اور بدن خوشبو دار ہو جائیں تو بھی کوئی کفارہ لازم نہیں۔ بشرطیکہ عطر کپڑے یا بدن پر نہ لگی ہو۔ بلکہ دوکان معطر ہونے کیوجہ سے ہوا سے اسکا کپڑا یا بدن بھی خوشبو دار ہو گیا ہو۔ [۲] ہاں البتہ اگر عطار کے یہاں سے عطر سونگھ لی ہے تو لگائے بغیر سونگھنا مکروہ ہے۔ [۳]

---

[۱] وان استلم الرکن فاصاب فمہ اویدہ خلوق کثیر فعلیہ دم وان کان قلیلاً فعلیہ صدقۃ اذ لا فرق بین ان یکون الخلوق التزق بہ من الرکن او من موضع آخر الخ المبسوط ۴/۱۲۲، غنیہ جدید ۲۴۳/۱، المسالک فی المناسک ۲/۷۷۶ وقالوا فیمن استلم الحجر فاصاب یدہ من طیبہ ان علیہ الکفارۃ لانہ استعمل الطیب وان لم یقصد بہ التطیب ووجوب الکفارۃ لا یتعلق علی القصد الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۱

[۲] اذا دخل بیتاً قد اجمر فیہ فعلق بثیابہ رائحۃ فلا شیٔ علیہ لانہ غیر منتفع بعینہ لان الرائحۃ ما لیست متعلقۃ بالعین وجود الرائحۃ لا یمنع منہا الخ غنیہ جدید ۲۴۳ [۳] ھذا لا یوجب الکفارۃ کما لو جلس عند العطارین فشم رائحۃ العطر الا انہ یکرہ الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسائلِ میقات ⑫

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۂ نساء)

(نوٹ) اس آیت میں عمومی حدود واقعۃً مراد ہیں۔ مواقیت کی نہیں۔ تبرک کے طور پر ذکر کردی ہے۔

یہ اللہ کی وہ حدود ہیں جن کی حدیں اللہ کی باندھی ہوئی ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے اس کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوئی ہوں گی، ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ میقات

حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجموعی حیثیت سے چھ میقاتوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں چار میقات یعنی ذوالحلیفہ، جحفہ، یلملم، قرن المنازل، کا ذکر صحیح ترین روایات سے ثابت ہے۔ اور دو میقات یعنی ذاتِ عرق اور وادیٔ عقیق موضوعِ بحث ہیں۔ اب ہم چھ میقاتوں کو ترتیب سے بیان کریں گے۔ اور ساتھ میں ذاتِ عرق اور وادیٔ عقیق کے موضوعِ بحث ہونے کی طرف بھی معمولی انداز سے اشارہ کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ذوالحلیفہ: اس زمانہ میں اس کو آبارِ علیؓ اور ابیارِ علیؓ اور بئرِ علیؓ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ اہلِ مدینہ اور اس طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ لہٰذا ذوالحلیفہ، تبوک، اردن (جارڈن) وغیرہ سے آنے والوں کے لئے بھی میقات ہے۔ اور یہ مکۃ المکرمہ سے ۴۱۰ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔

۲۔ جحفہ: یہ رابغ سے قریب ایک ویران علاقہ ہے۔ اور اس کو مقامِ خربہ اور مہیعہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور رابغ کی آبادی بدستور باقی اور ترقی پر ہے۔ اور چونکہ

جحفہ کی آبادی اور اسکا مقام مشکوک سا ہو گیا ہے۔ اسلئے آجکل لوگ رابغ ہی سے احرام باندھتے ہیں۔ اور یہ مقام مکۂ مکرمہ سے ۱۸۷ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہ اہلِ شام، مصر، الجزائر، سوڈان اور براعظم افریقہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ نیز ملکِ شام کے بعد ترکستان، بلغاریہ، روم، جرمنی، فرانس اور براعظم یورپ کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

۳ قرن المنازل: امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ مقام مکۃ المکرمۃ سے دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہ اہلِ نجد اور اس طرف سے آنیوالوں کے لئے میقات ہے۔ اور یہ مقام مکۃ المکرمہ سے سیل الکبیر سے ہوتے ہوئے خط سریع یعنی موٹروے روڈ پر اسّی کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اب ہوائی سفر کے ذریعہ پہونچنے والے، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، ملیشیا، انڈونیشیا، برونئی، آسٹریلیا، مسقط، دبئی، عرب امارات وغیرہ سب کے لئے یہی قرن المنازل اور اسکے محاذات کے علاقے میقات ہیں۔

۴ جَبَلِ یَلَمْلَمْ: یہ مقام اہلِ یمن اور اس طرف سے آنیوالوں کے لئے میقات ہے۔ اور ساحلی ممالک سے جو لوگ بحری جہاز سے جدہ پہنچتے ہیں وہ سب ادھر ہی سے گذرتے ہیں۔ لہٰذا بحری راستہ کے لحاظ سے مسقط، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، ملیشیا، انڈونیشیا، برونئی، آسٹریلیا، وغیرہ سب کے لئے جبلِ یلملم اور اسکے محاذے کے علاقے میقات ہیں۔ اسی طرح ہوائی سفر کے ذریعہ سے جو لوگ ادھر سے گذریں گے ان کے لئے یہی مقام اور اسکے محاذات کے علاقے میقات ہیں۔ اور یہ مقام مکۃ المکرمہ سے ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۵ ذات عرق: یہ مقام وادیٔ عقیق کے قریب ہے۔ عراق سے آتے وقت راستہ میں پڑتا ہے۔ یہ اہلِ عراق، ایران، خراسان، ازبکستان، ترکمانستان، قزاخستان، چین، منگولیا، روس سے خشکی کے راستہ سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

اور یہ مقام مکۃ المکرمہ سے نوے کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ذاتِ عرق کے حضرت سید الکونین کے میقات ثابت ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں حضرت امام طحاویؒ نے باقاعدہ بحث فرمائی اور اس میں سخت اختلاف نقل فرمایا ہے کہ ایک جماعت حمایت کرتی ہے اور دوسری جماعت انکار کرتی ہے۔ اور دلائل دونوں کے پاس موجود ہیں۔ (طحاوی بیروتی ۲/۱۸۱، ایضاح الطحاوی ۲/۲۳)

۶ وادی عقیق: یہ اہلِ مدائن اور اس طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ اور یہ مقام ذاتِ عرق سے قریب ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ مشرق کی طرف سے آنے والوں کے لئے یہ مقام میقات ہے۔[۲]

اسی طرح تمام میقاتوں کے محاذ اور برابر کے علاقے بھی میقات کے حکم میں ہیں۔

---

[۱] عن انس بن مالکؓ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقّت لاھلِ المدینۃ ذا الحلیفۃ ولاھل الشام الجحفۃ ولاھلِ البصرۃ ذات عرق ولاھلِ المدائن العقیق (موضع قریب ذات عرق) الحدیث (طحاوی شریف بیروتی ۲/۱۸۳، حدیث ۳۵۰۱، المعجم الکبیر ۱/۲۵۱، حدیث ۷۲۱) حضرت انسؓ کی اس روایت کی سند میں ایک راوی ہلال بن زید بن یسار ہے، ان کی کنیت ابو عقال ہے۔ ان کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ حاشیہ المعجم الکبیر ۱/۲۵۰ یہ میقات ضعیف روایت سے ثابت ہونے کی وجہ سے اکثر محدثین اور اکثر فقہاء نے اس کو میقات ہی شمار نہیں فرمایا۔ ہاں البتہ محاذات میقات کو میقات کے حکم میں شمار فرمایا ہے۔

[۲] عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقّت لاھل المشرق العقیق۔ الحدیث ترمذی ۱/۱۷۱)

عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقّت لاھلِ المدینۃ ذا الحلیفۃ ولاھلِ الشام الجحفۃ ولاھلِ نجد قرن المنازل ولاھلِ الیمن یلملم فقال ھن لھم ولکل آتٍ اتی علیھن من غیرھن۔ الحدیث (مسلم شریف ۱/۳۷۵)

حدودِ حرم کی پیمائش

بطریق جبال الیٰ طائف	عرفات سے قبیل	حدیبیہ	جعرانہ	اِضاۃ لبن	نخلہ	تنعیم مسجدِ عائشہؓ
۱۶ کلومیٹر	۱۷ کلومیٹر	۲۲ کلومیٹر	۲۲ کلومیٹر	۲۳ کلومیٹر	۱۳ کلومیٹر	۶ کلومیٹر
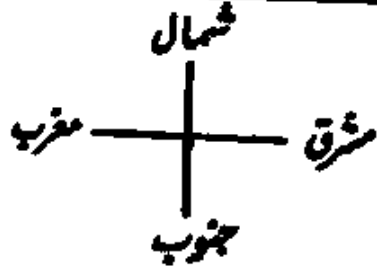
حدودِ حرم کا جغرافیائی نقشہ
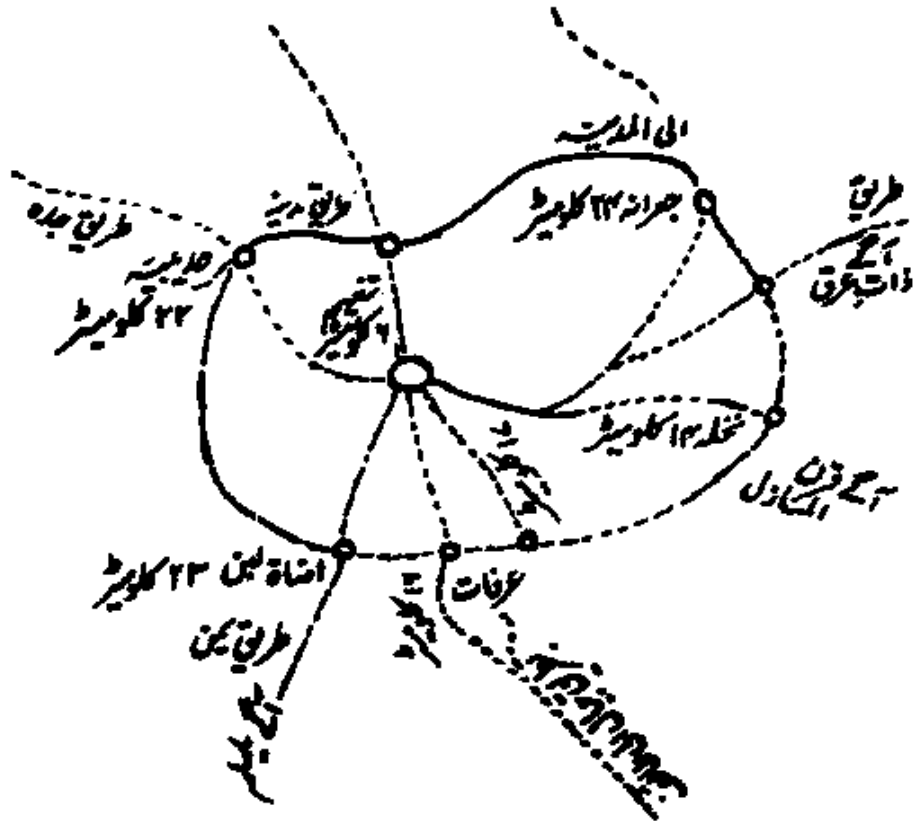
حُدودِ حَرم اور حُدود میقات کا جغرافیائی نقشہ
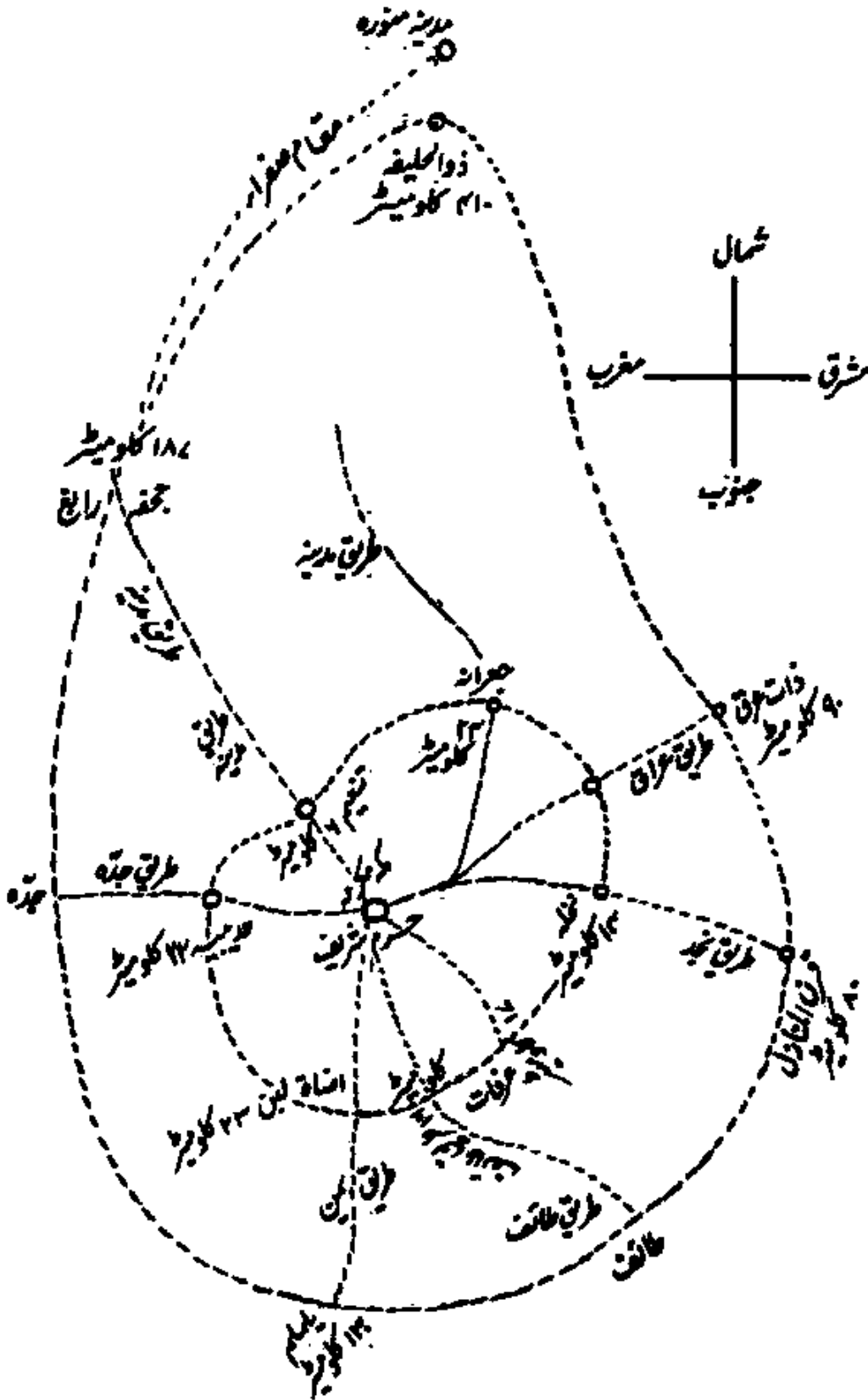
حضرت عمرؓ کا فیصلہ، محاذات بھی میقات ہی ہے

حضرت عمرؓ کے فیصلہ کے بعد پھر کسی کا اختلاف یا کسی کا قول قابلِ توجہ نہ ہوگا۔ اور حضرت عمرؓ کا فیصلہ یہی ہے کہ محاذات بھی میقات ہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کل چار میقات مقرر فرمائے تھے۔ جن کا ثبوت صحیح ترین روایات سے ہے۔

(۱) ذوالحلیفہ (۲) جحفہ؛ جو آجکل ایک ویران علاقہ ہے۔ اور یہ مقام رابغ کے قریب ہے۔ اسلئے آجکل لوگ رابغ ہی سے احرام باندھتے ہیں۔ اور جحفہ کو مہیعہ بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) یلملم؛ یمن کی طرف سے آتے وقت راستہ میں پہاڑ کا نام ہے اور اسکے قریب جو آبادی ہے اس کا نام سعدیہ ہے۔ (۴) قرن المنازل: یہ کل چار میقات کی تعیین سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ پھر جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوفہ، بصرہ، عراق، شام فتح ہوگئے تو عراق والوں نے حضرت عمرؓ سے سوال فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف کل چار میقات متعین فرمائے ہیں۔ ہم عراق سے آنے والوں کے لئے ایک دائیں طرف میقات پڑتا ہے (ذوالحلیفہ) اور ایک بائیں طرف میقات پڑتا ہے (قرن المنازل) ان دونوں میقاتوں میں جاکر احرام باندھنا ہمارے لئے دشوار گذار امر ہے۔ کہ ہم دائیں طرف کی میقات ذوالحلیفہ پہنچکر احرام باندھیں، پھر مدینہ والوں کی طرح وہاں سے مکہ کیلئے چلیں۔ یا بائیں طرف والی میقات قرن المنازل پہنچکر احرام باندھیں — پھر وہاں سے مکہ کے لئے روانہ ہوجائیں۔ یہ دونوں امر ہمارے لئے مشکل اور دشوار ہیں۔ اسلئے کہ دونوں صورتوں میں ہمارے سفر کی مسافت کافی بڑھ جاتی ہے۔ جو ہمارے لئے مشقت کا باعث ہے۔ لہٰذا آپ فرمائیے کہ ہم کیا کریں، تو حضرت عمرؓ نے ایسا مناسب فیصلہ فرمایا جو قیامت تک کے لئے پوری امتِ مسلمہ کے لئے ایک خوش آئند فیصلہ ہے، جس میں ہر طرف کے مسلمانوں کے لئے مشکلات کا حل ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے اہلِ عراق سے فرمایا کہ تم اپنے راستہ کے سامنے ہر دو میقات کے درمیان کے محاذ کو دیکھو جو جگہ دو میقاتوں کے درمیان کے محاذات میں پڑیگی وہی ادھر سے آنے والوں کے لئے شرعی میقات بنے گی۔ چنانچہ ذوالحلیفہ اور قرن المنازل کے درمیان محاذات میں عراق سے آنیوالوں کے لئے راستہ میں ذاتِ عرق پڑتا تھا وہی ان کے لئے میقات بن گیا۔

لہٰذا جدّہ بھی رابغ اور یلملم کے درمیان محاذات میں واقع ہونے کی وجہ سے میقات ہی کے حکم میں ہوگا۔ اسی طرح یلملم اور قرن المنازل کے درمیان کا محاذ اور قرن المنازل اور ذاتِ عرق کے درمیان کا محاذ اور ذاتِ عرق اور ذوالحلیفہ کے درمیان کا محاذ اور ذوالحلیفہ اور رابغ کے درمیان کا محاذ سب کو میقات کا حکم حاصل ہوگا۔ حدیث شریف حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ [۱]

جدّہ بھی میقات ہے

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن میقاتوں کو واضح کرکے متعین فرمایا ہے ان میں سے چار میقاتیں صحیح ترین روایات سے ثابت ہیں۔ ان کے بارے میں امت کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ اور وہ چار مواقیت وہی ہیں۔ جو ماقبل میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ بغیر احرام ان مقامات سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔

---

[۱] عن عبد اللہ بن عمرؓ قال لمّا فتح ھٰذان المصران اَتَوا عُمَر فقالوا یا امیر المؤمنین انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدّ لاھل نجد قرنًا وھو جور عن طریقنا وانّا ان اردنا قرن شق علینا قال فانظروا حَذوَھا من طریقکم فحدّ لھم ذات عرق۔

(بخاری شریف ۱/۲۰۷ حدیث ۱۵۰۹)

اور ما قبل میں حضرت عمرؓ کے فیصلہ سے محاذاتِ میقات بھی میقات کے حکم میں ہونا واضح ہو چکا تھا مگر بعد کے علماء میں اس بارے میں کچھ اختلاف بھی ہوا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض علماء نے محاذاتِ میقات کو حکمِ میقات میں تسلیم نہیں کیا، مگر فقیہ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنیؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا خیر محمد صاحب عمدۃ الناسک، حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا ظفر تھانویؒ، علامہ ابن حجر مکیؒ، علامہ ابن زیاد یمنیؒ اور صاحب غنیۃ الناسک وغیرہ نے محاذاتِ میقات کو بھی میقات کے حکم میں قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے ان حضرات کے نزدیک جدہ اور طائف بھی میقات ہے۔[۱] لہٰذا ساحلی علاقہ سے بحری جہاز سے پہنچنے والوں کے لئے، نیز مغربی ممالک سے ہوائی جہاز سے پہنچنے والوں کے لئے مذکورہ علماءِ کبار کے نزدیک جدہ سے احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہوگا۔ اور ان حضرات کی رائے زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔ اسلئے اس کو معمول بہ اور مفتیٰ بہ قرار دیا جائے گا۔

مگر شمالی شرقی اور شرقی جنوبی ممالک سے ہوائی جہاز سے جدہ پہنچنے والوں پر پہلے ہی سے احرام باندھنا لازم ہوگا۔ کیونکہ شمالی شرقی ممالک سے آنے والوں کے سامنے قرن المنازل یا ذاتِ عرق یا ذوالحلیفہ یا ان کے محاذات آتے ہیں۔ ان پر وہیں یا اس سے پہلے احرام باندھنا لازم ہے۔ اور شرقی جنوبی ممالک سے آنیوالوں کے سامنے یلملم یا قرن المنازل یا ذاتِ عرق یا ان کے محاذات آتے ہیں ان پر وہیں سے یا اس سے پہلے احرام باندھنا لازم ہے۔ کیونکہ اوّل میقات سے بلا احرام گذرنا

---

[۱] مستفاد امداد الفتاویٰ ۲/۱۶۹، فتاویٰ خلیلیہ ۱/۹۲، جواہر الفقہ ۱/۴۷۸، زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک/۶۱ ان المحاذاۃ لم تعتبر میقاتاً بالنص انما الحقت بالمیقات اجتهاداً بالقیاس علیه فی حرمة مجاوزته بلا احرام بعلة تعظیم الحرم المحترم فکذا فی جواز الاحرام عنه ایضاً دفعاً للحرج مع ان احرامه من عین المیقات اولیٰ (الیٰ قوله) وان لم یعلم المحاذاۃ علی مرحلتین من مکة کجدۃ من طرف البحر فانها علی مرحلتین من مکة وثلاث مراحل شرعیة الخ
(غنیۃ المناسک جدید/۵۳ غنیۃ قدیم/۲۶)

مکروہ تحریمی اور موجب دم ہے۔ ہاں البتہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دوسرے میقات میں جاکر احرام باندھنے کی وجہ سے دم ساقط ہوجائیگا۔ [1] یعنی پھر جحفہ میں احرام باندھنے سے دم ساقط ہوجائیگا۔

آفاقی کا بلا احرام دخولِ مکہ

آفاقی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو میقات سے باہر کے رہنے والے ہیں۔ اگر یہ لوگ حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کریں تو تمام ائمہ کے نزدیک میقات سے احرام باندھکر داخل ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بلا احرام میقات سے تجاوز کریں گے تو بالاتفاق ایک دم کفارہ میں واجب ہوگا۔

اور اگر دخولِ مکہ کا ارادہ ہے مگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں ہے، بلکہ دوستوں سے ملاقات یا تجارت یا کسی اور ضرورت کے لئے داخل ہوتا ہے تو ایسی صورت میں بلا احرام داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں علماءِ امت کے دو فریق ہیں۔

فریقِ اوّل حضرت امام حسن بصریؒ، امام بخاریؒ، ابن شہاب زہریؒ، داؤد ابن علیؒ اور اصحابِ ظواہر کے نزدیک جو آفاقی حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں رکھتا ہے اس کے لئے بلا احرام میقات سے گذرنا جائز ہے۔ اور اس پر کوئی دم یا کفارہ بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ احرام باندھکر جانا مستحب ضرور ہے۔ [2]
نیز حضرت امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی ایک روایت بھی اسی کے مطابق ہے۔ اور حضرت امام شافعیؒ کے یہاں یہی قول مفتیٰ بہ اور معمول بہ ہے۔

فریقِ ثانی حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، سفیان ثوریؒ، ابوثورؒ اور لیث بن سعدؒ کے نزدیک، نیز حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے قولِ مشہور کے مطابق جو آفاقی حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں رکھتا ہے اس کے لئے بھی

---

[1] ایضاح المناسک/۸۵ بدائع کوئٹہ قدیم ۲/۱۶۵ بدائع زکریا ۲/۳۷۳، غنیۃ قدیم/۳۰)

[2] عمدۃ القاری ۱۰/۲۰۵، نخب الافکار ۵/۱۹۳)

بلا احرام میقات سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ اگر گذر جائیگا تو حضرت امام شافعیؒ اور ابو ثورؒ کے نزدیک کفارہ یا دم لازم نہ ہوگا۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر ایک عمرہ یا حج کرنا لازم ہوجائیگا۔ اور بلا احرام گذرنے کی وجہ سے ایک دم بھی لازم ہوجائیگا۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب آفاقی دخولِ مکہ کے ارادہ سے میقات سے تجاوز کریگا تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا لازم ہوجاتا ہے۔ چاہے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں حج یا عمرہ میں سے ایک عبادت لازم ہوجاتی ہے۔ اسلئے بلا احرام تجاوز جائز نہیں ہوتا۔

(مستفاد شامی کراچی ۲/۴۷۷ ہکذا فتح القدیر کوئٹہ ۲/۴۲۷، بدائع کوئٹہ ۲/۱۶۷ ہندیہ ۱/۲۲۱)

اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر ارادہ کے یہ عبادت لازم نہیں ہوتی۔[1]

اور اس زمانہ میں ابتلاءِ عام کی وجہ سے علماءِ احناف اس مسئلہ میں حضرت امام شافعیؒ کے قول کو اختیار کرنے پر متفق ہوجائیں تو مناسب ہے۔

---

[1] مذهب الزهري والحسن البصري والشافعي في قول ومالك في روايته وابن وهب وداؤد بن علي واصحابه الظاهرية انه لا بأس بدخول المحرم بغير احرام ومذهب عطاء ابن ابي رباح والليث بن سعد والثوري وابي حنيفة واصحابه ومالك في رواية وهو قوله الصحيح والشافعي في المشهور عنه واحمد وابي ثور والحسن ابن حي لا يصلح لاحد كان منزله من وراء الميقات الى الامصار ان يدخل مكة الا بالاحرام فان لم يفعل اساء ولا شيء عليه عند الشافعي وابي ثور۔
وعند ابي حنيفة عليه حجة او عمرة (عمدة القاري ۹/۲۲۳، ۱۰۴/۲۰۵، نخب الافكار قلمی ۵/۱۹۳)

لو اراد مجاوزة هذه المواقيت دخول مكة لا يجوز له ان يجاوزها الا محرما سواء اراد بدخول مكة النسك من الحج او العمرة او التجارة او حاجة اخرى عندنا الخ
(بدائع کوئٹہ ۲/۲۴۳، زکریا ۲/۳۷۱)

سوّاق اور تجّار کیلئے میقات سے بلا احرام بار بار گذرنے کی ضرورت

حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک آفاقی کے لئے بلا احرام میقات سے گذر جانا جائز نہیں ہے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں، ہر صورت میں احرام لازم ہے۔ اور اسی طرح اگر مکی میقات سے آفاق میں جائیگا تو اس پر بھی واپسی میں احرام باندھنا لازم ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آجکل کے زمانہ میں کاروباری لوگوں کو کثرت کے ساتھ بار بار آنے اور جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اہلِ مکہ کو بار بار آنے اور جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اہلِ مکہ کو بار بار مدینہ اور طائف اور جیزان وغیرہ جانا پڑتا ہے۔ اور اہلِ طائف واہلِ جیزان، اہلِ مدینہ کو بار بار مکۃ المکرمہ اپنے کاروبار کے لئے جانا پڑتا ہے۔ تو اگر ان پر ہر ہر مرتبہ احرام باندھکر عمرہ کا حکم لگایا جائیگا تو شدید مشقت اور حرج لازم آجاتا ہے۔ کیا ایسے حالات میں ان کے لئے شرعی طور پر کوئی رعایت اور گنجائش ہوسکتی ہے یا نہیں؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو لوگ مہینہ دو مہینہ میں آتے جاتے ہیں ان کے حق میں تو کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ البتہ جو لوگ ہر ہفتہ آتے جاتے ہیں، یا مہینہ میں کم وبیش آنے جانے کا سلسلہ ہے تو ان لوگوں کے لئے بلا احرام میقات سے گذرتے رہنا حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بلا تکلف جائز ہے۔ [۱]

اور ضرورت اور مشقت کی وجہ سے حنفی علماء بھی بعض روایات کو بنیاد بناکر گنجائش بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ میقات کے باہر سے لکڑیاں لانے والے اور عمّال اور تجّار اور کمانے والے جو بار بار جاتے آتے ہیں ان کے لئے بلا احرام میقات سے گذرتے رہنے کی اجازت ہے۔ [۲]

---

[۱] وقال الشافعی ان دخلها للنسك وجب علیہ الاحرام وان دخلها لحاجۃ جاز دخولہ من غیر احرام (بدائع قدیم کوئٹہ ۲/۱۶۳) [۲] عن ابن عباس قال لایدخل احد مکۃ الا باحرام الا الحطابین والعمالین واصحاب منافعہا۔ الحدیث مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۰۱ مطبوعہ ہندیہ ۱/۲۳۰، تلخیص الحبیر ۲/۲۴۱)

اس لئے کہ اگر ہر بار ان پر پابندی لگائی جائیگی تو سخت مشقت کا خطرہ ہے۔

حنفی مسلک میں بلا احرام دخولِ مکہ کی گنجائش

حنفی مسلک کے فقہاء اور محدثین بھی ضرورت کی وجہ سے میقات کے باہر سے لکڑیاں لانے والوں کی طرح بار بار آنے جانے والوں کے لئے بلا احرام میقات سے گذرنے کی گنجائش قرار دیتے ہیں۔ ؎١

ماقبل کی تفصیل سے ثابت ہوگیا کہ بار بار میقات سے باہر جانے والے مکی اور بار بار مکۃ المکرمہ میں اپنی ضرورت کے لئے داخل ہونے والے آفاقی کے لئے بلا احرام میقات سے گذرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور ان پر کوئی کفارہ بھی نہیں ہے۔ صاحب "التسہیل الضروری" لکھتے ہیں کہ تجارتی ضرورت کے لئے بار بار آنے جانے والے اور سوّاقین اور ڈرائیور اور ملازم کے لئے بلا احرام میقات سے گذرتے رہنے کی گنجائش ہے۔ ؎٢

حرفِ آخر ان تمام تفصیلات کا حاصل یہ نکلا کہ سوّاقین، ڈرائیور اور سرکاری ملازمین اور مکہ مکرمہ سے تجارتی سامان کے لانے لیجانے والے، شہری ضروریات کے سامان لانے لیجانے والے، کاروباری، آمدورفت کرنے والے

؎١ کرہ الاکثر دخولہا بلا احرام ورخصوا للحطابین ومن اشبہہم الخ
(اوجز المسالک قدیم ۴۳۲/۳، عمدۃ القاری قدیم ۲۰۵/۱۰ جدید زکریا دیوبند ۵۳۵/۷، تخریج ہدایہ ۲۱۵/۱)

؎٢ توسّع فی ذلک لمن یحتاج الی الدخول متکررًا لکسب مایحتاج الیہ من نفقۃ عیالہ کالسوّاقین قیاسًا علی الحطابین لکان لہ وجہ (التسہیل الضروری ۸۲/۱) لا یصلح لاحد کان منزلہ من وراء المیقات الی الامصار ان یدخل مکۃ الا بالاحرام فان لم یفعل اساء ولا شیٔ علیہ عند الشافعی وابی ثور وعند ابی حنیفۃ علیہ حجۃ او عمرۃ وقال ابو عمر لا اعلم خلافا بین فقہاء الامصار فی الحطابین ومن یدمن الاختلاف الی مکۃ ویکثرہ فی الیوم واللیلۃ انہم لا یامرون بذلک لما علیہم فیہ من المشقۃ۔
(عمدۃ القاری جدید زکریا ۵۳۵/۷ تحت حدیث ۱۸۳۵، نسخہ قدیم ۲۰۵/۱۰)

کے لئے بلا احرام داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح ایسے لوگ جن کا مدینۃ المنورہ یا طائف وغیرہ میں گھر ہو، اور ان کی دوکان یا کاروبار مکہ مکرمہ میں ہو۔ یا مکہ مکرمہ کے لوگوں کا کاروبار میقات سے باہر ہو، یا دونوں جگہ گھر ہو اور بار بار آنا جانا ضروری ہو، ایسے تمام لوگوں کے لئے بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہوگا۔ ورنہ بھاری مشقت ان کو پیش آئے گی۔ اوپر کی تمام تفصیلات اور دلائل سے ان کے لئے گنجائش ثابت ہوتی ہے۔ [۱]

مکی کا اشہرِ حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں عمرہ کرنا

اگر مکی اشہرِ حج میں میقات سے باہر کسی ضرورت کے لئے جاتا ہے تو واپسی میں اس کی تین شکلیں نظر آتی ہیں۔

شکل ۱: وہ مکی واپسی میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھکر مکہ میں داخل ہوتا ہے اور ارکانِ عمرہ ادا کرکے حلال ہوجاتا ہے، اور وہ اسی سال حج نہیں کرتا ہے تو اس پر کوئی کفارہ اور دم وغیرہ لازم نہیں ہے۔ اسلئے کہ اس نے واپسی میں احرام کے ذریعہ میقات کا حق ادا کردیا۔ [۲]

شکل ۲: وہ مکی واپسی میں بلا احرام میقات سے گذر کر مکہ میں داخل ہوجاتا ہے، تو بلا احرام میقات سے تجاوز کرنے کی وجہ سے اس پر کفارہ میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر دوبارہ میقات یا محاذاتِ میقات میں

---

[۱] واما المجاوزة للميقات ممن لا يريد النسك فعلى قسمين (الى قوله) القسم الثاني من يريد دخول الحرم اما الى مكة او غيرها فهم على ثلثة اضرب احدها من يدخلها لقتال مباح او خوف او لحاجة متكررة كالحشاش والحطاب وناقل الميرة ومن كانت له صنعة يتكرر دخوله وخروجه اليها فهؤلاء لا احرام عليهم الخ (اوجز المسالك قديم ۳/۲۳۱)

[۲] المكي اذا خرج منها وجاوز الميقات لا يحل له العود بلا احرام الخ (شامی کراچی ۲/۴۷۸، زکریا ۳/۴۸۲)

جاکر احرام باندھکر عمرہ ادا کرتا ہے تو واجب شدہ دم ساقط ہو جائیگا۔ [1]

شکل ۳ وہ مکی واپسی میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھکر مکہ میں داخل ہوتا ہے۔ اور ارکانِ عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیتا ہے، اور پھر اسی سال حج بھی کرلیتا ہے تو یہ اسکا حج، حج تمتع نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اسکو تمتع کا ثواب ملیگا۔ اسلئے کہ حج تمتع کے لئے شرط یہ ہے کہ عمرہ اور حج ایسے ایک سفر میں کیا جائے کہ دونوں کے درمیان اپنے وطن نہ پہنچ جائے۔ اور اگر درمیان میں وطن پہنچ جاتا ہے تو اس کو فقہاء المامِ تام اور المامِ صحیح کہتے ہیں۔ پھر اسکے بعد حج کریگا تو پہلے عمرہ کی بناء پر متمتع نہیں کہا جائے گا۔

اور مکی جب میقات سے احرام باندھکر مکہ پہنچ جاتا ہے تو لازمی طور پر اس کی طرف سے المامِ صحیح کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ اور حج اور عمرہ کے درمیان المامِ صحیح مفسدِ تمتع ہے۔ اسلئے مکی اگر تمتع بھی کرلیتا ہے تو اسکا تمتع صحیح نہ ہوگا۔ اور اس پر ایک دمِ جبر بھی لازم ہو جائیگا۔ جس کا گوشت کھانا اسکے لئے جائز نہیں ہے۔ اور دمِ جبر اس لئے لازم ہے کہ اس نے امرِ ممنوع کا ارتکاب کرلیا ہے۔ [2]

مکی کا میقات سے باہر جاکر واپسی میں حج قران کرنا

اگر مکی اشہرِ حج آنے سے کافی پہلے میقات سے باہر ضرورت کے لئے چلا جائے اور اشہرِ حج آنے کے بعد واپسی میں میقات سے حج قران کا احرام باندھکر مکہ میں داخل ہو جائے اور آفاقی کیطرح احرام کی پابندی کرکے حج قران ادا کرتا ہے تو اس کا

---

[1] من جاوز آخر المواقيت بغير احرام ثم عاد اليه وهو محرم ولبّى فيه فقد سقط عنه الدم الذى لزمه بالمجاوزة بغير احرام لانه قد تدارك ما فاته. اه (البحر الرائق كراچى ۳/ ۴۸)

[2] لو اعتمر هذا المكى فى اشهر الحج وحج من عامه لا يكون متمتعاً لانه مُلِمٌّ باهله بين النسكين حلالاً ان لم يسق الهدى وكذا ان ساق الهدى لا يكون متمتعاً بخلاف الآفاقى۔ ومقتضى هذا ان تمتع المكى باطل لوجود الإلمام الصحيح بين احرامَيه سواء ساق الهدى او لا۔ مع اختلاف الالفاظ۔ (غنيه جديد/ ۳۶۶)
(شامى زكريا ديوبند ۳/ ۵۴۶، عناية ۳/ ۱۵، من كان داخل المواقيت فهو بمنزلة المكى و انما لهم ان يفردوا العمرة او الحج فان قارنوا او تمتعوا فقد اساؤا وجب عليهم الدم لاساءتهم ولا يباح لهم الاكل من ذلك الدم اه (تاتارخانية ۲/ ۵۲۸)

حج قران بلا کراہت صحیح ہوجائیگا۔ اسلئے کہ اشہر حج سے قبل میقات سے باہر جانے کی وجہ سے وہ مکی آفاقی کی طرح ہوگیا ہے۔ اور اگر اشہر حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں میقات سے حج قران کا احرام باندھ لیتا ہے تو ایسی صورت میں اسکا حج قران جائز نہ ہوگا۔ اور دونوں صورتوں میں اس پر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ اور یہ دم، دم جبر ہوگا۔ اس کا گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔ [۱]

مکی نے اشہر حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں حج افراد کا احرام باندھ لیا

مکی اشہر حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں حج افراد کا احرام باندھکر آئے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) یہ مکی مکہ سے باہر جاتے وقت واپسی میں حج کا احرام میقات یا حل میں باندھکر آنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ایسی صورت میں اس پر کفارہ میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اسلئے کہ اسکے حج کا میقات حدود حرم ہے۔ اس نے گویا اپنے میقات سے بلا احرام تجاوز کرلیا ہے، جو موجب دم ہے۔

(۲) اس مکی نے مکہ سے نکلتے وقت یہ ارادہ نہیں کیا کہ حدود حرم سے باہر حل یا آفاق میں جاکر حج کا احرام باندھنا ہے، بلکہ اپنی مخصوص ضرورت کے لئے نکلا ہے، اور چونکہ حج کا موسم ہے تو واپسی میں حل یا میقات سے بجائے عمرہ کے حج کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں اسکا حج اسی احرام کے ساتھ بلا کراہت جائز ہوجائیگا۔ اور کوئی دم بھی لازم نہ ہوگا۔ [۲]

---

[۱] والمکی ومن فی حکمہ یفرد فقط ولو قرن او تمتع جاز واساء وعلیہ دم جبر الخ درمختار زکریا دیوبند ۳/۵۳۶) وتحتہ فی الشامیۃ فاذا خرج الی الکوفۃ وقرن صح بلا کراہۃ لان عمرتہ وحجتہ میقاتیان فصار بمنزلۃ الآفاقی. قال المحبوبی ھذا اذا خرج الی الکوفۃ قبل اشھر الحج واما اذا خرج بعدھا فقد منع من القران فلا یتغیر بخروجہ من المیقات وقول المحبوبی ھو الصحیح الخ شامی زکریا ۳/۵۳۶ عنایۃ ۳/۱۵)

[۲] ولو خرج المکی من الحرم فاحرم بحجۃ یلزم دم لانہ وقتہ فی الحج الحرم علی ما بیّنا الخ تبیین الحقائق ۲/۴۷) وفی الھدایۃ واذا خرج المکی (من الحرم) یرید الحج فاحرم ولم یعد الی الحرم ووقف بعرفۃ فعلیہ شاۃ لان وقتہ الحرم وقد جاوزہ بغیر احرام وتحتہ فی البنایۃ قولہ یرید الحج لانہ لو خرج من الحرم لا جل حاجۃ ثم احرم یحج لا شیء علیہ عاد اولم یعد لانہ لما خرج الی ذلک الموضع لحاجۃ صار من اھلہ۔ (بنایہ شرح ھدایہ قدیم ۱/۱۵۸۲)

بے موقع اِحرام سے مکّی پر تعدُّدِ دَم

مکّی کے لئے قران یا تمتع کرنا جائز نہیں۔ اور حج کا احرام حُدودِ حَرم سے باہر جاکر باندھنا اور عمرہ کا احرام حُدودِ حرم میں باندھنا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر مکّی حج قِران یا تمتع کرتا ہے، اور حج کا احرام حِل میں جاکر اور عمرہ کا احرام حُدودِ حرم میں باندھتا ہے تو ایسی صورت میں اس پر تین دم واجب ہوجائیں گے۔ ۱؎ قران یا تمتع کی وجہ سے ۲؎ حج کا احرام حل میں جاکر باندھنے کی وجہ سے ۳؎ عمرہ کا احرام حُدودِ حرم میں جاکر باندھنے کی وجہ سے۔ یہ کل تین دم واجب ہوجائیں گے۔ ان میں سے ایک کا بھی گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔ [1]

مکّی کا میقات سے باہر جاکر واپسی میں احرام

جب اہلِ مکہ میں سے کوئی شخص میقات سے باہر جائے اور واپسی میں اگر حج یا عمرہ کا اِرادہ کرتا ہے توسب کے نزدیک میقات سے احرام باندھکر داخل ہونا واجب ہے اگر بلا احرام داخل ہوگا تو جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔

اور اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو حضرت امام شافعیؒ، امام حسن بصریؒ ابن شہاب زہریؒ، داؤد بن علیؒ، ابن وہبؒ اور ظاہریہ کے نزدیک احرام لازم نہیں ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ، سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک احرام باندھکر داخل ہونا واجب ہے۔ بلا احرام داخل ہوگا تو ایک دم لازم ہوجائیگا۔ [2]

---

[1] ولو قرن المکّی او تمتع فاحرم للحج من الحلّ او للعمرة من الحرم فعلیه ثلاثة دماء۔ دمان لترك الوقتین ودم للقران او للتمتع وهو دم جبر الخ غنیة جدید/۲۲ قدیم/۳۲)

[2] المکّی اذا خرج منها وجاوز المیقات لا یحل له العود بلا احرام لکن احرامه من المیقات الخ شامی کراچی ۲/۴۷۷، زکریا ۳/۴۸۴ عند الشافعی انما یلزمه الاحرام اذا اراد دخول مکة للحج او للعمرة امّا اذا کان لامر آخر فلا یلزمه الخ (تاتارخانیة ۲/۴۷۵، بدائع کوئٹه ۲/۱۶۴، بدائع زکریا ۳/۳۷۱)

دم ساقط ہونے کی شکل

اگر آفاقی بلا احرام میقات سے تجاوز کرکے حدودِ حرم اور مکۃ المکرمہ میں داخل ہوگیا ہے، یا جو مکی میقات سے باہر جانے کے بعد بلا احرام میقات سے گذر کر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوگیا ہے تو اسکے اوپر جرمانہ کا دم واجب ہوچکا ہے، اب اگر وہ دوبارہ کسی بھی میقات میں جاکر حج یا عمرہ کا احرام باندھکر آئیگا تو واجب شدہ دم اسکے اوپر سے ساقط ہوجائیگا۔ اور بلا احرام میقات سے گذرنے کا جو گناہ ہوا تھا وہ بھی ختم ہوجائیگا۔ اسی طرح گذرے ہوئے میقات کے محاذات یا اس سے دُور جاکر بھی احرام باندھنا جائز ہے۔[1]

سعودیہ میں مقیم شخص کی حالتِ احرام میں گرفتاری

اگر سعودیہ میں مقیم شخص چاہے وہ اقامت پر رہتا ہو، یا یوں ہی حکومت کا قانون ہے کہ ہر شخص قانون کے تحت میں رہ کر حج یا عمرہ کریگا، لہٰذا خلافِ قانون کسی کیلئے بھی اجازت نہیں ہے، لہٰذا اقامہ والے کفیل کے ورقہ کے بغیر حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے، یا غیر قانونی طور پر وہاں مقیم ہے، وہ حالتِ احرام میں پکڑا جائے تو حکومت

---

[1] لو احرم بعد ما جاوز الميقات قبل ان يعمل شيئاً من افعال الحج ثم عاد الى الميقات ولبّى سقط عنه الدم الخ غنية الناسك قديم ۳۰/جديد ۶۰ بدائع قديم ۱۶۵/۲ بدائع زكريا ۲/۳۰۳)
من جاوز وقته غير محرم ثم اتى وقتاً آخر واحرم منه اجزأه ولو كان احرم من وقته كان احبّ اليّ. (فتح القدير بيروت ۲/۴۳۶)
(س) وهل لسقوط الاثم والدم سبيلٌ ؟
(ج) اذا جاوز الميقات من غير احرام يلزمه العود الى ميقاته الذي جاوزه او الى اي ميقات اقرب او ابعد - والافضل ان يعود الى الميقات الذي جاوزه فاذا عاد الى الميقات واحرم عليه بالحج او العمرة سقط عنه الاثم والدم (التسهيل الضروري ۱/۱۸۴، غنية جديد ۶۰/ قديم ۳۰) اي من جاوز آخر المواقيت بغير احرام ثم عاد اليه وهو محرم ولبّى فيه فقد سقط عنه الدم الذي لزمه بالمجاوزة بغير احرام لانه قد تدارك ما فاته -
(البحر الرائق كراچى ۳/۴۸)

اس کو اسی حالت میں اس کے ملک روانہ کردیتی ہے۔ تو ایسا شخص شرعاً محصر کے حکم میں ہوتا ہے۔ [۱]

اور اگر اس شخص نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا، اور اس نے ہدی بھیجنے سے قبل احرام کھول دیا ہے تو اس پر آئندہ ایک حج، ایک عمرہ اور ایک قربانی واجب ہو جائے گی۔ اور اگر ہدی بھیجنے کے بعد احرام کھولا ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔ بلکہ ایک حج اور ایک عمرہ واجب ہوں گے۔ [۲] اور آجکل کے زمانہ میں ایسی صورت میں ہدی بھیجکر احرام کھولنا نہایت مشکل ترین امر ہے۔

اور اگر اس نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا اور اسی حالت میں پکڑا گیا ہے، تو اگر اس نے ہدی بھیجکر احرام کھولدیا ہے تو صرف ایک عمرہ قضا کرنا کافی ہوگا۔ [۳] اور اگر ہدی بھیجے بغیر احرام کھولا ہے تو ایک عمرہ اور ایک دم لازم ہوجائیں گے۔ عمرہ قضا کے طور پر، اور دم بے وقت احرام کھولنے کی وجہ سے۔ یعنی بے وقت احرام کھولنے کی وجہ سے ہدی بھیجکر ذبح کرنا لازم تھا، اور وہ اس نے نہیں کیا اسلئے وہ اس پر باقی ہے جو بعد میں کرنا لازم ہے۔ اور اس مسئلہ میں بعض لوگوں نے اختلاف بھی کیا ہے، مگر راجح یہی ہے کہ عمرہ کرنے والا بھی محصر ہوجاتا ہے۔ [۴]

---

[۱] من احصر بمكة وهو ممنوع عن الطواف والوقوف فهو محصر لانه تعذر عليه الاتمام وصار كما اذا احصر فى الحل الخ (هداية ۱/۲۹۵، فتح القدير بيروت ۳/۱۲۵، هندية كوئٹہ ۱/۲۵۶)

[۲] فمن اهل بحج فاحصر فبعث بالهدى وحل كانت عليه حجة وعمرة الخ غنية جديد/۳۱۳ قديم/۱۲۸)

[۳] وعلى المحصر بالعمرة قضاء عمرة لا غير الخ غنية قديم/۱۲۸ جديد/۳۱۴)

[۴] فثبت بما ذكرنا قول من ذهب الى انه قد يكون الاحصار بالعمرة كما يكون الاحصار فى الحج سواء وهذا قول ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد (طحاوى شريف بيروت ۲/۳۳۶)
(وقوله) الا ان عليه فى العمرة قضاء عمرة مكان عمرته، طحاوى ۲/۳۳۰)
اذا اراد المحصر ان يتحلل لا يتحلل الا بالذبح عندنا الخ المسلك فى المناسك ۲/۹۳۶)

سلے ہوئے کپڑے میں احرام باندھکر مکّہ میں داخل ہونا

سعودی حکومت کی طرف سے مکّۃ المکرمہ کی حُدود سے باہر رہنے والے سعودیہ کے لوگ جو پہلے اپنا حج کر چکے ہیں اُن پر اس بات کی پابندی لگائی جاتی ہے کہ وہ دوبارہ حج کے لئے نہ جائیں۔ اس لئے کہ سعودیہ کے لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے باہر سے آنیوالے حاجیوں کو حج میں تنگی اور پریشانی ہوتی ہے۔ چنانچہ جو بھی احرام باندھ کر کے مکّہ کے لئے روانہ ہوتا ہے اُسے راستہ میں مکّہ جانے سے روک لیا جاتا ہے، اور اسی حالت میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن یہی لوگ انہیں دنوں میں اگر بغیر احرام کے مکہ مکرّمہ جائیں تو ان کو نہیں روکا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں مدینہ منورہ، طائف، ینبوہ، جدّہ وغیرہ میں رہنے والے بہت سے حضرات ایسے ہیں جن کو حج کرنے کا شوق ہے، اور وہ حج کو جانا چاہتے ہیں لیکن احرام کے کپڑے پہن کر نہیں داخل ہو سکتے، اور سلے ہوئے کپڑے کرتا، پائجامہ پہن کر داخل ہوتے ہیں، تو ان پر کوئی ٹوک نہیں ہوتی۔ تو اُن کے لئے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ وہ سلے ہوئے کپڑے کے ساتھ میقات یا میقات سے پہلے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں۔ اور احرام حج کی نیت سے تلبیہ پڑھنے کا نام ہے۔ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں ہے۔ لہٰذا سلے ہوئے کپڑے پہننے کی حالت میں احرام باندھ کر جیت د گھنٹے میں مکۃ المکرمہ داخل ہوجاتے ہیں۔ اور پھر

مکۃ المکرمہ داخل ہو کے فوراً سلے ہوئے کپڑے اُتار کر کے بغیر سلے کپڑے پہن لیں۔ اور ایک صدقہ فطر کی قیمت صدقہ کر دیں، تو ایسی صورت میں ان حاجیوں پر دم واجب نہیں ہوگا، بلکہ صرف ایک صدقہ فطر دینا کافی ہو جائیگا۔ اسلئے کہ دم اُسی وقت واجب ہوتا ہے جب ایک دن کامل یا ایک رات کامل یعنی ۱۲ گھنٹے مسلسل سلا ہوا کپڑا پہن لیں اور ان لوگوں نے یوم کامل سلا ہوا کپڑا نہیں پہنا۔ پچھلے چند سالوں سے مدینۃ المنورہ کے بہت سے احباب نے اس مسئلہ کے بارے میں اپنی پریشانیاں اور دشواریاں پیش کی ہیں کہ ہم احرام باندھ کے جاتے ہیں تو ہمیں واپس کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر ہمارے اُوپر وہ تمام احکام جاری اور لاگو ہو جاتے ہیں جو محض حاجی کے اُوپر لاگو ہوتے ہیں۔ اس سے بڑی پریشانیاں اور دشواریاں سامنے آتی ہیں۔ اور بہت سے احباب کئی کئی چکر لگا کر کافی دشواریاں برداشت کر کے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تو کیا ایسے حالات میں ہمارے لئے مسئلہ کا کوئی متبادل حل ہے؟ تو ایسے لوگوں کے لئے مسئلہ کا متبادل حل یہی ہے جو اُوپر یہاں لکھا گیا ہے۔

حضرات فقہاء نے اس کو اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

لبس مخیطاً لبساً معتاداً أو ستر رأسه (الی قوله) یوماً کاملاً أو لیلة کاملة وفی الأقل صدقة ومنحة فی الشامیة الظاهر أن المراد مقدار أحدهما فلو لبس من نصف النهار الی نصف اللیل من غیر انفصال أو بالعکس لزمه دم کما

اس طرح سلا ہوا کپڑا پہننا جس کا سلا ہوا پہننا رائج اور عادت ہے، یا پورا سر ڈھانک لیا مکمل ایک دن یا مکمل ایک رات۔ اور ایک رات سے کم میں صدقہ فطر لازم ہے۔ اس کے نیچے شامی میں ہے: ظاہر یہی ہے کہ بیشک مُراد رات و دن میں سے ایک کی مقدار ہے۔ لہٰذا اگر نصف النہار سے نصف لیل تک مسلسل بغیر انفصال کے سلا ہوا کپڑا پہن لیا یا اسکے برعکس یعنی نصف لیل

يشير اليه قوله وفي الاقل صدقة۔ [1]	سے نصف نہار تک، تو اس پر دم واجب ہو جائے گا۔ جیسا کہ اسکی طرف اپنے قول سے اشارہ فرمایا۔ اور کم میں صدقہ واجب ہے۔

اور اس کو ہدایہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

وان لبس ثوبًا مخيطًا أو غطّى رأسه يومًا كاملًا فعليه دمٌ وان كان اقل من ذلك فعليه صدقة [2]	اگر سِلا ہوا کپڑا پہن لیا یا سر ڈھانک لیا مکمل ایک دن تو اس پر دم واجب ہے، اور اگر ایک دن سے کم ہے تو اس پر صدقہ لازم ہے۔

اور ہندیہ میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

إذا لبس المحرم على وجهه المعتاد يومًا إلى الليل فعليه دمٌ وان كان اقل من ذلك فصدقة [3]	جب محرم نے معتاد اور رواج کے مطابق ایک دن پورا رات تک پہن لیا ہے تو اس پر دم واجب ہے۔ اور اگر اس سے کم ہے تو صدقہ واجب ہے۔

اس کو غنیۃ المناسک میں اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ یوم کامل یعنی ۱۲ گھنٹے پہن لیا تو دم واجب ہو جائیگا۔ اور اگر ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ پہن لیا ہے تو ایک صدقۂ فطر واجب ہو گا۔

فلو احرم لابسًا للمخيط فعليه دمٌ إذا مضى عليه يومٌ كاملٌ وفي اقل من يومٍ صدقة بعد	لہٰذا اگر سِلا ہوا کپڑا پہننے کی حالت میں احرام باندھ لیا تو اس پر دم واجب ہے، جبکہ اسی حالت میں اسی پر ایک یوم کامل گزر جائے، اور ایک یوم سے کم اور

[1] درمختار مع الشامی ۳/۵۷۷، [2] ہدایہ باب الجنایات ۱/۲۴۷ [3] ہندیہ کوئٹہ ۱/۲۴۲۔

ان یکون ساعۃً [1] | ایک گھنٹے سے زائد میں صدقۂ فطر لازم ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر مجبوری میں سِلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام باندھ لے، اور اسی حالت میں ایک دن مکمل ہونے سے پہلے پہلے چند گھنٹے میں مکۃ المکرمہ پہنچکر سِلا ہوا کپڑا اُتار دے، اور فوراً بغیر سِلے ہوئے کپڑے پہن لے۔ پھر ایک صدقۂ فطر کی قیمت فقیروں کو دیدے تو احرام کے ممنوع عمل سے پاک ہوکر عام حاجیوں کی طرح آدابِ احرام کے احترام کے ساتھ ارکانِ حج ادا کرکے حاجیوں کے زمرہ میں شامل ہوسکتا ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔

حالتِ احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننا

یہاں ایک مسئلہ یہ بھی قابلِ غور ہے کہ حالتِ احرام میں سِلا ہوا کپڑا پہننا مَردوں کے لئے جائز نہیں۔ لیکن سِلے ہوئے کپڑے سے کس قسم کا کپڑا مراد ہے، تو اس سلسلہ میں حضرات فقہاء نے ایک اصول وضابطہ مقرر فرمایا ہے۔ اور ضابطہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ہر ایسا کپڑا مَردوں کے لئے جائز نہیں ہے جو بدن کی ہیئت اور بناوٹ کے مطابق سِلا ہوا ہو یا بنا ہوا ہو، جیسے کہ ٹوپی، بنیان، کُرتہ، پائجامہ، شلوار، نیکر، جبہ، صَدری اور شیروانی وغیرہ ہے۔ یہ سارے کپڑے کسی نہ کسی طریقہ سے بدن کی ہیئت کے مطابق سِلے یا بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسلئے ان کا پہننا جائز نہیں ہے۔ لیکن سِلی ہوئی لنگی کا پہننا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ اسی طرح احرام کی دُو چادروں میں سے ایک کو لنگی کی طرح سِل دیا جائے تاکہ پہنکر چلتے وقت ران اور ستر نہ کھلے تو بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ یہ مسئلہ

---

[1] غنیۃ الناسک نسخۂ قدیم ص۲۴۶، نسخہ جدید ص۔۔۔)

بہت سے احباب کو اپنی طبیعت اور معلومات کے خلاف محسوس ہوگا۔ انشاء اللہ کتابوں کی مراجعت سے یہ احساس دُور ہوجائیگا۔ [1]

حضرات فقہاء نے اس مسئلہ کو اس قسم کے الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ان ضابطه لبس كل شئ معمول على قدر البدن او بعضه بحيث يحيط به بخياطة او تلزيق بعضه ببعض او غيرهما – ويستمسك عليه بنفس لبس مثله فخرج ما خيط بعضه ببعض لا بحيث يحيط بالبدن مثل المرقعة فلا بأس بلبسه [2]

بیشک سِلا ہوا کپڑا پہننے کے لئے ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ ہر ایسی چیز کا پہننا ممنوع ہے جو پورے بدن یا بدن کے بعض حصہ کے مقدار اور ہیئت کے مطابق سِلی یا بنائی گئی ہو، اس حیثیت سے کہ سِینے کی وجہ سے پورے بدن یا بعض بدن کو ہیئت کے مطابق ڈھانک لیا ہو، یا سینے یا بننے کی وجہ سے بعض بعض سے چپک جائے، اور بدن پر اُس جیسے کپڑے کے محض پہننے سے خود بخود رُک جائے (جیسا کہ کرتہ، بنیان، ٹوپی، نیکر شلوار) لہٰذا اس ضابطہ سے وہ کپڑا نکل جاتا ہے جسکے کنارہ کو بعض سے سِلکر مِلا دیا گیا ہو، اس طریقہ سے نہیں کہ اس سینے کی وجہ سے بدن کو اپنی ہیئت پر ڈھانک لے۔ جیسا کہ پیوند لگا کر جوڑ دیا گیا ہو تو ایسے کپڑے کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے ــــــــ

---

[1] امداد الفتاوی ۲/۱۲۴، معلم الحجاج ص۱۰۱، احکام حج ص۳۳، ایضاح المناسک ص۷۱

[2] شامی زکریا ۳/۴۹۹، کراچی ۲/۴۸۹، البحر الرائق زکریا ۲/۵۷۸، غنیۃ الناسک جدید ص۸۵ وقدیم ص۴۴)

ہوائی جہاز سے سفر کرکے جدّہ جاکر احرام باندھنا

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ازبکستان، افغانستان وغیرہ سے جب ہوائی جہاز جدّہ پہنچتا ہے تو قرن المنازل اور ذات عرق کے اوپر سے یا اسکے محاذات سے ہوکر گذرتا ہے۔ اور میقات کے اندر داخل ہونے کے بعد جدّہ پہنچتا ہے، اسلئے ہوائی جہاز میں مذکورہ ممالک سے آنے والوں پر ضروری ہے کہ اپنے یہاں کے ایئرپورٹ سے ہی احرام باندھ لیں، یا اتنی دیر پہلے ہوائی جہاز میں احرام باندھ لیں جتنے میں جہاز میقات تک نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا اگر بلا احرام جدّہ پہنچیں گے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دم تو واجب نہیں ہے [1] مگر سخت گنہگار ہوں گے۔

(اوجز المسالک ۳/۳۳۳، مستفاد جواہر الفقہ ۱/۱۷۵)

اور افریقہ، یورپ، امریکہ کی طرف سے آنے والا جہاز کسی میقات پر سے ہوکر نہیں گذرتا ہے بلکہ سیدھا جدّہ پہنچتا ہے، اسلئے ان لوگوں کا جدّہ پہنچکر احرام باندھنا بلاکراہت جائز ہوگا۔ البتہ احتیاطاً پہلے سے احرام باندھ لیں تو بہتر ہے۔

(مستفاد امداد الفتاوی ۲/۱۶۲ و ۲/۱۹۹، فتاویٰ خلیلیہ ۱/۹۲)

پرواز کی حالت میں ہوائی جہاز میں نماز

چلتے ہوئے ہوائی جہاز پر نماز پڑھنا جائز ہے، اسلئے حجاج کرام جہاز میں نماز قضا نہ کریں۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۴/۹۰) (نوٹ) جہاز کے اگلے اور پچھلے حصہ میں ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں آرام سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

---

[1] جب صحیح اور راجح قول کے مطابق جدہ میقات کے حکم میں ہے تو مشرقی ممالک سے جدہ پہنچنے میں اگر قرن المنازل وغیرہ میقات سے بلا احرام گذرنا ثابت ہوجائے تو سخت گنہگار ہوگا۔ لیکن چونکہ جدہ راجح قول کے مطابق میقات ہے اسلئے وہاں سے احرام باندھنے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دم واجب نہ ہوگا، کیونکہ ان کے نزدیک بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد جب دوسرے میقات پر جاکر احرام باندھ لیا جائے تو لازم شدہ دم ساقط ہوجاتا ہے۔
(بدائع الصنائع ۲/۱۶۵)

بحری جہاز سے جدّہ جاکر احرام باندھنا

بحری جہاز سے سفر کرکے جدّہ پہنچنے والوں کے لئے جدّہ جاکر احرام باندھنا جائز ہے۔ اسلئے کہ جدّہ یلملم اور رابغ کے محاذ میں واقع ہونے کی وجہ سے راجح قول کے مطابق جدّہ خود میقات کے حکم میں ہے۔ (مستفاد امداد الفتاوی ۲/۱۶۹، جواھر الفقہ ۱/۲۷۸)

ہندوستان میں فجر کی نماز پڑھکر ہوائی جہاز سے فجر سے قبل جدّہ یا مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص ہندوستان میں فجر کی نماز ادا کرکے ہوائی جہاز سے فجر سے قبل جدّہ یا مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو اس پر وہاں پہنچکر دوبارہ فجر کی نماز ادا کرنا واجب ہوگا۔ (مستفاد ایضاح المسائل/۳۸) اور اسی طرح کا حکم ہر جگہ کا ہوگا۔

مکہ والوں کا جدّہ جاکر واپسی میں احرام

جدّہ صحیح قول کے مطابق میقات سے باہر نہیں ہے۔ بلکہ پورا جدّہ خود میقات ہے۔ یا حدودِ میقات کے اندر حِل میں داخل ہے۔ لہٰذا جب مکہ والے اپنی ضرورت کے لئے جدّہ جائیں اور واپسی میں حج یا عمرہ کا ارادہ نہ ہو تو احرام باندھنا لازم نہیں ہے۔

(مستفاد درمختار کراچی[1] ۲/۴۷۷، تاتارخانیہ ۲/۴۷۵، فتح القدیر ۲/۴۲۷)

---

[1] لو قصد موضعًا من الحل کخلیص وجدۃ حل لہ مجاوزتہ بلا احرام (درمختار کراچی ۲/۴۷۷)
من کان من اھل مکۃ وخرج منھا لحاجتہ لہ نحو الاحتطاب وما اشبھہ جاز لہ ان یدخلھا بغیر احرام الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۷۵) لانہ یکثر دخولہ مکۃ وفی ایجاب الاحرام فی کل مرۃ حرج بیّن الخ (ھدایۃ ۱/۲۱۴)

اہلِ حِل کا بغیر احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے رہنا

حُدودِ حَرَم سے باہر حُدودِ میقات کے اندر کے رہنے والوں کو اہلِ حِل کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ اگر حج یا عمرہ کے ارادہ کے بغیر کسی اور مقصد کے لئے مکۃ المکرمہ میں داخل ہوجائیں تو احرام باندھکر داخل ہونا لازم نہیں ہے بلکہ بغیر احرام داخل ہوجانا جائز ہے۔ (مستفاد تاتارخانیہ ۲/۴۷۵) لہٰذا جدّہ والوں کا بلا احرام اپنی ضروریات کے لئے بار بار مکۃ المکرمہ جاتے رہنا جائز ہوگا۔

اہلِ میقات کا بغیر احرام دخولِ مکّہ

میقات اس مقام کو کہا جاتا ہے جہاں سے بغیر احرام آفاقی کے لئے گذرنا جائز نہیں ہوتا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو میقاتی اور اہلِ میقات کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ بھی اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ کریں تو بغیر احرام کے مکۃ المکرمہ میں داخل ہوتے رہنا ان کے لئے جائز ہے۔ (تاتارخانیہ ۲/۴۷۵) [1] اور جدّہ چونکہ راجح قول کے مطابق خود میقات ہے، اسلئے جدّہ والوں کے لئے حج یا عمرہ کا ارادہ نہ ہونے کی صورت میں بغیر احرام کے مکۃ المکرمہ جاتے رہنا جائز اور درست ہے۔ اور ایسی صورت میں ان پر کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔

آفاقی کا بلا احرام حِل میں داخل ہونا

میقات سے باہر کے رہنے والے اگر حِل میں داخل ہوجائیں اور مکۃ المکرمہ جانے کا ارادہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں ان پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا ضروری نہیں ہے۔ (درمختار کراچی ۲/۴۷۷) [2]

---

[1] ومن كان اهله في الميقات او داخل الميقات جاز له دخول مكة بغير احرام لحاجته من الحوائج الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۷۵)

[2] اما لو قصد موضعا من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا احرام الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۷)

حج یا عمرہ کے ارادہ سے آفاقی کا بلا احرام میقات سے گذرنا

حج یا عمرہ کی غرض سے آفاقی کا بلا احرام اپنے میقات سے تجاوز کرجانا دو طریقہ سے ہوسکتا ہے۔

(۱) اپنے میقات سے بلا احرام تجاوز کرجاتا ہے۔ اور آئندہ سامنے کوئی دوسرا میقات بھی نہیں ہے، تو ایسی صورت میں اگر بلا احرام اپنے میقات سے تجاوز کرجائیگا تو حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک اس پر ایک دم یعنی ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۳۲۲، اوجز المسالک ۳/۳۲۳)

(۲) اپنے میقات سے بلا احرام تجاوز کرجاتا ہے، اور آئندہ سامنے دوسرا میقات بھی موجود ہے۔ اور دوسرے میقات سے احرام باندھ لیتا ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ عمل مکروہ ہے۔ مگر ایسی صورت میں اس پر کوئی جرمانہ اور دم وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔[۱] اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اس پر ایک دم واجب ہوگا۔ لہٰذا ان کے نزدیک آفاقی پر پہلے والے میقات سے احرام باندھنا واجب ہوگا۔ (مستفاد اوجز المسالک ۳/۳۲۳، ایضاح الطحاوی ۲/۳۲۲)

آفاقی کا اوّلاً دخولِ حِل پھر دخولِ مکہ

آفاقی اگر سیدھا مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے، بلکہ قصداً اوّلاً حُدودِ حِل یا میقات مثلاً جدّہ وغیرہ میں رُکنے کا ہے، اور اسکے بعد مکۃ المکرمہ جانا ہے

---

[۱] ومن جاوز وقته غیر محرم ثم اتی وقتاً آخر واحرم منه اجزأه ولو کان احرم من وقته کان احب الیه الخ (فتح القدیر ۲/۳۲۶) قال علمائنا الحنفیة ولو مر بمیقاتین فاحرامه من الابعد افضل ولو اخره الی الثانی لاشیء علیه علی المذهب۔ وعبارة اللباب سقط عنه الدم الخ
(اوجز المسالک قدیم ۳/۳۲۳)

تو ایسی صورت میں میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا اس پر واجب نہیں۔ کیونکہ اسکا قصدِ اوّلی مکۃ المکرمہ نہیں، اسلئے کہ اس پر اہلِ حِل کا حکم ثابت ہوجاتا ہے۔ اور اہلِ حِل پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہوتا۔ اور اسکے بعد جب مکۃ المکرمہ میں داخل ہوجائیگا تو اس کی دو شکلیں ہیں۔

(۱) جہاں رُک گیا تھا وہاں سے حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ جاتا ہے، تو ایسی صورت میں حُدودِ حرم میں داخل ہونے سے قبل احرام باندھنا واجب ہے۔ ورنہ ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہوجائیگا۔ (شامی کراچی ۲/۴۷۷)

(۲) وہاں سے مکۃ المکرمہ داخل ہونے میں حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں جدّہ والوں کی طرح بلا احرام بھی مکۃ المکرمہ میں داخل ہوجانا جائز ہے، اور یہ حیلہ حج بدل کرنے والوں کے لئے جائز نہیں۔ (مستفاد جواہر الفقہ ۱/۴۹۱، درمختار کراچی ۲/۴۷۷) [1]

بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد پھر میقات پر جاکر تلبیہ پڑھنا

آفاقی اگر بلا احرام میقات سے گذر جائے اور حِل یا حرم میں جاکر احرام باندھ لیتا ہے اور احرام کے بعد طواف یا کسی اور رُکن کے ادا کرنے سے قبل کسی بھی میقات پر جاکر صرف تلبیہ پڑھ لیتا ہے تو بلا احرام میقات سے گذرنے کی وجہ سے جُرمانہ میں جو قربانی اس پر واجب ہوگئی تھی وہ معاف ہوجائیگی، میقات پر جاکر دوبارہ احرام کی نیت لازم نہیں۔ (بدائع قدیم ۲/۱۶۵) [2]

---

[1] اما لو قصد موضعا من الحل کخلیص وجدۃ حل له مجاوزته بلا احرام فاذا حل به التحق باهله فله دخول مكة بلا احرام، وهو الحيلة لمريد ذلك الا لمأمور بالحج للمخالفة الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۷) قال الشارح فی توجیه الحيلة ان الوجه فی الجملة ان يقصد البستان لحاجة قصدا اوليا ولا يضره قصده دخول مكة بعده قصدا ضمنيا او عارضيا كما اذا قصد مدنی جدة لبيع او شراء اولا ويكون فی خاطره انه اذا فرغ منه ان يدخل مكة ثانيا الخ غنیہ جدید ۵۲، منحة الخالق ۲/۳۹)
وهذه الحيلة لا تجوز للحاج عن الغير للمخالفة الخ غنیہ جدید ۶۳)

[2] ولو احرم بعد ما جاوز الميقات قبل ان يعمل شيئا من افعال الحج ثم عاد الى الميقات ولبى سقط عنه الدم وان لم يلب لا يسقط الخ
(بدائع قدیم ۲/۱۶۵)

بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد دوبارہ میقات جاکر احرام باندھنا

آفاقی مثلاً ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، انڈونیشیا، افریقہ، یورپ امریکہ، یمن، امارات وغیرہ کے لوگ دخولِ مکۃ المکرمہ کے ارادہ سے وطن سے روانہ ہو جائیں چاہے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں یا کسی اور غرض سے جائیں، اور انکا قصدِ اوّلی دخولِ مکہ ہی ہے، تو چاہے درمیان میں ایک دو روز میقات یا حِل مثلاً عسفان یا خلیص میں رُکنے کا ارادہ ہو بہر حال ایسے لوگوں کا بلا احرام میقات سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ اگر گذر جائیں گے تو گنہگار رہوں گے، اور جرمانہ میں ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہوگا۔ البتہ اگر لوٹ کر کسی بھی میقات میں جاکر احرام باندھ لیتے ہیں تو جرمانہ کی قربانی معاف ہو جائے گی۔ (بدائع ۱۶۵/۲، تاتارخانیہ ۴۷۶/۲، البحر الرائق ۳۴۱/۲) [1]

بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد واپس میقات نہ آنا

اگر میقات سے بلا احرام گذر جانے کے بعد دوبارہ کسی میقات پر واپس نہیں گیا یا حج یا عمرہ کے کچھ افعال ادا کرنے کے بعد واپس میقات پر گیا ہے، تو ایسی صورت میں جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہے۔ (معلم الحجاج ۹۵، بدائع ۱۶۵/۲)

ہندوستانی کیلئے حِل میں قیام کا ارادہ

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ وغیرہ سے کوئی مسلمان اس ارادہ سے سفر کرتا ہے کہ اوّلاً جدہ و حِل مثلاً خلیص یا جدہ یا عسفان

---

[1] یرید الحج او العمرۃ فجاوزہ بغیر احرام ثم عاد قبل ان یحرم واحرم من المیقات وجاوزہ محرما لا یجب علیہ دم بالاجماع لانہ لما عاد الی المیقات قبل ان یحرم فاحرم التحقت تلک المجاوزۃ بالعدم الخ (بدائع ۱۶۵/۲)

بخلاف من جاء من الہند بقصد مکۃ اولا و انہ یقصد دخول جدۃ تبعا وقصد بیعا وشراء اولا (غنیۃ جدید ۵۳/)

میں تجارت یا کسی اور مقصد کے لئے رُکنا ہے ....

پھر اسکے بعد حج کے لئے مکۃ المکرمہ داخل ہونا ہے، اور اس نے ابھی تک اپنا حج بھی نہیں کیا تھا، تو ایسی صورت میں ایسے آفاقی شخص پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا واجب ہے۔ اگر احرام نہیں باندھے گا تو جرمانہ میں ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہوگا۔ اسلئے کہ اتنی دور سے آنیوالا جب دل میں دخولِ مکہ کا ارادہ رکھتا ہے تو اس ارادہ کو شرعًا قصدِ اوّلی قرار دیا جائیگا۔ (مستفاد منحۃ الخالق ۳/۴۹) [1]

لیکن اگر یہ شخص اپنا حج پہلے کرچکا تھا اور اب اُسکا اصلاً حج کا ارادہ نہیں ہے، بلکہ اصل ارادہ حِل میں تجارت اور اپنے کاروبار کا ہے، اور وہاں جاکر اگر موقع ملیگا تو ضمناً نفل حج بھی کرنا ہے، تو ایسی صورت میں اس آفاقی پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہے، جیسا کہ اس زمانہ میں بہت سے آفاقی لوگوں کا حِل سے کاروباری تعلق ہے۔ اور وہ اسی غرض سے سفر کرتے رہتے ہیں۔ [2] (مستفاد جواہر الفقہ ۱/۴۹۱)

اہلِ حِل کا حج یا عمرہ کے ارادہ سے حُدودِ حرم میں بغیر احرام داخل ہونا

حُدودِ حِل کے رہنے والے اگر حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ جائیں تو ان کے لئے بغیر احرام حُدودِ حرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح وہ شخص جس نے آفاق سے حُدودِ حِل ہی کے ارادہ سے حِل میں قیام کر رکھا ہے اسکا بھی حج یا عمرہ کی نیت سے بلا احرام حُدودِ حرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اگر بغیر احرام داخل ہوں گے تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہو جائے گی۔ (مستفاد البحر ۳/۴۹) [3]

---

[1] لو اراد دخول مکۃ عند المجاوزۃ یلزمہ الاحرام وان اراد دخول البستان لانّ دخول مکۃ لم یبدأ له وانما هو مقصودہ الاصلی۔ (منحۃ الخالق ۳/۴۹) الا

[2] ومن جاوز وقتہ یقصد مکانًا فی الحل ثم بدأ له ان یدخل مکۃ فله ان یدخلها بغیر احرام (البحر الرائق ۳/۴۹)

[3] فمن قصد البستان قصدًا اولیًا ثم اراد النسك لا یحل له دخول مکۃ بلا احرام الا (البحر الرائق ۳/۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱۳)

مسائلِ ارکان و واجباتِ حج

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يَآ اُولِي الْاَلْبَابِ ۝ (سورۂ بقرہ ۱۹۷)

حج کے چند مہینے متعین ہیں۔ پھر جس نے ان مہینوں میں حج کو لازم کرلیا ہے تو عورت سے بے حجاب ہونا اور گناہ کرنا اور جھگڑا کرنا حج کے زمانہ میں جائز نہیں اور جو کچھ نیک کام تم کرتے ہو اللہ ان کو جانتا ہے۔ اور زادِ راہ لے لیا کرو۔ اور بہترین زادِ راہ سوال سے بچنا ہے۔ اے عقلمندو مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔

حج کے فرائض و ارکان

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ارکانِ حج دو ہیں (۱) وقوفِ عرفہ (۲) طوافِ زیارت۔

مگر نتیجہ کے اعتبار سے حج میں چار امور فرض ہیں۔

(۱) احرام اور احرام کی حقیقت نیت اور تلبیہ ہے جس کو کتب فقہ میں شرط کہا ہے۔ مگر یہ درحقیقت فرض ہے۔

(۲) وقوفِ عرفہ یعنی عرفات کے دن زوال کے بعد وقوف کرنا۔

(۳) طوافِ زیارت۔ (درمختار کراچی ص۲/۴۶۷) [1]

(۴) احرام، وقوفِ عرفہ، طوافِ زیارت، ان تینوں امور کے درمیان ترتیب باقی رکھنا یعنی اولاً احرام باندھنا اسکے بعد وقوفِ عرفہ، اسکے بعد طوافِ زیارت کرنا۔ اکثر کتابوں میں اگرچہ اس ترتیب کو فرض نہیں کہا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ فرض ہی ہے۔

---

[1] الحج فرضه ثلثة الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة وتحته في الشامية الاحرام هو النية والتلبية الخ (درمختار مع الشامي كراچی ۲/۴۶۷)

اسلئے کہ اسکے بغیر حج فاسد ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ان میں اگر ترتیب الٹی ہوجائے گی تو حج ہی نہیں ہوگا۔ علامہ شامیؒ نے طواف کی نیت کو بھی فرض قرار دیا ہے۔ [۱] (شامی کراچی ۲/۴۶۷)

حج کے وہ واجبات جن کے ترک کردینے سے کفّارہ میں دم لازم ہوجاتا ہے

حج میں ہر وہ کام واجب ہے جس کو چھوڑ دینے کے بعد اعادہ نہ کرنیکی صورت میں جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہوجاتی ہے۔ [۲] اور ان امور میں سے ہم یہاں اہم ترین تیس [۳۰] امور ذکر کردیتے ہیں تاکہ حجاج کرام ایسے امور میں غلطی کرکے جرمانہ کا شکار نہ بن جائیں۔

(۱) وقوفِ مزدلفہ

وقوفِ مزدلفہ یعنی یوم النحر کی صبح صادق اور طلوعِ شمس کے درمیانی حصہ میں مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب ہے۔ اسکو ترک کردینے سے دم واجب ہوجاتا ہے۔ (ھدایہ مع الفتح ۲/۳۶) [۳]

---

[۱] حضرت امام مالکؒ و امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ارکانِ حج چار ہیں (۱) احرام (۲) وقوفِ عرفہ (۳) طوافِ زیارت (۴) سعی بین الصفا والمروہ الخ (مستفاد و ایضاح الطحاوی ۳/۲۰۸) اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک ارکانِ حج پانچ ہیں چار تو وہ جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں اور ایک حلق ہے۔ (معارف السنن ۶/۳۱) الخ فرضہ ثلثۃ الاحرام وھو شرط ابتداء ولہ حکم الرکن انتہاء والوقوف بعرفۃ ومعظم طواف الزیارۃ وھما رکنان الشامیۃ وبقی من فرائضہ الخ نیۃ الطواف والترتیب بین الفرائض، الاحرام ثم الوقوف ثم الطواف الخ شامی کراچی ۲/۴۶۷) شامی زکریا ۳/۴۶۸)

[۲] والضابط ان کل ما یجب بترکہ دم فھو واجب الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۰) مگر اس ضابطہ سے بعض واجبات مستثنیٰ بھی ہیں جن کو ہم اگلی سرخی میں الگ سے بیان کریں گے۔

[۳] ولو ترک الوقفۃ بالمزدلفۃ بعد الصبح علی ما بیّنا من غیر عذر یجب علیہ دم الخ (المسالک فی المناسک للکرمانی ۲/۷۷۵) ومن ترک الوقوف بالمزدلفۃ فعلیہ دم الخ ھدایہ مع الفتح کوئٹہ ۲/۴۶۸)

۲ سعی بین الصفا والمروہ صفا و مروہ کے درمیان سعی، اس کے ترک کردینے سے بھی جرمانہ میں دم لازم ہوجاتا ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ واجب ہے، اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یہ رکن اور فرض میں داخل ہے۔ (درمختار کراچی ص۴۶۸ ج۲) [1]

۳ رمی جمرات جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔ ایک دن کی رمی ترک کردی ہو یا تینوں دن کی رمی ترک کردی ہو، ایک ہی دم واجب ہوتا ہے [2] (غنیۃ الناسک ص۹۷) (ھدایہ مع الفتح ص۱۶۰ ج۳) اسکی تفصیل مناسک منیٰ کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

۴ طواف وداع آفاقی پر وطن روانہ ہوتے وقت طواف وداع کرنا واجب ہے۔ اسکے ترک سے دم واجب ہوجائے گا [3] (معلم الحجاج ص۱۹۰)

۵ حلق راس سر کے بال حلق کرنا یا قصر کرنا واجب ہے۔ اور اگر بغیر حلق یا قصر کے احرام کھولدیگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [4]

۶ میقات سے احرام آفاقی کا میقات ہی سے احرام باندھنا واجب ہے۔ بلا احرام میقام سے گذر جائیگا۔ تو دم دینا لازم ہوگا [5] (درمختار کراچی ص۴۶۸ ج۲)

---

[1] السعی وعند الائمۃ الثلاثۃ وھو رکن الخ (درمختار کراچی ۲/۴۶۸، زکریا دیوبند ۳/۴۶۹)

[2] ولو اخر ای الایام کلھا الی الرابع مثلاً رماھا کلھا فیہ قبل الزوال او بعدہ لا علی التالیف قضاء عندہ وعلیہ دمٌ واحدٌ للتاخیر (الی قولہ) وان لم یقض حتی غربت الشمس منہ فات وقت القضاء والاداء وعلیہ دمٌ واحدٌ اتفاقا الخ غنیہ جدید/۱۸۲ قدیم/۹۷) وان ترک رمی یوم فعلیہ دمٌ الخ ھدایۃ ۱/۲۵۵)

[3] وطواف الصدر ای الوداع للآفاقی غیر الحائض الخ درمختار کراچی ۲/۴۶۸) ومن ترک طواف الصدر او اربعۃ اشواط منہ فعلیہ شاۃ الخ ھدایۃ ۱/۲۵۴)

[4] والحلق او التقصیر وفقۃ فی الشامیۃ ان ھذا شرطٌ للخروج من الاحرام والشرط لایکون الا فرضاً (الی قولہ) بیان وجوبہ من حیث ایقاعہ فی الوقت المشروع الخ (شامی کراچی ۲/۴۶۸)

[5] وانشاء الاحرام من المیقات الخ (درمختار کراچی ۲/۴۶۸، زکریا ۳/۴۷۰)

اسکی تفصیل مواقیت کی بحث میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۷ غروب سے قبل عرفات سے نہ نکلنا غروبِ آفتاب ہوجانے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ (درمختار کراچی ص۴۶۸/۲) لہٰذا اگر غروب سے قبل عرفات سے نکلے گا تو ترکِ واجب کیوجہ سے دم دینا لازم ہوگا ۔[۱] (معلم الحجاج ص۲۴۶)

۸ طواف میں پیدل چلنا طواف میں پیدل چلنے پر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر قدرت ہوتے ہوتے سواری پر طواف کریگا تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ (شامی کراچی ص۴۶۹/۲)۔[۲]

۹ باوضو طواف کرنا حدث اور ناپاکی سے پاک صاف ہوکر طواف کرنا واجب ہے لہٰذا اگر بے وضو طوافِ زیارت کریگا تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اگر حیض ونفاس کی حالت میں یا جنابت کی حالت میں کریگا تو جرمانہ میں ایک گائے یا ایک اونٹ کی قربانی واجب ہوجائے گی ۔[۳] (شامی کراچی ص۵۱۹/۲)

اور اگر طوافِ زیارت کے علاوہ دیگر طواف مثلاً طوافِ قدوم، طوافِ وداع، طوافِ نفل بے وضو کریگا تو دم واجب نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر پھیرے کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر اور ایک پورے طواف کے بدلہ میں سات صدقہ دینا لازم ہوگا۔ (غنیہ جدید/۱۷۵، معلم الحجاج/۲۴۴)

۱۰ طواف میں سترِ عورت سترِ عورت یعنی بحالتِ طواف ستر کے اعضاء کو چھپانا واجب ہے۔ لہٰذا ننگے طواف کرنا

---

[۱] لو دفع من عرفة وجاوزها قبل غروب الشمس وجب عليه دم الخ المسالك فی المناسک ۲/۵۷۷ هکذا فتح القدير ۲/۵۹) [۲] المشی فيه ای فی الطواف۔ لمن ليس له عذر وتحته فی الشامية فلو ترکه بلا عذر اعاده والا فعليه دم لان المشی واجب عندنا الخ شامی کراچی ۲/۴۶۹
[۳] ولو طاف للزيارة جنبا او حائضا او نفساء کله او اکثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة (وقوله) ولو طاف للزيارة کله او اکثره محدثا فعليه شاة الخ غنيه جديد/۱۷۲)

موجب دم ہوگا۔ (درمختار مع الشامی کراچی ص۴۶۹ ج۲) [1]

۱۱ غیر معذور کا سعی میں پیدل چلنا

غیر معذور تندرست آدمی کا سعی میں پیدل چلنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بلا عذر سواری پر سعی کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ (مستفاد درمختار ص۴۶۹ ج۲)

۱۲ قارن و متمتع کی قربانی

قارن و متمتع کا قربانی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر قربانی کئے بغیر احرام کھولدیں گے تو جرمانہ میں ایک قربانی اور لازم ہوجائے گی۔ (فتح القدیر ص۴۰۵ ج۲) (درمختار کراچی ص۴۷۰ ج۲) [2]

۱۳ جمرۂ عقبہ کی رمی وقربانی وحلق میں ترتیب

جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی، حلق راس، کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔ اور ترتیب اسطرح ہے کہ یوم النحر میں اوّلاً جمرۂ عقبہ کی رمی، اسکے بعد قربانی (اگر قربانی لازم ہے) اسکے بعد حلق یا قصر۔ لہٰذا اگر رمی سے قبل قربانی یا حلق کریگا یا قربانی سے قبل حلق کریگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ البتہ ان تینوں امور سے قبل طوافِ زیارت کرنا اگرچہ خلافِ سُنت ہے مگر دم دینا لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی کراچی ص۴۷۰ ج۲) [3]

۱۴ طوافِ زیارت ایامِ نحر کے اندر کرنا

طوافِ زیارت، ایام النحر یعنی دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان میں کرلینا، ان تین دنوں میں سے کسی بھی دن کرلیگا تو موجب

---

[1] وسبق الصورة فيه وفي الشامية في الطواف وفائدة عدّه واجبا هنا مع انه فرض مطلقاً لزوم الدم به الخ (شامی کراچی ۲/۴۶۹ زکریا ۳/۴۷۱)

[2] ذبح الشاة للقارن والمتمتع الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۰ زکریا ۳/۴۷۲)

[3] والترتيب بين الرمي والحلق والذبح في يوم النحر الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۰)

جرمانہ نہ ہوگا، لیکن اگر بارہویں ذی الحجہ گذر جائے اور طواف زیارت باقی رہ جائے تو جرمانہ میں ایک قربانی لازم ہوجائے گی۔ (درمختار ص۲/۴۷۰) [۱]

۱۵ حطیم کے باہر سے طواف کرنا

طواف کو حطیم کعبہ کے باہر کی طرف سے کرنا واجب ہے۔ (درمختار ص۲/۴۷۰)۔

لہٰذا اگر حطیم کے اندر سے طوافِ زیارت کرکے وطن واپس چلا جائے تو ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔ اور اگر پورے طواف کا اعادہ کرلیا ہے تو جرمانہ ساقط ہوجائے گا۔ (مستفاد بدائع الصنائع ص۲/۱۳۲ وتبیین الحقائق ص۲/۱۱) [۲]

۱۶ سعی سے قبل طواف

سعی بین الصفا والمروہ کا کسی بھی طواف کے بعد ہونا۔ لہٰذا ہر سعی سے پہلے ایک طواف کا ہونا واجب ہے۔ چاہے طوافِ قدوم ہو یا طوافِ زیارت ہو یا طوافِ نفل [۳] (درمختار کراچی ص۲/۴۷۰)

لہٰذا اگر بغیر کسی طواف کے سعی کرلیگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔

۱۷ حُدودِ حَرم میں ایامِ نحر کے اندر حلق کرنا

حُدودِ حَرم میں ایام النحر کے گذر جانے سے قبل سر کے بال صاف کرکے احرام کھول دینا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حُدودِ حَرم سے باہر بال صاف کریگا یا بارہویں ذی الحجہ گذر جانے کے بعد حلق یا قصر کریگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا

---

[۱] وفعل طواف الافاضۃ ای الزیارۃ فی یوم من ایام النحر الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۰)

[۲] ولو طاف فی داخل الحجر فعلیہ ان یعید لان الحطیم لما کان من البیت فاذا طاف فی داخل الحطیم فقد ترک الطواف ببعض البیت والمفروض ہو الطواف بکل البیت لقولہ تعالیٰ و لیطوفوا بالبیت العتیق۔ (وقولہ) ولو لم یعد حتی عاد الیٰ اہلہ یجب علیہ الدم الخ بدائع قدیم ۲/۱۳۲)

[۳] کونہ بعد طواف معتد بہ (الیٰ قولہ) فہو من شرائط صحۃ السعی ومن واجبات الحج غنیۃ جدید/۱۳۲ ولو سعی قبل الطواف لم یعتد بہ فان لم یعد لاعلیہ دم الخ (غنیۃ جدید/۲۷۷)

لازم ہوگا۔ (درمختار کراچی ج۲ ص۵۴۴) اسکی تفصیل حلق وقصر کے عنوان کے تحت دیکھ لی جائے۔[1]

۱۸ ایک دن کی رمی دوسرے دن تک نہ مؤخر کرنا

ایک دن کی رمی کو دوسرے دن تک مؤخر نہ کرنا، اگراتنی مؤخر کی جائے گی کہ دوسرے دن صبح ہوجائے توجرمانہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک دم واجب ہوگا۔ (شامی کراچی ج۲ ص۵۴۶) (ھدایہ مع الفتح کوئٹہ ۲/۲۶۸)۔

۱۹ متمتع وقارن کا ذبح

متمتع وقارن کا ذبح سے قبل رمی کرنا، لہٰذا اگر قربانی کو مقدم کردیگا تو دم لازم ہوجائے گا۔

(شامی ج۲ ص۵۴۶) ھدایہ)

۲۰ قربانی کو حلق پر مقدم کرنا

متمتع اور قارن کا قربانی کو حلق پر مقدم کرنا، لہٰذا اگر حلق کو مقدم کریگا تو جرمانہ کا دم دینا لازم ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ج۲ ص۵۴۶) اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قارن پر دو دم لازم ہوں گے، اور صاحبینؒ کے نزدیک قارن و متمتع دونوں پر ایک دم لازم ہوگا۔[2] (معلم الحجاج ص۲۴۷، فتح القدیر ج۲ ص۶۵)

۲۱ امیرالحج سے پہلے عرفات سے نہ نکلنا

امیرالحج سے پہلے لوگوں کا میدانِ عرفات سے نکلنا جائز نہیں ہے بلکہ امیرالحج کے نکلنے تک انتظار کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر امام حج کے حدودِ عرفات سے نکلنے سے پہلے جو لوگ نکلیں گے ان پر ترکِ واجب کی وجہ سے جرمانہ میں ایک قربانی

---

[1] ومن اخر الحلق حتی مضت ایام النحر فعلیہ دم (وقولہ) فان حلق فی ایام النحر فی غیر الحرم فعلیہ دم الخ ھدایۃ ۱/۲۵۷)

[2] فان حلق القارن قبل ان یذبح فعلیہ دمان عند ابی حنیفۃؒ دم بالحلق فی غیر اوانہ لان اوانہ بعد الذبح ودم بتاخیر الذبح عن الحلق وعندھما یجب علیہ دم واحد الخ ھدایہ ۱/۲۵۷)

کرنا واجب ہوگا۔ (ہدایہ مع الفتح ص۲/۳۹۵) [1]

یہ مسئلہ اختلافی ہے، صاحبِ ہدایہ نے یہی لکھا ہے کہ اس پر دم واجب ہو جائیگا اور صاحبِ فتح القدیر نے اس کی تائید فرمائی مگر فتح القدیر کے حاشیہ میں علامہ سعد اللہ چلپیؒ نے لکھا ہے کہ غروب کے بعد امیر الحج سے قبل عرفات سے نکلنے سے دم واجب نہیں ہوتا۔ [2]

اور اس زمانہ میں حدودِ عرفات میں سرکاری طور پر انتظام ہوتا ہے کسی حاجی کو حدودِ عرفات سے اسوقت تک باہر نکلنے نہیں دیا جاتا جب تک توپ کی آواز نہ آجائے شاید امیر الحج کے نکلنے کے بعد ہی توپ چھوڑی جاتی ہے۔

بہرحال حجاجِ کرام کو توپ کی آواز سے قبل نہیں نکلنا چاہیئے۔ نیز عرفات کے تمام گیٹ اسوقت تک بند رکھتے ہیں جب تک امیر الحج نہ نکل جائے۔

۲۲ ایامِ نحر میں قربانی قربانی ایامِ نحر کے اندر ہی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایامِ نحر یعنی بارہویں ذی الحجہ گذر جائے اور متمتع اور قارن نے قربانی نہیں کی ہے تو ان پر جرمانہ میں الگ سے مزید ایک قربانی واجب ہو جائے گی۔ (غنیۃ الناسک ص۱۲۹) [3]

---

[1] من افاض قبل الامام من عرفات فعلیہ دم الخ ھدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۵)
وبحثہ فی حاشیۃ الچلپی اقول یجوز ان یفیض بعد الغروب قبل الامام اذلا یجب علی الامام ان یفیض مع الغروب بحیث لا یتخلل بین افاضتہ والغروب زمان ما مع انہ لا یلزم علی ذلک المفیض بعد الغروب قبل الامام شیء الخ
(چلپی مع الفتح کوئٹہ ۲/۴۷۴، بیروت ۲/۵۳)

[3] واخر القارن والمتمتع الذبح عن ایام النحر فعلیہ دم الخ
غنیۃ جدید/ ۲۷۹ قدیم/ ۱۲۹)
وواجبہ (الی قولہ) رمی القارن والمتمتع قبل الذبح والھدی علیھما وذبحھما قبل الحلق وفی ایام النحر الخ شامی زکریا ۳/۴۶۹)

۲۳ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق تک ممنوعاتِ احرام سے دُور رہنا

وقوفِ عرفات کے بعد جب تک احرام نہ کھولا جائے اسوقت تک ممنوعاتِ احرام سے احتراز کرنا اور اپنے کو ان اُمور سے دُور رکھنا واجب ہے۔ مثلاً وقوفِ عرفہ کے بعد احرام کھولنے سے قبل بیوی سے ہمبستری اور سلے ہوئے کپڑے پہننے اور سر اور چہرے ڈھانکنے سے پرہیز کرنا واجب ہے ورنہ دم واجب ہوجائیگا۔ [۱]

حج کے وہ واجبات جن کے ترک سے دم واجب نہیں ہوتا

حج میں ایسے بہت سے واجبات ہیں جنمیں علماء کا اختلاف ہے۔ مگر ان کے ترک سے دم واجب نہیں ہوتا۔ یہی راجح اور صحیح ہے۔ انمیں سے پانچ امور ہم یہاں ذکر کردیتے ہیں۔

۱ مزدلفہ کے راستہ میں مغرب وعشاء

مزدلفہ کے راستہ میں مغرب و عشاء کی نماز نہ پڑھنا بلکہ مزدلفہ پہونچنے تک دونوں کو مؤخر کردینا واجب ہے۔ لہٰذا راستہ میں اگر دونوں نمازیں پڑھ لی جائیں گی تو مزدلفہ پہونچکر اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ مگر دم واجب نہ ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی جُرمانہ لازم ہوگا۔ بلکہ سخت گنہگار ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۴۹۴) [۲]

۲ طواف کے بعد دُو رکعت نماز

ہر طواف کے بعد دُو رکعت صلوٰۃِ طواف ادا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ادا

---

[۱] وترك المحظور كالجماع بعد الوقوف ولبس المخيط وتغطية الرأس والوجه الخ (الدر المختار كراچی ۲/۴۷۰، زکریا دیوبند ۳/۵۴۳)

[۲] تأخير المغرب والعشاء الى المزدلفة الخ شامی كراچی ۲/۴۶۷

نہیں کریگا تو ترکِ واجب کا گناہ ہوگا۔ مگر جرمانہ میں دم واجب ہونے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، بعض دم کو لازم کہتے ہیں اور بعض عدمِ وجوبِ دم کے قائل ہیں۔ (درمختار کراچی ص۴۷ ج۲) اسلئے کہ یہ نماز حدودِ حرم میں ادا کرنا صرف سنت ہے واجب نہیں۔ بلکہ اگر وطن واپس جاکر بھی ادا کرلیگا تب بھی واجب ادا ہوجائیگا لہٰذا دم واجب نہ ہوگا اور یہی راجح ہے۔ (مستفاد شامی کراچی ص۴۷ ج۲) [۱]

۳۔ صفا پہاڑی سے سعی کی ابتداء صفا مروہ کے درمیان سعی کی ابتداء صفا پہاڑی سے کرنے کو بعض علماء نے واجب کہا ہے۔ اور بعض نے سنت، مگر صفا سے ابتداء نہ کرنے میں کسی کے نزدیک دم واجب نہیں ہے۔ جو پھیری مروہ سے کی ہے اسکا اعادہ کرلیگا تو کوئی جرمانہ نہیں۔ اور اگر اعادہ نہ کریگا تو ایک صدقہ فطر لازم ہوگا۔ [۲] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۱۲)

۴۔ دائیں ہاتھ سے طواف کرنا طواف اسطرح سے کرنا کہ اپنا بایاں مونڈھا کعبۃ اللہ کی جانب ہو اور دائیں ہاتھ کو طواف کا چکر لگایا جائے یہ عمل بھی واجب ہے۔ اور بعض نے اسکو فرض کہا اور بعض نے سنت کہا ہے۔ [۳]

۵۔ حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء کو صاحبِ درمختار نے واجب کہا ہے۔ اور بعض نے فرض اور بعض نے شرط اور بعض نے سنت بھی کہا ہے، لیکن راجح یہی ہے کہ واجب ہے [۴] اور اسکے ترک سے راجح قول کے مطابق دم واجب نہیں ہوتا۔

---

[۱] وصلوٰۃ رکعتین لکل اسبوع من ای طواف کان فلو ترکہا هل علیہ دم قیل نعم فیوصی بہ وفیہ فی الشامیۃ ولو ترکہا لم یجب بدم ای لا یجب علی الایصاء بالکفارۃ الخ شامی کراچی ۲/۴۷۰) لان رکعتی الطواف لا یجب بترکہما الدم الخ شامی کراچی ۲/۴۷۰) [۲] وبداءۃ السعی بین الصفا والمروۃ من الصفا ولو بدأ بالمروۃ لا یعتد بالشوط الاول فی الاصح الخ درمختار کراچی ۲/۴۶۹)

[۳] والتیامن فیہ ای فی الطواف فی الاصح وفی الشامیۃ صرح بہ الجمهور وقیل انہ سنۃ وصححہ وقیل فرض۔ (درمختار کراچی ۲/۴۶۸) [۴] والبداءۃ بالطواف من الحجر الاسود علی الاشبہ لمواظبتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقیل فرض وقیل سنۃ وصححہ فی الشامیۃ الا الاصح انہ شرط لکن ظاهر الروایۃ انہ سنۃ یکرہ ترکہا وعلیہ عامۃ المشائخ الخ درمختار مع الشامی کراچی ۲/۴۶۸)

⑭ حج کے اقسام

حج کی کل تین قسمیں ہیں۔ افرادؔ، قرانؔ، تمتعؔ۔

حج افراد حج افراد کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھ لیا جائے اور مکۃ المکرمہ حاضر ہوکر طوافِ قدوم کرکے احرام کی حالت میں قیام کیا جائے۔ اور یوم النحر کے دن جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ اور ایسے حاجی پر کوئی قربانی لازم نہیں ہے صرف ایک طواف اور ایک سعی واجب ہے۔ (ایضاح الطحاوی ۲/۳۶۱)

آجکل کے زمانہ میں میقات سے حج افراد کا احرام باندھکر جانے میں احرام کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جو لوگ حج سے پندرہ بیس روز قبل مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے ان کے لئے احرام کی حالت میں اتنا لمبا زمانہ گذارنا، اس درمیان میں ممنوعاتِ احرام سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا بہت دشوار ہے۔ اور ممنوعاتِ احرام کو اگر بھول کر بھی اختیار کیا جائیگا تب بھی کفارہ لازم ہوجاتا ہے۔ مثلاً مونچھ بہت لمبی ہوجائے اور بے خیالی میں کاٹ لی۔ ساتھیوں کے ساتھ بے خیالی میں خوشبو لگالی وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح معمولی معمولی امور سے اتنے لمبے عرصہ تک بچنا بہت مشکل ہے۔ ہاں البتہ جو حجاجِ کرام پہلے مدینہ منورہ جاتے ہیں اور وہاں آٹھ روز گذارنے کے بعد جب مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوں، اور حج کا زمانہ بہت قریب ہو تو ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ بہرحال آجکل کے زمانہ میں حج تمتع ہی زیادہ آسان ہے۔ اور تقریباً ننانوے ۹۹ فیصد حجاجِ کرام حج تمتع ہی کرتے ہیں۔

حج قران حج قران کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کے لئے ایک ساتھ احرام باندھ لیا جائے، اور مکۃ المکرمہ پہنچکر ارکانِ عمرہ

ادا کرنے کے بعد احرام نہ کھولا جائے۔ یا میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے
اور مکۃ المکرمہ پہنچنے سے قبل راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد طواف عمرہ سے
قبل کا احرام باندھ لیا جائے، اور پھر ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام نہ کھولا جائے۔
اور نہ ہی حلق راس کیا جائے بلکہ اسی احرام کی حالت میں مکۃ المکرمہ میں قیام کیا جائے،
اور ارکانِ عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک طواف مزید کرنا مسنون ہے، جس کو
طوافِ قدوم کہا جاتا ہے۔ اسکے بعد عرفات، مزدلفہ کے معمولات سے فارغ ہو کر یوم
النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد ایک قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ اسکو دمِ شکر بھی
کہا جاتا ہے۔ اور قربانی سے فارغ ہو کر حلق یا قصر کرکے احرام کھول دیا جائے۔

(غنیہ جدید/۲۰۲)

قارن پر دُو طواف دُو سعی لازم

حج قران کرنے والے پر دُو طواف اور دُو سعی لازم ہو جاتی ہیں۔ ایک طواف اور ایک
سعی عمرہ کے لئے، اور دوسرا طواف وقوفِ عرفہ اور مزدلفہ کے بعد لازم ہو جاتا ہے۔
جو حج کا رکنِ اعظم ہے۔ اس کو طوافِ زیارت اور طوافِ فرض بھی کہا جاتا ہے۔ یہ
حج کا طواف ہے۔ اور حج کے لئے الگ سے ایک سعی بھی لازم ہوتی ہے۔ اور حج کی یہ سعی
طوافِ قدوم کے بعد عرفہ جانے سے پہلے بھی جائز ہے۔ اور طوافِ زیارت کے بعد بھی جائز
ہے۔ اور قارن سے کوئی جنایت ہو جائے تو دُو کفارہ لازم ہو جاتے ہیں۔ ایک حج
کی وجہ سے، دوسرا عمرہ کی وجہ سے۔[1] (ایضاح الطحاوی ۲/۲۴۳، ایضاح المناسک ۵۲)

---

[1] عن علی وعبد اللہ قالا القارن یطوف طوافین ویسعی سعیین۔ الحدیث
(طحاوی شریف مطبع بیروت ۲/۲۰۸ حدیث ۳۸۵۸، دار قطنی ۲/۲۶۵ بسند صحیح
عن ابی نصر عن علی (کتاب الآثار/۲۳۳، ایضاح الطحاوی ۳/۴۸، ۴۸
التفصیل فی الحاوی فی بیان آثار الطحاوی ۳/۹۲)

قران کا مسنون طریقہ

حج قران کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ میقات سے حج وعمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لیا جائے، یا عمرہ کا احرام حج کے احرام پر مقدم کیا جائے یعنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے، اور راستہ میں یا طوافِ عمرہ ادا کرنے سے قبل حج کا احرام باندھ لیا جائے۔ اور اگر اسکے خلاف کیا جائے مثلاً میقات سے صرف حج کا احرام باندھ لیا جائے، پھر طوافِ قدوم سے قبل عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے۔ اور پھر ارکانِ عمرہ عرفات سے قبل ادا کر لیے جائیں تو ایسا حج، حج قران ہو جائیگا۔ مگر خلافِ سنت اور مکروہ ہوگا۔ اور اس پر قران صحیح ہونے کی وجہ سے دمِ شکر لازم ہو جائیگا۔[1]

صحتِ قران کی شرائط

حج قران کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں اہمیت کی حامل ہیں۔

۱ اشہرِ حج یعنی شوال، ذلیقعدہ، ذالحجہ کے نو دنوں کے درمیانی زمانہ میں عمرہ کا طواف کرنا، اگر اس زمانہ میں طوافِ عمرہ نہیں کر پایا تو قران صحیح نہ ہوگا۔

۲ طوافِ عمرہ وقوفِ عرفہ سے قبل کرنا۔ اگر وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ عمرہ کیا جائے تو قران صحیح نہ ہوگا۔

---

[1] فالقران افضل فی حد ذاتہ وھو ان یجمع بین احرامی العمرۃ والحج ویؤدیھما فی اشہر الحج وصفۃ الصحۃ بان یہل بہما معًا او علی التعاقب بان لا یفصل بینہما برکن احدھما کأن یدخل احرام الحج علی العمرۃ قبل ان یطوف لہا اربعۃ اشواط اوفید حتی احرام العمرۃ علی الحج قبل الوقوف بعرفۃ وان اساء لترکہ السنۃ لان السنۃ فی القران یحرم بہما معًا او یقدم احرام العمرۃ علی الحج مع انہ قارن بلاخلاف فانہ کان اھل بہما قبل ان یشرع فی طواف القدوم فھو قارن مسیء ومضی فی حرمتہ وعلیہ دم شکر۔ اقتصاقا الاغنیۃ جدید/۲۰۲)

۳ طوافِ عمرہ سے قبل حج کا احرام باندھنا۔ لہٰذا اگر طوافِ عمرہ کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا ہے تو قِران صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ تمتع بن جائیگا۔

۴ فسادِ عمرہ سے پہلے حج کا احرام باندھنا۔ لہٰذا اگر عمرہ فاسد ہوجانے کے بعد حج کا احرام باندھا ہے تو قران صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ مفرد بالحج بن جائیگا۔

۵ عمرۂ قران کو فاسد ہونے سے بچانا۔ لہٰذا ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل ہمبستری نہ ہو۔ اسی طرح وقوفِ عرفہ سے قبل حج کو فساد سے بچانا لازم ہے۔ یہ تمام شرائط غنیہ جدید/۲۰۳ میں موجود ہیں۔

مکی کا قِران

مکی کا تمتع کسی طرح صحیح نہیں ہوپاتا۔ اسلئے کہ عمرہ اور حج کے درمیان اِلمامِ صحیح ہر حال میں لازم آجاتا ہے۔ اور صحتِ تمتع کے لئے عدمِ المامِ صحیح شرط ہے۔ اور اسکے برخلاف صحتِ قران کے لئے عدمِ المام مشروط اور لازم نہیں۔ بلکہ المامِ صحیح کے باوجود قران صحیح ہوجاتا ہے۔ اسلئے مکی کا قران اصول و لغت کے اعتبار سے صحیح ہوجاتا ہے۔ مگر شرعاً مکی کے لئے قران مسنون نہیں ہے۔
اسلئے دمِ شکر مکی قارن پر لازم نہیں ہوتا، بلکہ دمِ جبر لازم ہوگا، کیونکہ دمِ شکر مسنون قران پر لازم ہوتا ہے، اور یہاں مسنون قران نہیں ہے۔ [1]

---

[1] ولا يشترط لصحته عدم الإلمام الصحيح فتصح قران المكي من الآفاق مع وجوده فيه ولم يصح تمتعه من الآفاق (وقوله) فلو قرن مكي صح واساءَ وعليه دم جبر ولا تقديم إحرامها على الحج فلو ادخلها عليه قبل الوقوف يصير قارناً مسيئاً۔
(غنية جديد/۲۰۳)

عمرۂ قران کی سعی وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد بھی جائز

طوافِ عمرہ کا وقوفِ عرفہ سے قبل واقع ہونا قِران کے صحیح ہونے کے لئے لازم ہے۔ لیکن عمرہ کی سعی کا وقوفِ عرفہ سے قبل واقع ہونا لازم نہیں۔ بلکہ ایسا بھی جائز ہے کہ وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد عمرہ اور حج دونوں کی دو سعی ایک ساتھ کی جائیں، اور ایسا کرنا بھی جائز ہے کہ طوافِ عمرہ کے چار چکر وقوفِ عرفہ سے قبل ادا ہو جائیں اور باقی تین چکر طوافِ زیارت کے ساتھ ادا کئے جائیں۔ [1]

طوافِ قدوم کو طوافِ عمرہ شمار کرنا

اگر قارن نے طوافِ عمرہ نہیں کیا بلکہ طوافِ قدوم کر لیا تھا، پھر اسکے بعد وقوفِ عرفہ سے کوئی طواف نہیں کیا، تو طوافِ قدوم کو طوافِ عمرہ مان لیا جائیگا۔ اور اس کا قِران ہو جائیگا، اور عمرہ کی سعی بعد میں واقع ہو بہر حال جائز ہے۔ اسی طرح وقوفِ عرفہ سے قبل چار شوط ادا کئے تھے اور باقی تین شوط طوافِ زیارت کے ساتھ ادا کر لئے ہیں تب بھی صحیح ہو جائیگا۔ [2]

---

[1] فلو طاف لهما طوافين ثم سعى سعيين جاز واساء بتاخير سعي العمرة وتقديم طواف الحج ولا دم عليه اجماعًا والمراد بثاني الطوافين طواف القدوم وقيل انه طواف الزيارة بان اتى بطواف العمرة ثم اشتغل بالوقوف ثم طاف للزيارة يوم النحر ثم سعى سعيين (از غنية جديد/ ۲۰۵)

[2] فلو اتى باربعة اشواط ولو بقصد القدوم او التطوع ثم وقف لم تبطل عمرته ويتمها يوم النحر قبل طواف الزيارة (از غنية جديد/ ۲۰۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱۵) مسائلِ حجِ تمتع

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

الآية (سورۃ البقرہ ۱۹۶)

تو جو کوئی عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کا فائدہ اٹھائے تو اس پر قربانی میں سے جو کچھ میسر ہو لازم ہے۔ پھر جس کو قربانی میسر نہ ہو تو حج کے زمانہ میں تین روزے اور سات روزے جب تم وطن لوٹ آؤ رکھنا لازم ہے۔ یہ کل دس روزے رکھنا لازم ہے۔ تمتع کا یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔

حجِ تمتع کا طریقہ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❖ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حجِ تمتع کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے، اور مکۃ المکرمہ پہنچکر ارکانِ عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیا جائے۔ اس کے بعد مکۃ المکرمہ کے باشندوں کی طرح بغیر احرام کے قیام کیا جائے۔ پھر یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی صبح کو حدودِ حرم میں جہاں اپنا قیام ہے وہاں سے حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو روانہ ہوجائے۔[1] پھر یوم النحر کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد تمتع کی قربانی کی جائے۔

---

[1] مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آکر طواف کرکے دوگانہ یعنی دو رکعت نماز پڑھکر احرام باندھے۔ (احکام حج ص۵۹)
فاذا کان یوم الترویۃ احرم بالحج ولیلۃ افضل وافضل اماکنہ الحطیم ثم المسجد ثم مکۃ ثم الحرم الخ
(غنیہ جدید/۱۴۶ قدیم/۱۱۰)

اس کے بعد حلق کرکے احرام کھول دیا جائے۔ اور تمتع کرنے والے پر جو قربانی واجب ہوتی ہے اس کو دمِ شکر کہا جاتا ہے۔ اور اس پر عمرہ کے لئے ایک سعی اور ایک طواف اور حج کے لئے بھی ایک سعی اور ایک طواف لازم ہو جاتے ہیں۔

(ایضاح الطحاوی ۳/۳۶۱) له

حج تمتع کی شرائط ولوازمات

۱۔ تمتع کرنیوالا آفاقی ہو، اہلِ حِل اور اہلِ مکہ نہ ہو۔

۲۔ طوافِ عمرہ یا اسکا اکثر حصّہ حج کے مہینوں میں ادا کیا ہو، اس سے پہلے ادا نہ کیا ہو۔

۳۔ طوافِ عمرہ مکمل یا اسکا اکثر حصّہ حج کے احرام باندھنے سے قبل ادا کیا گیا ہو۔ لہٰذا اگر حج کے احرام کے بعد ادا کیا ہے تو تمتع نہ ہوگا بلکہ قران ہو جائیگا۔

۴۔ افعالِ عمرہ اور افعالِ حج ایک ہی سال کے اشہرِ حج میں ادا کیے ہوں۔

۵۔ عمرہ اور حج کے درمیان اِلمامِ صحیح ثابت نہ ہو، یعنی عمرہ وحج دونوں ایک ہی سفر میں واقع ہوں۔ اور مسئلہ اِلمام کا مستقل عنوان ہے، جو آگے کی سرخیوں میں آرہا ہے۔

۶۔ جس عمرہ کے ساتھ تمتع کیا جائے وہ عمرہ فاسد نہ ہو۔ اس کی وضاحت فسادِ عمرہ کے عنوان میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۷۔ حج میں فساد لازم نہ آجائے، یعنی حج اور عمرہ دونوں کا صحیح ہونا لازم ہے۔

له (واذا رمى يوم النحر ذبح للمتمتع كالقران الخ غنية جديد/۱۲۶ قديم/۱۱۵)
دمِ تمتع ادا نہ کر سکے تو تین روزے یوم عرفہ سے قبل اور سات روزے اسکے بعد رکھ سکتے ہیں۔ اسکی تفصیل قربانی کے عنوان کے آخر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اگر کوئی ایک بھی فاسد ہو جائیگا تو حج تمتع نہ ہوگا۔

۸ عمرۂ تمتع کے بعد حج سے قبل مکۃ المکرمہ کو ہمیشہ کیلئے وطن بنانے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ کیونکہ وطن بنانے کی صورت میں مکی بنجائیگا، اور مکہ والوں کیلئے تمتع نہیں ہوتا۔

۹ اشہرِ حج سے قبل مکۃ المکرمہ میں حلال ہو کر مقیم ہو گیا ہو، اور اسی حالت میں اشہرِ حج آجائے تو اب اسکا تمتع نہیں ہو سکیگا۔

مثلاً اگر آفاقی شخص رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے بعد مکۃ المکرمہ میں حج تک قیام کرلے، پھر حج بھی کرلے تو مفرد بالحج ہوگا، متمتع نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی نہیں کیا، اور تمتع کیلئے اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی لازم ہے۔[1]

عورت قارنہ یا متمتعہ کو طوافِ عمرہ سے پہلے حیض آجائے تو حج کے بعد قضاءِ عمرہ کیساتھ دم کا حکم

آجکل کے زمانہ میں آفاق سے جانے والے تقریباً تمام ہی حجاج حج تمتع کرتے ہیں، اور عمرۂ تمتع کا احرام باندھ کر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں اگر ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے پہلے ماہواری (حیض) آجائے، اور اسی حالت میں آٹھویں ذی الحجہ بھی آجائے، اور آٹھویں ذی الحجہ کو اس پر حج کا احرام باندھنا لازم ہوجاتا ہے حالانکہ وہ ابھی تک پاک نہیں ہو پائی تو ایسی صورت میں وہ عورت کیا کرے گی۔؟

تو اس کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ وہ عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح

---

[1] یہ تمام شرائط غنیۃ الناسک جدید /۲۱۳ تا /۲۱۴، قدیم /۱۱۴ میں موجود ہیں۔ عبارت طویل ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کی جا رہی ہے۔

عمرہ ترک کردیگی، اور عمرہ کا احرام کھولکر اسی حالت میں حج کا احرام باندھ لیگی۔
اور حج کا احرام باندھنے سے پہلے اپنے بالوں میں کنگھا کرے، اور حالتِ حیض میں
عورت کے لئے طواف کے علاوہ حج کے بقیہ تمام ارکان کا ادا کرنا جائز ہے۔ لہٰذا
وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ، رمی جمرات وغیرہ سب ماہواری کی حالت میں
ادا کرسکتی ہے۔ پھر حیض سے پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرکے ارکانِ حج سے
فراغت حاصل کرے گی۔ اس کے بعد تمتع کا عمرہ جو اس سے فوت ہوچکا ہے
اس کی قضا کرے گی، اور اسکا احرام مقامِ تنعیم یا حدودِ حرم سے باہر کہیں سے بھی
جاکر باندھ سکتی ہے، اور عمرہ کی قضا کے ساتھ ایک دمِ کفارہ دینا بھی اس پر لازم
ہوجائیگا۔ چونکہ اس عورت نے عمرۂ تمتع نہیں کرپایا تھا، اسکے بغیر اس نے حج کرلیا
ہے اسلئے اسکا حج، حج تمتع نہیں رہا بلکہ حجِ افراد ہوگیا۔ لہٰذا اسکے اوپر تمتع
کا دم جو دمِ شکر کہلاتا ہے لازم نہیں ہوگا، بلکہ ترکِ عمرہ کی وجہ سے ایک دمِ کفارہ
لازم ہوگا۔ اسلئے اس دم کا گوشت اس کے لئے کھانا جائز نہیں ہوگا۔ پورا کا پورا صدقہ
کردینا لازم ہوگا۔

اور دمِ شکر اور دمِ کفارہ کا فرق یہ ہے کہ دمِ شکر کا گوشت کھانا خود کیلئے جائز
ہے، اور دمِ کفارہ کا کھانا جائز نہیں۔ بلکہ فقراء پر تقسیم کردینا لازم ہوتا ہے۔
اسی طرح اس عورت کا بھی حکم ہے جس نے حج قران کا احرام باندھا ہو، اور ادائے عمرہ
سے پہلے ماہواری آگئی ہو، یہ مسئلہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق لکھا گیا ہے۔[1]

---

[1] وبه اخذ ابوحنيفةؒ ايضا بذلك لانها كانت عنده رافضة لعمرتها والرافضة عنده عليها دم للرفض وعليها عمرة (عمدة القاري قديم بيروت ۱۰/۲۳۲ جديد مطبوعه زكريا ديوبند ۷/۲۲۳) وقد استدل بذلك الكوفيون على ان المرأة اذا اهلت بالعمرة متمتعة فحاضت قبل ان تطوف ان تترك العمرة وتهل بالحج مفردة كما صنعت عائشة وانما يلزمها دم لرفض العمرة (فتح الملهم ۳/۲۴۸) ولو لم يطف لعمرته او طاف لها اقله ولو بعذر كحيض مثلا حتى وقف بعرفة انتقضت عمرته وان لم ينو الرفض لانه تعذر عليه اداؤها لانه لو اداها بعد الوقوف لصار بانيا افعال العمرة على افعال الحج وهو عكس المشروع وبطل قرانه وسقط عنه دمه وعليه قضاؤها بعد ايام التشريق ودم لرفضها. (غنية الناسك قديم ۱۱۷ نسخه جديد ۲۰۲)

صحتِ تمتع کی شرط

حج تمتع کے صحیح ہونے کے لئے اتنی شرط کافی ہے کہ حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے عمرہ کا طواف مکمل کرے یا طواف کا اکثر حصہ پورا کرلے، یعنی عمرۂ تمتع کے سات چکروں میں سے چار چکر مکمل کرلے، اسکے بعد حج کا احرام باندھا جائے تو حج، حج تمتع ہوگا۔ اور دمِ شکر جو تمتع کرنے پر لازم ہوتا ہے وہی دینا لازم ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ متمتع کے لئے صحتِ تمتع کے لئے عمرۂ تمتع کا صرف طواف کرنا کافی ہوتا ہے۔

اور حج کے احرام سے پہلے عمرہ کی سعی کرنا صحتِ تمتع کے لئے شرط نہیں، بلکہ عمرہ کی سعی وقوفِ عرفات کے بعد یا طوافِ زیارت کے بعد بھی کرنا جائز اور درست ہوجائیگا ہاں البتہ اگر عمرۂ تمتع کا پورا طواف یا طواف کا اکثر حصہ یعنی چار شوط نہیں کیا ہے بلکہ تین شوط یا اس سے کم یعنی ایک دو شوط کرنے کے بعد حج کا احرام باندھ لیا ہے تو وہ متمتع نہیں ہوگا، بلکہ اسکا حج، حج قران ہوجائیگا۔ نیز اگر عمرہ کے احرام کے بعد مکہ مکرمہ پہنچکر ابھی طواف کا ایک چکر بھی نہیں کیا تھا کہ حج کا احرام باندھ لیا تب بھی قارن بنجائیگا، بشرطیکہ وقوفِ عرفات سے پہلے پہلے عمرۂ قران کا طواف مکمل کرلیا ہو، یا عمرۂ قران کے چار شوط مکمل کرلیئے ہوں۔ اور اگر وقوفِ عرفات سے پہلے پہلے عمرۂ قران کا مکمل طواف یا طواف کا اکثر حصہ ادا نہیں کیا ہے تو وقوفِ عرفات کی وجہ سے اسکا قران باطل ہوجائیگا اور مفرد بالحج بن جائیگا۔ اور بعد میں ایک عمرہ کی قضا کرنا لازم ہوگا۔ اور ساتھ میں ایک دم بھی دینا ہوگا۔

جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے واقعہ میں مذکور ہے۔ جس کی تفصیل "عورت قارن یا متمتع" کے عنوان کے ذیل میں لکھدی گئی ہے۔[۱] (مستفاد زبدۃ المناسک/۲۳۰)

(۱ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ہے)

صحتِ تمتع کیلئے حج کے احرام سے قبل عمرہ سے حلال ہونا لازم نہیں

ماقبل کے عنوان میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ صحتِ تمتع کیلئے صرف اتنی بات لازم ہے کہ حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے عمرۂ تمتع کا مکمل طواف یا اسکا اکثر حصہ یعنی چار شوط پورے کرلیے ہوں تو اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا متمتع کیلئے حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے عمرہ کا احرام کھولدینا لازم ہے یا نہیں، تو اسکا جواب یہ ہے کہ متمتع کے لئے حج کا احرام باندھنے سے پہلے عمرہ کا احرام کھول کر حلال ہونا شرطاً یا واجب یا سنتِ مؤکدہ نہیں ہے۔ بلکہ رُکنِ عمرہ جوکہ طواف ہے اس کے اکثر حصہ کی ادائیگی شرط ہے اور اسکا اکثر حصہ ادا ہوچکا ہے۔

جیسا کہ سوقِ ہدی کی صورت میں متمتع کے لئے ارکانِ عمرہ کی ادائیگی کے بعد بھی حلال ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ عمرہ کے احرام کی حالت میں حج کا احرام باندھنا لازم ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہوجائے کہ عمرہ کے احرام کو باقی رکھنے کے لئے سوقِ ہدی شرط نہیں ہے۔ بلکہ سوقِ ہدی کی وجہ سے احرام کو باقی رکھنا شرط ہوتا ہے۔ لہٰذا سوقِ ہدی نہ ہونے کی صورت میں احرام کے کھولنے اور باقی رکھنے دونوں

(حاشیہ سابقہ صفحہ کا) لہ المحرم بالعمرۃ اذا احرم بالحج قبل ان یطوف لعمرتہ یکون قارناً وکذلک لو احرم بعد ما طاف لہا شوطاً او شوطین او ثلاثۃ، وفی الخانیۃ: وان احرم بعد ما طاف اربعۃ اشواط کان متمتعاً (تاتارخانیہ ۲/۵۲۸)

لو احرم بالعمرۃ ثم احرم بالحج بعد ذلک قبل الطواف للعمرۃ او اکثرہ کان قارناً لوجود معنی القران وھو الجمع بین الاحرامین وشرطہ ولو کان احرامہ للحج بعد طواف العمرۃ او اکثرہ لایکون قارناً بل یکون متمتعاً لوجود معنی التمتع وھو ان یکون احرامہ بالحج بعد وجود رکن العمرۃ کلہ وھو الطواف سبعۃ اشواط او اکثرہ وھو اربعۃ اشواط۔
(بدائع الصنائع قدیم ۲/۱۶۷ مطبوعہ کراچی، نسخہ جدیدہ ۳/۲۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

میں اختیار ہے۔ ہاں البتہ احرام کا کھول دینا صرف افضل اور اولیٰ ہے۔ [1]

صحتِ تمتع کیلئے حج سے قبل سعی کرنا لازم نہیں

ایک مسئلہ یہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ عمرہ میں سعی کرنا واجب ہے، تو کیا متمتع کیلئے جس طرح حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے طوافِ عمرہ مکمل یا اسکا اکثر حصہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ کی سعی مکمل یا اس کا اکثر حصہ ادا کرنا بھی لازم ہے یا نہیں؟ تو اس مسئلہ کا حکمِ شرعی یہ ہے کہ اگر متمتع طوافِ عمرہ مکمل یا اکثر حصہ کرنے کے بعد حلال نہیں ہو رہا ہے بلکہ احرام کی حالت میں باقی رہتا ہے، اور اسی حالت میں حج کا احرام بھی باندھ لیتا ہے تو ایسی صورت میں حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے سعی مکمل یا اسکا اکثر حصہ کر لینا صرف مسنون ہے، واجب نہیں۔ لہٰذا عمرہ کی سعی کو حج کے بعد تک مؤخر کرنا بھی جائز ہے، لیکن خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ اور اس پر کسی قسم کا فدیہ اور کفارہ بھی لازم نہیں ہے۔ [2]

---

[1] والإحرام من الميقات ليس بشرط للعمرة ولا للتمتع حتى لو احرم بها من دويرة اهله او غيرها جاز وصار متمتعا وكذا الحلق بعد الفراغ منها ليس بحتم بل له الخيار ان شاء تحلل وان شاء بقي محرما حتى يحرم بالحج (تبيين الحقائق ۲/۴۵، هندية ۱/۲۳۸)

[2] واما ذكر الحلق لبيان تمام افعال العمرة لا لانه شرط في التمتع لانه مخير بينه وبين بقائه ثم محرما بها الى ان يدخل احرام الحج ولا يرد عليه المتمتع الذى ساق الهدى فانه لا يجوز له الحلق للعمرة حتى لو حلق لها لزمه دم لان سوق الهدى عارض منعه من التحلل على خلاف الاصل (البحر الرائق جديد مطبوعه زكريا ۲/۶۳۲ نسخه قديم كوئٹه ۲/۳۶۲)
ويتحلل منها اى من العمرة ان شاء بالحلق او بالتقصير وان شاء بقى محرما حتى يحرم بالحج ويتحلل من الاحرامين يوم النحر (مجمع الانهر جديد مطبوعة مكة المكرمة ۱/۴۳۷) هكذا في فتح القدير قديم كوئٹه ۲/۲۲۴ نسخه جديد مطبوعه زكريا ۲/۳۰۴ ولو اخر السعي عن ايام النحر ولو شهورا لا شئ عليه ويكره وكذا الحكم في سعي العمرة (غنية الناسك قديم ۱/۲۱ نسخه جديد ۲۴۸)

متمتع کا حج کے احرام سے قبل عمرہ کی سعی کئے بغیر حلال ہونا

یہ مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اگر متمتع مکمل طواف عمرہ یا طواف عمرہ کا اکثر حصّہ ادا کرنے کے بعد حج کے احرام سے پہلے حلال ہونا چاہتا ہے تو حلال ہونے سے پہلے سعی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر عمرہ کی سعی سے پہلے محض طواف کر کے احرام کھولدیتا ہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم دینا لازم ہو جائیگا۔ تو اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ متمتع کے لئے عمرہ کی سعی کو حج کے بعد تک تاخیر کرنے کی گنجائش اس وقت ہے کہ جب اُسنے حج کا احرام باندھنے سے پہلے عمرہ کا احرام نہ کھولا ہو۔ اور اگر حج کا احرام باندھنے سے پہلے کھولدیتا ہے تو پھر احرام کھولنے سے پہلے پہلے عمرہ کی سعی کرلینا بھی واجب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اگر سعی کئے بغیر احرام کھول دیگا تو اُسکے اُوپر ایک دم واجب ہوگا، مگر عمرہ باطل نہیں ہوگا بلکہ بعد میں سعی کرنا بھی واجب ہوگا، اور سعی سے پہلے احرام کھولنے کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہوگا۔ [1]

تمتع کے عمرہ کی شرائط

عُمرہ میں احرام شرط ہے۔ اور طواف رُکنِ عمرہ ہے۔ اور طواف کو سعی سے پہلے کرنا سعی کے صحیح ہونے کی شرط ہے یعنی ہر سعی سے پہلے ایک طواف کا ہونا شرط ہے۔ اور نفسِ سعی بجائے خود واجب ہے۔ اور سعی کو حلق سے پہلے کرنا بھی واجب ہے۔ نیز عمرہ کی سعی کے لئے بقاءِ احرام واجب ہے۔ لہٰذا اگر سعی سے پہلے حلق کر کے

---

[1] وميقاتها ميقات الحج الا لاهل مكة فالحل واكثر طوافها كـكله فى حق الامن من الفساد والارتفاض وصحة التحلل الا انه يحرم عليه التحلل قبل اتيان السعى بتمامه وتقديم طوافها على السعى شرط لصحة السعى وتقديم سعيها على الحلق واجب -
(غنية الناسك جديد /۱۳۲)

احرام کھولدیتا ہے۔ اسکے بعد بغیر احرام کے عمرہ کی سعی کریگا تو ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔ لیکن نفسِ سعی صحیح ہوجائیگی۔ (زبدۃ المناسک/۲۸۲)

عمرہ کی سعی کیلئے اِحرام واجب

یہاں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ماقبل میں یہ جو حکم بیان کیا گیا ہے کہ متمتع کے لئے طوافِ عمرہ کے بعد احرام کی حالت میں سعی کئے بغیر حج کا احرام باندھ لینا جائز ہے اور سعی کو حج کے بعد تک مؤخر کردینا بھی جائز ہے، اور اس پر دم یا فدیہ وغیرہ واجب نہیں، یہ اس وقت ہوگا کہ جب عمرہ کی سعی حج کے بعد احرام کھولنے سے پہلے پہلے کرنی ہو اسلئے کہ عمرہ کی سعی کے لئے بقاءِ احرام واجب ہے۔ (زبدۃ المناسک/۲۸۲) [1]

طوافِ عمرہ کے اقل اشواط کے ترک سے دم واجب ہے تاخیر سے نہیں

طوافِ عمرہ کے اقل اشواط یعنی تین یا اس سے کم چکروں کو بالکل ترک کردینے کی وجہ سے دَم واجب ہوجاتا ہے مگر عمرہ باطل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ کرنیکے بعد وطن واپس ہوجائے تو اسکا عمرہ تو صحیح ہوجائیگا مگر ایک دم دینا بھی واجب ہوجائیگا۔ اور اگر طوافِ عمرہ کے اقل اشواط کو ترک تو نہیں کیا ہے مگر صرف تاخیر کی ہے تو تاخیر کیوجہ سے دم وغیرہ کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ اسی طرح عمرہ کے حلق میں تاخیر کرنے میں اور اسی طرح عمرہ کی سعی میں تاخیر کرنے میں بھی کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ نیز اگر طوافِ عمرہ کا ایک چکر بھی ترک کردیتا ہے تب بھی دم واجب ہوجاتا ہے۔ ہاں البتہ اگر بعد میں اس چکر کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ (مستفاد ایضاح المناسک/۱۸۶) [2]

---

[1] وان کان سعیہ للعمرۃ فلا یشترط بقاؤہ بل یجب حتی لو طاف کلہ او اکثرہ ثم حلق ثم سعی صح سعیہ وعلیہ دم لتحللہ قبل اوانہ (غنیۃ المناسک جدید/۱۳۲)

[2] ولو طاف اکثر طواف العمرۃ وسعی بین الصفا والمروۃ ورجع الی اھلہ فعلیہ دم لترک اقل طواف العمرۃ وفی شرح الطحاوی ولا یجب علیہ لتاخیر طواف العمرۃ ولا لتاخیر حلقہ او سعیہ شیئ بالاتفاق۔ (تاتارخانیۃ ۲/۵۲۲) ولو ترک الاقل منہ ولو شوطا لزمہ دم ولو اعادہ سقط عنہ الدم۔ (غنیۃ الناسک قدیم/۱۴۸ نسخہ جدید/۲۷۶)

طوافِ عمرہ کے چار چکر کے بعد عورت قارنہ کو حیض آجائے تو کیا کرے؟

عورت نے حجِ قران کا احرام باندھا اور ابھی طوافِ عمرہ کے چار چکر کر پائی تھی ماہواری (حیض) آگئی، تو ایسی عورت کے حجِ قران اور عمرۂ قران کا کیا حکم ہوگا۔ کیونکہ ماہواری اگر عرفات جانے تک بند نہیں ہوتی، تو ایسی عورت کا حکم یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ کے بعد وقوفِ مزدلفہ اور منیٰ میں رمی وغیرہ کرتی رہے، جب ماہواری سے پاک ہوجائے تو پہلے طوافِ عمرہ کے تین چکر جو باقی رہ گئے تھے انہیں ادا کرے اس کے بعد طوافِ زیارت کرے تو ایسی صورت میں اس عورت کا حج حجِ قران شمار ہوگا، اور اس کے اوپر دمِ جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا، ہاں البتہ دمِ قران لازم ہوگا۔ اگر طواف کے چار چکر پورے کرنے سے پہلے ماہواری آگئی ہوتی تو اس کا عمرۂ قران باطل ہوجاتا اور وہ مفرد بالحج کے حکم میں ہوجاتی۔ [1]

قارنہ عورت نے طوافِ عمرہ نہیں کیا اور طوافِ قدوم کے چار چکر کے بعد حیض آگیا

قارن کے لئے مسنون یہ ہے کہ مکۂ معظمہ پہنچنے کے بعد پہلے ارکانِ عمرہ ادا کرے اسکے بعد ہی طوافِ قدوم کرے۔ (زبدۃ المناسک/۲۹۷، غنیۃ الناسک قدیم/۱۰۹، نسخہ جدیدہ/۲۰۵، ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۳۸)

---

[1] فان وقف القارن بعرفۃ قبل اکثر طواف العمرۃ بطلت عمرتہ فلو أتی باربعۃ اشواط ولو بقصد القدوم او التطوع لم تبطل ویتمها یوم النحر قبل طواف الزیارۃ۔ (مستفاد مع الشامی زکریا ۳/۵۴۰ کراچی ۲/۵۳۵، غنیۃ الناسک قدیم/۱۱۰ جدید/۲۰۵)

لیکن عورت قارن نے عمل اس کے برعکس کردیا یعنی پہلے مکہ پہنچنے کے بعد طوافِ قدوم شروع کردیا، جوکہ خلافِ سنت ہے۔ اور طوافِ قدوم کے ابھی چار چکر کرپائی تھی، ماہواری (حیض) شروع ہوگئی، چنانچہ وہیں طواف کو موقوف کردیا اور اسی حالت میں آٹھویں ذی الحجہ آگئی، اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ کے ارکان ادا کرلیئے تو اب کیا کرے؟ اب اس عورت کے لئے قِران کو باقی رکھنے کے لئے، یعنی حج وعمرہ دونوں کو اپنی حالت پر باقی رکھنے کے لیئے یہی شکل ہے کہ طوافِ قدوم کے جو چار چکر کیئے ہیں ان چاروں کو طوافِ عمرہ ہی کے چکر سمجھے جائیں گے۔

اسی طرح طوافِ نفل کے چار چکر کرلیئے ہوتے تو وہ بھی طوافِ عمرہ میں شمار ہوجاتے، لہٰذا اب طوافِ زیارت سے پہلے طوافِ عمرہ کے بقیہ تین چکر پورے کرلے، اسکے بعد طوافِ زیارت کرے گی تو ایسی صورت میں حج اور عمرہ دونوں صحیح ہوجائیں گے۔ اور کوئی دم بھی اسپر واجب نہیں ہوگا، اور عمرہ اور حج دونوں کی سعی بعد میں کرسکتی ہے۔ [1]

قارن ومتمتع کے ارکانِ عمرہ اور ارکانِ حج میں ترتیب کا حکم

قارن اور متمتع کا ارکانِ عمرہ وارکانِ حج میں ترتیب قائم رکھنا کیسا ہے؟ تو اس سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ طوافِ عمرہ اور طوافِ حج یعنی طوافِ زیارت کے درمیان ترتیب قائم رکھنا لازم اور واجب ہے۔ لہٰذا طوافِ عمرہ مکمل یا طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ قارن اور متمتع پر وقوفِ عرفات سے پہلے پہلے ادا کرنا

---

[1] فلو طاف لهما طوافين ثم سعى سعيين جاز وأساء بتاخير سعي العمرة وتقديم طواف الحج و لادم عليه اجماعًا (وقوله) فلو أتى باربعة أشواط ولو بقصد القدوم أو التطوع لم تبطل ويتمها يوم النحر قبل طواف الزيارة۔ (غنية الناسك جديد /۲۰۵ قديم/۱۱۰)

واجب اور لازم ہے۔ چنانچہ اگر طوافِ عمرہ مکمل یا اسکا اکثر یعنی چار چکر وقوفِ عرفات سے پہلے نہیں کر پایا ہے تو عمرہ باطل ہوجائیگا۔ اور اگر چار چکر کرلیئے ہیں تو بقیہ تین چکر یوم النحر میں طوافِ زیارت سے پہلے کرنا لازم ہوگا۔ ہاں البتہ قارن اور متمتع پر عمرہ کی سعی اور حج کی سعی کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب نہیں ہے، بلکہ عمرہ کی سعی وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کے بعد بھی کرنا جائز ہے، مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔ اور خلافِ سنت اور ترکِ سنت کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوتا۔ اسلئے عمرہ کی سعی کو مؤخر کرنے کی بنا پر کسی قسم کا دم واجب نہیں ہوگا۔[1]

خلاصہ یہ ہے کہ متمتع اور قارن کے اوپر طوافِ عمرہ اور طوافِ حج کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب اور شرط ہے۔ اور عمرہ کی سعی اور حج کی سعی کے درمیان ترتیب قائم کرنا نہ شرط ہے اور نہ ہی واجب۔ بلکہ صرف مسنون ہے، اور ترک کرنے کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوتا۔

طوافِ عمرہ کے آخری تین چکر ادا کیئے بغیر طوافِ زیارت کرلیا تو کیا حکم؟

اگر قارن یا متمتع نے طوافِ عمرہ کے چار چکر کرلیئے تھے اور تین چکر باقی رہ گئے، اور ان تین چکروں کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے پہلے یہ تین چکر پورے کرلینا واجب ہے۔ پھر اس کے بعد طوافِ زیارت کرے، لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ طوافِ عمرہ کے تینوں چکروں کو بھول کر یا جان کر چھوڑدیا اور طوافِ زیارت کے ساتوں چکر کرلئے تو ایسی صورت میں حکمِ شرعی یہی ہے کہ طواف

---

[1] وان طاف طوافين لعمرته وحجته وسعى سعيين يجزيه لانه اتى بما هو المستحق عليه وقد اساء بتاخير سعي العمرة وتقديم طواف التحية ولا يلزمه شئ (وتمته في البناية) ان المراد احد الطوافين طواف العمرة وطواف الزيارة لا طواف القدوم (هداية مع حاشية رشيديه ۱/۲۳۸، بناية ۱/۱۲۹)

زیارت کے ساتوں چکروں میں سے چار چکر طوافِ زیارت کے شمار ہوں گے، اور تین چکر طوافِ عمرہ کے شمار ہوں گے۔ لیکن ان ساتوں چکروں میں سے پہلے تین چکر طوافِ عمرہ میں شمار ہو کر عمرہ مکمل شمار کیا جائیگا، اور بعد کے چار چکر طوافِ زیارت کے شمار ہو جائیں گے۔ پھر یہ سمجھا جائیگا کہ طوافِ زیارت کے چار چکر پورے ہو گئے اور تین چکر باقی رہ گئے۔ اب مسئلہ طوافِ زیارت کے تین چکر باقی رہ جانیکا درپیش ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے، اگلی سرخی میں آرہا ہے۔ اور یہ حکم غنیہ کی عبارت میں ملاحظہ فرمایئے۔ [۱]

طوافِ زیارت کے بقیہ تین چکر ایامِ نحر میں اَدا کرلئے

یہ مسئلہ اُوپر کے مسئلہ کے متعلق ہے کہ طوافِ عمرہ کے بقیہ تین چکروں کے لئے طوافِ زیارت کے شروع کے تین چکروں کو شمار کرلیا گیا، اب طوافِ زیارت کے چار چکر ادا ہو گئے اور تین چکر باقی رہ گئے، اور طوافِ زیارت کے بقیہ تین چکر ایامِ نحر میں پورے کرلینے سے بلا کسی کفارہ و فدیہ کے طواف مکمل شمار ہو جاتا ہے، اور کوئی چیز اس پر لازم نہیں ہوتی۔ اور اگر ایامِ نحر گذر جانے کے بعد بقیہ تین چکروں کو ادا کرتا ہے تو ایسی صورت میں اس کے اُوپر ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ اگر ایک چکر کا مسئلہ ہے تو ایک صدقۂ فطر، دو چکر کا ہے تو دو صدقۂ فطر، اور تین چکر کا ہے تو تین صدقۂ فطر واجب ہو جائیں گے۔ [۲]

---

[۱] ولو طاف لعمرتہ اربعۃ اشواط ولم یسع لہا ثم طاف یوم النحر للزیارۃ وسعی فان ثلاثۃ اشواط من طوافہ تحول لعمرتہ ثم وکذا سعیہ (غنیۃ الناسک جدید/۲۰۵ قدیم/۱۱۰)

[۲] اما اذا اتم الباقی فلیس علیہ شیئ اذا کان الاتمام فی ایام النحر اما بعدہا فیلزمہ صدقۃ عند ابی حنیفۃ لکل شوط نصف صاع من بُر۔ (البحر الرائق کراچی ۳/۲۰ زکریا ۳/۳۶)

ولو ترک منہ شوطا او شوطین او ثلاثۃ فعلیہ دم فلو اتم الباقی فی ایام النحر فلیس علیہ شیئ ولو اتمہ بعدہا یلزمہ صدقۃ لکل شوط نصف صاع من بُر۔

(غنیۃ الناسک جدید/۲۷۳ نسخہ قدیم/۱۴۲)

مسئلہ اِلمام کی وضاحت اور اسکے متعلق جزئی مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ اِلمام ایک اُلجھا ہوا مسئلہ ہے۔ اسکی وضاحت بھی نہایت ضروری ہے۔ اور اِلمام کی دُو قسمیں زیادہ مشہور ہیں۔ اور ان کی وضاحت بھی جزئیات کے ساتھ کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔

اِلمامِ صحیح اِلمام کے تام اور صحیح ہونے میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کے درمیان الگ الگ انداز سے اختلاف ہے۔ اور تینوں کے نزدیک الگ الگ شرائط ہیں۔ جو ذیل میں الگ الگ سرخیوں میں واضح کیا جارہا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اِلمام صحیح کی قیودات و واجبات

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک اِلمام کے تام اور صحیح ہونے کیلئے چھ قیودات لازم ہیں۔

۱۔ میقات سے تجاوز کرجانے کے ساتھ ساتھ وطن پہنچ گیا ہو۔

۲۔ عمرہ سے مکمل فراغت کے بعد حلال ہوکر وطن واپس ہوا ہو۔

۳۔ آفاقی نے اشہرِ حج میں عمرہ کیا ہو۔ لہٰذا اشہرِ حج سے قبل کے عمرہ کا اعتبار نہیں۔

۴۔ اس پر ایسی ذمہ داری باقی نہ ہو جس کی ادائیگی کیلئے حرم شریف واپس جانا اس پر لازم اور واجب ہوجاتا ہو۔

مثلاً طواف کا کل یا اکثر حصہ ادا کرنے سے قبل یا سعی سے قبل وطن چلا گیا ہو تو واپس آکر ان ارکان کا ادا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا المام کے صحیح ہونے کیلئے ایسی ذمہ داری باقی نہ ہونا لازم ہے۔

۵۔ سوقِ ہدی کرکے نہ پہنچا ہو۔ اسلئے کہ اگر سوقِ ہدی کیساتھ مکۃ المکرمہ پہنچکر اشہرِ حج میں عمرہ کیا ہو تو حج سے قبل اس کے لئے احرام کھولنا جائز نہیں۔ بلکہ حج کے بعد ہدی ذبح کرنے کے بعد حلال ہونے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس سے قبل نہیں۔ لہٰذا سوقِ ہدی کے بعد واپس وطن آجائیگا، تو دوبارہ حرم شریف واپس جانا لازم اور واجب ہے۔

۶۔ ارکانِ عمرہ کے بعد حلق سے قبل وطن نہ گیا ہو بلکہ حلق کے بعد گیا ہو۔

ان چھ قیودات کے ساتھ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِلمام صحیح ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر ایک بھی قید فوت ہوگی تو المام صحیح نہ ہوگا۔

لہٰذا حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک اگر حرم شریف سے وطن واپس پہنچ گیا ہے

مگر ۱۔ اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے پہنچا ہو۔

۲۔ اشہرِ حج میں عمرہ کا احرام باندھکر حرم شریف پہنچ گیا مگر عمرہ نا تمام چھوڑکر واپس ہوا ہو جس کی وجہ سے حرم شریف دوبارہ پہنچنا لازم ہوگیا ہو

۳۔ ارکانِ عمرہ ادا کرکے حلق کیئے بغیر پہنچا ہو۔

۴۔ متمتع نے سوقِ ہدی کے ساتھ عمرہ کرکے واپس آیا ہو۔

ان تمام صورتوں میں اِلمام صحیح نہ ہوگا۔ [۱]

---

[۱] ان المتمتع ہو الذی یعتمر فی اشہر الحج ویحج من عامہ ذلک فی سفر واحد ولا یلم باہلہ بینہما الماما صحیحا۔ وتفسیر الالمام الصحیح ان یرجع الی اہلہ ولا یکون العود الی مکۃ مستحقا علیہ (وقولہ الالمام الفاسد فانہ لا یمنع صحۃ التمتع عند ابی حنیفۃ وابی یوسف والالمام الصحیح عبارۃ عن النزول فی وطنہ من غیر بقاء صفۃ الاحرام الخ (تاتارخانیہ ۲/۵۲۹)

جیسا کہ کئی عنوانات میں الگ الگ مسائل اور جزئیات سے واضح کیا گیا ہے۔ جو آئندہ آرہے ہیں۔
(مثلاً سعی کے بعد حلق سے قبل گھر واپس ہونے کا عنوان، سوقِ ہدی کا عنوان وغیرہ)۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک المامِ صحیح کی قیود ات و واجبات

حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اِلمام کے صحیح اور تام ہونے کے لئے صرف چار شرطیں لازم ہیں۔

۱۔ آفاقی نے اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد میقات سے تجاوز کر لیا ہو۔ اور ان کے نزدیک وطن پہنچنا لازم نہیں۔

۲۔ اس آفاقی پر ارکانِ عمرہ کی تکمیل کی ذمہ داری باقی رہ گئی ہو، اور حُدودِ حرم میں حلق کرنا اور حُدودِ حرم میں حلال ہونا ان کے نزدیک واجب نہیں۔ [۱]

۳۔ سوقِ ہدی نہ کیا ہو۔ ۴۔ اشہرِ حج میں عمرہ کیا ہو۔

حضرت امام محمدؒ کے نزدیک المامِ صحیح کی قیودات و واجبات

حضرت امام محمدؒ کے نزدیک اِلمام کے صحیح اور تام ہونے کیلئے صرف تین باتیں لازم ہیں۔

۱۔ آفاقی نے اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد میقات سے تجاوز کر لیا ہو۔ وطن پہنچنا لازم نہیں، اور چاہے کہیں بھی پہنچ گیا ہو۔

۲۔ عمرہ سے حلق کے ساتھ حلال ہو کر میقات سے تجاوز کیا ہو۔

---

[۱] لان الاصل عندہ ان الخروج فی اشہر الحج الی غیر اہلہ کالاقامۃ بمکۃ فکانہ لم یخرج وقرن من مکۃ واما عندہما فکالرجوع الی اہلہ فلذا خرج مبطل متعۃ اھ
(غنیہ جدید/۲۱۰ قدیم/۱۱۲)

۳: اس پر عمرہ کی ایسی ذمہ داری لازم نہ ہو جس کی وجہ سے حرم شریف واپس پہنچنا لازم ہوجاتا ہو۔ مثلاً طواف کا اکثر حصہ باقی ہو یا سعی باقی ہو تو واپسی واجب ہے۔ کیونکہ طواف وسعی حرم شریف کے علاوہ دنیا کی کسی بھی جگہ جائز نہیں۔ ہاں البتہ امام محمدؒ کے نزدیک حدودِ حرم میں حلق کرنا اور حلال ہونا واجب ہے۔ مگر ان کے نزدیک اِلمام کے صحیح ہونے کے لئے حلال ہوکر وطن پہنچنا، یا میقات سے تجاوز کرنا لازم نہیں۔

حاصل یہ نکلتا ہے کہ بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں حضرت امام ابوحنیفہؒ منفرد اور تنہا ہیں۔ اور بعض میں امام صاحبؒ اور امام ابویوسفؒ کے درمیان اتفاق ہے۔ اور بعض میں امام محمدؒ منفرد اور تنہا ہیں۔ اور بعض میں امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے درمیان اتفاق ہے۔

اور بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں سب کا اتفاق ہے۔ مثلاً آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ سے حلال ہوکر وطن پہنچ جائے سب کے نزدیک اِلمام صحیح ہے اور تمتع باطل ہے۔ اور میقات سے تجاوز کرجائے مگر وطن نہ جائے تو امام صاحبؒ کے نزدیک اِلمام صحیح نہ ہونے کی وجہ سے تمتع باطل نہ ہوگا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک اِلمام صحیح ہوجانے کی وجہ سے تمتع باطل ہوجائیگا۔ اور سوقِ ہدی کی صورت میں اور حلال نہ ہونے کی صورت میں حضرت امام محمدؒ کے نزدیک اِلمام صحیح ہوجاتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک اِلمام صحیح نہیں ہوتا۔ لہٰذا امام محمدؒ کے نزدیک تمتع باطل ہوجائیگا، اور شیخینؒ کے نزدیک باطل نہ ہوگا۔

---

[1] هٰذا هو الإلمام الفاسد وهو أن يرجع إلى وطنه حلالاً بعد ما اعتمر لأن العود مستحق عليه فجعل رجوعه إلى وطنه كأن لم يكن فكان أداء النسكين في سفرة واحدة حكماً هذا عندهما وعند محمد ليس من شرط صحة الإلمام كونه حلالاً لكن شرطه أن لا يكون العود مستحقاً عليه اتفاقاً فلو رجع بعد طواف العمرة كله أو أكثره قبل الحلق يبطل تمتعه لصحة الإلمام (التوضيح جديد ۳۲۳/۱ قديم ۱۷۲/۱) ولو ساق الهدي فالإقامة لا يكون صحيحاً ولا يبطل تمتعه عندهما وقال محمد يبطل تمتعه (ط ق ل) إما قبل الحلق فان تمتعه لا يبطل عندهما وقال محمد يبطل اھ (الجوهرة ۲۰۵/۱)

اور آگے آنے والے مختلف عنوانات سے مزید وضاحت آئیگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

فسادِ عمرہ کے بعد قضاء سے تمتع کا اختلاف

۱ اگر اشہرِ حج میں عمرہ کرنے کے بعد فاسد کردیا، پھر اسی فساد کی حالت میں اسکا اتمام کرلیا، پھر اسی سال حج کرلیا تو بالاتفاق متمتع نہ ہوگا، بلکہ مفرد بالحج ہی ہوگا ــــــ

۲ اگر فسادِ عمرہ کے بعد اس کی قضاء کرلی، پھر اسی سال حج کرلیا تو کیا حکم؟ تو اس بارے میں تین وجوہ ہیں۔

۱ بالاتفاق متمتع ہوجائیگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہوکر وطن واپس ہوجائے، پھر وہاں سے واپس آکر اس کی قضاء کرلے، پھر اسی سال حج بھی کرلے تو بالاجماع متمتع ہوجائیگا۔

۲ بالاتفاق متمتع نہ ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہوکر حرم سے باہر نہ جائے، یا حُدودِ حَرم سے باہر جائے مگر میقات سے باہر نہ جائے۔ اور اسی حالت میں اس عمرۂ فاسدہ کی قضاء کرلے، پھر اسی سال حج کرلے تو بالاجماع متمتع نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اہلِ مکہ کے حکم میں ہوگیا۔ گویا اس نے تمتع کا عمرہ کیا ہی نہیں

۳ امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ۔ اس کی صورت یوں ہے:
عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہونے کے بعد خارج میقات میں غیر وطن کو چلا جائے، مثلاً ہندوستانی عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہونے کے بعد مدینۃ المنورہ یا طائف وغیرہ پہونچ جائے پھر وہاں سے واپس آکر اسکی قضاء کرلے، پھر اسی سال حج کرے، تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ شخص متمتع نہیں ہوگا، بلکہ مفرد بالحج ہی ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک متمتع بنجائیگا۔ اسلئے کہ انکے نزدیک

مدینہ وغیرہ پہنچنا گھر پہونچنے کے درجہ میں ہے۔ [1]

تمتع کرنیوالی عورت نے حیض کی وجہ سے عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لیا تو کیا حکم ؟

ایام حج میں عورت عمرہ کا احرام باندھکر حرم شریف جانے لگی، مگر راستہ میں یا حرم شریف پہنچنے کے بعد اس کی ماہواری کے ایام شروع ہوگئے، اور ابھی ماہواری کا سلسلہ جاری ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ آگئی تو عورت نے عمرہ کا احرام ترک کرکے حج کا احرام باندھ لیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا تو ایسی صورت میں اسکا حج تمتع ختم ہوکر مفرد بالحج بنجاتی ہے۔ اور اسکے اوپر سے دم شکر بھی ساقط ہوجاتا ہے۔ اور حج کے بعد اس پر ایک عمرہ بطور قضا ادا کرنا اور ایک دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ [2]

اسکی پوری تفصیل حج تمتع کے عنوان کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

---

[1] ولو اعتمر فی الاشہر ثم افسدھا واتمہا علی الفساد ثم حج من عامہ ذلک لم یکن متمتعا فان قضاھا وحج من عامہ ذلک فھو علی ثلثۃ اوجہ فی وجہ یکون متمتعا اجماعا وھو انہ لما فرغ من عمرتہ الفاسدۃ رجع الی اھلہ ثم عاد وقضاھا وحج من عامہ ذلک یکون متمتعا بالاجماع وفی وجہ لا یکون متمتعا اجماعا وھو انہ لما فرغ منہا لم یخرج من الحرم اوخرج ولم یجاوز المیقات حتی قضاھا وحج من عامہ ذلک لم یکن متمتعا بالاجماع لانہ لما حل من عمرتہ الفاسدۃ صار کواحد من اھل مکۃ ولا تمتع لاھل مکۃ وفی وجہ اختلفوا فیہ وھو انہ لما فرغ منہا عاد الی غیر اھلہ خارج المیقات ثم رجع وقضاھا وحج من عامہ لم یکن متمتعا عند ابی حنیفۃ ؒ کانہ لم یخرج من مکۃ وعندھما یکون متمتعا لان لحوقہ بھذا الموضع کلحوقہ باھلہ الخ (الجوھرۃ ۱/۲۰۲)

[2] قد استدل بذلک الکوفیون علی ان للمرأۃ اذا اھلت بالعمرۃ متمتعۃ فحاضت قبل ان تطوف ان تترک العمرۃ وتھل بالحج مفردۃ کما صنعت عائشۃ وانما یلزمھا دم لرفض العمرۃ الخ

(فتح الملہم ۳/۲۴۸)

حج قِران کرنیوالی عورت حیض کیوجہ سے عمرہ نہ کرسکی تو کیا حکم؟

اگر عورت نے حج قران کا احرام باندھ لیا ہے، اور ماہواری کی وجہ سے عمرۂ قران نہیں کرسکی اور حج کرلیا، تو ایسی صورت میں عورت مُفرد بالحج ہوجائیگی، اور اس کا قران ختم ہوجائیگا۔ اور دمِ شکر بھی اس سے ساقط ہوجائیگا۔ اور حج کے بعد ایک عمرہ کرنا اور ایک دمِ جبر دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ اس کی پوری تفصیل حج قران کے عنوان کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔ [1]

عورت عمرہ کے بعد مدینۃ المنورہ گئی واپسی میں ارکانِ عمرہ حیض کی وجہ سے ترک کرنا پڑگیا تو کیا حکم؟

اگر عورت نے اپنے وطن سے حج تمتع کے ارادہ سے سفر شروع کردیا اور مکۃ المکرمہ پہنچکر ارکانِ عمرہ ادا کرکے حلال ہوگئی، اسکے بعد حج سے قبل پھر مدینۃ المنورہ چلی گئی۔ اور جب مدینۃ المنورہ سے واپس ہوئی تو ذوالحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر راستہ ہی میں عورت کو حیض آنے کا سلسلہ شروع ہوگیا، اور یوم النحر تک جاری رہا جسکی وجہ سے اس نے عمرہ کے ارکان ادا نہیں کر پایا اور عمرہ ترک کرکے حج کا احرام باندھنا پڑگیا، تو ایسی صورت میں عورت عمرہ کا احرام کھولکر حج کا احرام باندھ لیگی، اور حج کے بعد متروکہ عمرہ کی قضاء کرنا لازم ہوگا۔ اور اس

---

[1] ولو لم یطف لعمرتہ او طاف لہا اقلہ، ولو بعذر کحیض مثلاً حتی وقف بعرفۃ ارتفضت عمرتہ وان لم ینو الرفض لانہ تعذر علیہ اداؤہا الا انہ، لو اداہا بعد الوقوف لصار بانیا افعال العمرۃ علی افعال الحج وھو عکس المشروع وبطل قرانہ، وسقط عنہ دمہ، و علیہ قضاءہا بعد ایام التشریق ودم رفضہا الخ غنیہ جدید/۲۰۵ قدیم/۱۱۰)

عورت کا حج، حج تمتع ہوجائیگا۔ اسلئے کہ اس نے اشہرِ حج میں ایک عمرہ کرلیا تھا، اور اس کے بعد المامِ صحیح اور المام تام نہیں کیا، یعنی وطن واپس نہیں گئی تھی کیونکہ مدینہ منورہ اسکا وطن نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک المام صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اسکا تمتع صحیح ہوجائیگا، اور اس پر دو دم واجب ہوجائیں گے۔

۱۔ تمتع صحیح ہونے کی وجہ سے ایک دمِ شکر دینا واجب ہوگا۔ اور اس کا گوشت کھانا بھی اس کے لئے جائز ہوجائیگا۔

۲۔ دوسرا عمرہ فسخ ہوجانے کی وجہ سے ایک دمِ کفارہ ادا کرنا بھی لازم ہوجائیگا۔ اور اس کا گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا، بلکہ صدقہ کردینا واجب ہوگا۔ نیز فسخ اور ترک شدہ عمرہ کی قضا بھی لازم ہوجائے گی۔ ؎۱

مکی اور متمتع کا حدودِ حرم سے باہر جاکر حج کا احرام باندھنا

اہلِ مکہ پر حدودِ حرم کے اندر ہی حج کا احرام باندھنا واجب ہے۔ اسی طرح متمتع پر بھی حج کا احرام حدودِ حرم کے اندر باندھنا واجب ہے کہ جب عمرہ کا احرام کھولکر مکۃ المکرمہ میں مقیم ہوگیا تو وہ بھی اہلِ مکہ کے حکم میں ہوگیا۔ اور حدودِ حرم ہی ان کے حج کے احرام کا میقات ہے۔ لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر جاکر حج کا احرام

؎۱ التمتع هو الترفق باداء النسكين الصحيحين في اشهر الحج في سفر واحد في عام واحد بان يفعل الآفاقي العمرة او اكثر اشواطها في اشهر الحج قبل الحج عن احرامٍ بها قبلها او فيها ويحج من عامه بوصف الصحة من غير ان يلم باهله بينهما الماما صحيحا الخ (غنیہ جدید /۲۱۲)
وقد استدل بذلك الكوفيون على ان للمرأة اذا اهلت بالعمرة متمتعة فحاضت قبل ان تطوف ان تترك العمرة وتهل بالحج مفردة كما صنعت عائشةؓ وانما يلزمها دم لرفض العمرة الخ فتح الملهم ۳/۲۳۸۔ اذا خرج الى موضع لاهله التمتع و القران وهو ما وراء الميقات فاحرم بالعمرة كان متمتعا في قولهم جميعا الخ
(تاتارخانیہ ۲/۵۳۴)

باندھتے ہیں تو ان پر ترکِ میقات اور ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہو جائیگا۔ ہاں البتہ اگر حُدودِ حرم میں آکر دوبارہ احرام باندھیں گے تو دم ساقط ہو جائیگا [۱]

عمرہ کا احرام حُدودِ حرم کے اندر باندھنا

عمرہ کا احرام حُدود کے اندر باندھنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں۔ بلکہ حدودِ حَرم سے باہر ہی باندھنا واجب ہے۔ اس کی خلاف ورزی سے دم واجب ہو جائیگا [۲] اس کی تفصیل عمرہ کی بحث کے تحت دیکھ لی جائے۔

عُمرہ کے بعد حُدودِ حَرم سے باہر جانے سے بھی تمتع باقی

اگر حج تمتع کرنے والا ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے بعد حلال ہو کر مکۃ المکرمہ میں مقیم ہو جائے پھر اس درمیان حج سے قبل حُدودِ حرم سے باہر حِل میں چلا جائے، مگر میقات سے تجاوز نہیں کیا، مثلاً حج سے قبل قیام مکہ کے دوران کسی ضرورت کے لئے جدّہ چلا جائے پھر واپس آکر حج کر لیتا ہے تو سب کے نزدیک اسکا حج تمتع صحیح ہو جائیگا، اسلئے کہ میقات سے تجاوز نہ کرنیکی صورت میں اِلمام صحیح اور اِلمام فاسد میں سے کوئی بھی پایا نہیں گیا۔ [۳]

---

[۱] فلو احرم للعمرة داخل الميقات ولو من مكة او للحج من الحل ولو من عرفة يكون متمتعا وعليه دم لترك الميقات فلو عاد اليه سقط عنه الدم۔
الاصل فى المتمتع ان يكون حجة مكية ولكن ولو احرم خارج الحرم يصير متمتعا الخ
(غنیہ جدید ۲۱۴)

[۲] ولا يشترط ان يكون احرام العمرة من الميقات ولا احرام الحج من الحرم بل من الواجبات فلو احرم للعمرة داخل الميقات (الى قوله) وعليه دم لترك الميقات الخ
(غنیہ جدید ۲۱۴/ قدیم ۱۱۴)

[۳] ولو خرج من الحرم ولم يجاوز الميقات وحج من عامه يكون متمتعا بالاتفاق الخ (غنیہ جدید ۲۱۳/ قدیم ۱۱۳)
ولو انه لما حل من عمرته لم يخرج من الحرم حتى احرم بالحج او خرج الا انه لم يجاوز الميقات حتى حج من عامه كان متمتعا الخ (جوہرة ۱/۲۰۵)

آفاقی اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے مکّہ میں قیام کے بعد اسی سال حج کرے تو کیا حکم

اگر کوئی آفاقی شخص اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے مکۃ المکرمہ میں حج تک مقیم ہوجائے، اور پھر اشہرِ حج میں مدینۃ المنورہ بھی نہ جائے مگر حج سے قبل حُدودِ حرم سے باہر حِل میں جاکر مسجدِ عائشہ وغیرہ سے احرام باندھکر عمرہ کرتا ہے، اور پھر اسکے بعد اسی سال حج کرتا ہے تو وہ شخص مفرد بالحج ہوجائیگا اور متمتع نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اگرچہ وہ شخص فی نفسہٖ آفاقی ہے مگر اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی نہ کرنے کی وجہ سے متمتع نہیں ہوسکے گا۔[۱]

آفاقی اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے مکّہ میں حج تک کیلئے مقیم ہوگیا، پھر اشہرِ حج میں مدینہ جاکر عمرہ کرلیا

اگر آفاقی شخص نے اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے حج تک کیلئے مکۃ المکرمہ میں قیام کرلیا ہے، اور حج سے قبل اشہرِ حج میں مدینہ طیبہ چلا گیا اور پھر وہاں سے عمرہ کرکے واپس آگیا، اور اسی سال حج کرلیا تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ شخص متمتع نہ ہوگا۔ کیونکہ انکے یہاں ایسا شخص میقات سے تجاوز کرنے کے بعد جب تک وطن جاکر واپس نہ آئیگا اُسوقت تک متمتع نہیں بن سکیگا۔ اور حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک یہ شخص متمتع بن جائیگا، اسلئے کہ انکے نزدیک متمتع ثابت ہونے کیلئے صرف اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی کا ہونا کافی ہے، اور وطن جاکر واپس آنا لازم نہیں۔[۲]

---

[۱] واما الآفاقی اذا دخل المیقات اودخل مکۃ بعمرۃ وحل منہا قبل اشہر الحج فان مکث بہا حتی دخل اشہر الحج فہو کالمکی بالاتفاق (الی قولہ) لو احرم لعمرۃ قبل اشہر الحج نقضاہا وتحلل واقام بمکۃ فاحرم بعمرۃ ثم حج من عامہ ذلک لم یکن متمتعا (غنیہ جدید ص۲۲۴ قدیم ص۱۲۱)

[۲] فان کان حین فرغ من الاولی خرج متجاوز المیقات قبل اشہر الحج فاہل منہ لعمرۃ فی اشہر الحج وحج من عامہ فہو متمتع۔ وان کان جاوز المیقات فی اشہر الحج لم یکن متمتعا الا اذا خرج الی اہلہ ثم اعتمر ثم حج من عامہ عند ابی حنیفۃ وعندہما ہو متمتع جاوز المیقات قبل اشہر الحج اوبعدہا الخ (غنیۃ جدید ص۲۲۵ قدیم ص۱۲۱)

آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد گھر واپس ہوگیا تو تمتع باقی رہیگا یا نہیں؟

آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ کرنے کے بعد اپنے وطن واپس ہوگیا، پھر اسی سال حج کا احرام باندھکر دوبارہ مکۃ المکرمہ میں داخل ہوکر حج کریگا تو کسی کے نزدیک بھی وہ شخص متمتع نہیں ہوگا۔ بلکہ مفرد بالحج ہی ہوگا۔ اسلئے کہ آفاقی جب اشہرِ حج میں عمرہ کرنے کے بعد گھر واپس چلا جائے تو المامِ صحیح کا ثبوت ہوجاتا ہے۔

اور المامِ صحیح کی صورت میں سب کے نزدیک تمتع ختم ہوجاتا ہے۔ ہاں البتہ اگر دوبارہ عمرہ کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوگیا ہوتا اور عمرہ سے فارغ ہوکر یوم عرفہ سے قبل مکۃ المکرمہ میں حج کا احرام باندھ لیا ہوتا تو سب کے نزدیک تمتع صحیح ہوجاتا۔ اور یہاں ایسا نہیں۔ لہٰذا اگر مدینہ اور طائف وغیرہ کے لوگ اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد گھر واپس آجائیں، اور پھر اسی سال حج کرلیں تو سب کے نزدیک انکا حج، حجِ تمتع نہ ہوگا۔ بلکہ حج افراد ہی ہوگا۔[1]

عمرہ کی سعی کے بعد حلق سے قبل گھر واپس آگیا

آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ کا طواف اور سعی کے بعد حلق سے قبل گھر واپس ہوگیا تو حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسکا تمتع باقی رہے گا۔ اسلئے کہ تمتع باطل ہونے کے لئے المامِ صحیح لازم ہے، اور المامِ صحیح کے لئے شیخین کے نزدیک عمرہ سے حلال ہوکر واپس ہونا لازم ہے۔ اور یہاں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ بغیر حلق اور بغیر حلال ہوئے وطن پہنچا ہے، لہٰذا اسکا تمتع باقی رہے گا۔

---

[1] واذا عاد المتمتع الیٰ بلدہ بعد فراغہ ولم یکن ساق الھدی بطل تمتعہ لانہ الم باھلہ بین النسکین الماما صحیحا وبطل التمتع الخ (الجوھرۃ النیرۃ ۱/۲۰۵)

اورحضرت امام محمدؒ کے نزدیک المامِ صحیح کے لئے عمرہ سے حلال ہوکر وطن پہونچنا لازم نہیں، لہٰذا ان کے نزدیک تمتع باطل ہوجائیگا۔ کیونکہ المامِ صحیح کا ثبوت ان کے نزدیک موجود ہے۔ اوران کے نزدیک المامِ صحیح کے لئے کسی بھی طرح سے وطن واپس ہوجانا کافی ہے۔ [۱] قول راجح اور مفتیٰ بہ شیخین کا قول ہے۔ ماقبل میں المام کی مستقل بحث آپ کی نظر سے گذرچکی۔

سوقِ ہدی کی صورت میں تمتع کی صحت

اگر آفاقی نے دمِ تمتع کے لئے قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے، اورعمرہ سے فارغ ہونے کے بعد سوقِ ہدی کی وجہ سے حلال نہیں ہوپایا، اوراسی حالت میں وطن سے واپس آگیا توحضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس کا تمتع باطل نہ ہوگا، اسلئے کہ ان کے نزدیک المامِ صحیح کے لئے سوقِ ہدی کا نہ ہونا لازم ہے۔ اور یہاں سوقِ ہدی کی وجہ سے اِلمام فاسد ہوگیا ہے۔ اورحضرت امام محمدؒ کے نزدیک سوقِ ہدی المامِ صحیح کو مانع نہیں ہے۔ اسلئے ان کے نزدیک اس صورت میں بھی تمتع باطل ہوجائیگا۔ اوراس سال جو حج کریگا وہ اسکا حج افراد ہی ہوگا، تمتع نہ ہوگا۔ [۲]

---

[۱] عند محمدؒ ليس من ضرورة صحة الإلمام كونه حلالا ولكن شرطه ان لا يكون العود مستحقا عليه افتراضا فلو رجع بعد طواف العمرة كله او اكثره قبل الحلق يبطل تمتعه لصحة إلمامه الخ (غنية جديد/۲۱۳ والإلمام الفاسد فانه لا يمنع صحة التمتع عند ابي حنيفةؒ وابي يوسفؒ الخ (تاتارخانية ۲/۵۲۹) بعد فراغه من العمرة اى بعد ما حلق اما قبل ان يحلق فان تمتعه لا يبطل عندهما وعند محمد يبطل الخ الجوهرة ۱/۲۰۵)

[۲] واذا ساق الهدى فالمامه لا يكون صحيحا ولا يبطل تمتعه عندهما وقال محمد يبطل تمتعه لانه اداهما بسفرين ولانه الم باهله ولهما ان العود مستحق عليه لاجل الحلق لان الحلق موقت بالحرم وجوبا عند ابي حنيفةؒ واستحبابا عند ابي يوسفؒ والعود يمنع صحة الإلمام الخ (الجوهرة ۱/۲۰۵)

عمرہ کے بعد میقات سے باہر غیر وطن پہنچ جانا

آفاقی جب اشہرِ حج میں عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد میقات سے باہر چلا جائے۔ تو اس کی دو صورتیں ہمارے پیش نظر ہیں۔

۱: میقات سے تجاوز کر کے اپنے وطن پہنچ جائے اور پھر وہاں سے حج کا احرام باندھکر آئے، تو سب کے نزدیک المام صحیح ہوجانے کی وجہ سے تمتع باطل ہوجائے گا۔

۲: میقات سے تجاوز کر گیا مگر اپنے وطن نہیں گیا بلکہ کسی دوسری جگہ چلا گیا اور وہاں سے حج کا احرام باندھکر واپس آگیا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک المام ناقص ہونے کی وجہ سے تمتع باطل نہ ہوگا، بلکہ اس کا تمتع باقی رہیگا۔ اسلئے کہ ان کے نزدیک المام صحیح کے ثبوت کے لئے وطن پہنچنا لازم ہے۔ لہٰذا عمرہ سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ جاکر واپسی میں حج کا احرام باندھنے سے ان کے نزدیک تمتع میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ بلکہ تمتع بدستور باقی رہے گا۔

اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک میقات سے تجاوز کرتے ہی المام صحیح کا ثبوت ہوجاتا ہے۔ اور انکے نزدیک المام کے صحیح اور تام ہونے کے لئے وطن پہنچ جانا لازم نہیں، بلکہ صرف میقات سے تجاوز کرنا کافی ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک اس کا تمتع باطل ہوجائیگا۔ لہٰذا اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد اگر حج سے پہلے مدینہ طیبہ جاکر وہاں سے حج کا احرام باندھکر آئیگا تو تمتع باطل ہوجائے گا اور مفرد بالحج بن جائے گا، اور اس پر دمِ شکر کی قربانی بھی لازم

نہ ہوگی۔ ؎ اگرچہ فتویٰ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے۔ مگر صاحبینؒ کے اختلاف سے بچنے کے لئے مدینہ طیبہ جانے والے آفاقی کے لئے بہتر یہی ہے کہ مدینہ طیبہ سے واپسی میں حج کا احرام نہ باندھیں، بلکہ عمرہ کا احرام باندھکر آیا کریں، اور یہ بھی بشرط سہولت ہے، ورنہ حضرت امام صاحبؒ کے قول پر ہی فتویٰ ہے کہ حج کا احرام باندھکر آنے سے بھی تمتع باقی رہے گا۔

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ،

؎ لان الاصل عنده ان الخروج فی اشهر الحج الیٰ غیر اهله فالاقامة بمكة فكانه لم یخرج وقرن من مكة واما عندهما فكالرجوع الی اهله فاذا خرج بطل تمتعه ۔ الا غنیہ جدید/۲۱۵ قدیم/۱۱۳) ولو عاد بعد ما حل من عمرته الی غیر اهله فی موضع لاهله التمتع والقران وحج من عامه ذلك كان متمتعا عند ابی حنیفة وصار كانه لم یخرج من مكة وعندهما لا یكون متمتعا ویكون لحوقه بهذا الموضع كلحوقه باهله الخ الجوهرة ۱/۲۰۲) غنیہ جدید ۲۱۳، قدیم/۱۱۳) اما اذا رجع الی غیر بلده كان متمتعا عند ابی حنیفة ویكون كانه لم یخرج من مكة وعندهما لا یكون متمتعا ویكون كانه رجع الی بلده ولا فرق عندهما بین ان ینوی الاقامة فی غیر بلده خمسة عشر یوما او لم ینو الخ

(الجوهرة ۱/۲۰۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

(۱۶) عمرہ کے مسائل

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ الآیہ (سورۂ بقرۃ آیت ۱۹۶)

حج اور عمرہ کے ارکان کی تکمیل کرو، رضاءِ الٰہی کے لئے۔

یعنی جب کسی نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس کا پورا کرنا لازم ہوگیا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ بیچ میں چھوڑ بیٹھے، یا احرام سے نکل جائے۔ بلکہ پوری رغبت اور شوق کے ساتھ تمام ارکان اور شرائط و لوازمات کی رعایت کرتے ہوئے مکمل کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

عمرہ کے فرائض وواجبات

عمرہ کے افعال کل چار ہیں۔

۱۔ احرام باندھنا۔ اور عمرہ کا احرام حُدودِ حَرَم سے باہر باندھنا لازم ہے۔ آفاقی ہو تو میقات یا میقات سے پہلے باندھنا لازم ہے۔ اور حُدودِ حَرَم کے رہنے والے اور اہلِ حِل پر لازم ہے کہ حُدودِ حَرَم سے باہر حِل میں جاکر عمرہ کا احرام باندھے۔

۲۔ طوافِ عمرہ کرنا۔

۳۔ سعی بین الصفا والمروہ کرنا۔

۴۔ سر کا حلق یا قصر کرنا۔

ان چاروں افعال میں سے احرام باندھنا عمرہ کے لئے شرط ہے۔

اور عمرہ کا طواف رکن اور فرض ہے اور سعی بین الصفا والمروہ اور سر کے بال صاف کرنا یہ دونوں واجب ہیں۔ (درمختار کراچی ۲/۴۷۲) [1]

افعالِ عمرہ میں ترتیب

عمرہ کے مذکورہ چاروں افعال میں ترتیب لازم اور ضروری ہے اور اسکی تفصیل یوں ہے کہ طوافِ عمرہ کو عمرہ کی سعی پر مقدم کرنا صحتِ سعی کیلئے شرط ہے لہٰذا اگر پہلے سعی کر لی جائے اسکے بعد طواف کیا جائے تو سعی صحیح ہی نہ ہوگی اور نہ ہی دم دینا کافی ہوگا۔ بلکہ طواف کے بعد دوبارہ سعی کرنا لازم ہوگا۔ اور سعی اور حلق کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے، شرط نہیں یعنی پہلے سعی کیجائے اسکے بعد حلق یا قصر کرنا واجب ہے۔ اسکے برعکس اگر طوافِ عمرہ کے بعد پہلے حلق یا قصر کریگا اور اسکے بعد سعی کریگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور ترتیب کے ساتھ دوبارہ دونوں کا اعادہ لازم نہ ہوگا۔ [2]

عمرہ کی غلطیوں میں بدنہ یا صدقہ نہیں صرف دم ہوتا ہے

اگر عمرہ کے افعال میں غلطی یا بالقصد جرم واقع ہوجائے تو کفارہ میں صرف دَم واجب ہوتا ہے یا اِعادہ لازم ہوجاتا ہے۔ اور عمرہ کے کفارہ میں بدنہ یعنی اُونٹ، گائے بھینس وغیرہ بڑے جانور کی قربانی یا صَدقہ کسی بھی صورت میں لازم نہیں ہوتا۔ [3]

عمرہ کا حکم

عمرہ کرنا فرض یا واجب نہیں ہے۔ بلکہ صحیح قول کے مطابق حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور عمرہ کیلئے

---

[1] العمرة (الی قولہ) وھی احرام وطواف وسعی وحلق او تقصیر فالاحرام شرط ومعظم الطواف رکن وغیرھما واجب ھو المختار الخ (الدر المختار کراچی ۲/۴۷۲)

[2] وتقدیم طوافہا علی السعی شرط لصحۃ السعی وتقدیم سعیہا علی الحلق واجب الخ (غنیہ جدید/۱۹۷ قدیم/۱۰۵)

[3] ولا مدخل للبدنۃ فیہا ولا للصدقۃ بالجنایۃ فی طوافہا الخ (غنیہ جدید/۱۹۷ قدیم/۱۰۵)

وقت اور مہینہ یا دن کی کوئی تخصیص نہیں۔ پورے سال میں جب چاہے کرسکتے ہیں۔ ہاں البتہ نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک حج کے ارکان کی ادائیگی میں مشغول رہنا لازم ہوتا ہے اسلئے ان ایام میں ممنوع ہے [1] (درمختار کراچی ۲/۴۷۲)

رمضان میں عمرہ کرنا

عمرہ پورے سال کرسکتے ہیں مگر رمضان المبارک میں اعمال کا ثواب ستر گنا زائد ہو جاتا ہے۔ اور بخاری شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا عمرہ پورے حج کے برابر ہوتا ہے۔ (بخاری شریف ۱/۲۳۹، مسلم شریف ۱/۴۰۹)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے سے حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ حج کرنیکے برابر اجر و ثواب اور درجہ مل جاتا ہے۔

حاشیہ میں چند حدیثیں درج ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ [2]

اسلئے اگر موقع ہو تو رمضان المبارک ہی میں عمرہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ایام حج میں عمرہ

ایام حج یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک پورے سال میں یہ پانچ دن ایسے ہیں کہ جنہیں عمرہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔ ان پانچ دن کو چھوڑ کر پورے سال میں جب بھی چاہے عمرہ کرسکتے ہیں۔ یہ ممنوع اسلئے ہے کہ ان ایام کو اللہ تعالیٰ نے حج کے مناسک ادا کرنے کیلئے خاص

---

[1] العمرة وتسمّى الحج الاصغر وهى فى العمر مرة سنة مؤكدة لمن استطاع وهو المذهب الخ غنیہ جدید /۱۹۲، الدر المختار کراچی ۲/۴۷۲)

[2] عن انس بن مالك انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم عمرة فى رمضان كحجة معى - الحديث ، المعجم الكبير ۱/۲۵۱ حديث ۷۲۲
عن ابن عباس قال جاءت ام سليم الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالت حج ابو طلحة وابنه وتركانى فقال يا ام سليم عمرة فى رمضان تعدل حجة ، (صحيح ابن حبان ۲/۳۲ حديث ۳۷۰۱) فعمرة فى رمضان تقضى حجة او حجة معى . الحديث (مسلم شریف ۱/۴۰۹)

فرمایا ہے۔ لہٰذا اگر ان ایام میں عمرہ کرنے میں لگ جائیگا تو مناسکِ حج صحیح طریقے سے ادا نہیں ہو پائیں گے۔ اسلئے ان ایام میں عمرہ کرنا گناہ ہے۔ [1]

(مستفاد درمختار کراچی ۲/۴۷۲، ھدایہ ۱/۲۷۶)

ایام النحر اور ایام التشریق میں حاجی کا عمرہ

حاجی کیلئے یوم عرفہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک مسلسل پانچ دنوں میں کسی بھی دن عمرہ کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر حاجی نے یوم النحر میں تمام ارکان ادا کر کے احرام کھول دیا ہے اور طوافِ زیارت، قربانی، حلق سب کچھ ادا کر کے فراغت حاصل کر لی ہے، اس کے بعد یوم النحر ہی میں عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے یا تیرھویں ذی الحجہ کے غروب سے قبل کسی بھی وقت حُدودِ حَرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ کر لیتا ہے تو اسکا عمرہ تو ادا ہو جائیگا مگر ان ایام کو منیٰ کیلئے اور اُمورِ حج کی عظمت کیلئے فارغ رکھنا واجب ہے، اسلئے ترکِ واجب اور کراہتِ تحریمی کے ارتکاب کیوجہ سے ایک دم دینا واجب ہو جائیگا۔ [2]

ایامِ حج کے پانچ دِنوں میں غیر حاجی کا عمرہ

سابقہ مسئلہ سے معلوم ہوا کہ حاجی کیلئے نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک پانچ دن کے درمیان عمرہ کرنا ممنوع اور مُوجبِ دم ہے۔ تو سُوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر حاجی کیلئے

---

[1] وکرھت تحریماً یوم عرفۃ وادبعۃ بعدھا ای کرہ انشاءھا بالاحرام حتی یلزمہ دم۔ الخ الدرالمختار کراچی ۲/۴۷۲
اس کی تفصیل درمختار کراچی ۲/۵۸۹ میں موجود ہے۔ لان العمرۃ جائزۃ فی جمیع السنۃ بلاکراھۃ الا فی خمسۃ ایام لافرق بین المکی والآفاقی الخ غنیہ جدید /۲۱۵ قدیم /۱۱۵)
[2] وتصح فی کل السنۃ ولکن یکرہ تحریماً انشاؤھا بالاحرام فی خمسۃ ایام یوم عرفۃ (الی قولہ) ویوم النحر وایام التشریق للنھی عنھا فیھا لان ھذہ ایام الحج فتعینت لہ فلو اھلّ بھا فیھا لزمتہ لصحۃ الشروع فیھا ویلزمہ رفضھا فان مضی فیھا اجزأہ لاتیانہ اداھا کما التزم وعلیہ دم لارتکاب النھی ولترکہ تخلیص الوقت لہ الخ
(غنیہ جدید /۱۹۷ قدیم /۱۰۵ ھکذا معناہ فی مناسک القاری /۲۲۶)

جائز ہے یا نہیں جیسا کہ بہت سے اہلِ مکہ اور اطراف مکہ اور اہلِ جدہ وغیرہ جنہوں نے حج کا احرام نہیں باندھا اور نہ ہی انکا ارادہ اس سال حج کرنیکا ہے تو ایسے لوگوں کیلئے ان پانچ دِنوں کے درمیان عمرہ کرنا کیسا ہے؟ تو ان ایام میں مناسکِ حج اور اُمورِ حج کی عظمت حاجی اور غیر حاجی سب کیلئے یکساں ہے۔ اسلئے غیر حاجی کیلئے بھی ان ایام میں عمرہ ممنوع اور مکروہ تحریمی اور موجب دم ہے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کیلئے بھی ان ایام کے علاوہ پورا سال پڑا ہوا ہے۔ جب چاہے عمرہ کر سکتے ہیں۔ تو انہیں ایام میں کیا خصوصیت ہے؟ لہٰذا ان کیلئے بھی ممنوع ہے۔ [1]

ایامِ ممنوعہ میں احرام باندھا، اور ان ایام کے بعد افعالِ عمرہ ادا کیے تو کیا حکم؟

یوم عرفہ سے تیرھویں ذی الحجہ کے درمیانی زمانہ میں تمتع اور قران کے عمرہ کے علاوہ باقی کسی بھی قِسم کا عمرہ کرنا ممنوع اور موجب دم ہے۔ لیکن دو شرطوں کے ساتھ ہی موجبِ دَم ہے۔ اور ان دونوں شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی نہ ہو تو دم ساقط ہوجائے گا۔

۱۔ انہیں پانچ ایام کے اندر احرام باندھا ہو۔

۲۔ انہیں پانچ ایام کے اندر احرام باندھنے کے بعد انہیں ایام کے اندر ارکانِ عمرہ بھی ادا کر لیا ہو۔ اور اگر ان ایام سے پہلے احرام باندھا ہے اور پھر انہیں ایام میں آکر افعالِ عمرہ ادا کیا ہے تو دم لازم نہیں۔ نیز اسی طرح اگر ان ایام کے درمیان احرامِ عمرہ باندھ لیا ہے مگر افعالِ عمرہ ان ایام میں ادا نہیں کیا بلکہ ان ایام کے گذر جانیکے بعد

---

[1] ولانّ هٰذه ايّام الحج فتعيّنت له وخلالها فتعيّنت له وان لم يحجّ فيها وكذا هو ظاهر اطلاق النهي عنها فشملت الكراهة للحاج وغيره تعظيماً لامر الحج ا ه
(غنیہ جدید/ ۱۹۷ قدیم/ ۱۰۵)

ادا کیا ہے تو بھی دم لازم نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر حاجی نے ایامِ نحر اور ایامِ تشریق میں عمرہ کا صرف احرام باندھ لیا ہے۔ اسی طرح غیر حاجی نے صرف عمرہ کا احرام باندھا اور ان ایام کے گذر جانیکے تک احرام کی حالت کو باقی رکھا اور عمرہ کے افعال ادا نہیں کیے اور ان ایام کے گذر جانیکے بعد ادا کیے ہیں تو دم واجب نہ ہوگا۔ [1]

عمرہ میں طوافِ قدوم وطوافِ وداع کا کیا حکم؟

عمرہ میں طوافِ قدوم اور طوافِ وداع مسنون نہیں، لہٰذا جب عمرہ کا احرام باندھ کر حرم شریف پہونچیں گے تو طوافِ عمرہ سے ہی عمل شروع ہوگا، طوافِ قدوم نہیں کیا جائیگا۔ اسی طرح جب واپسی کے وقت آئیگا تو طوافِ وداع کرنا واجب نہیں بلکہ بغیر طوافِ وداع کے واپسی ہوجائے گی۔ اور اگر کوئی عمرہ کرکے واپسی کے وقت طواف کریگا تو وہ نفلی طواف ہوجائیگا واجب طواف نہ ہوگا۔ [2] اور بعض علماء نے عمرہ سے واپسی میں طوافِ وداع کو واجب کہا ہے، مگر راجح اور

---

[1] رجل اهلّ بعمرة في اول العشرة ثم قدم في ايام التشريق فاحبّ اليّ ان يؤخر الطواف حتى تمضي ايام التشريق ثم يطوف وليس عليه ان يرفض احرامه ولو طاف لها في تلك الايام اجزأه ولا دم عليه ولو اهلّ بعمرة في ايام التشريق يؤمر برفضها وان لم يرفض ولم يطف حتى مضت ايام التشريق ثم طاف لها اجزأه ولا دم عليه وحاصله انه مجرد الاهلال بها في ايام التشريق لا يلزمه دم وان كان يؤمر برفضه كما انه يجوز افعالها فيها باحرام سابق لا يلزمه دم وان كان رفضها احبّ بل اعا يلزمه دم اذا اهلّ بها فيها ومضى في افعالها الخ (غنية جديد ۱۹۸/ قديم ۱۰۲/ ومعناه في مناسك القاري ۳۶۲)

[2] وليس لها طواف القدوم وبعدها طواف الصدر الخ غنية جديد ۱۹۷/ قديم ۱۰۵) الخامس ليس لها طواف القدوم اي سنة ولو كان آفاقيا بخلاف الحج واشار الى انه لا يجب بعدها طواف الصدر اي الوداع ولو كان اعتمر من اهل الآفاق واراد السفر وهذا في ظاهر الرواية وقال الحسن بن زياد يجب عليه (مناسك الملا علي القاري ۳۶۴) بدائع الصنائع جديد ۳/ ۳۰۵ قديم ۲/ ۲۲۷ لحديث الحارث بن عبد الله الثقفي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من حج او اعتمر فليكن آخر عهده ان يطوف بالبيت فقال عمر اخرزيدك سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم تخبرني، الحديث (المعجم الكبير ۳/ ۲۶۳ حديث ۳۳۵۴)

مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ عمرہ کے بعد واپسی میں طواف وداع واجب یا مسنون نہیں ہے بلکہ صرف نفل اور مستحب ہے۔ لہٰذا عمرہ کرنیوالا اگر طواف وداع کریگا تو افضل و بہتر ہوگا۔ اور اگر نہیں کرتا ہے تو اس پر کوئی حرج اور مضائقہ بھی نہ ہوگا۔

متمتع کا اشہرِ حج میں بار بار عمرہ کرنا

جو شخص حج تمتع کرتا ہے اسکا حج سے پہلے اشہرِ حج یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے عشرۂ اول میں بار بار عمرہ کرنا کیسا ہے؟ تو راجح اور صحیح قول کے مطابق حج سے قبل مذکورہ ایام میں بار بار عمرہ کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اسمیں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔ (مستفاد اوجز المسالک جدید ۴/۳۴۴ غنیۃ الناسک جدید ۲۱۵ قدیم ۱۱۵ معلم الحجاج ص ۲۲۱) اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ متمتع ارکانِ عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جب دوسرا عمرہ کریگا تو تمتع باطل ہو جائیگا۔ انکا یہ قول صحیح نہیں ہے۔ بلکہ جب دوسرا عمرہ کریگا تو اسکے ذریعہ سے تمتع ہو جائیگا اور جب تیسرا عمرہ کریگا تو اسکے ذریعہ سے علیٰ ھذا القیاس جتنے عمرے کریگا انمیں آخر والے کے ذریعہ سے تمتع صحیح ہو جائیگا۔[1]

(مستفاد فتاوی محمودیہ ۱۰/۱۸۳ جدید ۱۴/۴)

اہلِ مکہ کا اشہرِ حج میں عمرہ کرنا

اہلِ مکہ کیلئے حج کے مہینوں میں بار بار عمرہ کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ اور پورے سال میں صرف پانچ دن عمرہ کرنا مکروہ ہے یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک، اور ان پانچ دن کے علاوہ باقی سال کے تمام ایام میں مکی اور غیر مکی

---

[1] ویعتمر قبل الحج ما شاء وما فی اللباب لا یعتمر قبل الحج فغیر صحیح لانہ بناء علیٰ ان المکی ممنوع من العمرۃ المفردۃ وھو خلاف مذھب اصحابنا جمیعًا ولان العمرۃ جائزۃ فی جمیع السنۃ بلا کراھیۃ الا فی خمسۃ ایام لا فرق فی ذلک بین المکی والآفاقی الخ
(غنیہ جدید/۲۱۵ قدیم/۱۱۵)

سب کیلئے عمرہ کرنا بلاتفریق جائز اور درست ہے۔ (غنیہ) [1]

کثرتِ طواف افضل ہے یا کثرتِ عُمرہ؟

یہ مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ قیام مکۃ المکرمہ کے زمانہ میں کثرت کے ساتھ طواف کرنا افضل ہے یا کثرت سے عُمرہ کرنا؟ تو حضراتِ فقہاء نے لکھا ہے کہ قیام مکۃ المکرمہ کے زمانہ میں کثرتِ عمرہ کے مقابلہ میں کثرتِ طواف زیادہ افضل اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اسکی مختلف وجوہ حضراتِ علماء نے لکھی ہیں۔

۱ بعض علماء کے نزدیک سال بھر میں صرف ایک ہی عمرہ کرنا بہتر ہے۔ متعدد عمرہ ایک سال میں کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اور طواف ہر وقت سب کے نزدیک پسندیدہ اور بہت بڑا اجر کا باعث ہے۔ حضرت امام مالکؒ کیطرف اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔

(غنیہ جدید/ ۲۰۰)

۲ بعض فقہاء نے کہا کہ عُمرہ صرف آفاقی کے ساتھ خاص ہے۔ یہ قول اگرچہ مرجوح اور غیر راجح ہے۔ مگر اس سے فقہاء کا اختلاف ثابت ہوا۔ اور طواف مکی اور آفاقی سب کیلئے بلاتفریق عام ہے اور بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

۳ طواف مستقل اور مقصود بالذات عبادت ہے۔ نہ اسکے لئے احرام شرط ہے اور نہ ہی سعی اور حلق وغیرہ لازم ہے۔ اسکے برخلاف عمرہ کیلئے احرام لازم ہے اور بعد میں حلق بھی لازم ہے۔ لہٰذا طوافِ عمرہ مستقل بالذات عبادت نہیں ہے۔

۴ طواف پورا سال ہر وقت بلا کراہت جائز ہے۔ اسکے برخلاف عمرہ یوم عرفہ اور ایام نحر اور ایام تشریق میں ممنوع ہے۔ [2]

---

[1] لان العمرة جائزة فی جمیع السنة بلا کراهة الا فی خمسة ایام لافرق فی ذلک بین المکی والآفاقی الخ
(غنیة المناسک قدیم/ ۱۱۵ جدید/ ۲۱۵)

[2] اکثار الطواف افضل من اکثار الاعتمار لکونه مقصودا بالذات ولمشروعیته فی جمیع الحالات ولکراهة بعض العلماء اکثارها فی سنة مع ان بعض الفقهاء قالوا العمرة مختصة بالآفاقی
غنیة جدید/ ۲۰۰ قدیم/ ۱۰۴)

نیز ایک عمرہ ادا کرتے ہوئے کئی بار متعدد طواف کیا جا سکتا ہے۔ انہیں وجوہ کی بناء پر کثرتِ طواف کثرتِ عمرہ سے افضل ہے۔

حج چھوڑ کر عمرہ کرنا

اگر کسی پر حج فرض ہو چکا ہے مگر وہ حج نہیں کرتا اور عمرہ کرتا رہتا ہے، تو ایسے آدمی کا عمرہ تو شرعی طور پر صحیح ہو جائیگا لیکن حج میں تاخیر کرنیکی وجہ سے سخت گنہگار ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ اسی حالت میں حج کرنے سے پہلے مر جاتا ہے تو سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ اسلئے سب سے پہلے حج کرے۔ اسکے بعد موقع ملے تو عمرہ کرتا رہے۔

(مستفاد البحر الرائق ۲/۳۱۰) [1]

ایک عمرہ کے بعد حلق سے قبل دوسرا عمرہ کرنے کا جرمانہ

ارکانِ عمرہ ادا کرنیکے بعد حلق یا قصر کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایک عمرہ کر کے حلق یا قصر کرنے سے قبل دوسرا عمرہ کر لیتا ہے تو جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دوسرے عمرے کے بعد بھی حلق نہیں کیا ہے اور پھر تیسرا عمرہ کر لیتا ہے تو جرمانہ میں دوسرا دم بھی واجب ہو جائیگا۔ [2] (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۶۳، فتح القدیر ۳/۱۲، کتاب الفقہ ۱/۶۸۵)

حدودِ حرم سے باہر کا رہنے والا عمرہ کر کے بغیر حلق گھر آگیا

حدودِ حرم سے باہر کا رہنے والا

---

[1] ومقتضاه الوجوب فاذا أخره وأداه بعد ذلك وقع اداءً و يأثم بالتاخير لترك الواجب وثمرة الاختلاف تظهر فيما اذا اخره فعلى الصحيح يأثم ويصير فاسقاً مردود الشهادة الخ
(البحر الرائق ۲/۳۱۰)

[2] ومن فرغ من عمرته الا التقصير فاحرم بعمرة أخرى فعليه دم لاحرامه قبل الوقت لان وقته بعد حلق الاول ولم يوجد لانه جمع بين احرامي العمرة (فتح القدير ۳/۱۲) وبهذا المعنى كتاب الفقه ۱/۶۸۵ والتفصيل في البناية ۱/۱۵۸۸)

اگر عمرہ کرکے بغیر حلق گھر پہونچ جاتے۔ اور گھر جانیکے بعد ہی حلق یا قصر کرتا ہے تو حُدودِ حرم سے باہر حلق یا قصر کرنیکے جُرم میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔ [1]

(غنیہ ص۹۴ فتاوی رحیمیہ ج۵ ص۲۲۲)

حَرم سے بَاہر کے رہنے والے نے بغیر حلق کیئے دو عُمرے کرلئے پھر وطن جَاکر بَال صاف کرلیئے

اگر حُدودِ حَرم سے باہر کے رہنے والے نے ایک عمرہ کرکے حلق کئے بغیر دوسرا عمرہ کرلیا ہے اور پھر حلق کئے بغیر گھر چلا گیا، اور وطن جاکر کسی وقت بال کٹوالیئے ہیں تو اس پر دُو دم واجب ہونگے۔ ایک دم پہلے عمرہ کے بعد حلق نہ کرنیکی وجہ سے اور دوسرا دم دوسرے عمرے کا حلق حُدودِ حَرم سے باہر کرنیکی وجہ سے۔ مگر اس مسئلہ میں اختلاف یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حلق کیلئے حُدودِ حرم واجب ہے۔ اور حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک حلق یا قصر کیلئے حُدودِ حَرم واجب نہیں۔ لہٰذا حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک حُدودِ حَرم سے باہر جاکر حلق کرنیکی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اور حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس پر کوئی دم واجب نہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ حلق یا قصر کرنا حُدودِ حرم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کہیں بھی کرنا جائز ہے۔ مگر مفتیٰ بہ اور راجح قول یہی ہے کہ دم واجب ہوجَائیگا۔ [2]

(مستفاد فتح القدیر ج۲ ص۱۸۵، غنیۃ الناسک ص۹۴، فتاویٰ رحیمیہ ج۵ ص۲۲۲)

---

[1] ویختص حلق الحاج بالزمان والمکان عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وحلق المعتمر بالمکان الخ غنیہ قدیم ۹۴ جدید ۱۸۵)

[2] فان حلق فی ایام النحر فی غیر الحرم فعلیہ دم ومن اعتمر فخرج من الحرم وقصر فعلیہ دم عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابویوسف ولا شئ علیہ وھو یقول الحلق غیر مختص بالحرم لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ احصروا بالحدیبیۃ وحلقوا فی غیر الحرم الخ ھدایۃ ۱/۲۵۷ ولو حلق فی الحل للحج او العمرۃ او لکلیہما فعلیہ دم عندھما وقد تحلل وقال ابویوسف لا شئ علیہ الخ غنیہ جدید ۲۷۹ قدیم ۱۴۹) وامافی القارن بان احرم باخرٰی بعد ان یفرغ من السعی للاولیٰ قبل الحلق فتلزمہ الثانیۃ باتفاق الثلاثۃ ولا یرفضہا وعلیہ دم الجمع الخ غنیہ جدید ۲۳۴)

اور مکی نے ایسا کیا ہے تو اس پر پہلے حلق نہ کرنے کی وجہ سے صرف ایک دم لازم ہو جائیگا۔

مکی نے عمرہ کرکے حلق کئے بغیر بیوی سے ہمبستری کرلی تو کیا جرمانہ؟

اگر مکی آدمی نے یا اس شخص نے جو مکہ میں مقیم ہے عمرہ کرکے حلق کئے بغیر بیوی سے ہمبستری کرلی تو اسکا عمرہ تو صحیح ہو گیا مگر حلق سے قبل جماع کی وجہ سے جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔ (مستفاد تاتارخانیہ ج۲ ص۴۹۷، عالمگیری ج۱ ص۲۴۵) [1]

حدودِ حرم کے باہر کے رہنے والے نے عمرہ کرکے حلق کئے بغیر بیوی سے ہمبستری کرلی اور وطن جاکر حلق کرلیا

اگر حدودِ حرم سے باہر کے رہنے والے نے حلق کو اہم امر نہیں سمجھا، چنانچہ عمرہ کرکے حلق کئے بغیر حدودِ حرم سے باہر چلا گیا، اور بیوی سے ہمبستری بھی کرلی۔ اسکے بعد حلق یا قصر کرلیا تو ایسی صورت میں اس پر دو دم واجب ہوں گے۔ ایک دم حلق سے قبل جماع کی وجہ سے اور دوسرا دم راجح اور مفتی بہ قول کے مطابق حدودِ حرم سے باہر جاکر حلق کرنے کی وجہ سے [2]

نیز اگر متعدد مجلسوں میں متعدد بار جماع کیا ہے تو جتنی بار جماع کیا ہے اتنے دم واجب ہو جائیں گے۔ (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۹۷، ہندیہ ج۱ ص۲۴۵، فتح القدیر ج۳ ص۶۳) [3]

جدہ پہنچکر عمرہ سے رکاوٹ پر احرام کھول دیا

احرام کی حالت میں اگر حاجی یا عمرہ

---

[1] وان جامع بعد الطواف والسعی قبل الحلق فلا تفسد عمرته وعليه دم الخ تاتارخانية ۲/۴۹۷

[2] ومن اعتمر فخرج من الحرم وقصر فعليه دم عند ابی حنيفة ومحمد رحمهما الله وقال ابو يوسف لا شئ عليه الخ هداية ۱/۲۶۲)

[3] وان جامع المعتمر مرة بعد اخرى فی مجلسين فعليه شاتان وكذا بعد الفراغ من السعی الخ (تاتارخانية ۲/۴۹۷)

کرنیوالے کو کسی بات پر جدہ وغیرہ میں روک لیا جائے یا گرفتار کرلیا جائے اور وہ حُدودِ حرم میں قربانی کروانیکے بعد احرام کھولدیتا ہے، تو جس نے حج کا احرام باندھا تھا اس پر آئندہ ایک حج اور ایک عمرہ قضاء کے طور پر کرنا کافی ہوگا۔ فدیہ لازم نہ ہوگا۔ اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اس پر صرف ایک عمرہ قضاء کرنا کافی ہے۔ اور اگر حُدودِ حرم میں قربانی کرائے بغیر احرام کھولدیتا ہے تو حاجی پر آئندہ ایک حج اور ایک عمرہ اور ایک دم کفارہ بھی لازم ہوجائیں گے، اور عمرہ کرنیوالے پر ایک عمرہ اور ایک دم کفارہ بھی واجب ہوجائیں گے۔

(مستفاد زبدۃ المناسک ۲۳۵ و ۲۳۹) سلہ

حالتِ حیض یا جنابت میں طوافِ عمرہ

اگر حیض یا نفاس یا جنابت کی حالت میں طوافِ عمرہ کریں گے تو جُرمانہ میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور اگر پاک ہونیکے بعد اعادہ کریں گے تو جُرمانہ کا دم ساقط ہوجائیگا۔ (غنیہ ص۱۴۷، ص۱۴۸)

(نوٹ) طوافِ عمرہ میں حدثِ اکبر اور اصغر دونوں صورتوں میں دم واجب ہے۔ اور پورا طواف اور ایک آدھ چکر سب کا حکم ایک ہے۔ (غنیہ ص۱۴۷ سلہ)

بے وضو طوافِ عمرہ

اگر بے وضو عمرہ کا طواف کریگا تو جُرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر ایک چکر بھی بے وضو کریگا تو دم دینا لازم ہوگا نیز اگر ایک چکر بھی ترک کردیگا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر طواف کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ (جدید/۲۷۶ غنیہ ص۱۴۷ قدیم)

سلہ وکذلک ما حکی عن ابی حنیفۃ غیر صحیح بل مذھبہم موافق لاشھر روایات احمد من وجوب الھدی والقضاء کما صرح بہ فی اللباب الخ (اوجز المسالک ۳/۲۷۷)

سلہ ولو طاف للعمرۃ کلہ او اکثرہ او اقلہ ولو شوطا جنبا او حائضا او نفساء او محدثا فعلیہ شاۃ لا فرق فیہ بین الکثیر والقلیل والجنب والحدث لانہ لامدخل فی طواف العمرۃ البدنۃ ولا الصدقۃ بخلاف طواف الزیارۃ وکذا لو ترک الاقل منہ ولو شوطا لزمہ دم ولو اعادہ سقط عنہ الدم الخ

(غنیۃ المناسک قدیم/۱۴۷ جدید/۲۷۶)

عورت نے حیض سے پاک ہونے کے بعد بجائے ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے حرم سے باہر جا کر دوبارہ احرام باندھ لیا

ایک عورت نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور ابھی عمرہ کا کوئی رُکن ادا نہیں کر پائی تھی کہ اس کو حیض آ گیا، لہٰذا وہ پاک ہونے تک انتظار کرتی رہی، اور جب پاک ہو گئی تو بجائے غسل کر کے ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے مسجدِ عائشہؓ جا کر دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اب ایسی صورت میں وہ عورت کیا کرے۔؟ حالانکہ اس عورت نے دُو عمروں کو ایک ساتھ جمع کر لیا ہے، اور شرعًا ایسا کرنا جائز نہیں ہوتا کہ ایک عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اس کو مکمل کر کے اس کے احرام سے فراغت حاصل کر کے حلال ہونے سے قبل دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے، اور اس کو تداخلِ عمرتین کہا جاتا ہے تو ایسی صورت میں اس عورت پر یہ بات لازم ہے کہ بعد والے عمرہ کو ترک کرنے کی نیت کرے اور پہلے والے کی ادائیگی کی نیت سے ارکانِ عمرہ ادا کرے، اور جمع بین العمرتین کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا اس پر لازم ہے۔ اور جو عمرہ ترک کر دیا ہے اس کی قضا بھی کرنا لازم ہو جائیگا۔ لہٰذا اس پر کل دُو عمرے اور ایک دم لازم ہو جائیں گے۔[1]

طواف وسعی کے بعد حلق سے قبل دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا

کسی شخص نے عمرہ کا احرام باندھ کر طواف وسعی دونوں کر لیے، مگر حلق سے پہلے

---

[1] فاذا احرم بهما معًا او على التعاقب بان احرم بأخرى قبل ان يفرغ من السعي للاولى لزمه جميع ذلك ويرفض احداهما في المعية والثانية في التعاقب الخ غنية جديد ص۳۲۶
وكذلك يكره تحريمًا الجمع بين احرامين لعمرتين فمن احرم لعمرة فطاف لها شوطًا واحدًا او طاف كل الاشواط او لم يطف اصلًا ثم احرم بأخرى ارتفضت الثانية ولو لم ينو رفضها ولزمه قضاءها وعليه دم للرفض الخ كتاب الفقه ۱/۶۸۵)

جاکر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں دوسرے عمرہ کا رفض اور اسکو ترک کر دینا جائز نہیں، بلکہ اسی حالت میں پہلے عمرہ کے حلق سے قبل ہی دوسرے عمرہ کے طواف وسعی کرکے دونوں سے ایک ساتھ احرام کھولنا لازم ہوگا۔ اور دو احراموں کو جمع کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر دوسرے عمرہ کے طواف و سعی سے فارغ ہونے سے قبل پہلے والے عمرہ کا حلق کرلیگا تو دوسرا دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ اسلئے اسکا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور اگر دوسرے سے فارغ ہونے کے بعد پہلے والے کا حلق کریگا تو دوسرا دم لازم نہ ہوگا۔ [۱]

عمرۂ اولیٰ کے طواف سے قبل عمرۂ ثانیہ کے احرام باندھنے سے بلا نیت عمرۂ ثانیہ کا رفض

اگر عمرۂ اولیٰ کے طواف سے قبل عمرۂ ثانیہ کا احرام باندھ لیا ہے تو اب جب ارکانِ عمرہ ادا کریگا تو وہ عمرۂ اولیٰ کے ارکان شمار ہوں گے۔ اور عمرۂ ثانیہ کو ترک کرنے اور چھوڑنے کی نیت نہ کی ہو تب بھی خود بخود ترک شمار ہوجائیگا۔ اور اسپر عمرۂ ثانیہ کی قضا لازم ہوجائے گی۔ اور دو احراموں کو جمع کرنیکا دم بھی لازم ہوجائیگا۔ [۲]

---

[۱] ولو طاف وسعى للأولى ولم يبق عليه إلا الحلق فأحرم بأخرى لزمته الأخرى ولا يرفضها وعليه دم للجمع بين احرامين وإن حلق للأولى قبل الفراغ من الثانية لزم دم آخر وأما بعد الفراغ من الثانية فلا يلزمه دم آخر الخ كتاب الفقه ۱/۶۸۵)

[۲] وأما إذا جمع بين الحجتين أو العمرتين ففي المعية والتعاقب لا يتصور عدم الرفض وفي التراخي لا يلزمه الرفض بل يتعين الجمع وكل من عليه الرفض يحتاج إلى نية الرفض إلا من جمع بين الحجتين قبل الوقوف أو بين العمرتين قبل السعي للأولى ففي هاتين الصورتين ترتفض أحدهما من غير نية الرفض الخ
(غنیۃ جدید ص۲۳۵)

تداخلِ عُمرتین کی شکلیں

دو احراموں کو جمع کرنے کی کچھ شکلیں یہاں پر درج کردیتے ہیں۔

۱: دو عمروں کے دو احرام ایک ساتھ باندھ لیئے جائیں، یا ایک کا طواف کرنے سے پہلے دوسرے کا احرام باندھ لیا جائے تو ایسی صورت میں دوسرا عمرہ ہر حال میں چھوٹ جائیگا چاہے اس کو چھوڑ دینے کی نیت کی ہو یا نیت نہ کی ہو۔ اسلئے کہ جب افعالِ عمرہ شروع کریگا تو وہ عمرۂ اولیٰ کے افعال شمار ہوں گے۔ بلا نیت کے بھی عمرۂ ثانیہ کا ترک شمار ہو جائیگا۔ لہٰذا ایک دم اور ایک عمرہ کی قضا لازم ہوجائینگے۔

۲: عمرۂ اولیٰ کا طواف کرلیا، مگر ابھی سعی اور حلق نہیں کیا تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں بھی عمرۂ ثانیہ کا ترک کردینا لازم ہوجائے گا۔ اور ایک دم اور عمرۂ ثانیہ کی قضا لازم ہوگی۔

۳: عمرۂ اولیٰ کے طواف وسعی دونوں سے فراغت ہوگئی مگر ابھی تک حلق نہیں کیا تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں دوسرے عمرہ کا ترک اور رفض جائز نہیں۔ بلکہ عمرۂ اولیٰ کے حلق سے قبل عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرکے دونوں سے ایک ساتھ حلق کرکے حلال ہوجانا لازم ہوگا، اور جمع بین عمرتین کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوجائے گا۔

۴: عمرۂ اولیٰ کے طواف وسعی سے فراغت کے بعد حلق سے قبل عمرۂ ثانیہ کا احرام باندھ لیا، اور عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرنے سے قبل عمرۂ اولیٰ سے حلال ہونے کے لئے حلق کرلیا تو ایسی صورت میں عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرنا بھی لازم ہوگا، اور دو قربانیاں بھی لازم ہوں گی۔

۱: ایک دم جمع بین العمرتین کی وجہ سے۔

۲: دوسرا دم عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرنے سے قبل حلق کرنے کی

وجہ سے۔ [1]

۵۔ حج افراد کا احرام باندھ لیا جائے پھر طواف قدوم سے قبل عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے تو ایسی صورت میں وہ شخص قارن بنجائیگا لیکن ساتھ میں امر قبیح اور خلاف سنت کا ارتکاب بھی ہوگا، اسلئے کہ حج کے احرام کے بعد اس پر عمرہ کے احرام کا ترتب غیر مشروع اور خلاف سنت ہے۔ اور حج قران کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لیا جائے، یا عمرہ کے احرام کو حج کے احرام پر مقدم کیا جائے، اور یہاں ایسا ہے نہیں بلکہ حج کے احرام کے بعد عمرہ کا احرام باندھا گیا ہے لیکن پھر بھی وہ قارن بنجائیگا۔ اور اس پر حج قران والا دم شکر لازم ہوجائیگا۔ اور وقوف عرفہ سے قبل اس عمرہ کے ارکان کی ادائیگی لازم ہے۔ ورنہ یہ عمرہ باطل ہوجائے گا۔ [2]

۶۔ حج افراد کا احرام باندھ لیا جائے اور اسکا طواف قدوم کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا ہے تو ترک عمرہ لازم ہوگا، اور ایک دم بھی لازم ہوگا۔ اور بعد میں اس عمرہ کی قضا بھی لازم ہوجائے گی۔ اور اگر اس کو ترک نہیں کیا ہے اور وقوف عرفہ سے قبل ارکان عمرہ ادا کر لیئے تو یہ شخص قارن نہ ہوگا۔ بلکہ خلاف مشروع جمع بین النسکین کا مرتکب ہوجائیگا، اور اس پر ایک دم جبر اور دم جنایت لازم ہوجائیگا اور دم شکر لازم نہ ہوگا۔ [3]

---

[1] ولو طاف وسعى للأولى ولم يبق عليه إلا الحلق فأحرم بأخرى لزمته الأخرى ولا يرفضها وعليه دم للجمع من احل ما بين وان حلق للأولى قبل الفراغ من الثانية لزمه دم آخر اما بعد الفراغ من الثانية فلا يلزمه دم آخر الخ (كتاب الفقه ص۶۸۵) [2] ومن احرم بالحج ثم احرم بعمرة قبل ان يطوف طواف القدوم لزماه وصار قارنا واساء لان العمرة لم تشرع مرتبة على الحج والسنة في القران ان يحرم بالحج والعمرة معا او يقدم احرام العمرة على احرام الحج ولا يندب له رفض العمرة وعليه دم شكر وتبطل عمرته هذه بالوقوف بعرفة للحج قبل افعالها الخ (كتاب الفقه ص۶۸۵) [3] اما اذا احرم بالعمرة بعد ان طاف طواف القدوم للحج فيندب له رفض العمرة وعليه دم الرفض ووجب عليه قضاؤها فان لم يرفضها ومضى عليهما الحج والعمرة فعليه دم جبر وخالف المندوب الخ كتاب الفقه ۱/۶۸۵)

پہلے عمرہ کی سعی سے قبل دُوسرا عمرہ کرلیا

ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھکر اُس عمرہ کا طواف تو کرلیا مگر ابھی اس عمرہ کی سعی باقی تھی کہ مسجد عائشہؓ جاکر دوسرے عمرہ کا احرام باندھکر اسکے طواف وسعی کرکے حلال ہوگیا، اور ابھی تک پہلے عمرہ کی سعی نہیں کی تو ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا۔؟ تو اس پر پہلے عمرہ کی سعی بھی لازم ہوگی۔ اور دُو جنایتوں کی وجہ سے دُو دم لازم ہوجائیں گے۔

۱ ایک جنایت یہ ہے کہ اس نے جمع بین العمرتین کا ارتکاب کیا جو موجبِ دم ہے۔

۲ اس نے پہلے والے عمرہ کی سعی سے قبل احرام کھولدیا ہے، اور یہ بھی موجبِ دم ہے، اسلئے دُوسرا دم اس پر لازم ہوجائیگا۔ [۱]

ایک شخص عمرہ کے طواف کے بعد سعی سے قبل حلق کرکے حلال ہوگیا

ایک شخص عمرہ کا احرام باندھکر طوافِ عمرہ کے بعد سعی سے قبل سَر کا حلق کرکے حلال ہوگیا اور سعی رہ گئی، حالانکہ عمرہ کی سعی حالتِ احرام میں ہوتی ہے، اور حلق سے پہلے کرنا واجب ہے۔ اب یہ شخص کیا کرے؟ آیا صرف سعی کرکے مطمئن ہوجائے؟ یا سعی کے بعد دوبارہ حلق بھی کرنا ہوگا۔؟

تو اسکا شرعی حکم یہ ہے کہ وہ شخص اسی حالت میں صرف سعی کریگا، اور دوبارہ حلق

---

[۱] من فرغ من عمرته الا التقصير فاحرم باُخرىٰ فعليه دم للاحرام قبل الوقت لانهٗ جمع بين احرامى العمرة وهٰذا امكروه فيلزمه الدم ٭ وفى البناية يجب الدم رواية واحدة فى الجمع بين احرامى العمرة الخ (بناية شرح الهداية ۱/۱۵۸۸)
الخامس كونهٗ فى حالة الاحرام فى سعى العمرة لكن فيه انهٗ ان سعى بعد التحلل هل يجبُ عليه دمٌ واحدٌ لجنايات الحلق او دمٌ آخر ايضًا لايقاع السعى فى غيرحالة الاحرام قلت الظاهر ان اصل الواجب فهو الترتيب بين السعى والحلق فى العُمرة فيلزمهٗ دمٌ لترك الترتيب ولايلزمه دمٌ آخر لايقاع السعى فى غيرحالة الاحرام الخ غنية جديد ص۱۳۲)

نہیں کریگا، اور حلق کو سعی پر مقدم کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔
اور حالتِ احرام میں سعی نہ کرنے کی وجہ سے الگ سے دوسرا دم واجب نہ ہوگا۔ لہٰذا
نہ حلق کا اعادہ لازم ہوگا اور نہ ہی دوسرا دم لازم ہوگا، اور صرف اسی حالت میں
سعی کرلینا اور ایک دم دینا کافی ہوجائیگا۔ [1]

نیز یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ یہ شخص اس سعی کیلئے دوبارہ احرام نہیں باندھیگا
اسلئے کہ ایسی صورت میں تداخلِ عمرتین لازم آجائیگا، جو بجائے خود موجبِ دم ہے۔
اور اس شخص نے سعی سے قبل جو حلق کیا ہے وہ تحلل ہے جنایت نہیں۔ اس لئے کہ
عمرہ میں رکن اور فرض صرف طواف ہے۔ اور سعی اور حلق دونوں واجب ہیں[2]۔ اور ان
دونوں واجبوں کے درمیان ترتیب بھی واجب ہے۔ اور ادائے رکن کے بعد تحلل
صحیح ہوجاتا ہے۔ درحقیقت عمرہ کی سعی کو حلق پر مقدم رکھنا اسلئے واجب ہے کہ
عمرہ کی سعی حالتِ احرام میں ہونا لازم ہے۔ اور غور کیا جائے تو حالتِ احرام میں سعی
کا وجوب اور حلق پر سعی کی تقدیم کا وجوب دونوں الگ الگ جُدا گانہ وجوب نہیں
ہیں، بلکہ دونوں ایک ہی واجب ہیں، اسلئے صرف ایک ہی دم لازم ہوتا ہے، اور
حلق کا اعادہ بھی لازم نہیں ہوتا۔

(مستفاد ذبدة المناسك مع عمدة المناسك ۱۳۴)

---

[1] وتقديم طوافها على السعي شرط لصحة السعي وتقديم سعيها على الحلق واجب الخ (غنية الناسك جديد ص۱۹۱ قديم ص۱۰۱) كونه في حالة الاحرام في سعي للعمرة في اللباب لكن فيه انه ان سعى بعد التحلل هل يجب عليه دم واحد لجنايات الحلق او دم آخر ايضا لايقاع السعي في غير حالة الاحرام قلت الظاهر ان اصل الواجب هو الترتيب بين السعي والحلق في العمرة فيلزمه دم لترك الترتيب ولا يلزمه دم آخر لايقاع السعي في غير حالة الاحرام الخ غنية جديد ص۱۳۷ قديم ۷۱/۷۲ ـ

[2] العمرة ـ وهي احرام وطواف وسعي وحلق او تقصير فقط فالاحرام شرط ومعظم الطواف ركن وغيرها من اقل اشواط الطواف والسعي والحلق والتقصير واجب الخ (غنية جديد ۱۹۶ قديم ۱۰۳)

ایک شخص نے طوافِ عمرہ کے بعد سعی سے قبل سِلا ہوا کپڑا پہن لیا

ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوکر طوافِ عمرہ کرکے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا، نہ سعی کی اور نہ ہی حلق کیا، اور بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی کیا چیز ہوتی ہے یا اس کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔؟ تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔؟

تو اگر اس نے بارہ گھنٹے سے کم سلا ہوا کپڑا پہنا ہے۔ تو جلدی سے سِلا ہوا کپڑا اُتار کر سعی کرے اور حلق کرکے حلال ہوجائے، اور کفارہ میں ایک صدقۂ فطر دینا کافی ہوجائیگا — اور اگر بارہ گھنٹے یا اس سے زائد پہنا ہو تو اس پر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ اور سعی کرکے حلق یا قصر کے ذریعہ حلال ہوجائے، دوبارہ احرام باندھنا لازم نہیں، بلکہ اسی حالت میں اس کو حالتِ احرام میں شمار کیا جائیگا۔ اور ایک گھنٹہ سے کم وقت پہنا ہو تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت دینا کافی ہوگا۔ [1]

عمرہ کے احرام کے بعد طواف وسعی سے پہلے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا

اگر کسی شخص نے عمرہ کے احرام کے بعد ناواقفیت میں طواف وسعی اور حلق سے قبل مکۃ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد قیامگاہ میں جاکر آرام سے نہا دھوکر سِلا ہوا کپڑا پہن کر بے فکری سے پھرنے لگا، کسی کے توجہ دلانے پر احساس ہوا، تو اس کا حکم بھی

---

[1] لبس مخیطًا لبسًا معتادًا او ستر رأسه (الیٰ قوله) یومًا کاملًا او لیلة کاملة وفی الاقل صدقة وتحته فی الشامیة یومًا کاملًا او لیلة الظاهر ان المراد مقدار احدهما فلو لبس من نصف النهار الیٰ نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمه دم کما یشیر الیه قوله وفی الاقل صدقة (قوله) انه فی ساعة نصف صاع وفی اقل من ساعة قبضة من بُر الخ

(درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۷۴، شامی کراچی ۲/۵۴۴، غنیة جدید ۲۷۱)

یہی ہے کہ اگر بارہ گھنٹے سے زائد سِلا ہوا کپڑا پہن رکھا ہے تو طواف وسعی اور حلق کرکے حلال ہوجائے، اور کفارہ میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر بارہ گھنٹے سے کم اور ایک گھنٹے سے زائد پہن رکھا ہے تو ایک صدقۂ فطر دینا کافی ہوجائیگا۔ اور اگر ایک گھنٹے سے کم ہے تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت ادا کریگا۔ [۱]

شوہر نے بیوی کا عمرہ فاسد کرادیا

ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ لیا، اور طواف عمرہ ادا کرنے سے قبل بیوی کو حیض آگیا لہٰذا بیوی پاک ہونے تک رُکی رہی، اور شوہر عمرہ کے تمام ارکان ادا کرکے حلال ہوگیا، پھر جب بیوی پاک ہوگی اور ابھی تک طوافِ عمرہ اور ارکانِ عمرہ بیوی نے شروع بھی نہیں کیئے تھے بلکہ پاک ہوتے ہی شوہر نے اس کے ساتھ ہمبستری کرلی تو ایسی صورت میں بیوی کا عمرہ فاسد ہوجائیگا، اس پر ایک عمرہ اور ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اور شوہر پر کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا۔

ہاں البتہ شوہر گنہگار ہوگا، توبہ کرنا لازم ہوگا، اسلئے کہ اس نے بیوی کا عمرہ فاسد کرادیا ہے۔ نیز بیوی کیلئے شوہر سے دم یا اسکی قیمت وصول کرنیکا حق نہیں بلکہ دم بیوی ہی پر واجب ہوگا۔ اور یہ بات الگ ہے کہ شوہر اپنی طرف سے بخوشی بیوی کا دمِ کفارہ ادا کردے۔

---

[۱] واحرم لابسًا للمخيط فعليه دم اذا مضى عليه يوم كامل وفى اقل من يوم صدقة بعد ان يكون ساعة (وقوله) فى ساعة نصف صاع وفى اقل من ساعة قبضة من بُرّ (غنية جديد ص۱۶۲)

[۲] ومفسدها الجماع فى احد السبيلين قبل اكثر طوافها ولو افسدها بالجماع او جامع بعد اكثر طوافها قبل الحلق فعليه شاة لحصول الجماع فى الاحرام الخ غنية جديد ص۱۹۰

وان جامع وكان مفردًا بالعمرة وكان جامع قبل الطواف فسدت عمرته ومضى فى فاسدها وعليه عمرة مكانها وعليه دم الخ تاتارخانية ۲/۹۷م)

ومن جامع ناسيًا كان كمن جامع عامدًا ويستوى فيه النوم واليقظة والطوع والاكراه (الى قوله) فكل ذلك مفسد وهذا عندنا (وقوله) ولا ترجع المرأة بالزمها على المكره من ذلك الخ تاتارخانيه ۲/۹۶م)

عُمرہ کے احرام کے بعد بیوی سے ہمبستری

اگر عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے سے قبل میاں بیوی ہوٹل میں جاکر آرام کرنے لگیں، اور اسی حالت میں دونوں پر نفس غالب آگیا اور ہمبستری ہوگئی تو ایسی صورت میں عمرہ فاسد ہوجائیگا۔ دوبارہ احرام باندھکر دوسرا عمرہ کرنا واجب ہوجائیگا اور ساتھ میں ایک دم دینا بھی واجب ہوجائیگا، اسی طرح اگر بھیڑ میں طواف شروع کردیا ابھی چار چکر بھی پورے نہیں ہو پائے تھے تھک جانیکی وجہ سے بقیہ چکروں کو موقوف کرکے ہوٹل میں آرام کرنے لگے، پھر اسی میں بیوی سے ہمبستری ہوجائے تب بھی عمرہ فاسد ہوجائیگا، دوبارہ احرام باندھکر از سرِ نو عمرہ کرنا واجب ہوجائیگا، اور ایک دم دینا بھی واجب ہوجائیگا۔ اور شوہر کی طرح بیوی پر بھی سب چیزیں لازم ہوجائینگی۔ اور اگر طواف کے چار چکر یا اور زیادہ ادا کرنیکے بعد واقعہ پیش آگیا ہے تو عمرہ فاسد نہ ہوگا، بلکہ صرف ایک دم دینا کافی ہوجائیگا۔ اور اگر پورا طواف کرنیکے بعد سعی سے پہلے واقعہ پیش آیا ہے تب بھی ایک دم دینا واجب ہے۔ اسلئے کہ عمرہ کی سعی حلق سے قبل احرام کی حالت میں کرنا واجب ہے۔ اور یہاں احرام کی حالت میں ہمبستری کا واقعہ پیش آگیا ہے۔ نیز اگر سعی کے بعد حلق سے قبل پیش آیا ہے تب بھی ایکدم دینا واجب ہوجائیگا اور شوہر کی طرح بیوی پر بھی دم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر حلق کے بعد پیش آیا ہے تو کوئی کفارہ لازم نہیں ہے۔[1]

عُمرہ کا اِحرام حُدودِ حَرم میں باندھنا

عمرہ کا میقات حُدودِ حرم سے باہر کا علاقہ ہے۔ اسلئے چاہے اہلِ مکہ ہو یا اہلِ حِل یا اہلِ آفاق کسی کیلئے بھی عمرہ کا احرام حُدودِ حرم کے اندر باندھنا مشروع نہیں ہے، بلکہ حُدودِ حَرم سے باہر حِل یا آفاق میں باندھنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حُدودِ حَرم کے اندر

---

[1] ومفسدها الجماع فی احرامها قبل اکثر طوافها ولو افسدها بالجماع اوجامع بعد اکثر طوافها قبل الحلق فعلیه شاة لحصول الجماع فی الاحرام ولو جامع بعد الحلق لاشیٔ علیه لخروجه عن الاحرام بالحلق الخ
(غنیة جدید/ ۱۹۷ قدیم/ ۱۰۵)

عمرہ کا احرام باندھیگا تو ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم دیناواجب ہوجائیگا۔ہاں البتہ اگر ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل حُدودِ حَرَم سے باہر جاکر دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے تو دم ساقط ہوجائیگا۔اسی طرح حج کیلئے گئے ہوئے لوگ جو عمرہ کا احرام کھولکر مکۃ المکرمہ میں دورانِ قیام یا حج کے بعد دورانِ قیام عمرہ کرنا چاہیں تو اُن پر بھی احرام باندھنے کیلئے حُدودِ حَرَم سے باہر جاکر عمرہ کا احرام باندھناواجب ہے ورنہ دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [1]

متمتعہ عورت نے حج سے قبل مدینۃ المنورہ سے دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر حیض میں مبتلا ہوگئی

آفاقی عورت حج تمتع کے احرام کے ارادہ سے عمرہ کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ پہونچ گئی اور وہاں پہونچ کر ارکانِ عمرہ ادا کرکے حلال ہوگئی اور حج سے قبل مدینۃ المنورہ چلی گئی۔ پھر وہاں سے واپسی میں عمرہ کا احرام باندھ لیا اور راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہونچنے کے بعد ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل حیض میں مبتلاء ہوگئی اور حیض کا سلسلہ جاری رہا ہے اسی اثناء میں آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کا وقت آگیا مگر ماھواری کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تو ایسی صورت میں عورت پر لازم ہے کہ عمرہ کا احرام ترک کردے اور اپنے بال میں سے پورے کے برابر کاٹ کر احرام کھولدے۔اور بالوں میں کنگھا وغیرہ کرکے حج کا احرام باندھ لے۔اور حج سے فراغت کے بعد مسجدِ عائشہؓ جاکر عمرہ کا احرام باندھکر ایک عمرہ کرلے۔اور دم کفارہ بھی ادا کرے۔لہٰذا اس عورت پر

---

[1] ولا يشترط ان يكون احرام العمرة من الميقات ولا لاحرام الحج من الحرم بل هو من الواجبات فلو يحرم للعمرة داخل الميقات ولو من مكة (وقوله) وعليه دم لترك الميقات فلو عاد اليه سقط عنه الدم الخ
(غنية جديد/۲۱۲)

تو دم دینا لازم ہوگا۔

۱ اسکا تمتع صحیح ہونیکی وجہ سے ایک دمِ شکر ادا کرنا لازم ہوگا، اور اسکا گوشت کھانا بھی اس کیلئے جائز ہوگا۔

۲ فسخِ عمرہ کیوجہ سے ایک دمِ کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا اور اسکا گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔[1]

اس مسئلہ کی تفصیل حجِ تمتع میں مسئلۂ امام کے عنوان کے ذیل میں مختلف جزئیات کے ساتھ موجود ہے، وہاں سے دیکھ لیا جائے۔ یہاں پر عمرہ کی مناسبت میں اتنا لکھا گیا۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ،

---

[1] وقد استدل بذلك الكوفيون على ان للمرأة اذا اهلت بالعمرة متمتعة فحاضت قبل ان تطوف ان تترك العمرة وتهل بالحج مفردة كما صنعت عائشة وانما يلزمها دم لرفض العمرة الخ فتح الملهم ۲۴۸/۲ ان المتمتع هو الذي اعتمر في اشهر الحج وحج من عامه ذلك في سفر واحد ولا يلم باهله فيما بينهما الماما صحيحا الخ (تاتارخانية ۵۲۹/۲).

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

مسائلِ طواف (۱۷)

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۵

(سورۂ بقرہ آیت ۱۲۵)

اور تم اس وقت کو یاد کرو کہ جب ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کے واسطے اجتماع کی جگہ اور امن کی جگہ بنایا، اور تم حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو اس بات کا حکم کیا کہ میرے گھر کو پاک رکھا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنیوالوں اور رکوع اور سجدہ کرنیوالوں کیلئے۔

طواف کے اقسام

طواف کی کل سات قسمیں ہیں۔

۱۔ طوافِ قدوم

طوافِ قدوم کو طوافِ لقاء، اور طوافِ وُرود بھی کہتے ہیں۔ یہ اس آفاقی کے لئے مسنون ہے جو مفرد بالحج یا قارن ہو۔ اور اہلِ مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع یا عمرہ کرنے والے ہوں ان کے لئے مسنون نہیں۔

(مستفاد معلم الحجاج ص۱۲۰)

اس کی صورت یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنیوالا مفرد بالحج حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف کریگا اس کو طوافِ قدوم کہتے ہیں۔ اسی طرح قارن جس نے میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر آیا ہے وہ پہلے ارکانِ عمرہ ادا کریگا، یعنی طوافِ عمرہ اور اس کی سعی کریگا۔ اس کے بعد کعبۃ اللہ کی حاضری کی وجہ سے بطور نفل ایک طواف اور کریگا۔ اسکو قارن کا طواف قدوم کہتے ہیں۔

اور یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ قارن کے لئے طواف عمرہ سے قبل طواف قدوم کرنا مسنون نہیں ہے، بلکہ عمرہ کے بعد طواف قدوم مسنون ہے۔ [1]

۲ طوافِ نفل طوافِ نفل ہر شخص جب جی چاہے کر سکتا ہے، اس کے لئے کوئی وقت اور زمانہ کی قید نہیں۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۳ طوافِ صَدر طوافِ صدر کا مطلب یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنیوالے جب وطن واپس ہوں گے تو روانگی کے وقت اخیر میں ایک طواف کرنا ہر قسم کے آفاقی پر واجب ہے۔ البتہ حائضہ اور نفساء پر لازم نہیں ہے اور اس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں۔ (مستفاد درمختار کراچی ۲/۵۲۸، غنیہ قدیم ص۱۰۱)

نیز یہ طواف اہلِ مکہ اور اہلِ حل اور اہلِ میقات اور نابالغ بچے اور مجنون اور محصر بالحج پر لازم نہیں۔ [2] نیز عمرہ کرنیوالے آفاقی پر بھی واجب نہیں۔

اس طواف کے تفصیلی احکام طوافِ وداع کے عنوان کے تحت دیکھ سکتے ہیں۔

۴ طوافِ عمرہ عمرہ کرنے والے پر طوافِ عمرہ فرض اور رُکن ہے۔ اور اس طواف میں اضطباع اور رمل بھی مسنون ہے۔ اور اس طواف کے بعد صفا مَروہ کے مابین سعی کرنا واجب ہے۔ اس کی پوری وضاحت مسائلِ عمرہ کے تحت آرہی ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۵ طوافِ نذر اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میرا فلاں کام ہوجائیگا تو اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک طواف کرونگا، تو یہ اس کی طرف سے نذر اور

---

[1] هو سُنة للآفاقي المفرد بالحج والقارن (وقوله) فلا يسنّ للمعتمر والمتمتع والمكي الخ (غنیہ جدید ص۱۰۳، البحر ۲/۳۲۳) فاذا دخل القارن مكة ابتدأ فطاف بالبيت سبعة اشواط يرمل في الثلاث الأولى ويسعى بعد الطواف بين الصفا والمروة لافعال العمرة ثم يبدأ بافعال الحج فيطوف طواف القدوم سبعة اشواط الخ (بنایہ قدیم ۲/۱۳۶۹)

[2] فلا يجب على معتمر ولا على اهل مكة ۔۔۔ واهل الحرم والحل والمواقيت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبي والحائض والنفساء الخ غنیہ جدید ص۱۸۷ قدیم ص۱۰۱، بدائع قدیم ۲/۱۴۲)

منّت ہوگئی۔ اور کام پورا ہونے پر اس طواف کو ادا کرنا اس شخص پر واجب ہے۔

(مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۶ طوافِ تحیّۃ مسجد حرام میں داخل ہونے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف کرے۔ اس کے بعد دُو رکعت واجب الطواف پڑھے، کہ جس طرح کسی مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے دُوؤ رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے اسی طرح مسجد حرام میں داخل ہونے والے کے لئے طوافِ تحیہ کرنا مستحب ہے[۱] اور اگر کوئی شخص مسجد حرام میں داخل ہوتے ہی طوافِ زیارت یا طوافِ قدوم یا طوافِ نذر یا طوافِ عمرہ یا طوافِ صَدر کرلیتا ہے تو یہ طواف بھی طوافِ تحیۃ کے قائم مقام ہوجائیگا۔ اور دونوں طوافوں کا ثواب ملیگا۔[۲] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۷ طوافِ زیارت طوافِ زیارت اس کو کہا جاتا ہے جو ہر حاجی پر فرض ہوتا ہے۔ یہ طواف وقوفِ عرفہ سے پہلے جائز نہیں۔ اسکے بعد ہی اس طواف کا وقت ہوتا ہے۔ اور دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے ادا کرنا واجب ہے۔ اس کے بعد کیا جائیگا تو طواف تو صحیح ہوجائیگا مگر تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ اس طواف کی تفصیل آگے مستقل طور پر آرہی ہے۔

مسائلِ طوافِ زیارت

اب یہاں سے طوافِ زیارت سے متعلق مختلف سرخیوں اور عنوانات سے کچھ وضاحت کی جارہی ہے۔

---

[۱] وطواف تحیۃ المسجد وھو مستحبٌ لکلّ من دخل المسجد من ما کان او حلالاً الخ غنیہ ص۴۹

[۲] یہ غنیۃ الناسک کی لمبی عبارت کا مفہوم ہے۔ عربی عبارت لمبی ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کی گئی۔ غنیۃ الناسک ص۹۹ دیکھی جاسکتی ہے۔

طوافِ زیارت کے اسماء طوافِ زیارت جو حج کے اندر اہم ترین رکن ہے، اسکے چھ نام مشہور ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) طوافِ زیارت (۲) طوافِ فرض (۳) طوافِ افاضہ (۴) طوافِ رکن (۵) طوافِ یوم النحر (۶) طوافِ مفروض۔ [۱]

طوافِ زیارت کی شرائط طوافِ زیارت کے صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں بہت اہم ہیں۔

۱ طواف کرنے والے کا مسلمان ہونا، لہٰذا غیر مسلم کا طواف صحیح نہ ہوگا۔

۲ بیت اللہ شریف کے اردگرد مطاف یا مسجد حرام کے اندر اندر طواف کرنا۔ لہٰذا مسجد حرام سے باہر باہر طواف صحیح نہ ہوگا۔

۳ طواف کا از خود کرنا لازم ہے۔ چاہے کسی انسان یا غیر انسان پر سوار ہو کر ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا دوسرے کی طرف سے بطورِ نیابت طواف جائز نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اپنے طواف کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔

۴ کم از کم چار پھیروں کی تکمیل کرنا طواف میں فرض اور شرط ہے، ورنہ طواف ہی صحیح نہ ہوگا۔ اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں۔ فرض یا شرط نہیں ہیں۔

(شامی کراچی ۲/۴۶۷)

۵ طوافِ زیارت سے پہلے احرام کا ہونا شرط ہے۔ اگرچہ عرفات اور منیٰ کے بعض مناسک سے فارغ ہونے کے بعد طواف سے پہلے احرام کھول دیا ہو۔ مثلاً احرام کے بعد وقوفِ عرفہ، وقوفِ مزدلفہ، جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی سے فارغ ہو کر سر کے بال اُتار کر احرام کھول دیا ہو، اسکے بعد طوافِ زیارت کر رہا ہے تو جائز ہے۔

---

[۱] طواف الزيارة۔ ويسمى طواف الافاضة وطواف يوم النحر وطواف المفروض الخ (شامی کراچی ص۵۱۸)

۶ طواف سے پہلے وقوفِ عرفہ کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا وقوفِ عرفہ سے پہلے طوافِ زیارت صحیح نہیں ہو سکتا۔

۷ بوقتِ طواف فرض طواف کی نیت کرنا۔ لہٰذا اگر فرض طواف کی نیت نہیں کریگا تو طوافِ زیارت صحیح نہ ہوگا۔

۸ یوم النحر میں یا اس کے بعد کرنا لازم ہے۔ لہٰذا اگر طوافِ زیارت یوم النحر سے پہلے کریگا تو طواف صحیح نہ ہوگا۔ یوم النحر سے بارہویں کے غروب سے پہلے پہلے تک بلاکراہت جائز ہے۔ اور بارہویں کے غروب کے بعد فوراً یا کئی دنوں میں جاکر کرے گا تو تاخیر کا دَم دینا لازم ہو جائیگا۔ مگر طواف بہرحال صحیح ہو جائیگا۔ [۱]

ان آٹھوں شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ ہوگی تو طوافِ زیارت صحیح نہ ہوگا۔ [۲]

(نوٹ) مذکورہ آٹھ شرطوں میں سے شروع کی چار شرطیں ہر قسم کے طواف کے لئے لازم ہیں، اور آخر کی چار شرطیں طوافِ زیارت کے ساتھ خاص ہیں۔

طوافِ زیارت کے واجبات

طوافِ زیارت میں چھ امور واجب ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی نہ ہوگا تو جرمانہ میں ایک قربانی لازم ہو جائے گی۔ ایک ساتواں واجب مزید ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

(۱) اگر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بلا عذر سواری پر طواف کرے گا تو ترکِ واجب کا دم لازم ہوگا۔ [۳]

---

[۱] ولواخر طواف الزيارة كله او اكثره عن ايام النحر فعليه دمٌ ولو اخر اقله فعليه لكل شوط صدقة اھ (غنیہ جدید/۲۷۳) واما زمان هذا الطواف وهو وقته فاوله حين يطلع الفجر الثاني من يوم النحر بلا خلاف بين اصحابنا فلا يجوز قبله (بدائع قدیم ۲/۱۳۲)

[۲] وشرائط صحته الاسلام وتقديم الاحرام والوقوف والنية واتيان اكثره والزمان وهو يوم النحر وما بعده والمكان وهو حول البيت داخل المسجد وكونه بنفسه ولو محمولاً فلا تجوز النيابة الا لمغمیٰ عليه الخ (شامی کراچی ۲/۵۱۷)

[۳] ولو طاف كله او اكثره راكبا او محمولاً ...... بلا عذر ...... فعليه دمٌ الخ (غنیہ جدید/۲۷۳)

(۲) طواف کے سات چکّروں کی تکمیل کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایک آدھ چکّر باقی رہ جائیگا تو ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [۱]

(۳) حالتِ طہارت میں طواف کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر طوافِ زیارت بے وضو کریگا تو ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر حالتِ جنابت یا حالتِ حیض یا نفاس میں طوافِ زیارت کیا جائیگا تو جرمانہ میں ایک گائے یا ایک اونٹ کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ [۲] نیز اگر اقل اشواط حالتِ حیض ونفاس یا جنابت میں کیا ہے تو دم دینا لازم ہوگا۔ (غنیہ ص۱۷۳)

(۴) مقامِ ستر کو چھپانا واجب ہے۔ لہٰذا اگر اتنا ستر کھولکر طواف کریگا جس سے نماز صحیح نہ ہو تو واجب کے ترک پر دم دینا لازم ہوجائیگا۔

(۵) ایام النحر یعنی دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان میں طوافِ زیارت کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بارہویں ذی الحجہ گذرگئی اور طوافِ زیارت نہیں کیا، پھر بعد میں طواف کرتا ہے تو فریضۂ طواف تو ادا ہوجائیگا مگر تاخیر کی وجہ سے جرمانہ میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۵۱۷، معلم الحجاج ص۱۷۹) [۴]

(۶) داہنی طرف اور دائیں ہاتھ سے طوافِ زیارت کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بائیں طرف سے اُلٹا طواف کیا جائیگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۷) [۵]

---

[۱] ولو ترک منه شوطا او شوطین او ثلاثة فعلیه دم الخ (غنیة جدید ص۲۷۳)
[۲] ولو طاف للزیارة جنبا او حائضا او نفساء کله او اکثره وهو اربعة اشواط فعلیه بدنة (وقوله) ولو طاف للزیارة کله او اکثره محدثا فعلیه شاة الخ (غنیه جدید ص۲۷۳)
[۳] ولو طاف کله او اکثره ..... مکشوف العورة قدر ما لا یجوز الصلوٰة معه بلا عذر ... فعلیه دم الخ (غنیه جدید ص۲۷۳)
[۴] ولو اخر طواف الزیارة کله او اکثره عن ایام النحر فعلیه دم الخ (غنیه جدید ص۲۷۳)
[۵] لو اخذ عن یساره یکون الطواف منکوسا فاذا طاف منکوسا یعید به عندنا ما دام مکة فاذا رجع قبل الاعادة فعلیه دم (عینی شرح هدایة ۱/۳۲۲، هکذا تاتارخانیه ۲/۵۱۳، عنایة مع فتح القدیر ۲/۲۵۱) وواجباته المشی للقادر والتیامن واتمام السبعة والطهارة عن الحدث وستر العورة وفعله فی ایام النحر الخ (شامی کراچی ۲/۵۱۷)

(۷) طواف کے بعد دو رکعت صلوٰۃ الطواف کا پڑھنا واجب ہے۔ اور یہ بھی ہر قسم کے طواف کے ساتھ متعلق ہے۔ مگر صلوٰۃ طواف کے ترک ہو جانے سے دم لازم نہیں۔ نیز اس کی نماز کی تلافی موت تک ہو سکتی ہے۔ اور یہ نماز حدودِ حرم اور حدودِ حرم سے باہر ہر جگہ جائز ہے۔ [۱]

طوافِ زیارت کی ایک اہم سنت

طوافِ زیارت کی ایک اہم ترین سنت یہ ہے کہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد اگر قربانی واجب ہے تو پہلے قربانی کر لی جائے۔ پھر حلق کر کے طوافِ زیارت کیا جائے۔ اور اگر قربانی واجب نہیں ہے تو رمی کے بعد حلق کر کے یوم النحر ہی میں طوافِ زیارت کا فریضہ ادا کر لیا جائے۔ [۲] (مستفاد شامی کراچی ۲/۵۱۷) اگر یوم النحر میں حلق و قربانی سے قبل طوافِ زیارت کریگا تب بھی بلا کراہت جائز ہے۔ اور اسکے علاوہ طواف کی اور بھی بہت سی سنتیں ہیں۔ جن میں سے بعض کو ہم موقعہ بموقعہ الگ الگ ذکر کریں گے۔

طوافِ زیارت میں ایام النحر گذرنے تک تاخیر سے دم

ایام النحر یعنی بارہویں ذی الحجہ کو غروبِ شمس سے پہلے پہلے طوافِ زیارت کر لینا واجب ہے۔ اس سے تاخیر مکروہ تحریمی اور موجبِ دم ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے بارہویں ذی الحجہ کو آفتاب غروب ہونے تک طوافِ زیارت نہیں کیا ہے تو اس پر ایک قربانی جرمانہ میں واجب ہو جائے گی۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ص۹۵، تاتارخانیہ ۲/۴۶۶) [۳]

---

[۱] ومن الواجبات رکعتا الطواف الخ غنیہ جدید ص۱۱۲ ولا یجبر ترکہما بالموت عنہا بدم او غیرہ الخ (غنیہ جدید ص۱۱۲)

[۲] اما الترتیب بینہ وبین الرمی والحلق فسنۃ الخ شامی کراچی ج۲ /۵۱۷)

[۳] فان اخرہ عنہا ای ایام النحر ولیالیہا منہا کرہ تحریماً ووجب دم لترک الواجب الخ (درمختار کراچی ۲/۵۱۸)

یوم النحر کی صبح صادق سے قبل طوافِ زیارت

اگر یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے قبل طوافِ زیارت کریگا تو طوافِ زیارت صحیح نہ ہوگا۔ گویا یوں سمجھا جائیگا کہ اس نے ابھی تک طوافِ زیارت کیا ہی نہیں۔ اور اس پر طوافِ زیارت جو حج کا اہم ترین رکن ہے باقی رہ گیا۔ کیونکہ کوئی بھی عبادت اپنے وقت سے قبل صحیح نہیں ہوتی۔ اور طوافِ زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے شروع نہیں ہوتا، بلکہ صبح صادق کے بعد ہی شروع ہوتا ہے[۱] بہت سے لوگ رات ہی میں طوافِ زیارت کر لیتے ہیں جو سخت غلطی ہے۔

بارہویں ذی الحجہ کو غروب سے قبل طوافِ زیارت نہیں کیا پھر حیض آگیا

بارہویں ذی الحجہ تک طوافِ زیارت کو مؤخر کرنا عورت و مرد سب کے لئے جائز ہے۔ چنانچہ عورت نے اتنی تاخیر کر لی کہ بارہویں ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب ہونے میں اتنی دیر باقی ہے جتنی میں بآسانی طواف کیا جا سکتا ہے کہ اچانک حیض آگیا، اور طوافِ زیارت نہیں کر سکی، تو ایسی صورت میں عورت معذور ہے اس پر کوئی دم لازم نہیں۔ اور اگر اتنی زیادہ تاخیر کر لی کہ غروب ہونے میں اتنا وقت باقی نہیں ہے کہ جتنے میں بآسانی طوافِ زیارت کیا جا سکتا ہو تو ایسی صورت میں تاخیر میں تعدی ہے، اس لئے اس عورت پر ایک دم دینا واجب ہو جائیگا۔ اسی طرح ایام النحر سے پہلے عورت کو حیض شروع ہو گیا اور ایامِ نحر گذر جانے تک پاک نہیں ہوئی تب بھی عورت معذور ہے

---

[۱] واول وقتہ طلوع الفجر الثانی من یوم النحر فلا یصح قبلہ و یمتد وقت صحتہ الی آخر العمر لکن یجب فعلہ فی ایام النحر ولیالیہا المتخللۃ بینہما منہا الخ
(غنیۃ جدید ... قدیم ... ھکذا فی الشامیۃ کراچی ...)
واما زمان ھذا الطواف وھو وقتہ فاولہ حین یطلع الفجر الثانی من یوم النحر بلا خلاف بین اصحابنا فلا یجوز قبلہ (بدائع ۲/۱۳۲)

اس پر کوئی دم لازم نہیں۔ [1]

بارہویں ذی الحجہ کو طواف کے بقدر وقت باقی اور حیض سے پاک ہوگئی مگر طواف نہیں کیا۔

اگر ایامِ نحر میں عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہے، اور بارہویں ذی الحجہ کو آفتاب غروب ہونے سے اتنی دیر قبل پاک ہوگئی جتنے میں غسل کرکے حرم شریف پہنچکر پورا طواف یا چار پھیرے ادا کرسکتی تھی مگر پاک ہونے کے بعد اس وقت کے اندر اندر طواف نہیں کیا تو ایسی صورت میں عورت پر طواف کرنا بھی لازم ہوگا، اور جرمانہ میں ایک قربانی کرنا بھی واجب ہوگی۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۹)

اور اگر اتنی دیر قبل پاک نہیں ہوئی ہے جتنی میں بآسانی غسل کرکے حرم شریف پہنچکر طواف کرسکتی تھی تو اسکا عذر شرعی باقی ہے اسلئے اس پر کوئی دم لازم نہیں۔ [2]

حیض یا نفاس کے عذر سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر ایامِ نحر میں عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہوجائے اور ناپاکی ہی کی حالت میں ایامِ نحر مکمل گذرجائیں تو ایسی صورت میں طوافِ زیارت کو ایامِ نحر سے تاخیر کرنے کی وجہ سے عورت گنہگار نہ ہوگی، اور نہ ہی اس پر کوئی فدیہ یا دم وغیرہ لازم ہوگا۔

---

[1] ولو حاضت بعد ما قدرت على الطواف ولم تطف حتى مضت الوقت لزمها الدم لانها مقصرة بتفريطها اى بعد ما قدرت على اربعة اشواط فقولهم لا شيء عليها لتاخير الطواف مقيد بما اذا حاضت فى وقت لم تقدر على اكثر الطواف او حاضت قبل ايام النحر ولم تطهر الا بعد مضيها الخ (شامى ۲/۵۱۹ غنية جديد مكمل)

[2] اذا طهرت فى آخر ايام النحر فان امكنها الطواف قبل الغروب ولم تفعل فعليها دم للتاخير وان لم يمكنها طواف اربعة اشواط فلا شيء عليها الخ (شامى كراچى ۲/۵۱۹)

بلکہ جب پاک ہو جائے گی تب ہی طواف کرنا اس پر لازم ہوگا۔[1]

(غنیۃ المناسک ص۹۵، البحر الرائق ۲/۳۷۰)

حالتِ حیض میں طواف زیارت

اگر عورت نے غفلت یا لاپرواہی میں حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کرلیا ہے، یا طوافِ زیارت کے اکثر اشواط حالتِ حیض میں کرلئے ہیں۔ مثلاً تین شوط کے بعد حیض آگیا اور حیض ہی کی حالت میں باقی چار اشواط پورے کرلئے تو اس پر جرمانہ میں بدنہ واجب ہے۔ اور بدنہ اونٹ یا گائے یا بھینس کو کہا جاتا ہے۔ اور اگر عورت نے ایامِ نحر کے اندر اندر طواف کا اعادہ کرلیا ہے یا ان اشواط کا اعادہ کرلیا جن کو حالتِ حیض میں کیا تھا تو کفارہ ساقط ہو جائیگا۔ اور کوئی شئ اس پر لازم نہ ہوگی۔ اور اگر ایامِ نحر گذر جانے کے بعد اعادہ کریگی تو تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوگا۔[2]

طوافِ زیارت کے اقل اشواط حالتِ حیض میں

اگر عورت نے طوافِ زیارت کے اقل اشواط حالتِ حیض میں کرلئے۔ مثلاً چار چکر پورے ہونے کے بعد عورت کو حیض آگیا، اور اسی حالت میں باقی تین چکر بھی پورے کرلئے تو عورت پر ایک دم واجب ہے۔ اور اگر ان اشواط کا ایامِ نحر میں اعادہ کرلیا تو کفارہ کا دم ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر ایامِ نحر گذر جانے کے بعد اعادہ کریگی تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہو جائیگا۔ اسلئے کہ اس نے طوافِ زیارت کے اقل اشواط

---

[1] وهٰذا عند الامكان فلا شئ على الحائض بتاخيره اذا لم تطهر الا بعد ايام النحر الخ. (غنية المناسك ص۹۵، هٰكذا درمختار كراچی ۲/۵۱۹)

[2] ولو طاف للزيارة جنبًا او حائضًا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة (وقوله) ثم ان اعاده في ايام النحر فلا شئ عليه وان اعاده بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه شاة للتاخير الخ غنية جديد ص۲۷۶ قديم ص۱۳۸)

کو ایام نحر سے مؤخر کر دیا ہے۔ [1]

جنبی حائضہ اور نفساء کا حکم یکساں

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جانی ضروری ہے کہ جرمانہ اور کفارہ میں جنبی اور حائضہ اور نفساء تینوں کا حکم یکساں ہے۔ [2]

رُفقاء اور سَواری کی روانگی کی وجہ سے حالتِ حیض میں طواف زیارت

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت یہ دونوں ایسے ارکان ہیں کہ انکے بغیر حج صحیح ہی نہیں ہوتا اسلئے شدید ترین اعذار کی وجہ سے بھی یہ دونوں رُکن ساقط نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ان کی طرف سے ایسی نیابت جائز ہے کہ جس میں حاجی کو عرفات یا مطاف میں جانے کی ضرورت نہ ہو۔ ان دونوں رُکنوں کے علاوہ دیگر مناسکِ حج چاہے از قبیلِ واجبات ہوں یا سُنن، شدید اعذار کی وجہ سے ذمّہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض میں نیابت بھی جائز ہے مثلاً وقوفِ مزدلفہ شدید ازدحام کی وجہ سے کمزوروں سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور دم بھی لازم نہیں ہوتا۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۱)

اور حیض ونفاس کے عذر کی وجہ سے عورت سے طوافِ وداع ساقط ہو جاتا ہے، اور دم بھی لازم نہیں ہوتا۔ نیز ازدحام کی وجہ سے کمزوروں کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت جائز ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک طواف میں طہارت از قبیلِ واجبہ

---

[1] ولو طاف اقله جنباً فعليه شاة فان اعاده وجبت عليه صدقة لكل شوط نصف صاع لتاخير الاقل من طواف الزيارة الخ (غنية جديد ص۲۷۲)

[2] والحيض والنفاس كالجنابة قيد بالتمكن وهو الاكثر لانه لو طاف الاقل جنبا ولم يعد وجب عليه شاة فان اعاده وجبت عليه صدقة لتاخير الاقل من طواف الزيارة لكل شوط نصف صاع الخ (البحر الرائق كوئٹہ ۱۸/۳)

از قبیلِ فرض یا رکن نہیں ہے۔ تو جس طرح اعذار کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ، طوافِ وداع وغیرہ کا وجوب معاف ہوجاتا ہے اسی طرح طواف میں طہارت کا وجوب بھی حیض یا نفاس کے عذر کی وجہ سے ساقط ہوجانا چاہئے۔ خاص طور پر جب قافلہ اور رفقاءِ سفر یا مقررہ جہاز اسکے پاک ہوجانے تک انتظار نہ کرے تو ایسے اعذار میں طہارت کا وجوب ساقط کیوں نہیں ہوتا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ واجبات دو قسموں پر ہیں۔

۱۔ وہ واجب جو عمل مستقل ہو کسی دوسرے عمل کا جزء نہ ہو۔

۲۔ وہ واجب جو عمل مستقل نہ ہو بلکہ کسی دوسرے عمل کا جزء ہو۔

تو جو واجب کسی دوسرے عمل کا جزء نہیں ہوتا، بلکہ عمل مستقل ہوتا ہے تو وہ اعذار کی وجہ سے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ وقوفِ مزدلفہ کمزوروں سے ازدحام کے عذر کی وجہ سے ساقط ہوجاتا ہے [1] اور طوافِ وداع حیض و نفاس کے اعذار کی وجہ سے ساقط ہوجاتا ہے [2] اور کبھی اعذار کی وجہ سے نیابت بھی جائز ہوجاتی ہے جیسا کہ رمی جمرات میں نیابت۔ [3]

مگر جو واجب عمل مستقل نہیں ہے اس کی طرف سے اعذار کی وجہ سے نیابت جائز نہیں ہے، بلکہ خود اس کی ادائیگی لازم ہے۔ اور طواف میں طہارت بھی اسی قسم کے واجبات میں سے ہے۔ اسلئے نہ اس میں اعذار کی وجہ سے نیابت جائز ہے اور نہ ہی ذمہ سے کبھی ساقط ہوتی ہے۔ لہٰذا عورت اگر روانگی کے اعذار کی وجہ سے حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کرے گی تو طواف کا فریضہ تو اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا۔ مگر ساتھ ساتھ جرمانہ میں ایک اونٹ یا گائے یا بھینس کی قربانی بھی واجب ہوجائے گی۔ اور قربانی کا حدودِ حرم میں کرنا لازم ہوگا۔ البتہ موسمِ حج میں کرنا لازم نہ ہوگا۔ بلکہ کسی بھی زمانہ

---

[1] شامی کراچی ۲/۵۱۱ [2] تاتارخانیہ ۲/۵۴۲

[3] بدائع الصنائع ۲/۱۳۷ فتح القدیر ۲/۴۹۸ غنیۃ الناسک ص[illegible])

میں کی جاسکتی ہے[1] لیکن اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلیتی ہے تو جرمانہ بالکل ساقط ہوجائیگا۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۵۱۹، معارف السنن ۶/۳۵۸، مستفاد البحر الرائق ۲/۷۰س)

طواف زیارت میں جنابت اور حیض ونفاس کا فرق

جنابت عام طور پر امر اختیاری ہے۔ اس سے پاکی حاصل کرنا بھی انسان کے اختیار میں ہے۔ اسلئے حالت جنابت میں طواف کرنے کے بعد اگر پاک ہوکر ایام نحر کے اندر اعادہ نہیں کیا، بلکہ ایام نحر گذرنے کے بعد اعادہ کرتا ہے تو جرمانہ میں جو بدنہ واجب ہوچکا تھا وہ تو ساقط ہوجائیگا مگر تاخیر کی وجہ سے بکری کا جرمانہ لازم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر ایام نحر کے اندر اعادہ کرلیتا ہے تو بکری کا جرمانہ بھی ساقط ہوجائیگا۔ اسکے برخلاف حیض ونفاس قدرتی عذر ہے، اس سے پاک ہونا عورت کے اختیار میں نہیں۔ اسلئے شریعت نے طواف زیارت کو ایام نحر گذرجانے تک مؤخر کرنے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا اگر عورت حالت حیض میں طواف زیارت کرے، پھر ایام نحر گذرجانے کے بعد پاک ہوتی ہے تو ایسی صورت میں پاک ہونے کے بعد کسی بھی وقت اعادہ کرلیتی ہے تو جرمانہ بالکلیہ ساقط ہوجائیگا۔ تاخیر کا جرمانہ عورت پر لازم نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر ایام نحر گذرجانے سے اتنی مدت پہلے عورت پاک ہوجاتی ہے جتنی مدت میں طہارت حاصل کرکے حرم شریف پہنچکر بآسانی طواف کا اعادہ کرسکتی ہے اور پھر بھی اعادہ نہیں کیا، حتیٰ کہ یہ مدت گذرگئی، پھر اسکے بعد اعادہ کرتی ہے تو اونٹ یا گائے کا جرمانہ تو ساقط ہوجائے گا

---

[1] مستفاد فتاوی محمودیہ ۱۳/۱۷۷، لوهم الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف ام لا۔ قالوا يقال لها لا يحل لك دخول المسجد وان دخلت وطفت اثمت وصح طوافك وعليك ذبح بدنة وهذه مسئلة كثيرة الوقوع يتحير فيها النساء الى آخره۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۹)

مگر بلا عذر اعادہ میں تاخیر کرنے کی وجہ سے بکری یا دُنبہ کا جُرمانہ لازم ہوجائیگا۔ [1]

دَوا کے ذریعہ سے حیض روک کر طوافِ زیارت

عورت کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کے زمانہ میں حیض آجائیگا، اور ایامِ حیض گذر جانے تک انتظار کرنا بھی بہت مشکل ہے، تو ایسی صورت میں پہلے سے مانعِ حیض دوا استعمال کر کے حیض روک لیتی ہے، اور اسی حالت میں طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کرلیتی ہے تو صحیح اور درست ہوجائیگا۔ اس پر کوئی جُرمانہ بھی نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اس مدت میں کسی قسم کا خون کا دھبہ وغیرہ نہ آیا ہو۔ مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دَوا استعمال نہ کرے، اسلئے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ (مستفاد فتاوی رحیمیہ ۶/۴۰۴)

دوَرانِ حیض دوَا کے ذریعہ حیض روک لیا پھر عادت کے ایام میں حیض آگیا۔

اگر دوَرانِ حیض دوَا کے ذریعہ سے حیض روک لیا ہے، اور طوافِ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اگر عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آگیا ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے حالتِ حیض میں طواف کیا ہے۔ کیونکہ طہر متخلل کے حکم میں ہے۔ لہٰذا جُرمانہ میں اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوجائے گی۔ البتہ اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کرلیگی تو جُرمانہ

---

[1] ولو طاف للزيارة جنبًا او حائضًا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة (الى قوله) ثم ان اعاده في ايام النحر فلا شيء عليه وان اعاده بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه شاة للتاخير (غنية الناسك ص۹۸) وهذا عند الامكان فلا شيء على الحائض بتاخير اذا لم تطهر الا بعد ايام النحر۔ (غنية الناسك ص۹۸ وهكذا في الدر المختار كراچی ۲/۵۱۹)

ساقط ہوجائیگا۔ اور مناسک ملّا علی قاری میں ہے کہ اس طرح کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے۔ اسلئے اعادہ کے ساتھ توبہ کرنا بھی لازم ہوجائیگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو بدنہ کے کفارہ کے ساتھ ساتھ توبہ بھی لازم ہوگی۔ اور اگر دوا کے ذریعہ سے حیض اس طرح رک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے تک حیض آیا ہی نہیں تو ایسی صورت میں طواف بلا کراہت صحیح ہوجائیگا۔ اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ (مناسک ملا علی قاری ص۲۵ مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۱۰) [1]

طہر متخلل کا ایک اختلافی مسئلہ

اگر دواؤں کے استعمال کے نتیجہ میں عورت کے دمِ حیض کا نظام خراب ہوجائے کہ کبھی خون آیا کبھی دھبہ آیا کبھی کچھ نہیں آیا تو ایسی صورت میں حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر معتادہ ہے، اور اسکی عادت مثلاً دس دن ہے تو دمِ حیض شمار کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ عادت سے ایک دن قبل خون آیا ہو اور پھر دس دن کے بعد گیارہویں دن بھی خون آیا ہو، تو اگر دس دن عادت ہو تو دونوں دموں کے درمیان کے دس دن حیض کے شمار ہوں گے۔ اور اگر عادت دس سے کم ہے تو عادت کے ایام حیض کے شمار ہوں گے۔ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک ابتداء اور انتہاء میں طہر ہونا لازم نہیں بلکہ کسی ایک جانب کو عادت کے ایام قرار دینا ممکن ہو تو اسکو عادت کے مطابق حیض کا زمانہ قرار دیا جائیگا۔ [2]

---

[1] ولو انقطع دمها بدوائها ولا او لم ينقطع فاغتسلت او لا وطافت ثم عاد دمها في ايام عادتها يصح ولزمها بدنة وكانت عاصية وعليها ان تعيده طاهرة فان اعادته سقط ما وجب الخ (غنية ص۱۱۰، غنيه جديد/۲۴۲) وزاد في مناسك القاري وعليها التوبة من جهة المعصية ولو مع البدنة الخ مناسك ملا علي قاري ص۲۵

[2] قول ابي يوسف ان الطهر المتخلل بين الدمين لا يفصل بل يكون كالدم المتوالي بشرط احاطة بطرفي الطهر المتخلل فيجوز بداية الحيض بالطهر وختمه به (الى قوله) ولو رأت المعتادة قبل عادتها يوماً دماً وعشرة طهراً ويوماً دماً فالعشرة التي لم ترفيها الدم حيض ان كانت عادتها والا ردت الى ايام عادتها (وقوله) ولو رأت معتادة قبل عادتها يوماً دماً وتسعة طهراً ويوماً دماً لا يكون شيء منه حيضاً وقول محمد ان الشرط ان يكون الطهر مثل الدمين او اقل في مدة الحيض فلو كان اكثر فصل لكن ينظر ان كان في كل من الجانبين ما يمكن ان يجعل حيضاً فالسابق حيض ولو في احدهما فهو الحيض والآخر استحاضة الخ (شامي زكريا ديوبند ۱/۴۸۳)

دواؤں کے ذریعہ حیض روک کر طواف کرلیا پھر عادت کے ایام میں دھبہ آگیا

مانع حیض دواؤں کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف کرلیا پھر عادت کے ایام میں خون آگیا یا تھوڑا سا دھبہ آگیا تو کیا حکم ؟ تو اس سلسلہ میں کچھ تفصیل کی ضرورت ہے جو ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

(۱) حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین رات یعنی ۷۲ گھنٹے ہیں۔ [۱]

(۲) حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو دن اور تیسرے دن کا اکثر حصہ ہے یعنی پونے تین دن حیض کی اقل مدت ہے اور اسکی صراحت ۶۷ گھنٹے کی گئی ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے قول ثانی کے مطابق حیض کی اقل مدت تین دن اور دو راتیں ہیں [۲]

لہٰذا حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ۷۲ گھنٹے سے کم مدت تک خون آکر بند ہوگیا ہے تو حیض کا خون شمار نہ ہوگا بلکہ استحاضہ اور بیماری کا خون شمار ہوگا۔

---

[۱] واقله ثلثة ايام بلياليها الثلاث، فالاضافة لبيان العدد المقدر بالساعات الفلكية لا لاختصاص وتمامه في الشامية بالساعات وهي اثنان وسبعون ساعة الخ (درمختار مع الشامی زکریا ۱/۴۷۶)

[۲] وعن ابي يوسفؒ روايتان- الاولى وهي قوله انه مقدر بيومين واكثر الثالث وهو سبع وستون ساعة. والثانية انه مقدر بثلاثة ايام وليلتين. (البحر الرائق کوئٹہ ۱/۱۹۱)

حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حیض کی اقل مدت صرف ایک دن ایک رات یعنی ۲۴ گھنٹے ہے۔ اور حضرت امام مالکؒ کے نزدیک کوئی حد متعین نہیں۔ بلکہ اگر تھوڑا سا خون کا دھبہ آکر بند ہوجائے تو وہ بھی حیض ہی کا خون شمار ہوگا۔ اور اس عورت کو ناپاک سمجھا جائیگا۔

وقال مالك ما يوجد ولو ساعة وقال الشافعي يوم وليلة الخ (هداية مع الفتح جديد بيروتي ۱/۱۶۴)

وقال احمد والشافعي ان اقله يوم وليلة (الى قوله) وعند مالك لا حد لاقله الخ (اوجز المسالك قديم ۱/۱۵۴)

اور اس حالت میں عورت کو حالتِ حیض میں شمار نہیں کیا جائیگا۔ ہاں البتہ اس خون کے خارج ہونیکی وجہ سے اسکا وضوء ٹوٹ گیا، لہٰذا اگر وقفہ وقفہ سے وہ خون نکلا ہے تو جس وقت نکلنے میں وقفہ ہو جائے اُسوقت وضوء کرکے طواف کرسکتی ہے اور نماز اور تلاوت بھی کرسکتی ہے۔ اور اسی حالت میں رمضانُ المبارک میں روزہ بھی رکھ سکتی ہے۔ ؎۱

حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق اگر ۷۲ گھنٹے سے کم عرصہ تک خون آکر بند ہوگیا ہے تو وہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ استحاضہ اور بیماری کا خون ہے۔ اسکی وجہ سے عورت حالتِ حیض میں شمار نہ ہوگی۔ ہاں البتہ اسکی وجہ سے عورت کا وضوء ٹوٹ گیا۔

۳ اَب اگر عورت نے مانع حیض دَوا استعمال کرکے حیض کا خون روک لیا ہے، اور اپنے آپ کو پاک سمجھکر طواف کرلیا۔ یا نماز و تلاوت کرلی۔ یا رمضانُ المبارک میں روزہ رکھ لیا۔ اس کے بعد پھر عادت کے ایام میں خون کا دھبہ آگیا تو اسکی مشہور ترین چھ شکلیں ہمارے سامنے ہیں۔ اور انمیں سے چار شکلوں میں باتفاقِ حنفیہ عورت کو حالتِ حیض میں شمار نہیں کیا جائیگا۔ اور ایک شکل میں امام ابو یوسفؒ اور جمہور احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ اور ایک شکل میں بالاتفاق عورت کو حیض والی شمار کیا جائیگا۔

شکل ۱ مانع حیض دوا کے استعمال کے بعد عادت کے ایام میں صرف ایک بار خون کا دھبہ آیا۔ اسکے بعد آئندہ ماہواری تک یا پندرہ دن تک کوئی خون نہیں آیا۔

؎۱ المراد ان اقل مدته قدر ثلثة ايام بلياليها (الى قوله) حتى لو رأت عند طلوع الفجر يوم السبت وانقطع عند غروب الشمس يوم الاثنين لا يكون حيضا الخ
(البحر الرائق کوئٹہ ۱/۱۹۱)

شکل ۲ متعدد بار دھبہ مگر پندرہ ۱۵ بیس گھنٹے کے اندر اندر کئی بار خون کا دھبہ آکر آئندہ ماہواری تک یا پندرہ ۱۵ دن تک کیلئے بند ہوگیا۔ ¹

شکل ۳ ایک دن ایک رات یعنی چوبیس گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک خون کا دھبہ بار بار آیا۔

شکل ۴ ۷۲ گھنٹے تک بار بار خون کا دھبہ آتا رہا اسکے بعد آئندہ ماہواری یا پندرہ ۱۵ دن تک کوئی دھبہ نہیں آیا۔ ²

ان چار شکلوں میں باتفاق تمام فقہاءِ احناف حیض کا خون شمار نہ ہوگا اور عورت کو حیض والی شمار نہیں کیا جائیگا۔ اگر ان دھبوں سے قبل یا بعد میں یا ان دھبوں کے زمانہ میں جو خون نظر آیا اسکو دھوکر باوضو ہوکر طواف کیا ہے تو پاکی کے زمانہ کا طواف شمار ہوگا۔ اور اس پر کوئی گناہ بھی نہ ہوگا۔ اس کیلئے نماز، روزہ تلاوتِ قرآن سب کچھ جائز ہے۔ ³

شکل ۵ مانع حیض دوا کے استعمال کے باوجود ۷۲ گھنٹے یا اس سے زائد ۷۲ گھنٹے سے کم زمانہ میں بار بار خون کا دھبہ آیا تو حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک عورت کو حیض والی شمار کیا جائیگا۔ نماز، روزہ، طواف، تلاوت سب کچھ اس کیلئے حرام اور ناجائز ہے۔ اگر طواف کرے گی تو گنہگار ہوجائے گی ـــــ اور

---

¹ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک پہلی دونوں شکلوں میں بھی عورت کو حالتِ حیض میں شمار کیا جائیگا۔

² حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک شکل ۳ و ۴ میں عورت کو حیض والی شمار کیا جائیگا۔

³ الفرق عند بين انقطاع الدم قبل العادة وبعد الثلاث وهو اقل الحيض عندهم وانقطاعه قبل الثلاث انها تصلي بالغسل كلما انقطع قبل العادة وبعد الثلاث لا بالوضوء لانه تحقق كونها حائضا برؤية الدم ثلاثة فاكثر بخلاف انقطاعه قبل الثلاث فانها تصلي بالوضوء لانه تبين ان الدم دم فساد لا دم حيض الخ

(الموسوعة الفقهية ١٨/٣٠٣)

طوافِ زیارت کریگی تو گنہگار بھی ہوگی۔ اور کفارہ میں بدنہ دینا بھی لازم ہوجائے گا۔
اور حضراتِ طرفینؒ اور جمہور احناف کے نزدیک عورت کو حیض والی شمار نہیں کیا جائیگا۔

شکل ۶ مانعِ حیض دواؤں کے استعمال کے باوجود ۷۲ گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک بار بار خون کا دھبہ آیا ہے تو باتفاق عورت حیض والی شمار ہوگی۔[1]

اگر اس درمیان میں طوافِ زیارت کریگی تو جرمانہ میں بدنہ لازم ہوجائیگا۔ اور عورت گنہگار بھی ہوجائیگی۔ اور اگر طوافِ عمرہ یا طوافِ وداع یا طوافِ قدوم کریگی تو کفارہ میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور گنہگار بھی ہوجائیگی۔ اور ان تمام صورتوں میں اگر پاکی کے زمانہ میں طواف کا اعادہ کرلیگی تو دم ساقط ہوجائیگا۔[2]

خواتین کو ایک خیر خواہی کا مشورہ

خواتین سے جو ہر ماہ ماہواری کا خون آتا ہے وہ قدرت کا فیصلہ اور اسی کے اختیار کی چیز ہے۔ اس میں خواتین کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے ان سے

---

[1] واقل الحیض ثلاثۃ ایام ولیالیہا ومانقص من ذلک فھو استحاضۃ وعنہ فی الفتح وروی ابن سماعۃ عن ابی یوسفؒ یومان واکثر الثالث الخ (ھدایۃ مع الفتح بیروتی ۱/۱۶۲)
وعن ابی یوسفؒ روایتان الاولیٰ وھی مقدر بیومین واکثر الثالث وھو سبع وستون ساعۃ والثانیۃ انہ مقدر بثلاثۃ ایام ولیلتین الخ (البحر الرائق کوئٹہ ۱/۱۹۱)
واقلہ ثلاثۃ ایام بلیالیہا وفی الشامیۃ بالساعۃ وھی اثنان وسبعون ساعۃ۔
(شامی زکریا ۱/۴۷۶)

[2] ولو انقطع دمہا ای دم الحائض بدواء او بلا ای بدواء (الیٰ قولہ) وطافت ثم عاد دمہا فی ایام عادتہا یصح ویصح طوافہا ولزمہا بدنۃ وکانت عاصیۃ (الیٰ قولہ) فان عادتہ سقط ما وجب ای من البدنۃ وعلیہا التوبۃ من جھۃ المعصیۃ ومع البدنۃ۔
(مناسک القاری /۳۵۰)

ان ایّام میں نماز کو کلی طور پر معاف کر دیا گیا۔ اور روزہ کو وقتی طور پر معاف کیا گیا۔ اور طواف وِداع کو بھی کلی طور پر معاف کر دیا گیا۔ [1]
اور خواتین کی فلاح اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ قدرت کے فیصلہ اور اسی کی مرضی پر راضی اور خوش رہا کریں۔ اور شوقِ عبادت میں یا کسی اور وجہ سے دواؤں کے ذریعہ سے حیض روک کر عبادت کرنا ان کے لئے کسی طرح فضیلت اور رفعِ درجات کا ذریعہ نہیں۔

اس لئے ان کے لئے بہتر اور افضل یہی ہے کہ مانعِ حیض دوائیں استعمال نہ کریں پھر بھی اگر کوئی استعمال کرے گی تو ما قبل میں اسکا حکم شرعی لکھا گیا۔ اس کے مطابق عمل کی گنجائش ہے۔

---

[1] عن عائشۃؓ قالت خرجنا لانریٰ الا الحج فلمّا کنا بسرف حِضت فدخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقال احضتِ قلتُ نعم قال ان ھٰذا شیءٌ کتبہ اللہ عز وجل علیٰ بنات اٰدم فاقضی ما یقضی المحرم غیر ان لا تطوفی بالبیت۔ الحدیث
(نسائی شریف ۲/۱۲)

حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت

اگر کوئی احمق بیوی سے ہمبستری کے بعد بغیر غسل کے حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کریگا، یا سوتے ہوئے احتلام ہوجائے اور بغیر غسل کے حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کریگا تو جرمانہ میں ایک گائے یا اونٹ کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ اور اس کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگا۔ اور اس طواف کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایامِ نحر کے اندر اندر اعادہ کریگا تو جرمانہ کی قربانی کلی طور پر معاف ہوجائے گی۔ اور اگر ایامِ نحر گذرجانے کے بعد اعادہ کریگا تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی۔
اسی طرح طوافِ زیارت کے اکثر اشواط یعنی چار یا اس سے زائد اشواط حالتِ جنابت میں کریگا تب بھی بدنہ کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ [1]

حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کے اقل اشواط

اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں آکر طوافِ زیارت کے اقل اشواط یعنی تین یا ایک دو چکر کرنے کے بعد چھوڑ کر آگیا پھر غسل کرکے بقیہ اشواط پورے کرلیئے تو طوافِ زیارت کے اقل اشواط حالتِ جنابت میں کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔ اور اگر غسل کرکے ان کا اعادہ ایامِ نحر میں کریگا تو کفارہ کلی طور پر ساقط ہوجائیگا اور ایامِ نحر گذرجانے کے بعد اعادہ کریگا تو تاخیر کی وجہ سے ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔ [2]

---

[1] لو طاف للزيارة جنبا او حائضا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة ويقع معتدا به في حق التحلل ويصير عاصيا ويعيده طاهرا حتما فان اعاده سقطت عنه البدنة اھ (غنية الناسك ص۲۷۳، غنيه جديد ص۲۷۲، هنديه ۱/۲۴۵)

[2] ولو طاف اقله جنبا فعليه شاة فان اعاده وجبت عليه صدقة لكل شوط نصف صاع لتاخير الاقل من طواف الزيارة اھ غنيه جديد ص۲۷۲ قديم ص۱۴۵)

طوافِ زیارت سے قبل ہمبستری کرلی پھر حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت بھی کرلیا۔

اگر طوافِ زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری کرلی تو حج فاسد نہیں ہوگا۔ مگر اس پر ایک بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی۔ اور دوبارہ ہمبستری کرلی ہے تو ایک بدنہ اور ایک بکری کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ اور اگر بیوی سے ہمبستری کے بعد پھر حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت بھی کرلیا ہے تو ایک بدنہ مزید واجب ہوجائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ہمبستری کی وجہ سے ایک بدنہ لازم ہوگا۔ اور پھر دوبارہ ہمبستری کیوجہ سے ایک دم لازم ہوگا۔ اور حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کی وجہ سے دوسرا بدنہ بھی لازم ہوجائیگا۔ تو کل تین چیزیں دو بدنہ اور ایک دم لازم ہوجائیں گے۔ [1]

ہاں البتہ اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار جماع کیا ہے تو صرف ایک ہی بدنہ واجب ہوگا۔ اور اگر مجلس اور جگہ بدل کر دوسری جگہ جماع کیا ہے تو پہلی مرتبہ کی وجہ سے بدنہ واجب ہوگا، اور بعد کے جماعوں کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا، بشرطیکہ دوسری بار کے جماع کے وقت احرام چھوڑنے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ [2]

بلا عذر طوافِ زیارت کو ایام النحر سے مؤخر کرنے کا کفارہ

اگر عورت کو حیض ونفاس کا قدرتی عذر نہیں ہے، اور منیٰ سے آنے میں تاخیر ہوگئی

---

[1] ان البدنة تجب فی الحج فی موضعین احدهما اذا طاف للزيارة جنباً ورجع الى اهله ولم يعد والثانی اذا جامع بعد الوقوف (الزبدة الخ بیروتی جدید ۲/۲۸۳) بدائع قدیم ۲/۲۱۶ من جامع بعد الوقوف بعرفة لم يفسد حجه وعليه بدنة (هداية ۱/۲۵۱، ولو طاف طواف الزيارة (وقوله) وان كان جنباً فعليه بدنة الخ هداية ۱/۲۵۲)

[2] سواء جامع مرة او مراراً ان اتحد المجلس فان اختلف ولم يقصد بالجماع الثانی رفض الاحرام فبدنة للاول وشاة للثانی فی قولهما ای قول الشيخين، غنیه جدید ص۲۱۱

ہے۔ یا ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے طواف نہیں کیا، اسی میں آج کریں گے کل کریں گے اتنے میں ایامِ نحر گذر گئے۔ اس کے بعد طوافِ زیارت کرتی ہے تو تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر مرد کو منیٰ سے آنے میں تاخیر ہوگئی یا ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے ہمت نہیں ہوئی اور اسی میں ایام نحر گذرجائیں، اسکے بعد طواف کرتا ہے تو تاخیر کا دم دینا واجب ہوجائیگا۔ لہ

پورا طواف یا اکثر طواف غروب کے بعد کیا تو دم لازم

اگر طوافِ زیارت مکمل یا اکثر حصہ بارہویں کے غروب سے قبل کرلیا ہے، اس کے بعد سورج غروب ہوگیا اور باقی تین چکر غروب کے بعد یا دوسرے دن کئے ہیں تو دَم واجب نہ ہوگا، اسلئے کہ اکثر اشواط ایام نحر کے اندر ادا ہوگئے۔ اور اگر ایسا ہوا کہ طوافِ زیارت کے صرف تین چکر ادا کرپایا تھا کہ بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہوگیا، اور چار چکر غروب کے بعد ادا کیئے ہیں، یا دوسرے دن ادا کیئے ہیں تو دم دینا لازم ہوگا۔ (غنیہ جدید ص۲۷۲)

اقلّ اشواط غروب کے بعد ادا کیئے تو کیا کفّارہ؟

اگر بارہویں کو طواف کے دوران ابھی چار چکر کرپایا تھا کہ سورج غروب ہوگیا، اور تین چکر غروب کے بعد ادا کیئے یا غروب کے بعد مغرب کی نماز کے بعد ادا کیئے، تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ (غنیہ ص۲۷۳)

لہ ولو اخّر طواف الزيارة كلّه او اكثره عن ايام النحر فعليه دمٌ ولو اخّر اقلّه فعليه لكل شوطٍ صدقة الخ (غنیہ جدید ص۲۷۲ قدیم ص۱۲۶)

مرد کیلئے قدرتی اعذار کی وجہ سے طواف زیارت میں تاخیر

اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی واجب ترک ہوجائے تو دم واجب ہوگا یا نہیں ؟ تو اسکی تفصیل یوں ہے کہ اعذار دو قسم پر ہیں ۔؟

۱ وہ اعذار جو انسان کی طرف سے پیش آتے ہیں، تو اگر انسان کی طرف سے پیش آنے والے عذر کی وجہ سے واجب ترک ہوجائے، تو ترک واجب کا کفارہ معاف نہ ہوگا، بلکہ لازم ہوگا۔ جیسا کہ کسی نے زبردستی خوشبو لگا دی، یا وقوف مزدلفہ سے روک لیا، اور وقت گذر گیا تو ایسی صورت میں ترک واجب کا دم لازم ہوجائیگا۔

۲ وہ اعذار جو انسان کی طرف سے پیش نہیں آتے بلکہ اللہ کی طرف سے پیش آتے ہیں تو ایسے اعذار کی وجہ سے واجب ترک ہوجائے تو دم لازم نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اس پر کوئی گناہ ہوگا۔ مثلاً ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے وقوف مزدلفہ ترک ہوجائے، یا حیض ونفاس یا مرض کی وجہ سے، یا گرفتاری کی وجہ سے یا ناگہانی حادثہ کی وجہ سے طواف زیارت میں تاخیر ہوجائے، یہاں تک کہ ایام نحر گذر جائیں اور طواف نہ کرسکے تو ایسی صورت میں ایام نحر کے اندر اندر طواف کرنے کا جو وجوب ہے اس کے ترک ہوجانے کی وجہ سے دم واجب نہ ہوگا۔ اور نہ ہی گناہ ہوگا۔ اس لئے کہ ان اعذار میں انسان کا کوئی اختیار نہیں۔

لہذا ۱۴۱۷ھ میں منیٰ میں آگ لگنے کی وجہ سے جو لوگ زد میں آچکے ہیں اور ایام نحر گذرنے تک ہسپتالوں میں پڑے رہے ہیں، یا ان کو طواف کرانے والا میسر نہ ہوا ہو تو ان لوگوں پر طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا، اور

نہ ہی ان پر کوئی گناہ ہوگا۔ حضرات فقہاء نے اس حکم کو اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے

اما ترك الواجبات بعذر فلا شئ عليه، ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى، فلو كان من العباد فليس بعذر، وقوله لو منعه الوقوف بمزدلفة مثلاً فعليه دم بخلاف ما اذا منعه خوف الزحام فانه من الله تعالى فلا شئ عليه وقوله فيما ورد النص به وهو ترك الوقوف بمزدلفة بخوف الزحام او الضعف وتاخير طواف الزيارة من ايامه من حيض او نفاس او حبس او مرض ولم يوجد له حامل او لم يتحمل المحمل۔[1]

عذر کی وجہ سے واجبات کے ترک ہونے سے کوئی چیز لازم نہیں ہوتی۔ پھر عذر سے ایسا عذر مراد ہے جو منجانب اللہ پیش آتا ہے۔ لہٰذا جو منجانب الناس پیش آتا ہے وہ کفارہ کو ساقط کرنیوالا عذر نہ ہوگا۔ اگر وقوف مزدلفہ سے مثلاً دشمنوں نے روک لیا ہے تو اس پر دم لازم ہوگا اسکے برخلاف اگر خوف ازدحام کی وجہ سے وقوف مزدلفہ ترک ہوجائے تو یہ عذر من جانب اللہ ہے۔ اسلئے اس پر کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ لہٰذا جس عذر کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے وہ منجانب اللہ عذر ہے۔ اور وہ خوف ازدحام کی وجہ سے یا ضعف کی وجہ سے وقوف مزدلفہ ترک ہوجاتا ہے اور طواف زیارت کا ایام نحر سے تاخیر ہوجانا حیض یا نفاس یا گرفتاری یا مرض وغیرہ کی وجہ سے۔ اور مریض کو اٹھا کر لیجانیوالا بھی کوئی نہیں ہے، یا اٹھائے جانے کا متحمل نہیں ہے، تو یہ تمام اعذار من جانب اللہ ہیں۔

---

[1] غنیۃ الناسک قدیم ص۱۳۰ وجدید ص۲۳۹۔

طوافِ زیارت کے تین چکر چھوڑ کر وطن واپس آگیا

اگر طوافِ زیارت کے تین چکر چھوڑ کر کے وطن واپس آگیا ہے، تو ایسی صورت میں اسکے اوپر دم واجب ہوجائیگا۔ لہٰذا کسی آنے جانے والے کے ہاتھ دم کا پیسہ روانہ کر دے، اور اس کی طرف سے حُدودِ حَرم کے اندر دم کی قربانی کر دی جائے، اسلئے کہ دم حُدودِ حَرم ہی میں دیا جا سکتا ہے، اور حُدودِ حَرم سے باہر دم دینا جائز نہیں ہے۔ اور اسکا حج صحیح شمار ہو جائے گا۔ [۱]

دمِ جنایت کے عوض میں قیمت صدقہ کرنا

اگر کسی حاجی پر دم واجب ہوگیا ہے اور وہ دم کے عوض میں اس کی قیمت صدقہ کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوگا۔ اگر وہ حُدودِ حَرم کے اندر مقیم ہے تو اس قیمت سے دم کا بکرا خرید کر ذبح کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر حُدودِ حَرم سے باہر منتقل ہوگیا ہے جہاں دم کا جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے، وہاں بھی قیمت کا صدقہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی قیمت حُدودِ حَرم میں روانہ کر کے دم کا جانور خرید کر کے دم ہی دینا واجب ہوگا۔ ہاں البتہ اگر دم کا گوشت ضائع کر دیا ہے یا خود کھالیا ہے تو جتنا کھایا یا ضائع کیا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ [۲]

---

[۱] ومن ترك من طواف الزيارة ثلاثة اشواط فما دونها فعليه شاة فلو رجع الى اهله اجزأه ان لا يعود ويبعث شاة (تاتارخانية ۲/۵۱۸) والشاة من ذبحه فى الحرم فلو ذبح فى غيره لا يجزيه عن الذبح (غنية قديم/۱۴۰ جديد/۲۲۲)

[۲] ولا يجوز عن الدم اداء القيمة الا اذا اكل او اتلف ما لا يجزيه له الاكل منه فعليه قيمته يتصدق بها۔ (غنية الناسك قديم/۱۴۱ نسخه جديد/۲۲۳)

طوافِ زیارت کے اکثر اشواط کا ترک کردینا

طوافِ زیارت حج کا رکن ہے۔ اور اس طواف کے سات چکّروں میں سے چار چکّر فرض اور رُکن ہیں۔ اور تین چکّر واجب ہیں۔ لہٰذا اگر طوافِ زیارت کے چار چکّر چھوڑ دیئے ہیں اور تین چکّر ادا کیے ہیں تو رُکن اور فرض کی ادائیگی باقی ہے، اور جس طرح طوافِ زیارت سے قبل بیوی کے ساتھ ہمبستری سے بدنہ واجب ہوتا ہے اسی طرح چار چکّروں کی ادائیگی سے قبل بھی بیوی کے ساتھ ہمبستری سے بدنہ واجب ہوجائیگا۔ اور جب تک چار چکر پورے نہیں کریگا بیوی حرام رہے گی۔
پہلی مرتبہ ہمبستری سے بدنہ واجب ہوگا، اور اس کے بعد جب جب مجلس بدل کر ہمبستری کریگا ایک دم واجب ہوتا رہیگا، بشرطیکہ احرام چھوڑنے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ اور اگر احرام چھوڑنے کے ارادہ سے دوسری بار ہمبستری کی ہے تو کوئی شئ لازم نہ ہوگی۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک باقی رہیگا جب تک واپس آکر طوافِ زیارت کے چکر پورے نہیں کریگا، اور ان چار چکروں کا کوئی فدیہ اور بدل بھی نہیں ہے، جو قائم مقام قرار دیا جاسکے، اسلئے طواف ہی کرنا لازم ہوگا۔ [1]

طوافِ زیارت کے اقل اشواط کا ترک کردینا

اگر طوافِ زیارت کے اکثر اشواط پورے کرلیے اور اقل اشواط یعنی تین یا اس سے کم چکّر باقی ہیں تو دم واجب ہوجائیگا۔ اور دم اور فدیہ اسکا بدل بن سکتا ہے۔ اور

---

[1] ولو ترک طواف الزیارۃ کلہ او اکثرہ فھو محرم ابداً فی حق النساء حتیٰ یطوف فکلما جامع لزمہ دم اذا تعدد المجلس الا ان یقصد الرفض فلا یلزمہ بالثانی شئ فعلیہ حتماً ان یعود بذلک الاحرام ویطوفہ ولا یجزئ عنہ البدل اصلاً الخ
(غنیۃ جدید ۲۷۲ قدیم ۱۴۶)

اگر ایامِ نحر کے اندر اندر ان کو ادا کریگا تو کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا، اور اگر ایامِ نحر کے بعد ادا کریگا تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔ اسلئے کہ طوافِ زیارت کے اقل اشواط کو ایامِ نحر سے مؤخر کر دیا ہے۔[1]

سواری پر طوافِ زیارت

بلا عذر سواری پر طوافِ زیارت کریگا تو دم واجب ہوجائیگا۔ ہاں اگر طواف کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ اور اگر بیماری اور ضعف اور کمزوری کی وجہ سے سواری پر طوافِ زیارت کریگا تو بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور طواف میں کسی طرح کی کمی شمار نہ ہوگی، چاہے انسان اٹھاکر طواف کرائے یا گاڑی اور کرسی پر سوار ہوکر طواف کرے، ہر طرح جائز ہے۔[2]

طوافِ زیارت میں نیابت

طوافِ زیارت اور دوسرے کسی بھی طواف میں نیابتِ تامہ کلی طور پر جائز نہیں۔ اور نیابتِ تامہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کے ذمہ طواف ہے وہ خود مطاف میں نہ پہونچے اور دوسرا شخص اس کی طرف سے طواف کردے، یا خود مطاف پہنچ جائے اور خود طواف نہ کرے، دوسرا شخص اس کی طرف سے طواف کردے، اس طرح طواف میں نیابت جائز نہیں، اور طواف کا فریضہ اس کے ذمہ باقی رہیگا۔[3]

---

[1] ولو ترک منہ شوطا او شوطین او ثلاثۃ فعلیہ دم فلو اتم الباقی فی ایام النحر فلیس علیہ شیٔ ولو اتمہ بعدھا یلزمہ صدقۃ لکل شوط نصف صاع من بر الخ
(غنیۃ جدید ۱۳۶ قدیم ۱۶۹)

[2] ولو طاف کلہ او اکثرہ راکبا او محمولا (الی قولہ) فعلیہ دم۔
(وقولہ) ولو طافہ راکبا او محمولا او زحفا بعذر کمرض او کبر فلا شیٔ علیہ الخ
(غنیۃ جدید ۱۳۷ قدیم ۱۶۷)

[3] لکونہ بنفسہ ولو محمولا فلا تجوز النیابۃ الارشاد کراچی ۲/ ۵۱۷ مکن امنۃ الخالق ۲/ ۳۴۴)

اور نیابت ناقصہ کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا شخص اٹھاکر طواف کرائے یا سواری پر طواف کرائے۔ اور یہ جائز ہے۔

طواف کرانے والے کا طواف

جو لوگ دوسروں کو گاڑی پر بٹھاکر طواف کراتے ہیں، یا اپنے کندھے پر اٹھاکر طواف کراتے ہیں۔ یا چارپائی یا کرسی پر طواف کراتے ہیں وہ لوگ اگر اپنے طواف کی بھی نیت کریں گے تو ان کا طواف بھی صحیح ہوجائیگا۔ [1]

سواری پر طواف کی شرط

اگر معذور کو سواری پر یا کندھے پر اٹھاکر طواف کرایا جائے تو معذور اور مریض اگر ہوش میں ہے تو اس کے حکم اور اجازت سے طواف کرانا لازم ہے۔ اگر اسکی اجازت نہو تو طواف صحیح نہ ہوگا۔ نیز اس کے طواف کے صحیح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ معذور خود اپنے طواف کی نیت کرے، ہاں البتہ اگر معذور پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہے تو اس کی نیت اور اس کی اجازت لازم اور شرط نہیں ہے۔ اسی طرح اگر معذور نے سواری پر طواف کرانے کی اجازت دیدی ہے، اور سواری پر لیجاتے ہوتے طواف شروع کرنے سے قبل نیند آگئی یا غشی طاری ہوگئی۔ اور اسی حالت میں لوگوں نے طواف کرادیا، اور معذور نے بوقت طواف نیت نہیں کرپائی تو ایسی صورت میں نیت کے بغیر بھی طواف صحیح ہوجائے گا۔ [2]

---

[1] ولو طافوا بالمغمى عليه محمولا اجزأه ذلك عن الحامل والمحمول ان نوى عن نفسه وعن المحمول وان كان بغير امر المغمى عليه الخ غنیہ جدید ص۱۱۱ قدیم ص۶۸)

[2] ولو طافوا بمريض وهو غير نائم من غير اغماء ان كان بامره وحملوه على فوره جاز وإلا فلا (وقوله) وحملوه حين امرهم بحمله وهو مستيقظ فلم يدخلوا به الطواف حتى نام على فورهم فطافوا به على تلك الحالة ثم استيقظ اجزأه، اهـ غنیہ جدید ص۱۱۱ قدیم ص۶۸)

بے وضو طوافِ زیارت

اگر طواف زیارت مکمل یا اکثر اشواط یعنی چار یا اس سے زائد پھیروں کو بے وضو حالت حدث میں کر لیا ہے تو ایسی صورت میں طواف صحیح ہو جائیگا اور ساتھ ہی اس پر ایک دم دینا بھی لازم ہو جائیگا۔ لہٰذا دم سے بچنے کیلئے طواف کا اعادہ لازم ہے۔ اور اگر ایام نحر میں پورا طواف یا جن اشواط کو بغیر وضو کے کیا تھا انکا اعادہ کر لیا ہے تو اس پر کوئی شئی لازم نہ ہوگی اور اگر ایام نحر گذر جانیکے بعد اعادہ کریگا تو اس بارے میں فقہاء کرام کے تین اقوال ہیں ایک قول میں اسکے اوپر کوئی شئی لازم نہیں۔ اسی قول کو ایضاح المناسک میں نقل کیا گیا ہے۔ اور قول ثانی میں اس پر دم واجب ہو جائیگا۔ اور قول ثالث میں ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہو جائیگا اور تینوں قولوں میں سے درمیانی درجہ کا قول زیادہ راجح اور مفتیٰ بہ ہونا چاہئے۔ اور وہ قول صدقہ کا ہے لہٰذا ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ دینا ہی زیادہ بہتر ہوگا۔ [۱]

طوافِ زیارت کے اقل اشواط بے وضو کرنا

اگر طواف زیارت کے چار چکر کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور بقیہ تین پھیروں کو اسی حالت میں بغیر وضو کے پورا کرے تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا واجب ہو جائیگا اور اگر ان چکروں کا اعادہ کر لیگا تو صدقہ کا کفارہ ساقط ہو جائیگا۔ چاہے اعادہ ایام نحر میں کیا ہو یا ایام نحر گذر جانے کے بعد دونوں صورتوں میں کفارہ کلی طور پر ساقط ہو جائیگا۔ [۲]

---

[۱] ولو طاف للزيارة كلّه او اكثره محدثاً فعليه شاة ويعيد طاهراً استحباباً وقيل حتماً فان اعاده سقط عنه الدم سواء اعاده في ايام النحر او بعدها ولا شئ عليه للتاخير وقيل عليه دم وقيل صدقة لكل شوط (الغنيه جديد ص[illegible] قديم ص[illegible])

[۲] ولو طاف اقله محدثاً ولم يعد فعليه لكل شوط نصف صاع الا اذا بلغت قيمته دماً فينقص منه ما شاء (الغنيه جديد ص[illegible] قديم ص[illegible])

طوافِ زیارت کے چند چکروں کو سعی کے بعد کیا تو کیا حکم؟

طواف زیارت کے اشواط اور چکروں کے درمیان تسلسل اور پے در پے کرنا مسنون ہے لازم اور واجب نہیں۔ لہٰذا اگر طواف کے چند پھیروں کے بعد بقیہ چکروں کو موقوف کردیا۔ اور انہیں ایام نحر کے اندر یا ایام نحر کے بعد پورے کرلیں ہر صورت میں طواف صحیح ہوجاتا ہے ہاں البتہ بلاعذر ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ اور بقیہ چکروں کی ادائیگی میں ایام نحر گذر جانے تک تاخیر کرنے سے تاخیر کا کفارہ دینا لازم ہوگا اور اسمیں کفارہ لازم ہونیکی علت پے درپے اور تسلسل کو ترک کرنا نہیں ہے بلکہ ایام نحر سے تاخیر ہی کفارہ کی علت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص طواف زیارت کے چار یا اس سے زائد چکروں کو ادا کرنیکے بعد بقیہ چکروں کو موقوف کردیا اور اسی حالت میں حج کی سعی کرلی پھر سعی کے بعد طواف کے بقیہ چکروں کو پورا کرلیا ہے تو اس صورت میں اگر بقیہ چکروں کو ایام نحر میں ادا کرلیا ہے تو کوئی شئی لازم نہیں۔ اور اگر ایام نحر کے بعد پورے کئے ہوں تو طواف زیارت کے اقل اشواط کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر ادا کرنا لازم ہوگا[۱]

تو معلوم ہوا کہ طواف کے اشواط کے درمیان سعی کا تخلل جائز ہے۔ ہاں البتہ تسلسل نہ ہونے کی وجہ سے خلاف سنت ہے۔[۲]

---

[۱] ولو اخر طواف الزيارة كله او اكثره عن ايام النحر فعليه دم ولو اخر اقله فعليه لكل شوط صدقة اھ (غنية جديد ص[illegible] قديم ص[illegible])

[۲] والموالاة بين اشواطه واجزاء الاشواط (سنة) اھ (غنية جديد ص[illegible] قديم ص[illegible])

والموالاة في الطواف ليست بشرط حتى لو خرج الطائف من طوافه لصلوة جنازة او مكتوبة او لتجديد وضوء ثم عاد بنى على طوافه ولا يلزمه الاستيناف اھ (بدائع قديم ۲/۱۳۰، نسخہ جدید ۲/۳۱۲)

طواف کے چکروں میں پے در پے لازم نہیں

طواف کے اشواط اور چکروں کے درمیان پے در پے اور تسلسل واجب اور شرط نہیں ہے لہٰذا اگر طواف کے چند چکروں کے بعد کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس ضرورت کو پوری کرنیکے بعد بقیہ چکروں کو مکمل کرنا جائز اور درست ہے اور ایسی صورت میں طواف میں کوئی خرابی نہیں آئے گی بلکہ طواف بدستور مکمل شمار کیا جائیگا مثال کے طور پر اگر طواف کے دو تین چکروں کے بعد دوران طواف وضو ٹوٹ جائے پھر وضو کرنے کیلئے چلا جائے یا نماز جنازہ شروع ہو جائے اور جنازہ کیلئے کھڑے ہو جائیں یا فرض نماز کیلئے جماعت کھڑی ہو جائے اسمیں شامل ہو جائے یا چند چکروں کے بعد بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے یا طبعی ضعف کی وجہ سے طواف منقطع کرنا پڑ جائے یا کھانے پینے کے لئے مسجد حرام سے باہر چلا جائے تاکہ بھوک و پیاس کی کمزوری دور کرے ان تمام صورتوں میں طواف کے بقیہ چکروں کو موقوف کر کے حرم شریف کے اندر یا باہر جا کر اپنی ضرورت پوری کرلے یا بھیڑ کم ہونیکا انتظار کرے اس کے بعد پھر بقیہ اشواط مکمل کرلے تو اس طریقے سے جو طواف مکمل کیا جائیگا شرعی طور پر وہ صحیح اور معتبر مانا جاتا ہے۔ [1] ہاں البتہ بلا کسی عذر کے ایسا کرنا خلاف سنت ہے مثلاً چائے پینے کے لئے طواف موقوف کر کے مسجد حرام سے باہر چلا جائے اور چائے پینا کوئی خاص عذر نہیں ہے۔ اسلئے کہ طواف کے چکروں کے درمیان پے در پے اور تسلسل باقی رکھنا مسنون ہوتا ہے [2]

---

[1] والموالاة في الطواف ليست بشرط حتى لو خرج الطائف من طوافه لصلوة جنازة او مكتوبة او لتجديد وضوء ثم عاد بنى على طوافه ولا يلزمه الاستيناف (بدائع الصنائع کراچی ۲/۱۳۰ نسخہ جدید مطبوعہ مکۃ مکرمۃ ۳/۴۲)

[2] صاحب غنیہ نے طواف کی سنتوں کے لئے ایک فصل قائم کی ہے جس کی ابتداء والماسنن الطواف فالاضطباع سے ہوئی ہے۔ پھر سنتوں کو شمار کرتے ہوئے آخری سنت ان الفاظ سے بیان فرمائی ہے والموالاة بين اشواطه واجزاء الاشواط (غنیہ جدید ص۱۱۵ نسخہ قدیم ص۶۸)

طواف میں سترِ عورت واجب

طواف کے واجبات میں ستر چھپانا بھی شامل ہے جن اعضاء کو نماز میں چھپانا واجب ہے ان کو طواف میں چھپانا بھی واجب ہے۔ اور مَرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا چہرہ اور ہتھیلی اور قدمین کو چھوڑ کر باقی پورا بدن ستر میں شامل ہے۔ لہٰذا اگر چوتھائی عضو کھلا رہیگا تو طواف کا اعادہ واجب ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ (زبدۃ المناسک جدید/ ۳۰۲)

یہ بھی یاد رہنا چاہیئے کہ حج کا طواف مکمل یا چار اشواط چوتھائی عضو یا اس سے زائد کھلا رہنے کی حالت میں کیا ہے تو طواف کے اعادہ یا دم میں سے کوئی ایک عمل لازم اور واجب ہوجاتا ہے؛ اور طوافِ عمرہ میں سے ایک شوط میں بھی دم لازم ہوجاتا ہے اور بہت سے مَردوں کو دیکھنے میں آتا ہے کہ احرام کی جو چادر لنگی کی جگہ پہنتے ہیں اسے ناف کے نیچے پہنتے ہیں یا اس طرح پہنتے ہیں کہ چلتے ہوئے ران تک کھل جاتی ہے۔ اور بہت سی عورتوں کے سَر کا کچھ حصہ کھل جاتا ہے یہ سب جائز نہیں ہے اگر چوتھائی حصّہ یا اس سے زائد کھل جائیگا تو طوافِ زیارت اور طوافِ وداع اور طوافِ عمرہ اور طوافِ نذر میں دم دینا لازم ہوجائیگا یا طواف کا اعادہ لازم ہوجائے گا۔ [1]

اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ نفل اور طوافِ تحیہ ہے تو ایک صدقہ دینا لازم ہوجائے گا۔ [2]

---

[1] ولو طاف كله او اكثره راكبًا او محمولًا او زحفًا او مكشوف العورة قدر ما لا تجوز الصلوٰة معه بلا عذر او منكوسًا او في جوف الحجر فعليه دمٌ فان اعادهٗ سقط الخ (غنيه جديد ص۲۷۲ نسخه قديم ص۱۲۰)

[2] فلو طاف للفرض او الواجب مكشوف العورة بقدر ما لا تجوز معه الصلوٰة فعليه الاعادة او الدم وفي التطوع الصدقة الخ (غنيه جديد ص۲۷۲)

ناپاک کپڑے میں طواف

اگر کپڑے میں نجاست اور ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اگر مقدار درہم سے کم ہے تو اسکے ساتھ طواف بلا کراہت جائز ہے اور اگر مقدار درہم یا اس سے زائد ہے تو اسکے ساتھ طواف مکروہ ہے اور اس کراہت کیوجہ سے کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا: اور ناپاک کپڑے میں طواف کرنے میں ہر قسم کے طواف کا حکم یکساں ہے۔ لہٰذا طواف زیارت اور طوافِ وداع اور طواف عمرہ اور طوافِ نفل سب کا حکم یکساں ہے۔ [1]

طوافِ قدوم کے مسائل

آفاق سے آنیوالے مفرد بالحج ہوں یا قارن دونوں کو بیت اللہ شریف کی حاضری کے شکریہ میں آتے ہی ایک طواف کرنا ہوتا ہے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں اور یہ طوافِ قارن اور مفرد کیلئے مسنون ہے۔ اور یہ طواف عمرہ کرنے والے اور تمتع کرنے والے کیلئے مسنون نہیں ہے نیز اہلِ مکہ اور اہل حل اور اہل میقات کیلئے مسنون نہیں ہے [2]

قارن طوافِ عمرہ پہلے کریگا یا طوافِ قدوم

قارن کیلئے مسنون یہی ہے کہ مکۃ المکرمہ پہونچنے کے بعد پہلے طواف عمرہ اور عمرہ کی سعی سے فراغت حاصل کرے پھر اسکے بعد طواف قدوم کرے۔

---

[1] ولو طاف طواف الزيارة وفي ثوبه نجاسة اكثر من قدر الدرهم اجزأه ولكن مع الكراهة ولا يلزمه شيء، الخ تاتارخانيه ۲/۱۲۳ ولو طاف اي طواف وعلى ثوبه او بدنه نجاسة اكثر من قدر الدرهم كره ولا شيء عليه (وقوله) الظاهر انه يكره مطلقاً على تفاوت الكراهة بين كثرة النجاسة والقلة الخ
غنیہ جدید ص۱۲۶ قدیم ص۸۱ وفی الغنیہ جدید ص۱۳۱

[2] هو سنة للآفاقي المفرد بالحج والقارن (وقوله) فلا يسن للمعتمر والمتمتع والمكي ولا لاهل المواقيت الخ غنية جديد ص۱۲۱ البحر ۲/۳۲۳)

اسکے بعد چاہے حج کی سعی کرے یا سعی کو حج کے بعد کیلئے موقوف کر دے اسکو اختیار ہے۔ اور اگر قارن مکۃ المکرمۃ پہونچنے کے بعد پہلے طواف قدوم کرے اسکے بعد طواف عمرہ کریگا تو طواف قدوم تو صحیح ہو جائیگا لیکن ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔ اور خلافِ سنت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ طواف قدوم کا تعلق حج کے ساتھ ہوتا ہے عمرہ کے ساتھ نہیں اسلئے پہلے عمرہ کے ارکان سے فارغ ہو جانا چاہیئے اسکے بعد حج کے افعال کا سلسلہ شروع ہونا چاہیئے اور یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ جب ارکانِ عمرہ کے بعد طوافِ قدوم کیا جائے۔ [۱]

آفاقی نے حاضری کے وقت بلا تعیین جو طواف کیا وہ کونسا شمار ہوگا؟

اگر آفاقی عمرہ کا احرام باندھ کر آتے اور بلا تعیین ایک طواف کر لیا ہے تو وہ طوافِ عمرہ شمار ہوگا۔ اور مفرد بالحج نے ایسا کیا ہے تو طوافِ قدوم شمار ہوگا اور قارن نے ایسا کیا ہے تو ایک طواف کیا ہے تو وہ طواف عمرہ شمار ہوگا اور اگر دو طواف بلا تعیین کر لیا ہے تو پہلا والا طواف عمرہ اور دوسرا طوافِ قدوم شمار ہوگا اسلئے کہ طوافِ قدوم طوافِ عمرہ کے بعد ہی ہوا کرتا ہے۔ [۲]

حالتِ حیض یا حالت جنابت میں طوافِ قدوم

اگر حالتِ حیض یا نفاس میں طوافِ قدوم کر لیا ہے

اسی طرح اگر حالتِ جنابت میں پورا طواف قدوم کر لیا ہے یا طواف قدوم کے اکثر اشواط کر لیا ہے تو اس پر دم دینا واجب ہو جائیگا اور اس طواف کا اعادہ واجب ہے۔

---

[۱] فاذا دخل القارن مكة ابتدأ فطاف بالبيت سبعة اشواط يرمل في الثلاث الأول و يسعى بعد الطواف بين الصفا والمروة لافعال العمرة ثم يبدأ لافعال الحج فيطوف طواف القدوم سبعة اشواط الخ بنايه قديم ۲/۱۳۸۹)

[۲] فلو قدم معتمرا وطاف طوافا مما وقع عن العمرة او حاجا قبل يوم النحر وقع للقدوم او قارنا وطاف طوافين من غير تعيين وقع الاول للعمرة والثاني للقدوم الخ (غنیہ جدید ص۱۱۰)

اور اگر اعادہ کریگا تو دم ساقط ہوجائے گا۔ [1]

بے وضو طوافِ قدوم

اگر آفاقی بے وضو طواف قدوم کریگا تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوجائے گا، اور سات شوط کے عوض میں سات صدقۂ فطر واجب ہوجائیں گے اور اگر اعادہ کریگا تو کفارہ ساقط ہوجائیگا۔ [2]

طوافِ قدوم ترک کردینا

اگر مفرد بالحج اور قارن نے طواف قدوم ترک کردیا ہے تو خلافِ سنت اور امرِ قبیح کا ارتکاب ہوا ہے مگر اس سے کسی قسم کا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ ترکِ سنت کا کوئی کفارہ نہیں ہوتا۔ اور اگر طوافِ قدوم شروع کردیا ہے تو اسکا پورا کرنا واجب ہوجائے گا۔ لہٰذا اگر شروع کرنیکے بعد ترک کردیا ہے تو اعادہ لازم ہوگا ورنہ اگر اکثر اشواط ترک کردیا ہے تو دم دینا لازم ہوگا۔ اور اقل اشواط کو ترک کردیا ہے تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔

ھدایت: نیز تمام نفلی طوافوں کا حکم بھی طوافِ قدوم کی طرح ہے۔ [3]

---

[1] فلو طاف للقدوم کلہ او اکثرہ جنبًا فعلیہ دمٌ (وقولہ) ویعیدہ طاھرًا وجوبًا فی الجنابۃ۔ (وقولہ) فان اعادہ سقط عنہ الجزاء اھ غنیہ ص۱۴۵ قدیم ص۱۳۰
[2] فلو طاف للقدوم (الی قولہ) ولو محدثًا فصدقۃ۔ لکل شوط نصف صاع من برٍّ۔ (وقولہ) ویعیدہ طاھرًا (الی قولہ) ندبًا فی الحدث فان اعادہ سقط عنہ الجزاء اھ
(غنیہ جدید ص۱۴۵ قدیم ص۱۳۰)
[3] بخلاف ما لو شرع فیہ ثم ترک اکثرہ فعلیہ دم او اقلہ فصدقۃ لانہ کالصلاۃ لوجوبہ بالشروع وحکم کل طواف تطوع کحکم طواف القدوم اھ
غنیہ جدید ص۱۴۵ قدیم ص۱۳۰

طوافِ قدوم کن لوگوں کے لئے مسنون

طوافِ قدوم ایسے مفرد بالحج یا قارن کے لئے مسنون ہے، جو عرفات سے پہلے مکۃ المکرمہ میں داخل ہوجائے۔ اور اگر وقوفِ عرفات سے قبل مکۃ المکرمہ میں داخل نہ ہو بلکہ حج افراد یا حج قران کا احرام باندھنے کے بعد مکۃ المکرمہ میں داخل نہ ہوکر سیدھا عرفات پہنچ جائے اور وقوفِ عرفہ کرلے، تو طوافِ قدوم کی سُنیت ختم ہوجاتی ہے۔ اسلئے کہ طوافِ قدوم تحیۃ المسجد کی طرح آفاق سے مکۃ المکرمہ پہنچکر مسجدِ حرام میں داخل ہونے والوں پر بطور تحیۃ المسجد الحرام مسنون ہوتا ہے۔ اور جب حج سے قبل مسجدِ حرام میں داخل ہی نہ ہوا تو طوافِ تحیہ کا ثبوت ہی نہ ہوسکا۔ اسلئے ایسے حجاج پر طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے، جو سیدھے عرفات پہنچ جائیں۔ اور اہلِ عرب میں سے اکثر لوگ حج افراد کا احرام باندھتے ہیں اور سیدھے عرفات پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ نہ طوافِ قدوم کرپاتے ہیں اور نہ ہی ان پر مسنون ہے۔ [1]

---

[1] احدهما ان يتوجه من الميقات الى عرفة قبل دخول مكة كما يفعل اكثر قافلة حاج العراق فاذا توجه ووصل ولم يدخل مكة سقط عنه طواف القدوم لانه سنة بمنزلة تحية المسجد فاذا لم يدخل المسجد لم يلزمه ذلك۔ (المسالك في المناسك ۱/۳۷۱)

مسائلِ رَمل

رمل کے معنی طواف کے دوران سینہ تان کر ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے قدموں کو قریب قریب رکھ کر اکڑ اکڑ کر تیزی سے چلنا، اور ہر اس طواف میں رمل کرنا مسنون ہے جس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ ہو، اور صرف شروع کے تین چکروں میں رمل مسنون ہے۔ اور اسکے بعد چار چکروں میں رمل نہیں ہے بلکہ اپنی ہیئت پر چلنا مسنون ہے۔ ؎۱

اور رمل صرف مردوں کے لئے مسنون ہے۔ عورتوں کے لئے نہیں۔ (احکام حج ص۵۲)

اگر شروع کے تین چکروں میں رمل بھول جائے تو کیا کریں؟

رمل صرف شروع کے تین چکروں میں مسنون ہے۔ لہٰذا اگر شروع کے ایک چکر میں رمل چھوڑ دیا ہے یا بھول گیا ہے تو پھر صرف اس کے بعد دو چکروں میں رمل کریگا۔ اسی طرح اگر شروع کے تینوں چکروں میں رمل بھول جائے، یا قصداً چھوڑ دیا ہے تو بعد کے چکروں میں رمل کی تلافی نہ ہوگی۔ بلکہ بعد کے چکروں میں اپنی ہیئت پر چلنا ہی مسنون ہوگا۔ ؎۲

تمام چکروں میں رمل کی کراہت

اگر کوئی شخص ناواقفیت سے طواف کے ساتوں چکروں میں رمل کریگا تو طواف تو صحیح ہوجائیگا، لیکن ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ایسے ہی

؎۱ والرمل سنة فی کل طواف بعده سعی حتی فی طواف الصدر لو لم یسع الا بعده الخ غنیہ جدید ص۱۱۹ والرمل فی الثلاثة الاول والمشی علی هیئته فی الاربعة الباقیة الخ غنیہ جدید ص۱۱۹

؎۲ فلو ترک الرمل فی الشوط الاول او نسیه لا یرمل الا فی شوطین ولو فی الثلاثة لا یرمل فیما بعدها الخ غنیہ جدید ص۱۲۰)

تمام چکروں میں بغیر رمل کے اپنی ہیئت پر چلنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ؎۱

کتنے طوافوں میں رمل

آٹھ قسم کے طوافوں میں رمل کرنا مسنون ہے۔ جو حسبِ ذیل ہیں۔

۱ طوافِ عمرہ میں۔ اسلئے کہ اس طواف کے بعد فوراً سعی کرنا ہوتا ہے۔

۲ طوافِ قدوم کے بعد۔ اگر مفرد بالحج سعی کرنا چاہے تو مفرد بالحج کے لئے طوافِ قدوم کے بعد سعی کرنا مسنون ہے۔ لہٰذا اس طوافِ قدوم میں رمل بھی مسنون ہوگا۔

۳ متمتع جب ارکانِ عمرہ ادا کرنے میں طواف کریگا تو اس میں بھی رمل کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ اس کے بعد عمرہ کی سعی ادا کرنا ہے۔

۴ متمتع جب ارکانِ حج ادا کریگا تو اس میں سعی سے قبل جو طواف کریگا اس میں رمل کرنا مسنون ہے۔

۵ قارن کو طوافِ قدوم میں جبکہ طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کا ارادہ ہو۔

۶ قارن جب ارکانِ حج ادا کریگا تو اس میں سعی سے قبل جو طواف کریگا اس میں رمل کرنا مسنون ہے۔

۷ اہلِ مکہ یا متمتع حج کا احرام باندھنے کے بعد اگر یوم عرفہ سے قبل ہی ازدحام سے بچنے کے ارادہ سے سعی سے فارغ ہونا چاہے تو سعی سے قبل ایک نفلی طواف کرنا لازم ہے۔ تو اس میں بھی رمل کرنا مسنون ہے۔ اسلئے کہ ہر اس طواف میں رمل مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو۔ ؎۲

؎۱ ولو رمل فی الکل لاشیٔ علیہ ویکرہ تنزیھًا لترک سُنۃ المشی وکذا لو مشی فی الکل الخ (غنیہ جدید ص۱۴۳)

؎۲ والرمل سُنۃ فی کل طواف بعدہٗ سعی الخ غنیہ جدید ص۱۱۲)

٭ اگر حلق یا قصر سے قبل طوافِ زیارت کرتا ہے، اور یوم عرفہ سے قبل صفا مروہ کے درمیان سعی نہیں کی تھی تو ایسی صورت میں طوافِ زیارت میں رمل ... اور اضطباع دونوں کرنا مسنون ہے۔ (مستفاد احکام حج ص۵۸ قاضیخان ۲۹۲/۱)

لہٰذا اگر یوم عرفہ سے قبل سعی بین الصفا والمروہ کر لی تھی، اور سعی سے قبل کے طواف میں رمل بھی کر لیا تھا تو اب طوافِ زیارت میں دوبارہ رمل کی ضرورت نہیں۔[1]

حکمِ رمل میں مکی و آفاقی کا فرق

حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور جمہور امت کے نزدیک آفاقی اور مکی دونوں کے لئے رمل مسنون ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ ہر اس طواف میں رمل مسنون ہے کہ جس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کا ارادہ ہو۔ لہٰذا مکی اور آفاقی جب بھی عمرہ کریں گے طواف میں رمل مسنون ہوگا۔ اسی طریقہ سے جب مکی حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو روانہ ہونے سے قبل سعی بین الصفا والمروہ کرنا چاہے تو اس سعی سے قبل جو نفلی طواف کریگا اس میں بھی رمل اور اضطباع کرنا مکی کے لئے مسنون ہوگا۔

البتہ صرف حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مکی کے لئے رمل مسنون نہیں ہے۔ ان کی رائے پر صرف ان کے مسلک کے لوگ عمل کریں گے۔[2]

(مستفاد اوجز المسالک ۳/۲۹۵، ایضاح الطحاوی ۲/۲۴۴، المغنی لابن قدامہ ۳/۱۸۲)

---

[1] وهو الطواف يسمى طواف الزيارة ...... ولا يرمل في هذا الطواف ولا يسعى بعده بين الصفا والمروة لان السعي بين الصفا والمروة لا يجب الا مرة وقد سعى قبل طواف الزيارة فان لم يكن رمل وسعى في الطواف الاول رمل وسعى في هذا الطواف الخ (فتاوى قاضيخان على الهندية ۲۹۲/۱)

[2] ومذهب الحنفية في ذلك انه يسن في كل طواف يعقبه السعي۔
(وقوله) واختلفوا في اهل مكة فكان ابن عمر لا يراه عليهم وبه قال احمد واستحبه مالك والشافعي للمكي الخ اوجز المسالك قديم ۲۹۵/۳)

اضطباع کا حکم

اضطباع کا حکم یہ ہے کہ احرام کی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا اور داہنا کندھا کھلا رہنے دینا۔ اور اضطباع طواف کے ساتوں چکّروں میں کرنا مسنون ہے۔ لہ اور ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد سعی بین الصّفا والمروہ کی جاتی ہو۔ لہٰذا رمل اور اضطباع میں دو طرح کا فرق ہے۔

علہ رمل میں احرام کی حالت شرط نہیں ہے۔ اضطباع میں شرط ہے۔ لہٰذا اگر یوم عرفہ سے قبل سعی بین الصّفا والمروہ نہیں کی ہے۔ اور یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد حلق کر کے احرام کھول دیا ہے۔ اس کے بعد سِلا ہوا کپڑا پہن کر طوافِ زیارت کرتا ہے اور اس کے بعد سعی بھی کرتا ہے تو اس طواف میں رمل مسنون ہوگا۔ مگر اضطباع مشروع نہیں ہوگا۔ کیونکہ سلے ہوئے کپڑے میں رمل مشروع ہے، مگر اضطباع مشروع نہیں ـــــ

ملہ رمل صرف تین چکروں میں مسنون ہے۔ اور اضطباع ساتوں چکّروں میں مسنون ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو حالتِ احرام میں ہو، اور اسکے بعد سعی بین الصفا والمروہ بھی ہو، اور دیگر طوافوں میں اضطباع مشروع نہیں ہے۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۱۳ و ص۱۲۴) ۲ہ

اضطباع صرف مَردوں کے لیے مسنون ہے عورتوں کے لئے نہیں۔

لہ معلم الحجاج ص۱۲۲ و اما سُنن الطواف فالاضطباع فی جمیع اشواطہ و ینبغی ان یفعلہ قبل الشروع فی الطواف بقلیل الخ (غنیہ جدید ص۱۱۱)

۲ہ اما سُنن الطواف الاضطباع فی جمیع اشواطہ (وقولہ) وھو سُنّۃ فی کل طواف بعدہٗ سعی کطواف القدوم وطواف العمرۃ وطواف الزیارۃ علی فرض تقدیمہ علی الحلق وتاخیر السعی الیہ الخ (غنیہ جدید ص۱۱۲ قدیم ص۲۳)

دورانِ طواف بیت اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا

ایضاح المناسک ص۱۱۱ میں دورانِ طواف بیت اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنے سے متعلق جو مسئلہ لکھا گیا تھا اس کی عبارت کی تعبیر میں اس نااہل سے غلطی ہوگئی تھی، وہاں پر اس مسئلہ کی تعبیر یوں کی گئی تھی کہ دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا پشت کرنے سے طواف فاسد ہوجاتا ہے۔ اس طواف کا اعادہ واجب ہے۔

اس عبارت میں طواف فاسد ہوجاتا ہے کے الفاظ زائد ہیں۔ اور یہ الفاظ اس مسئلہ میں دو مرتبہ آئے ہیں۔ یہ نااہل ایضاح المناسک کی دونوں عبارتوں سے رجوع کا اعلان کرتا ہے۔

اب عبارت یوں لکھتا ہے۔ دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف بالقصد سینہ یا پشت کرتا ہوا طواف کریگا، اسی طرح پورے طواف میں کبھی سینہ کبھی پشت کرتا ہوا گویا اس نے طواف کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، اور چوڑائی میں طواف کیا ہے۔ یا طواف کرانے والا اُلٹا چلکر طواف کراتا ہے تو اس کو اپنے طواف کا اعادہ کرنا واجب ہوجائیگا۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف فطری چال چلکر طواف کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بلا اعادہ وطن واپس ہوجائیگا تو ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔[۱]

(درمختار مع الشامی کراچی ۲/۴۹۳)

---

[۱] ولو عکس اعاد ما دام بمکۃ فلو رجع فعلیہ دمٌ وتمامہ فی الشامیۃ بان اخذ عن یسارہٖ وجعل البیت یمینہ وکذا لو استقبل البیت بوجھہ او استدبرہٗ وطاف معترضا الخ ۲/۵۰۲
(الدر المختار مع الشامیۃ کراچی ۲/۴۹۳، ۴۹۴، زکریا دیوبند)
ولو استقبل البیت بوجھہ او طاف معترضا او جعل البیت عن یمینہ او مشی القھقری او مشی معترضا مستدبر البیت لا یبطل عندنا (وقولہ) المخالفۃ للتیامن فی الھیئۃ والکیفیۃ یحرم علیہ فعلہ ویجب علیہ الاعادۃ او لزم دم ان لم یعد الخ (مناسک ملا علی القاری ص۱۵۳)

بلا اختیار ازدحام میں سینہ یا پشت ہوجانا

یہاں پر یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ ایامِ حج میں مطاف میں اس قدر ازدحام اور بھیڑ ہوتی ہے کہ اپنے اختیار سے طواف کے تمام آداب وواجبات کا خیال رکھتے ہوئے طواف کرنا اور اپنے سامنے کی طرف سیدھا چلنا ممکن نہیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوجاتا ہے کہ خود کو چلنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بھیڑ کا ریلا اپنے ساتھ میں کھینچتا ہوا لیجاتا ہے۔ اس میں اپنی ہیئت اور رُخ کو باقی رکھنا بہت مشکل ہوجاتا ہے، تو اس طرح غیر اختیاری طور پر اگر ریلوں کے دھکے میں اپنی کوشش کے باوجود سینہ یا پشت کعبۃ اللہ کی طرف مڑجائے تو طواف میں کوئی خرابی نہ آئے گی، اور کوئی کفارہ بھی لازم نہ ہوگا۔ اسلئے کہ غیر اختیاری ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے کبھی کبھی امرِ واجب بھی معاف ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ وقوفِ مزدلفہ ازدحام کیوجہ سے کمزوروں سے معاف ہوجاتا ہے۔ اور رمیِ جمرات میں تجرّد ہونکے بارے میں حدیث پاک میں مراعات کا ثبوت ہے۔ اور ازدحام کو من جانب اللہ عذر قرار دیا گیا ہے۔ [1]

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کو دیکھنے کا حکم

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرنا اور اسکو دیکھتے رہنا مکروہ تنزیہی اور خلافِ ادب ہے۔ اسلئے کہ طواف کے آداب میں سے یہ ہے کہ جس طرح نماز کے اندر مصلّی کا سجدہ کی جگہ کی طرف دیکھنا آدابِ صلوٰۃ میں ہے اسی طرح طواف کرنے والے کا اپنے سامنے کی طرف دیکھنا آدابِ طواف میں سے ہے۔ اور اِدھر اُدھر دیکھنا

---

[1] ثم مرادہم بالعذر مایکون من اللہ تعالیٰ ولو من العباد فلیس بعذر (الیٰ قولہ) وکذا لو منعہ العدو من الوقوف بمزدلفۃ مثلاً فلا شیء علیہ بخلاف ما اذا منعہ خوف الزحام فانہ من اللہ تعالیٰ فلا شیء علیہ۔ غنیۃ جدید / ۲۳۹ قدیم / ۱۲۸)

نماز کی طرح مکروہ اور خلافِ ادب ہے۔ [1] (غنیۃ الناسک ص۶۵)

اور معلم الحجاج ص۱۳۰ میں کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرنے کو محرماتِ طواف میں شمار فرمایا ہے۔ لہٰذا بوقتِ طواف سکون واطمینان اور وقار کے ساتھ اپنے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے چلنا چاہئے۔

طواف کی ابتداء میں حجرِ اسود کی طرف سینہ اور منہ کر کے ہاتھ اٹھانا

حجرِ اسود کے مقابل کھڑے ہو کر باقاعدہ سینہ اور چہرہ کو حجرِ اسود کی طرف کر کے نماز میں تکبیرِ تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں یا مونڈھوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر طواف شروع کرنا مسنون ہے۔ اور طواف کی نیت بھی حجرِ اسود کے استقبال کے وقت کرنا مسنون ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۶۳) [2]

دورانِ طواف حجرِ اسود اور بیت اللہ کی طرف سینہ اور منہ کرنا

طواف کے دوران میں ہر چکر کے ختم پر حجرِ اسود اور بیت اللہ کی طرف سینہ اور منہ کرنا مستحب ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۶۳ [3]، بدائع الصنائع ص۱۴۷)

اشکال وجواب ماقبل میں یہ جو کہا گیا ہے کہ دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا منہ کرنا ممنوع ہے، حالانکہ حجرِ اسود کے استقبال

---

[1] وینبغی ان لایجاوز بصرہ محل مشیہ کالمصلی لایجاوز بصرہ محل سجودہ لانہ الادب الذی یحصل بہ اجتماع القلب۔ (غنیۃ الناسک ص۶۵)

[2] واما سنن الطواف (الیٰ قولہ) وا ستقبال الحجر الاسود بالوجہ فی ابتدائہ واما فی اثنائہ فمستحب والتکبیر قبالۃ الحجر مطلقاً ورفع الیدین عند التکبیر حال استقبال الحجر فی الابتداء حذاء اذنیہ کما فی افتتاح الصلوٰۃ او حذاء منکبیہ ویجعل باطنہما نحو الحجر والکعبۃ الخ (غنیۃ الناسک ص۶۳)

[3] واما فی اثنائہ فمستحب والتکبیر قبالۃ الحجر مطلقاً۔ (غنیۃ الناسک ص۶۳)

کے وقت میں بھی کعبۃ اللہ کی طرف سینہ اور منہ ہوجاتا ہے تو یہ کیوں منع نہیں ہے۔؟
تو اس کا جواب یہ ہے کہ دورانِ طواف ممنوع ہے۔ اور جب ایک چکر لگا کر حجرِ اسود پر پہنچتا ہے تو دوران ختم ہوجاتا ہے۔ اسلئے کہ طواف میں ہر ایک شوط علیحدہ طواف کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور حجرِ اسود سے ہر مرتبہ نیا طواف شروع ہوجاتا ہے، اور نئے طواف کی ابتداء میں استقبال مستحب ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ ہر شوط کے دوران میں سینہ اور منہ کرنا منع ہے۔ اور ہر شوط کی ابتداء اور اختتام پر ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ مسنون ہے۔ [1]

حجرِ اسود کا استلام

استلام کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو حجرِ اسود پر رکھ کر اس کو بوسہ دیا جائے۔ یا حجرِ اسود پر ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لیا جائے، اور ہر طواف کی ابتداء اور انتہاء میں حجرِ اسود کا استلام مسنون ہے، اور ہر شوط اور ہر چکر کے ختم پر مستحب ہے۔ اور اگر طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی کرنا ہے تو طواف کی نماز کے بعد پھر استلام کرکے صفا کی طرف جانا بھی مسنون ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۱۰۶) [2]

کن چیزوں کو بوسہ دینا ثابت ؟

ہر جگہ یا ہر انسان یا ہر شئی کو بوسہ دینا جائز نہیں۔ بلکہ مخصوص مقامات اور مخصوص انسان اور مخصوص اشیاء کو بوسہ دینا حدیث شریف اور سلفِ صالحین

---

[1] ویستلم الحجر فی کل شوط یفتتح به ان استطاع من غیر یوذی احدًا لما روی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان کلما مر بالحجر الاسود استلمه ولان کل شوط طواف علی حدۃ فکان استلام الحجر فیه مسنونًا کالشوط الاول الخ (بدائع ۲/۱۴۷) واللہ تعالیٰ اعلم۔ شبیر احمد عفا اللہ عنہ

[2] وتفسیر الاستلام عند الفقهاء وضع الکفین علی الحجر وتقبیله او مسحه بالکف وتقبیله ویفعل استلام واستلامه بین الطواف والسعی ان اراد السعی بعده والاصل فیه ان کل طواف بعده سعی فانه یعود الی استلام الحجر بعد الصلوٰۃ والا فلا الخ
(غنیہ قدیم ص۶۲ جدید ص۱۰۶)

سے ثابت ہے۔ مثلاً ماں باپ کا اپنے بالغ یا نابالغ اولاد کے ماتھے اور پیشانی کا بوسہ لینا، اور اولاد کا اپنے والدین کی پیشانی کا بوسہ لینا حدیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت فاطمہؓ اور حضورؐ کا واقعہ حدیث میں مذکور ہے۔ نیز یہاں صاحب غنیہ نے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کو ہم بھی نقل کر دیتے ہیں۔

۱۔ حجر اسود کا بوسہ۔

۲۔ مصحف اور قرآن کریم کا بوسہ۔

۳۔ نیک صالح علماء وغیرہ کے ہاتھوں کا بوسہ۔

۴۔ سفر سے آنیوالوں کا بوسہ، بشرطیکہ امرد یا غیر محرم عورت نہ ہو۔

۵۔ نیک صالح میت کی پیشانی اور چہرہ کا بوسہ۔

۶۔ ایسے علم و حکمت کی گفتگو کرنے والے کا بوسہ لینا جس سے دینی نفع ہو۔

لہٰذا حج وعمرہ سے واپس آنے والوں کی پیشانی کا بوسہ لینا بھی بلا شبہ جائز ہوگا۔[۱]

دورانِ طواف کلام وملاقات

دورانِ طواف اگر کسی دوست سے ملاقات ہوجائے تو اس سے مصافحہ کرنے اور بقدرِ ضرورت بات کرنے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ نیز مسئلہ مسائل اور دینی گفتگو بھی بلا کراہت جائز ہے۔[۲] (غنیہ ص۷٦)

البتہ فضول گفتگو کرنا مکروہ ہے۔[۳]

---

[۱] لا یشرع التقبیل الا للحجر الاسود وللمصحف ولایدی الصالحین من العلماء وغیرهم وللقادمین من السفر بشرط ان لایکون امرد ولا امرأة محرم ولوجه الموتی الصالحین ومن نطق بعلم وحکمة ینتفع بها وکل ذلک قد ثبت فی الاحادیث الصحیحة الخ
(غنیہ جدید ص۱۲۳ قدیم ص۹۶)

[۲] لا بأس بان یتکلم بکلام یحتاج الیه بقدر الحاجة ویشرب ویفعل کل ما یحتاج الیه الخ
(غنیة الناسک ص۷۶)

[۳] اما کراهة الکلام فالمراد فضوله الا ما یحتاج الیه بقدر الحاجة ولا بأس بان یفتی فی الطواف الخ (فتح القدیر ۲/۳۹۰)

دورانِ طواف نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے

طواف کیا جارہا تھا، ابھی ساتوں چکر مکمل نہیں ہوپائے تھے کہ نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوگئی تو طواف کو اسی جگہ موقوف کردے اور نماز میں شریک ہوجائے ۔ اور فرض نماز سے فراغت کے بعد اسی جگہ سے طواف کا بقیہ حصہ شروع کردے جہاں سے طواف کو منقطع کردیا تھا، اور سنن ونوافل بعد میں ادا کیے جائیں یہی حکم نمازِ جنازہ کا بھی ہے ۔ (مستفاد فتاوی عالمگیری ۱/۲۲۷) لہ

دورانِ طواف وضو ٹوٹ گیا یا عورت کو حیض آگیا

اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ طواف کا سلسلہ روک دینا لازم ہے، اور وضو کرکے وہاں سے بقیہ طواف کی تکمیل کی جائے۔ (مستفاد اوجز المسالک ۳/۵۰۳) سلہ

(زبدۃ المناسک ص۱۲۳)

اور اگر دورانِ طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں سے روک دے، اور جب ماہواری سے پاک ہوجائے تو از سر نو طواف کرے۔

لہ واذا اقیمت الصلوٰۃ المکتوبۃ او الجنازۃ خرج من طوافہ الیہما وکذا اذا کان فی السعی ثم اذا فرغ وعاد بنی علی ما کان طافہ ولا یستقبلہ الخ (فتح القدیر ۲/۱۶۴ فتح القدیر کوئٹہ ۲/۳۹۱) ھکذا ھندیۃ ۱/۲۲۷)

سلہ ومن اصابہ شیٔ ینقض وضوءہ وھو یطوف بالبیت او یسعی بین الصفا والمروۃ وعنہ فی الاوجز الثانیۃ یتوضأ ویبنی وبہا قال الشافعی واسحاق وقال احمد ابن حنبل فیمن طاف ثلثۃ اشواط او اکثر یتوضأ فان شاء بنی وان شاء استانف الخ (اوجز المسالک قدیم ۳/۵۰۳)

ولو خرج من الطواف او من السعی الی الجنازۃ او مکتوبۃ او تجدید وضوء ثم عاد بنی لو کان ذلک بعد اتیان اکثرہ ولو استانف لا شیٔ علیہ۔

(وقولہ) ویستحب الاستیناف فی الطواف اذا کان قبل اتیان اکثرہ الخ (غنیہ جدید ۱۲۹ قدیم ص۶۸)

وضو کے بعد حجرِ اسود سے شروع کریں یا وہیں سے جہاں حدث لاحق ہو؟

اگر دورانِ طواف وضو، ٹوٹ گیا ہے، اور وضو کرکے جب آئیگا تو حجرِ اسود سے شروع کرنا افضل ہوگا، یا جہاں حدث لاحق ہوا وہاں سے؟

تو مسئلہ کی رُو سے طواف کے دوران جس جگہ پر وضو ٹوٹ گیا ہے وہاں سے شروع کرنا جائز ہے۔ اور احتیاط کے لحاظ سے حجرِ اسود سے شروع کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ [1]

دورانِ طواف تلبیہ کسی قسم کے طواف میں تلبیہ جہرًا پڑھنا مشروع نہیں ہے۔ ہاں البتہ چند طواف ایسے ہیں جنہیں سرًّا اور آہستہ تلبیہ پڑھنا مشروع اور جائز ہے۔

۱۔ قارن کا طوافِ عمرہ میں سرًّا تلبیہ پڑھنا مشروع ہے، اسلئے کہ اس کے تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے وقت تک جاری رہتا ہے۔

۲۔ قارن جب حج سے قبل نفلی طواف کریگا تو اس میں بھی آہستہ تلبیہ کی گنجائش ہے۔

۳۔ قارن جب ارکانِ عمرہ سے فارغ ہوکر طوافِ قدوم کریگا تو اس میں بھی سرًّا تلبیہ پڑھنا جائز ہے۔

۴۔ مفرد بالحج جب طوافِ قدوم کریگا تو اس میں بھی تلبیہ کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اسکا احرام حج سے فارغ ہوکر حلق تک باقی رہتا ہے۔ اور تلبیہ یوم النحر

---

[1] واذا عاد للبناء هل يبنى من محل انصرافه او يبتدئ الشوط من الحجر؟ الظاهر الاول قياسا على من سبقه الحدث في الصلوٰة الخ (غنیہ جدید ۱۲۳ قدیم ۵۳)

میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے وقت تک باقی رہتا ہے۔

۵ مفرد بالحج جب حج سے قبل نفلی طواف کریگا تو اس میں بھی سرًّا تلبیہ کی گنجائش ہے۔

یہ پانچ قسم کے طواف ہیں جن میں تلبیہ کی گنجائش ہے، مگر اس میں جہر کرنے کی اجازت اسلئے نہیں ہے کہ اس سے لوگوں کو تشویش و وحشت ہوسکتی ہے۔

لیکن بہرحال طواف میں تلبیہ کے مقابلہ میں دوسری دُعائیں اور اذکار افضل اور بہتر ہیں۔

بعض طواف ایسے ہیں جنمیں آہستہ تلبیہ پڑھنا بھی مشروع نہیں ہے۔

۱ طوافِ وداع جو وطن روانہ ہوتے وقت کیاجاتا ہے۔

۲ طوافِ عمرہ میں اسلئے کہ طوافِ عمرہ کی ابتداء میں تلبیہ ختم کرنیکا حکم ہے۔

۳ طوافِ نذر جس میں احرام نہیں ہوتا ہے۔

۴ ایسے طوافِ نفل جو احرام کی حالت میں نہ ہو۔ (مستفاد حاشیہ معلم الحجاج ص۱۴۲ زبدۃ المناسک ص۱۱۲)

اور جو سعی احرام کی حالت میں ہوتی ہے اس میں تلبیہ سرًّا اور جہرًا دونوں طرح مشروع ہے۔[1]

طواف کے دوران قرآن کریم کی تلاوت سے ذکر اور دُعاء	دورانِ طواف تلاوت سے ذکر افضل

زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دورانِ طواف

---

[1] ویلبی فی سعی الحج اذا قدمه ولا یلبی حالة الطواف فی طواف القدوم وطواف الافاضة فی فرض تقدیمه علی الرمی وکذا فی طواف التطوع (وقوله) ولا یلبی حالة الطواف ای جهرًا والا فلا یصح علی اطلاقه لانه لا یترک التلبیة حالة الطواف الا انه لا یرفع صوته فیه بحیث یشوش علی المصلین والطائفین الخ (غنیه جدید ص۱۳۳ قدیم ص۱۰۲)
ویلبی ان سعیه بعد طواف القدوم الخ (غنیه قدیم ص۹۹)

تلاوت کرنا خلافِ اولیٰ اور غیر مناسب ہے۔ (غنیۃ المناسک جدید ص۱۳۱)

مستفاد شامی کراچی ۲/۴۹۷، [۱] مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۶

نفل طواف نفل نماز سے افضل

یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے کہ مسجد حرام میں نفل نماز افضل ہے یا نفل طواف؟

تو اسکی وضاحت یوں ہے کہ موسم حج میں اہلِ مکّہ کے لئے نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔ اور باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے ہر زمانہ میں نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے۔ اور موسم حج کے علاوہ دیگر ایام میں مکّی اور غیر مکی سب کے لئے نفل نماز سے نفل طواف زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔ (البحر الرائق ۲/۳۲۲) [۲]

درحقیقت بات یہ ہے کہ ہر زمانہ میں مسجد حرام میں مکی اور غیر مکی سب کے لئے نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے۔ مگر اہلِ مکہ کو پورے سال نفل طواف کیلئے موقع ملتا ہے۔ اور آنے والے مسافروں کو صرف موسم حج میں ملتا ہے۔ اب اگر موسم حج میں مکہ والے آکر بھیڑ لگائیں گے تو بیچارے دور سے آنے والے مسافروں کو موقع نہیں ملیگا۔ اسلئے اہلِ مکہ کے لئے موسم حج میں نفل طواف سے نفل نماز کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

دورانِ طواف کعبۃ اللہ سے قریب ہونا

دورانِ طواف اگر موقع ملے تو کسی کو ایذا پہنچانے سے بچتے ہوئے

---

[۱] الذکر افضل من القراءۃ فی الطواف الخ البحر الرائق ص۳۳۵ وعن ابی حنیفۃ ما یدل علی کراھۃ القراءۃ فی الطواف والاول ھو الاظھر والاشھر وقال الشافعی یستحب قراءۃ القرآن فی الطواف لانہ موضع ذکر والقرآن اعظم الذکر الخ غنیۃ جدید ص۱۳۱ عن ابی حنیفۃ لاینبغی للرجل ان یقرأ فی طوافہ ولا باس بذکر اللہ تعالیٰ الخ شامی کراچی ۲/۴۹۷)

[۲] فالطواف التطوع افضل للغرباء من صلوٰۃ التطوع، ولاھل مکۃ الصلوٰۃ افضل منہ وینبغی تقییدہ بزمن الموسم والا فالطواف افضل من الصلوٰۃ مکیا کان او غریبا الخ (البحر الرائق ۲/۳۲۲)

کعبۃ اللہ سے جتنا قریب ہوکر طواف کیا جائیگا اتنا ہی افضل اور بہتر ہے۔ (البحر الرائق ۲/۳۳۵) [1]

ہر طواف کے بعد دو رکعت صلوٰۃ طواف

ہر طواف کے بعد دو رکعت شکرانہ نفل پڑھنا واجب ہے۔ اسکا ترک کردینا بہت بڑا گناہ ہے۔ طواف چاہے فرض ہو یا واجب یا نفل، سب میں اس نماز کا حکم یکساں ہے۔[2] (درمختار کراچی ۲/۵۴۰، ۲/۱۹۴، ایضاح الطحاوی ۳/۳۵۴)

مقام ابراہیم کے پاس صلوٰۃ طواف

اگر موقع ملے تو صلوٰۃ طواف کو مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پڑھنا زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ اور اگر اسکے پاس جگہ نہ ملے تو حطیم کے اندر میزاب رحمت کے نیچے پڑھی جائے۔ اور اگر جگہ نہ ملے تو پوری مسجد حرام میں کہیں بھی پڑھ لیں۔ اور اگر مسجد حرام میں نہ پڑھ سکے تو حدود حرم میں کہیں بھی پڑھ لے۔[3]

صلوٰۃ طواف کیلئے مکان وزمان کی قید نہیں

صلوٰۃ طواف کے لئے زمانہ اور جگہ کی تعیین واجب نہیں۔ بلکہ حدود حرم اور حدود حرم سے باہر پوری دنیا اور آفاق میں کہیں بھی ادا کرنا جائز ہے لیکن افضل اور مسنون یہی ہے کہ مسجد حرام کے اندر ہی ادا کی جائے۔ اور اگر کسی وجہ سے مسجد حرام میں ادا نہ کرسکے تو حدود حرم میں ادا کرنا آفاق کے مقابلہ میں افضل ہے۔ اور یہ بھی نہ ہوسکے تو دنیا کی

---

[1] وینبغی ان یکون قریبًا من البیت فی طوافہ اذ المرور بہ احدًا الخ (البحر الرائق ۲/۳۳۵)

[2] ومن الواجبات رکعتا الطواف الخ (غنیۃ جدید ص۲۶)

[3] وافضل اماکن اداۂا خلف المقام ثم ما حولہ مما قرب منہ۔ (وقولہ) ثم الکعبۃ ثم الحجر ثم المیزاب الخ (غنیہ جدید ص۱۲۶ قدیم ص۶۶)

کسی بھی جگہ ادا کرنا جائز ہے۔ مگر حدودِ حرم سے باہر ادا کرنا مکروہ اور خلافِ سنت ہے۔[1] کیونکہ اس میں غیر معمولی تاخیر ہو جاتی ہے۔ (شامی کراچی ۲/۴۹۹)

صلوٰۃِ طواف کے ترک سے دم لازم ہے یا نہیں؟

صلوٰۃِ طواف بھی طواف کے واجبات میں سے ایک اہم ترین امرِ واجب ہے۔ لہٰذا کسی نے صلوٰۃِ طواف ترک کر دیا ہے تو اس پر ترکِ واجب کا دم لازم ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہاءِ کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض فقہاء نے کہا کہ ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوگا۔ لہٰذا موت کے وقت اس دم کی وصیت کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ چونکہ اس نماز کے صحیح ہونے کے لئے کسی جگہ یا زمانہ اور وقت کی تخصیص نہیں، کبھی بھی کہیں بھی ادا کر سکتا ہے۔ اسلئے دم واجب نہ ہوگا۔ اور متاخرین نے عدمِ وجوبِ دم کو راجح قرار دیا ہے۔ اور قولِ اول میں احتیاط ہے۔[2]

مسلسل دو طواف کی نماز ایک ساتھ پڑھنا

طواف و نماز کے درمیان خاص تعلق اور جوڑ ہوتا ہے۔ اسلئے ہر طواف کی نماز دوسرے طواف سے قبل پڑھنا لازم ہے۔ لہٰذا ایک طواف سے فارغ ہو کر اس کی نماز ادا کئے بغیر دوسرا طواف کرنا حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت

---

[1] ویستحب مؤکدا اداؤھا خلف المقام ثم فی الکعبة ثم فی الحجر تحت المیزاب ثم کل ما قرب من الحجر شیئا فی الحجر ثم ما قرب من البیت ثم المسجد ثم الحرم ثم لا فضیلة بعد الحرم بل الاساءة (قوله) ولو صلاها خارج الحرم ولو بعد الرجوع الی وطنه جاز ویکره الخ
(شامی کراچی ۲/۴۹۹ جدید زکریا دیوبند ۳/۵۱۲)

[2] صلوٰة رکعتین لکل اسبوع من ای طواف فان کان لو ترکها هل علیه دم قیل نعم فیوصی به وتمته فی الشامیة ولا تختص ای هذه الصلوٰة بزمان ولا بمکان ای باعتبار الجواز والصحة ولا یفوت ای الا بالموت ولو ترکها لم تجبر بدم الخ
(الدر المختار مع الشامی کراچی ۲/۴۷۰ زکریا ۳/۴۷۲)

امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور اسی پر مسلکِ حنفی کا فتویٰ ہے۔
(مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۴۵۷، شامی کراچی ۲/۴۹۱) [1]

حطیم کعبہ میں نماز

حطیم کعبۃ اللہ کا حصہ اور اس کا جزء ہے۔ لہٰذا اگر کوئی خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی نذر مان لے تو حطیم میں نماز پڑھنے سے نذر پوری ہوجائے گی۔
(مستفاد ازجدید المسائل ۲/۵۰۰، ایضاح الطحاوی ۳/۴۵۷)

مطاف میں مصلی کے سامنے سے گذرنا

مصلی کے سامنے سے گذرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جس کی صراحت کتبِ حدیث اور کتبِ فقہ میں اپنی جگہ موجود ہے۔ لیکن نمازی کے سامنے سے گذرنے کی ممانعت کے مسئلہ میں مسجدِ حرام داخل نہیں ہے۔ بلکہ مسجدِ حرام اور مطاف میں نمازی کے سامنے سے سجدہ کی جگہ چھوڑکر گذرنا بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا نمازی کے سامنے سے طواف کرنیوالے یا کسی اور آدمی کا گذرنا ممنوع نہ ہوگا۔ (شامی کراچی ۲/۵۰۱ تا ۵۰۲ [2] مناسک ملا علی قاری ص۱۸۱)

فجر اور عصر کے بعد صلوٰۃ طواف

طلوعِ فجر اور نمازِ فجر کے بعد اور اسی طرح صلوٰۃِ عصر کے بعد طواف کرنا تمام علماء کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن طلوعِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب سے قبل اور صلوٰۃِ عصر کے بعد اصفرارِ شمس یا غروبِ شمس سے قبل صلوٰۃِ طواف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے

---

[1] یکرہ عندھما الجمع بین اسبوعین او اکثر بلا صلوٰۃ بینھما الخ (شامی کراچی ۲/۴۹۹)
[2] رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حذو الرکن الاسود والرجال والنساء یمرون بین یدیہ وما بینھم وبینہ سترۃ ونقل الشامی عن مشکلات الآثار للطحاوی ان المرور بین المصلی بحضرۃ الکعبۃ یجوز الخ (شامی کراچی ۲/۵۰۱، مناسک ملا علی قاری ص۱۸۱)

نزدیک مکروہ ہے۔ اوران کے نزدیک ان اوقات میں طواف کرنے کے بعد سورج طلوع ہوجانے یا غروب ہونے تک صلوٰۃ طواف کو موقوف کردینے کا حکم ہے۔

(شامی کراچی ۲/۴۹۹) اوران اوقات میں مسلسل کئی طواف کئے جائیں تو سب کی نمازیں طلوع یا غروب تک موقوف کردی جائیں۔ اس کے بعد علی الترتیب پڑھ لی جائیں" اور ان دونوں اوقات میں بلا صلوٰۃ تسلسلِ طواف ان کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

(ایضاح المسالک ص۳۸۹)

البتہ مسلکِ حنفی کے ترجمان حضرت امام طحاویؒ کے نزدیک ان اوقات میں طواف کے بعد صلوٰۃِ طواف بھی انہیں اوقات میں بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ نے موطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد ص۲۱۲ میں حضرت امام طحاویؒ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ اور خود اپنا عمل بھی اسی کے مطابق واضح فرمایا ہے۔ نیز حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی بلا کراہت جائز ہے۔ [1]

اس مسئلہ پر علماءِ احناف کو غور کرنا چاہیئے، کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز کے بعد طوافِ عمرہ کرلیتا ہے اور اس کو سعی کرنا ہے، اور مسجد حرام میں گرمی کے زمانہ میں سورج غروب ہونے سے ڈھائی پونے تین گھنٹے قبل عصر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور عمرہ کرنے والے نے پندرہ منٹ میں طواف کرلیا، اب وہ کیا کریں؟ اور صلوٰۃِ طواف اگر نہیں پڑھ سکتا تو اس کے عمرہ کا نظام خراب ہوجائیگا۔ اسی طرح جو لوگ عصر کے بعد کئی کئی طواف کرتے ہیں ان کا نظام بھی بگڑ جاتا ہے۔

اور ادھر حضرت امام طحاویؒ جو مسلکِ حنفی کے سب سے بڑے قابلِ اعتماد گویا مسلک کا پورا مدار ان پر ہے انھوں نے مختلف دلائل سے جواز ثابت فرمایا ہے۔ اور حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ

---

[1] تفصیلی بحث ایضاح الطحاوی ۳/۵۰۸ تا ۵۶۲ میں موجود ہے۔

کی رائے بھی جواز پر ہے۔ نیز وتر کی نماز کے واجب ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔
صرف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے، اور ائمہ ثلاثہ اور حضرات صاحبین کے نزدیک واجب نہیں، صرف مسنون ہے[1] اور صلوٰۃِ طواف سب کے نزدیک واجب ہے۔ اور وتر جسکو امت کے اکثر علماء اور جمہور امت واجب نہیں مانتے ہیں اس کی قضاء ان کے نزدیک طلوعِ فجر کے بعد جائز ہے۔ اور صلوٰۃِ طواف جس کو پوری امت واجب مانتی ہے اس کی ادا طلوعِ فجر کے بعد بطریقِ اولیٰ جائز اور درست ہونی چاہئے۔
لہٰذا مقتدر علماءِ کرام سے اس پر غور کرنے کی گذارش ہے۔ یہ خاکسار خود بھی حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی ؒ کی رائے کے مطابق عصر کے بعد اور طلوعِ صبح صادق کے بعد طواف کی نماز پڑھ لیتا ہے۔

حجازِ مقدس میں دو مثل سے قبل عصر کی نماز

حجازِ مقدس میں عصر کی نماز ہر چیز کا سایہ اصلی دو مثل مکمل ہونے سے پہلے صرف ایک مثل پورا ہوتے ہی فوراً پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں کبھی بھی مسجد میں نماز با جماعت نہیں پڑھ سکیں گے۔
حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول مشہور یہ ہے کہ دو مثل پورے ہونے سے قبل عصر کی نماز نہ پڑھی جائے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول ثانی کے مطابق عصر کی نماز دو مثل سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔ اور رأس الفقہاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے اہلِ حجاز کی طرح عصر کی نماز دو مثل سے پہلے ایک مثل مکمل ہونے کے بعد پڑھنے کو اہلِ ہند کے لئے بھی راجح قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۹۹)

---

[1] الثلاث المرویۃ عن ابی حنیفۃ (الیٰ قولہ) فرجع الکل الی الوجوب الذی مشی علیہ۔ (وقولہ) وھو اٰخر اقوال الامام وھو الصحیح (وقولہ) واما عندھما فسنۃ عملا واعتقادا ودلیلا لکنھا اٰکد سائر السنن الموقتۃ الخ (شامی کراچی ۲/۴)

اور علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ نے درمختار میں حضرت امام طحاویؒ اور غرر الاذکار اور برہان اور فیض کے حوالہ سے ایک مثل کے قول کو راجح اور معمول بہ اور مفتیٰ بہ نقل فرمایا ہے۔
نیز حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ، امام زفرؒ، امام طحاویؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ سب کا مسلک عصر کی نماز ایک مثل کے بعد دو مثل سے قبل پڑھنے رہے۔

(درمختار کراچی ۱/۳۵۹) له

لہٰذا حجاز مقدس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول ثانی اور حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ اور ان تمام ائمہ مجتہدین کے مسلک کے مطابق عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھ لینا چاہئے۔ اور حرمین شریفین کی جماعت کی فضیلت سے اپنے آپ کو ہرگز محروم نہیں کرنا چاہیے۔ نیز فجر کی نماز وہاں پر اندھیرے میں پڑھی جاتی ہے، اس میں بھی بلا تامل شرکت کرلینی چاہئے۔

(مستفاد معلم الحجاج ص۵۳، مستفاد الیضاح المناسک ص۱۶۷)

حجاز مقدس میں حنفی کا وتر میں امام حرم کی اقتدار کرنا

حضرات حنفیہ کے نزدیک وتر کی تینوں رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا لازم ہیں۔ دُو رکعت پر سلام جائز نہیں ہے۔ مگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دُو رکعت پر سلام پھیر دینا پھر ایک رکعت مستقل ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔ روایات و دلائل دونوں جانب موجود ہیں۔ اور حنفیہ کا راجح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ دُو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی نماز وتر صحیح نہیں ہوتی ہے۔ مگر مسلک حنفی کے طبقہ رابعہ کے مشہور ترین فقیہ حضرت امام ابو بکر رازی الجصاص (المتوفی ۳۷۰ھ) اور علامہ ابن وہبان نے فرمایا کہ حنفی شخص کی نماز وتر اسکے پیچھے صحیح ہوجائے گی۔ اسلئے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔

له ووقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الطحاوى وبه ناخذ وفى غرر الاذكار وهو الماخوذ به وفى البرهان وهو الاظهر وفى الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى الخ (درمختار كراچى ۱/۳۵۹) ومثله فى الهداية ۱/۶۳)

اور مسجدِ حرام اور مسجد نبوی میں وتر کی نماز رمضان المبارک میں ہمیشہ دو سلاموں کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہاں پر تراویح کے بعد جب وتر کی نماز باجماعت ہوتی ہے تو حنفیوں کے لئے بڑی دشواری پیش آتی ہے کہ مسجد حرام میں کسی طرح طواف میں الگ جانے کی شکل نکل سکتی ہے۔ مگر مسجد نبوی میں کوئی شکل نہیں۔ یا حنفی کو جماعت میں شرکت کرنا ہوگا۔ یا بیٹھا رہے، یا الگ نماز پڑھے۔ جس کی وجہ سے عملاً ایک بڑی جماعت کی مخالفت نظر آتی ہے۔ اس اضطرابی کیفیت میں خود حنفی شخص کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہماری وجہ سے اتنی بڑی جماعت کی ہیئت بدل رہی ہے اور افتراق پیدا ہو رہا ہے، اسلئے حجازِ مقدس میں ان کے پیچھے حنفی کی وتر کی نماز صحیح ہو جانی چاہیئے۔ اور صحتِ اقتدا کی تین دلیلیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

دلیل ۱ ضرورت کے وقت قولِ غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہو جاتی ہے۔ اور وہاں کی ضرورت سب کے سامنے واضح ہے۔ لہٰذا حضرت امام ابوبکر رازیؒ اور علامہ ابن وہبان کی رائے کو اختیار کر کے حنفی شخص کے لئے حجاز مقدس میں وتر میں وہاں کے امام کے پیچھے اقتدا کرنا صحیح ہو جائیگا۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

فمذهبُ الحنفية انّه لاوِترَ عِندَهُم الابثلاثِ ركعاتٍ بتشهّدين وتسليمٍ نعم لو اقتدى حنفي بشافعي في الوتر وسلّم ذلك الشافعي الامام على الشفع الاوّل على وفق مذهبه ثم اتمّ الوتر صحّ وتر الحنفي	پس حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ انکے یہاں ایک سلام دو تشہد کے ساتھ ہی تین رکعت وتر مشروع ہوتا ہے ہاں اگر حنفی نے وتر میں شافعی امام کی اقتدا کرلی ہے، اور امام نے اپنے مسلک کے مطابق دو رکعت پر بیٹھ کر پھر ایک رکعت کے ساتھ تکمیل کرلی ہے تو امام ابوبکر رازی اور ابن وہبان کے نزدیک حنفی کی وتر صحیح ہو جائیگی۔

عند ابی بکر رازی وابن وھبان[1]

وفی البحر لا یجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم من الرکعتین	اور بحر میں ہے کہ وتر میں دو رکعت پر سلام پھیرنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی اقتدا رجائز نہیں۔
فی الوتر وجوّزہ ابو بکر الرازی ویصلّی معہ بقیۃ الوتر لانّ امامہ لم یخرج بسلامہ عندہ وھو مجتھد فیہ[2]	اور امام ابوبکر رازی نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ اور حنفی اسکے ساتھ وتر کی بقیہ رکعت بھی پڑھ لے اسلئے کہ اسکا امام اسکے نزدیک اپنے سلام کیوجہ سے نماز سے خارج نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔

دلیل ۲ حکمِ حاکم رافع خلاف ہوا کرتا ہے کہ وہاں پر حاکم وقت کی طرف سے دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا حکم ہے۔ اور جس طرح وہاں کے رہنے والے حنفی پر حکمِ حاکم کی پابندی لازم ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک اور آفاق سے جو لوگ پہنچتے ہیں وہ بھی وہاں کے قوانین واحکام کی پابندی کا وعدہ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی وہاں کے اصول کے خلاف کرتے ہوئے نظر آجائے تو اس کو فوراً گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ اور جب حاکم نے دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا حکم دیدیا تو مذاہب کا اختلاف بھی ختم ہوجائیگا، اور حاکم کے حکم پر عمل بھی لازم ہوجائیگا۔ لہٰذا وہاں کے قیام کے زمانہ میں حنفی کے لئے حاکم کے حکم کے مطابق اسی طرح دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنا بھی جائز ہوجائیگا جس طرح وہاں کے لوگ پڑھتے ہیں۔ اور حاکم کا یہ حکم خلافِ شرع بھی نہیں ہے۔ کیونکہ چاروں اماموں میں سے تین کا قول اسی کے مطابق ہے۔

اس کو حضرات علماء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

انّ حکمَ الحاکم رافعٌ للخلافِ فی الامور المجتھد فیہا[3]	پھر حاکم کا حکم مسائل مجتہد فیہ کے اختلاف کو ختم کردیتا ہے۔

---

[1] معارف السنن ۴/۱۷۰ [2] البحر الرائق ۲/۳۹ [3] تکملہ فتح الملہم ۱/۳۳۶

فكما ان النزاع يرتفع بالتعامل السابق فانه يرتفع ايضًا بتقنين من قبل الحكومة[۱]

لہٰذا جس طرح تعاملِ ناس کی وجہ سے اختلاف مرتفع ہوجاتا ہے اسی طرح منجانب حکومت قانون سازی کی وجہ سے بھی اختلاف ختم ہوجاتا ہے۔

دلیل ۳ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی علیہ الرحمہ کی رائے بھی یہی نقل فرمائی کہ وتر کی نماز میں حنفی کے لئے ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق وتر پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کرکے انہیں کی طرح نماز پڑھ لی جائے تو صحیح اور درست ہے۔ جیسا کہ ابوبکر جصاص کی یہی رائے اور مذہب ہے۔

ولا عبرة بحال المقتدى واليه ذهب الجصاص وهو الذى اختاره لتوارث السلف واقتداء احدهم بالاخر بلا نكير مع كونهم مختلفين فى الفروع وكان شيخنا شيخ الهند محمود الحسن ايضا يذهب الى مذهب الجصاص[۲]

اور مقتدی کی حالت کا اعتبار نہیں۔ یہی امام ابوبکر جصاص کا مسلک ہے۔ اور وہی وہ شیخ ہیں جنہوں نے اسکو پسند فرمایا، سلفِ صالحین کے توارث کی وجہ سے۔ اور ان میں سے ایک کی اقتداء دوسرے کیساتھ بلا نکیر کرنے کی وجہ سے، باوجود اس بات کے کہ وہ لوگ فروعی مسائل میں اپنے اپنے اختلاف کے ساتھ مستقل رائے رکھتے ہیں۔ اور ہمارے شیخ حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کی رائے اور مذہب بھی امام جصاص کے مسلک کے مطابق ہے۔

(نوٹ) ۱۹۹۶ء کو ماہ اکتوبر میں بمبئی حج ہاؤس میں ایک بڑا سیمینار ہوا۔ اسمیں بلاکسی اختلاف کے تمام علماء و مفتیانِ کرام نے جواز پر اتفاق کرلیا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں حضرت مولانا عاشق الٰہی مرحوم اور مولانا مفتی رفیع عثمانی کراچی نے بھی احقر کے سامنے جواز پر اتفاق فرمایا ہے۔

---

[۱] تکملہ فتح الملہم ۱/۲۲۶ [۲] فیض الباری ۳/۳۵۴

حرمین شریفین کی نمازوں میں عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑا ہونا

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں عورتیں بھی جماعت میں شرکت کرتی ہیں۔ اور حرم مکی میں ہر چہار جانب دروازوں سے داخل ہوتے ہی عورتوں کی نماز کی جگہیں متعین ہیں جن میں کوئی مرد شامل نہیں ہو سکتا۔ اور پیتل کی سنہری الماریاں اس طریقہ سے کھڑی کردی گئی ہیں جن سے مثل دیوار کے آڑ بنی ہوتی ہے۔ اور مسجد نبوی کے طویل عریض مسقف حصہ کے دائیں اور بائیں دونوں جانب بڑے بڑے حصے عورتوں کے لئے متعین ہیں جن میں مردوں کا قریب جانا بھی جرم ہے۔ اسلئے مسجد نبوی میں مسئلہ بہت آسان ہے۔ مگر حرم مکی میں عورتوں کے لئے ہر چہار جانب انتظام کے باوجود نمازوں میں مردوں کے بیچ میں عورتوں کے اختلاط کا عجیب غریب منظر پیش آتا ہے۔ کہ عورتیں مردوں کی صفوں میں بلا تکلف شامل ہو کر نماز کے لئے کھڑی ہوجاتی ہیں۔ اور ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

۱ عورت کی داہنی جانب ۲ عورت کی بائیں جانب ۳ عورت کے پیچھے کل تین مردوں کی نماز ایک عورت کی وجہ سے فاسد ہوجاتی ہے۔ [۱]

اور اگر دو عورتیں ساتھ میں کھڑی ہوجائیں تو چار مردوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ دو دائیں بائیں اور دو پیچھے کل چار کی فاسد ہوجائے گی۔ [۲]

---

[۱] وان حاذته مشتهاة فی رکن من صلوٰة (الی قوله) ثم المرأة الواحدة تفسد صلوٰة ثلاثة واحد عن یمینها و آخر عن یسارها و آخر خلفها وتحته فی حاشية الجلبی وعليه الفتوى وكثيرًا ما تفسد الصلوٰة بهذا السبب فی المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ الخ (تبیین الحقائق مع حاشية جلبی ۱/۱۳۹، هكذا هندية ۱/۸۹ شامی کراچی ۱/۵۷۲)

[۲] المرأتان صلوٰة اربعة واحد عن يمينهما وآخر عن يسارهما واثنان خلفهما بحذائهما الخ (هندية ۱/۸۹ مستفاد شامی کراچی ۱/۵۷۲)

محرم وغیر محرم اور بیوی ہر قسم کی عورت کا حکم یکساں

مسئلہ محاذاۃ میں یعنی عورتوں کا مَردوں کے برابر کھڑے ہونے کے مسئلہ میں ہر قسم کی عورتوں کا حکم یکساں ہے کہ جس طرح اجنبی عورت کی وجہ سے مَرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے، اسی طرح ماں بہن بہو بیٹی اور بیوی وغیرہ کی وجہ سے بھی مَرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ خاص طور پر حرم مکی میں دیکھنے میں آتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی یا ماں یا بہن وغیرہ کو اپنے محاذ اور برابر میں کھڑی کر کے جماعت میں شریک ہوجاتا ہے، اور ساتھ ہی میں عورت بھی جماعت میں شریک ہوجاتی ہے، تو ایسی صورت میں مَرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اس طرح سے مسجد حرام میں ہزاروں مَرد اپنے آپ اپنی نمازیں فاسد کر دیتے ہیں۔ اسلئے ہر مَرد کو اس مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ [1]

مَرد نے عورت کو پیچھے جانے کیلئے اشارہ کیا، عورت نہیں گئی تو عورت کی نماز فاسد

اگر نماز شروع ہوجانے کے بعد عورت، مَرد کے برابر آکر کھڑی ہوجائے، اور مَرد نے عورت کو پیچھے جانے کے لئے اشارہ کیا، پھر بھی عورت پیچھے کو نہیں گئی تو ایسی صورت میں مَرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ [2]

---

[1] والمرأۃ تتناول الاجنبیۃ والمحرمۃ والحلیلۃ والصغیرۃ المشتہاۃ والکبیرۃ التی ینفر عنہا الرجال (الہندیۃ ۱/۸۹)

[2] فلو حاذت المقتدی بعد الشروع واشار الیہا بالتأخر ولم تتأخر فسدت صلوتہا دونہ (وقولہ) فالاشارۃ بالتأخر انما تنفع اذا حضرت بعد الشروع الخ (شامی کراچی ۱/۵۷۲ وھکذا فی البحر جدید ۱/۶۲۳)

حرمین شریفین کے ائمہ عورتوں کی نماز کی بھی نیت کرتے ہیں

یہ مسئلہ بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ عورتوں کے لئے جماعت میں شریک ہوکر امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جبھی صحیح ہوتا ہے کہ جب امام نے عورتوں کی امامت کی نیت کی ہو۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حرمین شریفین کے ائمہ کرام عورتوں کی امامت کی نیت کرتے ہیں یا نہیں ؟

تو یہ بات واضح ہوجانی چاہئے کہ وہاں کے ہر امام منجانب حکومت عورتوں کی نمازوں کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں۔ کیونکہ حکومت نے مسجد نبوی کے دائیں اور بائیں مسقف حصہ میں اتنے اتنے بڑے حصے عورتوں کے لئے خاص کر دیئے ہیں جن پر حکومت سعودیہ نے کروڑہا ریال خرچ کر رکھے ہیں۔ جن میں بیک وقت پچاس ہزار سے زائد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور منجانب حکومت ان حصوں کے انتظام کے لئے سینکڑوں افراد باتنخواہ نگرانی پر مامور ہیں۔ جن پر لاکھوں ریال ماہانہ خرچ ہوتے ہیں۔

اسی طرح مسجد حرام میں ہر چہار جانب عورتوں کی نماز کے لئے اتنی بڑی بڑی جگہیں قدآدم اونچی سنہری الماریوں سے گھیر کر مخصوص کر دی ہیں۔ جن میں لاکھوں افراد ایک وقت میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور جن جگہوں کو عورتوں کے لئے خاص کیا گیا ہے ان میں مردوں کا جانا جرم ہے۔

اور حرمین شریفین کے اعلیٰ سطح کے ذمہ دار بھی ائمہ حضرات ہی ہیں، تو پھر یہ بات ممکن نہیں کہ وہاں کے ائمہ حضرات عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ حکومت کے نظام کے تحت تمام ائمہ کرام عورتوں کی نمازوں کے ذمہ دار ہیں۔ اگر بالفرض نیت نہیں کرتے ہیں تو رمضان المبارک اور موسم حج میں لاکھوں عورتوں کی نمازوں کا ذمہ دار کون ہوگا، جبکہ خود انہیں کی طرف سے عورتوں کی نماز کا انتظام ہے، اسلئے انکی طرف سے

نیت نہ کرنے کا شبہ بھی نہ ہونا چاہئے۔

نیز حضرات فقہاء کا راجح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ بڑے مجمع میں عورتوں کی امامت کی نیت کئے بغیر ان کی اقتدا صحیح اور درست ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ جمعہ اور عیدین کی کی نمازوں میں راجح قول کے مطابق عورتوں کی امامت کی نیت کئے بغیر ان کی اقتدار صحیح ہو جاتی ہے۔ اور حرمین شریفین کی ہر نماز کا مجمع ہر جگہ کے جمعہ اور عیدین کے مجمع سے بڑا ہوتا ہے۔ [1] لہٰذا وہاں کے اماموں کے پیچھے عورتوں کی اقتدار اور شرکت بھی صحیح ہے۔ اور مردوں کے برابر میں کھڑی ہونے سے مردوں کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی۔

نماز فاسد نہ ہونیکے لئے عورت و مرد کے درمیان کتنا فاصلہ لازم؟

اگر عورت و مرد کے درمیان کوئی ستون حائل ہے یا واٹر کولر حائل ہے۔ یا ایسا بڑا سامان حائل ہے، یا اتنی جگہ خالی پڑی ہو جس میں ایک آدمی آرام سے کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسی صورت میں محاذات اور برابری باقی نہیں رہیگی، دونوں کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ اسی طرح عورت کے برابر میں جو مرد کھڑا ہوگا وہ مرد دوسرے مردوں اور اس عورت کے درمیان ستون اور دیوار کا کام کریگا کہ صرف اسی کی نماز فاسد ہوگی اور دوسرے مردوں کی نماز صحیح اور درست ہو جائے گی۔

نیز اگر عورت اگلی صف میں ہو اور مرد پچھلی صف میں ہو، مگر مرد بعینہٖ عورت کے پیچھے نہیں بلکہ دائیں یا بائیں اتنا ہٹا ہوا ہو جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکتا ہے تو

---

[1] ولا يصح الاقتداء بامام الا بنية وتصح الامامة بدون نيتها الا اذا صلى خلفه نساء فلا اقتداؤهن به بلا نية الامام للامامة غير صحيح۔
واستثنى بعضهم الجمعة والعيدين وهو الصحيح وعليه في الحموي ويصح اقتداؤها أي بالرجال في صلاة الجمعة وان لم ينو امامتها وكذلك العيدين وهو الاصح الخ
(الاشباه والنظائر ص ۳۶)

محاذات اور برابری ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مرد کی نماز صحیح ہوجائے گی۔[1]

کن کن اعضاء کی برابری کا اعتبار

محاذات اور برابری معتبر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں جن اعضاء کی برابری ہوا کرتی ہے ان کی برابر کا اعتبار ہے۔

مثلاً کھڑے ہونے کی حالت میں قدم اور پنڈلی اور کمر وغیرہ اعضاء ایکدوسرے کے برابر ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اعضاء کا برابر ہونا فسادِ صلوٰۃ کے لئے لازم ہوگا۔ اگر گھر کی عورت بیوی یا ماں بہن مرد کے پیچھے کھڑی ہوکر اقتدا کرے اور عورت ہونے کی وجہ سے رکوع وسجدہ میں اس کا سر اور گردن اور مونڈھے مرد کی کمر وغیرہ کے برابر ہوجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اسی طرح عورت مرد کی صف میں اس طرح کھڑی ہو کہ عورت کے پیر و پنڈلی وغیرہ مرد کے پورے بدن سے پیچھے رہ جائے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔[2]

ایک شبہ کا ازالہ

مسئلہ محاذات میں جن دس شرائط کا ذکر ہے ان میں عورت کی امامت کی نیت کی شرط کا تعلق مسئلہ محاذات سے نہیں ہے بلکہ عورتوں کی اقتداء کی صحت سے ہے۔ اور محاذات کے شرائط میں یہ قید عموی ہے لازمی نہیں۔ اور عورتوں کی اقتداء امام کی طرف سے انکی نیت کے بغیر صحیح نہیں ہاں البتہ صرف امام زفرؒ کا اسمیں اختلاف ہے۔ حاشیہ میں ملاحظہ ہو۔[3]

---

[1] الفرجة تقوم مقام الحائل وادناه قدر ما يقوم فيه الرجل الخ هنديه ۱/۸۹)
ولوكان بينهما فرجة تسع الرجل او اسطوانة قيل لا تفسد وكذا اذا قامت امامة وبينهما هذه الفرجة الخ شامي كراچي ۱/۵۷۳)

[2] والمعتبر في المحاذاة الساق والكعب على الصحيح الخ هنديه ۱/۸۹
المرأة اذا صلت مع زوجها في البيت ان كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلوتهما بالجماعة وان كان قدماها خلف قدم الزوج الا انها طويلة تقع رأس المرأة في السجود قبل رأس الزوج جازت صلوتهما لان العبرة للقدم الخ (شامي كراچي ۱/۵۷۲)

[3] قيد بنية الامامة لانه لو لم ينو الامام امامتها لا تفسد صلوٰته من حاذته مطلقاً ولا حاجة الى هذا القيد لانه علم من قوله مشتركة لانه لا اشتراك الا بنية الامام امامتها فاذا لم ينو امامتها لم يصح اقتدائها۔ البحر كراچي ۱/۳۶۴)
وان لم ينو امامتها لم تضره ولا تجوز صلوتها لان الاشتراك لا يثبت عندنا خلافاً لزفر الخ هدايه ۱/۱۲۴، الاشباه ۲۳/۲ مجمع الانهر بيروتي ۱/۱۷۶، شامي كراچي ۱/۵۷۲، الجوهرة النيرة ۱/۷۶، طحطاوي على الدر ۱/۲۳۸)

(۱۸) مسائلِ آبِ زمزم

صلوٰۃِ طواف کے بعد آبِ زمزم پینا

صلوٰۃ طواف سے فارغ ہو کر کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے، اور مُلتزم پر آکر چمٹ کر دعاء کرے۔ اور دیوارِ کعبہ پر اپنا رخسار لگا کر مُرادیں مانگے۔ اس کے بعد زمزم پر پہنچکر خوب سیراب ہو کر پی لے۔ اور اپنے بدن پر بھی ڈال لے۔ (مستفاد عنایہ مع فتح القدیر ۲/۵۰۵، ھکذا ہندیہ ۱/۲۲۶) ؎۱

آبِ زمزم سے کفن دھونا

اکثر حجاجِ کرام تبرک کی نیت سے کفن کے کپڑے آبِ زمزم سے دھوتے ہیں۔ تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں، بلکہ باعثِ خیر و برکت ہے۔ ؎۲

(مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۶۲، فتاویٰ محمودیہ ۷/۲۳۲، روح البیان)

آبِ زمزم سے وضوء و غسل

آبِ زمزم سے وضوء و غسل کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور یہ خلافِ ادب بھی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی عمل ثابت ہے۔ اور صحابہ اور ائمہ مجتہدین سے بھی یہی ثابت ہے۔ ؎۳ (مستفاد اوجز المسالک ۳/۱۲۵، غنیۃ ص۴۵، معلم الحجاج ص۲۲۳، فتاویٰ رحیمیہ ۵/۲۲۳)

؎۱ ویستحب ان یاتی زمزم بعد الرکعتین قبل الخروج الی الصفا فیشرب منہا۔ ویقول اللھم انی اسئلک رزقا واسعا وعلما نافعا وشفاء من کل داء۔ الخ (ھندیۃ ۱/۲۲۶)

؎۲ لعلہ ینجیا بذلک العاصی ببرکات تلک الذخیرۃ من العذاب ومن ھذا القبیل ماء زمزم والکفن المبلول بہ وبطانۃ استار الکعبۃ والتکفن بہا الخ (روح البیان ۲/۵۵۹)

؎۳ ویجوز الاغتسال والتوضوء بماء زمزم علی وجہ التبرک الخ غنیۃ قدیم ۵/۷، جدید ص۱۲۰)

آبِ زمزم سے استنجاء

آبِ زمزم سے استنجاء کرنا خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔ البتہ شدید ضرورت میں استنجاء کی گنجائش ہے۔ اسی طرح غسلِ جنابت اور غسلِ حیض ونفاس بھی خلافِ ادب اور مکروہ ہے، اسلئے کہ اس میں نجاستِ حقیقیہ کا دھونا بھی لازم آتا ہے۔ نیز ناپاک جگہ گرا دینا بھی خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔[۱]

(مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۵/۲۲۳)

آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا

آبِ زمزم پینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر پیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھڑے ہو کر نوش فرمایا تھا۔ (نسائی شریف کتاب الحج ۲/۲۹) اور پیتے وقت اپنی مُرادوں پر دھیان کیا جائے۔[۲]

آبِ زمزم اپنے وطن لیجانا

اللہ تعالیٰ نے بیرِ زمزم میں ایسی برکت ودیعت رکھی ہے جسکی انتہاء نہیں ہے۔ اس پانی میں اللہ تعالیٰ نے غذائیت رکھی ہے۔ اور اس پانی کو اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے شفاء بنایا ہے۔ اسلئے اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے وطن لیجانا اور اعزاء واحباب کو اس سے انتفاع کا موقع دینا مسنون ومستحب ہے۔ لہٰذا جتنا ممکن ہو آبِ زمزم وطن لیتا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آبِ زمزم ساتھ لے گئے تھے، اور حضرت حسنؓ وحسینؓ کی آبِ زمزم سے تحنیک فرمائی ہے۔ اور بیماروں کو پلایا ہے۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۶۲۵ ترمذی/۱۹۰ لامع الدراری ۲/۴۰۶)[۳]

---

[۱] ولا یستعمل الا علی شیٔ طاهر، فلا ینبغی ان یغتسل به جنب ومحدث ولا فی مکان نجس (وقوله) ویکره الاستنجاء بماء زمزم لا الاغتسال الخ (غنیة قدیم ۶۱۸ جدید /۱۳۰)

[۲] عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شرب من ماء زمزم وهو قائم۔ الحدیث (نسائی شریف ۲/۳۴ ترمذی ۲/۱۰)

[۳] عن عائشةؓ انها کانت تحمله وتخبراه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یحمله الخ شعب الایمان ۳/۴۸۲ حدیث ۴۱۲۹، شامی کراچی ۲/۶۲۵) وفی الشامیة انه کان یحمله وکان یصبه علی المرضی ویسقیهم وانه حنك به الحسن والحسین الخ (شامی کراچی ۲/۶۲۵)

آبِ زمزم میں پانی مِلانا

بہت سے حجاج کرام گھر واپس آنے کے بعد عزیزوں اور دوستوں اور خاندان کے لوگوں کو آبِ زمزم بطور تبرک پیش کرتے ہیں۔ اور آبِ زمزم میں پانی مِلا کر پلاتے ہیں۔ ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر آبِ زمزم میں پانی غالب ہوجائے تو وہ آبِ زمزم ہی نہ رہے گا اور اس کو آبِ زمزم کہکر پلانا درست نہ ہوگا۔ بلکہ ایک جھوٹی بات ہوگی۔

ہاں البتہ اگر آبِ زمزم غالب ہوگا تو اس کو آبِ زمزم کہا جاسکتا ہے جیسا کہ دُودھ میں اگر پانی مِلا دیا جائے، اور اگر پانی غالب ہوگا تو وہ شرعًا دُودھ کے دائرہ سے خارج ہوجاتا ہے حتیٰ کہ اگر دُودھ پیتے بچّے کو کسی عورت کے دُودھ میں دودھ سے زیادہ پانی مِلا کر پلایا جائیگا تو اس سے شرعی طور پر رضاعت کا حکم ثابت نہ ہوگا۔ اسلئے کہ بچّہ نے ایسی صورت میں پانی پیا ہے عورت کا دُودھ نہیں پیا۔ اسی طرح آبِ زمزم میں پانی غالب ہوگا تو آبِ زمزم نہ ہوگا بلکہ دوسرا پانی ہوجائیگا اسکو آبِ زمزم کہکر پلانا ثابت نہ ہوگا۔ اسلئے ایک ایک قطرہ خالص آبِ زمزم پلایا جائے۔ اور پانی مِلا کر نہ پلایا جائے ورنہ محض دھوکہ ہوگا[1]

---

[1] اذا اختلط اللبن بالماء و اللبن هو الغالب تعلق با لتحريم و ان غلب الماء لم يتعلق به التحريم (الى قوله) المغلوب غير موجود حكمًا حتى لا يظهر بمقابلة الغالب الخ هدايه رشيديه ۱/۳۴۲)

(۱۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مسائل سعی بین الصفا والمروۃ

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ الآية

(سورہ بقرہ آیت ۱۵۸)

بیشک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو حج یا عمرہ کریگا تو اسپر کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کے درمیان سعی کرے۔

صفا اور مروہ دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں، جو مسجد حرام سے متصل ہیں، جہاں بیرِ زمزم ہے۔ وہاں پر حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رکھ کر حضرت ہاجرہؓ پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں پر چڑھی تھیں، اور پانی کی تلاش میں دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے تھے۔ اور ساتویں چکر کے بعد جب مروہ پر پہونچیں تو دیکھتی ہیں کہ جہاں نومولود بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا رکھا تھا وہاں سے کچھ آہٹ اور آواز سنائی دی، جاکر دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے زمزم کا چشمہ جاری فرمادیا۔ اللہ کو حضرت ہاجرہؓ کا دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا ایسا پسند آیا کہ حاجیوں پر ان کی نقل اُتارنے اور ان کے نقشِ قدم پر دوڑنے کو سعی بین الصفا والمروہ کے نام سے واجب فرمادیا۔[1] اور حضرت ہاجرہؓ اپنے اندر بہت زیادہ للّٰہیت رکھتی تھیں، اور سخت پریشانی کے عالم میں دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑ دوڑ کر پانی تلاش کررہی تھیں، اللہ تعالیٰ کو

---

[1] وجعلت ام اسمٰعيل ترضع اسمٰعيل و تشرب من ذلك الماء حتى اذا نفد ما في السقاء عطشت وعطش ابنها وجعلت تنظر اليه فانطلقت كراهية ان تنظر اليه فوجدت الصفا اقرب جبل في الارض يليها فقامت عليه ثم استقبلت الوادي تنظر هل ترى احدا فلم تر احدا فهبطت من الصفا حتى اذا بلغت الوادي رفعت درعها ثم سعت سعي الانسان المجهود حتى جاوزت الوادي ثم اتت المروة فقامت عليها فنظرت هل ترى احدا فلم تر احدا ففعلت ذلك سبع مرات قال ابن عباس قال النبي صلى الله عليه وسلم فذلك سعي الناس بينهما۔ الحديث (بخاری شریف ۱/۴۷۵ حدیث ۳۲۵۲/۳۲۲۳)

انکا دوڑنا اس قدر پسند آیا کہ قیامت تک کے لئے تمام امت پر اس عمل کو واجب اور لازم فرمادیا ہے۔ یہ عمل حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے، فرض نہیں۔[1]

(مستفاد معلم الحجاج ۱۳۰)

سعی کا طریقہ

سعی کا طریقہ یہ ہے کہ طواف سے فارغ ہوکر صلوٰۃ طواف اور دعا کے بعد آبِ زمزم پی لیا جائے۔ اس کے بعد حجرِ اسود کا استلام کرکے مسجد حرام سے نکلے۔ اور مسجد حرام سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔ (غنیہ جدید ۱۳۵)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔[2]

اللہ کا نام لیکر نکلتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دیجئے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دیجئے۔

اس کے بعد صفا پہاڑی کے دامن پر کھڑے ہوکر قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر ہاتھ اٹھاکر اللہ سے دعائیں مانگے۔ اور تکبیر و تہلیل پڑھکر سعی شروع کردے۔ اور جب ہرے کھمبے کے پاس پہونچ جائے تو دوڑنے کے قریب تیز چلے۔ (غنیہ جدید ۱۳۶) جب مروہ پر پہونچیگا تو ایک چکر مکمل ہوجائیگا۔ پھر اسی طرح مروہ سے صفا پر آئیگا، تو دوسرا چکر پورا ہوگا۔ اس طرح سات چکر مروہ پر جاکر پورے ہوجائیں گے[3] اور آخر میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر اللہ تعالیٰ سے مرادیں مانگے۔ اور تکبیر اور تہلیل اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود اور اپنے لئے خصوصی دعا کرتا رہے۔[4]

میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا

صفا و مروہ کے درمیان دو ہرے ستون ہیں ان کو

---

[1] البتہ حضرت ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض اور رکن ہے۔ وهو ركن عند الثلاثة، وواجب عندنا (غنیہ قدیم ۶۸ جدید ۱۲۹)

[2] غنیہ جدید ۱۲۸ -

[3] [illegible]

[4] ويكثر التكبير والتهليل والحمد والصلوة والدعاء الخ (غنیہ قدیم ۶۸ جدید ۱۲۹)

میلین اخضرین کہا جاتا ہے جب سعی کرتے ہوئے ہرے ستون کے پاس پہونچ جائے تو چھ ہاتھ پہلے سے خوب تیز چلے، اور تیز رفتاری کا سلسلہ دوسرے ستون کے بعد چھ ہاتھ تک جاری رکھے۔ (غنیہ قدیم ص۹۶) باقاعدہ دوڑنا نہیں چاہئے۔ بلکہ دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے۔ اور سعی کے ہر چکر میں ان ستونوں کے پاس سے تیز چلنا مسنون ہے۔[۱] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۵)

دورانِ سعی تلبیہ پڑھنا

سعی کے درمیان عمرہ کرنے والے اور عمرۂ تمتع کرنے والے کے لئے تلبیہ پڑھنا ممنوع ہے۔ اسلئے کہ ان لوگوں کا تلبیہ طواف شروع کرتے وقت ختم ہوجاتا ہے۔ البتہ مفرد بالحج یعنی میقات سے صرف حج کا احرام باندھکر جانے والے اور قارن یعنی میقات سے حج وعمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنے والے کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔ تو یہ لوگ اگر طوافِ قدوم کے بعد طوافِ زیارت سے قبل سعی کریں گے تو ان کے لئے دورانِ سعی تلبیہ پڑھنا جائز اور مسنون ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱) نیز متمتع جب حج کا احرام باندھکر منیٰ جانے سے پہلے سعی سے فارغ ہونا چاہے تو احرام کے بعد ایک نفلی طواف بھی کرنا لازم ہوگا۔ تو ایسی شکل میں طواف وسعی کے دوران تلبیہ پڑھنا اس کے لئے بھی جائز اور مسنون ہے۔[۲] اسلئے کہ ان لوگوں کا تلبیہ جمرۂ عقبہ کی رمی تک باقی رہتا ہے۔ (غنیہ ص۸۹)

سواری پر سعی

بلا عذر اگر سواری پر سعی کریگا تو گنہگار ہوگا اور جرمانہ میں ایک دم دینا بھی لازم ہوگا۔ (بدائع ص۳۲۹ج۲، البحرالرائق ص۳۵۲ج۲) لیکن اگر سعی کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔[۳] اور اگر عذر کی وجہ سے سواری پر سعی کرتا ہے تو بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہیں۔ اس کی وضاحت "بلا عذر سواری پر سعی" کے عنوان کے تحت آرہی ہے۔

---

[۱] یستحب ان یکون السعی بین المیلین فوق الرمل دون العدو وھو جری شدید کجری الفرس وھو سنۃ فی کل شوط الخ (غنیہ جدید ص۱۳۰، مناسک ملا علی قاری ص۱۷۷)

[۲] ویلبی ان کان سعیہ بعد طواف القدوم الخ غنیہ ص۸۹ ویقطع التلبیۃ مع اول حصاۃ یرمیھا فی الحج الصحیح والفاسد مفردا کان او متمتعا او قارنا الخ غنیہ جدید ص۱۸۸، قدیم ص۱۰۳ ویلبی فی سعی الحج ای ان وقع سعیہ بعد طواف القدوم (مناسک ملا علی ص۱۸۱)

[۳] ولو سعی کلہ او اکثرہ راکبا او محمولا بلا عذر فعلیہ دم فلو اعادہ بعد ما حل او جامع لم یلزمہ دم لان السعی غیر موقت الخ (غنیۃ الناسک ص۱۳۵، بدائع الصنائع ص۳۲۹ج۲)

سعی میں نیابت

عذر کی وجہ سے سواری پر سعی جائز ہے۔ مگر سعی میں نیابت جائز نہیں — بلکہ از خود سعی کرنا لازم اور واجب ہے۔ اور اگر از خود سعی کرنے میں سخت پریشانی ہو تو سعی کو پریشانی اور مشقت دُور ہونے تک کے لئے مؤخر کر دینا جائز ہے۔[1] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۲)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر

سعی کو طواف زیارت، حلق، رمی، قربانی کی طرح ایامِ نحر کے اندر اندر کرنا واجب نہیں — بلکہ ایامِ نحر گذر جانے کے بعد کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو عذر یا تھکاوٹ دُور کرنے کے لئے آرام کرنا ہے تو جتنے دن چاہے تاخیر کر سکتا ہے۔ آج نہیں تو کل پرسوں یا دس دن، پندرہ دن کے بعد بھی سعی کرنا جائز ہے۔ اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی جرمانہ واجب نہ ہوگا —— مگر شرط یہ ہے کہ طواف و سعی کے درمیان حج کا کوئی دوسرا رُکن ادا نہ کیا جائے۔ اگر کوئی دوسرا رُکن ادا کریگا تو سعی سے قبل ایک طواف کرنا بھی واجب ہوگا۔ مثلاً طوافِ قدوم کے بعد سعی کرنا چاہتا ہے، لیکن طوافِ قدوم کے بعد وقوفِ عرفہ کر لیا، اسکے بعد سعی کرنا چاہے تو جائز نہ ہوگا۔ (غنیہ ص۱۳۱)[2]

سعی کے چکروں کے درمیان فاصلہ

سعی کے ساتوں چکروں کو پے درپے کرنا سنت ہے۔ واجب نہیں۔ لہٰذا اگر چند چکروں کے بعد بقیہ چکروں کو موقوف کر دیا جائے اور بعد میں کسی اور موقع پر بقیہ چکروں کی تکمیل کرلیگا تو سعی صحیح ہو جائیگی۔ اور اس پر کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔ نیز اگر ایک دن میں ایک چکر، سات دن میں سات چکر ادا کریگا تب بھی سعی درست ہو جائیگی۔ مگر ایسا کرنا عذر کی وجہ سے بلاکراہت جائز ہے، اور بلا عذر خلافِ سنت ہے۔[3]

---

[1] واما شرائطه فستة الاول فعله بنفسه ولو محمولاً او راكباً فلا تجوز فيه النيابة الخ (غنیہ قدیم ص۷۲ جدید ص۱۳۱)

[2] لكن يشترط ان لا يتخلل بينهما ركن فلو طاف للقدوم ولم يسع ثم وقف بعرفة ثم اراد ان يسعى بعد طواف القدوم لم يجز ذلك بل يسعى بعد طواف الافاضة فان اخره لعذر او ليستريح من تعبه لا بأس به وان اخره بغير عذر فقد اساء ولا شيء عليه الخ غنیہ قدیم ص۷۴ غنیہ جدید ص۱۳۱

[3] لا يشترط لصحة السعي المشي عند الثلاثة خلافاً للحنابلة وكذا لا يشترط الموالات بين الاشواط و اجزاء الاشواط بل هي سنة فلو فرق السعي تفريقاً كثيراً كان سعى كل يوم شوطاً او اقل لم يبطل سعيه ويستحب ان يستأنف ان فعله من غير عذر الخ

(غنیہ قدیم ص۷۴ جدید ص۱۳۲)

سعی کے لئے طہارت لازم نہیں

سعی یعنی صفا و مروہ کے درمیان کی جگہ جس پر سعی کیجاتی ہے حُدودِ مسجد سے خارج ہے۔ حرمین شریفین کے سب سے بڑے امام جو دونوں حرم کے ذمّہ دارِ اعلیٰ ہیں ان سے معلوم کرلیا گیا ہے کہ مسعیٰ پہلے کی طرح حُدودِ مسجدِ حرام سے باہر ہے۔ اسلئے سعی کے لئے طہارت لازم نہیں لہٰذا حالتِ حیض اور حالتِ حَدث میں سعی کرنا جائز ہوگا، اور اس پر کوئی کفارہ نہیں، مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مسنون یہی ہے کہ طہارت کی حالت میں سعی کی جائے۔ نیز اگر کسی غافل اور بے وقوف نے حالتِ جنابت میں سعی کرلی ہے تو بھی سعی جائز ہوجائیگی۔ اور کسی قسم کا کفارہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ [۱]

اور اگر عمرہ کا طواف اور سعی دونوں بے وضو کرکے حلال ہوگیا ہے تو جب تک مکہ مکرمہ میں موجود ہو اُسوقت تک دونوں کا اعادہ لازم ہے۔ ورنہ ایک دم لازم ہوجائیگا۔ اور اگر طواف کا اعادہ کرلیا ہے، تو سعی کا اعادہ لازم ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سعی کا اعادہ بھی لازم ہے، ورنہ دم دینا لازم ہوگا۔ اور قولِ ثانی میں سعی کا اعادہ لازم نہیں۔ لہٰذا سعی کا اعادہ نہ کریگا تو کوئی فدیہ لازم نہ ہوگا۔ نیز اس میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ بے وضو طواف وسعی کرکے حلال ہوکر وطن واپس ہوجائے تو صرف ایک دم لازم ہوگا۔ سعی کے لئے دم وغیرہ کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ [۲]

حدث یا جنابت کی حالت میں عمرہ کا طواف اور سعی

اگر بے وضو عمرہ کا طواف کرلیا ہے اور پھر عمرہ کی سعی بھی بے وضو کرلی ہے تو کیا کریں؟

---

[۱] ولو سعی بین الصفا والمروۃ جنباً او محدثاً لاشئ علیہ لان السعی عبادۃٌ تؤدی لا فی المسجد، الخ
(تاتارخانیہ ۲/۵۲۲) ۔

[۲] طاف لعمرتہ وسعی علی غیر وضوء وحل وھو بمکۃ اعاد الطواف والسعی وفی الکافی فاذا اعادھما لاشئ علیہ وان اعاد الطواف ولم یعد السعی قیل لاشئ علیہ وقیل علیہ الدم ورجع الی اھلہ ولم یعد یصیر حلالاً وعلیہ دمٌ ولیس علیہ للسعی شئ الخ
(تاتارخانیہ ۲/۵۲۳)

تو اس میں حکم شرعی یہی ہے کہ بے وضو عمرہ کے طواف سے دم واجب ہو جاتا ہے۔ اور بے وضو سعی سے دم واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ خلاف سُنت اور مکروہ ہے۔ لہٰذا اگر بے وضو عمرہ کا طواف اور سعی دونوں کر لئے ہیں، تو طواف کا اعادہ واجب ہے، اور سعی کا اعادہ لازم نہیں۔ اور اگر طواف کا اعادہ نہیں کریگا تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔

اور اگر حالتِ جنابت میں عمرہ کا طواف کر لیا ہے، پھر اسکے بعد سعی بھی کر لی ہے، تو طواف اور سعی دونوں کا اعادہ غسل کے بعد لازم ہے۔ لہٰذا اگر جنابت سے پاک ہو کر طواف و سعی دونوں کا اعادہ نہیں کیا ہے تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر پاک ہو کر طواف کا اعادہ کر لیا ہے اور سعی کا اعادہ نہیں کیا ہے تب بھی ایک دم دینا لازم ہو جائیگا۔ [۱]

سعی کے چکّروں کو چھوڑنے کا کفّارہ

اگر سعی کے چکّروں میں سے چار یا زیادہ کو بلا عذر چھوڑ دیا ہے، اور اعادہ بھی نہیں کیا تو ایک دم واجب ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کر دیا ہے، مثلاً لنگڑا یا نابینا ہے اور کوئی اٹھا کر یا پکڑ کر کرسی پر سعی کرانے والا بھی نہیں تو ایسے معذور پر دم بھی نہیں۔ اور صدقہ بھی نہیں۔ اور اگر غیر معذور نے تین یا تین سے کم چکّروں کو چھوڑ دیا ہے، تو ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقہ دینا لازم ہے۔ [۲]

بلا عذر سَواری پر سعی

اگر بلا عذر تندرست آدمی سَواری پر سعی کریگا تو اس پر دم دینا لازم ہے، لیکن اگر حلال ہونے کے بعد از خود پیدل سعی کا اعادہ کر لیتا ہے تو دم ساقط ہو جائیگا۔ نیز اگر

---

[۱] ولو طاف للعمرة محدثا وسعى بعده فعليه دم ان لم يعد الطواف ورجع اهله وليس عليه شیء بترک اعادة السعی وکذا لو اعاد الطواف ولم يعد السعی لا شیء علیه و فی الجنابة ان لم يعد السعی فعليه دم الخ (غنیہ جدید ص۲۷۵ قدیم ص۱۴۲)

[۲] ولو ترک السعی کله او اکثره فعليه دم وحجه تام عندنا ولو ترکه لعذر کالزمن اذا لم یجد من یحمله لا شیء علیه ولو ترک منه ثلاثة اشواط او اقل فعليه لکل شوط صدقة الخ (غنیة الناسک قدیم ص۱۴۲ جدید ص۲۷۵)

احرام کھولدینے کے بعد بیوی سے ہمبستری کرلی ہے، اسکے بعد سعی کا اعادہ کرلیتا ہے تب بھی صحیح ہوجائیگی۔ اور دم لازم نہ ہوگا۔ ؎۱

بے ترتیب سعی پر دم

اگر سعی کی ابتداء مروہ سے کرکے صفا پر ختم کیا ہے، یا شروع میں تین چکروں کو صفا سے شروع کرکے بقیہ چکروں کو موقوف کردیا، پھر چوتھا چکر مروہ سے شروع نہیں کیا بلکہ صفا سے جاکر شروع کردیا، اور سات چکر صفا پر آکر پورے ہوگئے تو پوری سعی یا اکثر سعی بے ترتیب کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ اور چار چکر ترتیب سے کرنے کے بعد پانچواں چکر کچھ دیر کے لئے موقوف کردیا اور پھر جب پانچواں چکر شروع کرنے لگا تو صفا سے شروع کرنے کے بجائے مروہ سے جاکر شروع کردیا، اور سات چکر صفا میں جاکر پورے ہوگئے تو بے ترتیب کیے گئے تینوں چکروں میں سے ہر ایک کے عوض میں ایک ایک صدقہ دینا لازم ہوگا۔ ؎۲

مروہ سے سعی کی ابتداء باطل

سعی کی ابتداء صفا سے کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر سعی کی ابتداء مروہ سے کی جائیگی تو پہلا چکر جسکی ابتداء مروہ سے کی گئی ہے باطل ہوجائیگا۔ اور دوسرے چکر سے سعی کی ابتداء شمار ہوگی۔ اور سات چکر پورے کرنے کے لیے آٹھ چکر کرنے پڑجائیں گے جس کا اختتام مروہ پر ہی جاکر ہوسکتا ہے۔ ورنہ ایک چکر کی کمی کی وجہ سے ایک صدقہ فطر دینا لازم ہوجائیگا۔ ؎۳

؎۱ ولو سعی کلہ او اکثرہ راکبا او محمولا بلا عذر فعلیہ دم ثم لو اعادہ ماشیا بعد ما حل وجامع لم یلزمہ دم لان السعی غیر موقت، وان کان بعذر فلا شیٔ علیہ، الخ (غنیۃ الناسک قدیم ص۱۳۲ جدید ص۲۷۰)

؎۲ ولو بدأ السعی بالصفا فسعی شوطا او ثلاثۃ وترک باقیہ ثم اتی بہ من الصفا ایضا حتی ختمہ بالمروۃ او سعی شوطین وترک باقیہ ثم اتی بہ من المروۃ حتی ختمہ بالصفا فعلیہ دم لترک الترتیب فی اکثر السعی ولو سعی اربعۃ اشواط وترک باقیہ ثم اتی بہ من المروۃ حتی ختمہ بالصفا فعلیہ لکل شوط صدقۃ لترک الترتیب فی اقل السعی، الخ (غنیۃ الناسک قدیم ص۱۳۲ جدید ص۲۷۱)

؎۳ فلو بدأ من المروۃ لا یعتد بذلک الشوط الی ان یصل الصفا فیعتبر ابتداء سعیہ منہ ویکون شوطہ الاول لغوا فیجب علیہ ان یعید بعد ستۃ من الصفا الی المروۃ حتی یتم سعیہ فان لم یعد لزمہ الصدقۃ لترک شوط الا اذا کان ... الخ
(غنیہ جدید ص[illegible] قدیم ص[illegible])

ہر سعی سے قبل طواف لازم

ہر سعی سے قبل ایک طواف کا ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر طواف سے قبل سعی کرلی ہے تو وہ سعی معتبر نہ ہوگی، اور طواف کے بعد اسکا اعادہ لازم ہے۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ترکِ سعی کا دم دینا لازم ہوگا۔ [۱]

سعی ترک کرنیکے بعد میقات سے باہر جاکر لوٹنا

اگر حج کی سعی ترک کردی ہے اور میقات سے باہر چلا گیا پھر سعی کے اعادہ کے لئے واپس لوٹ آتا ہے تو میقات سے احرام باندھکر لوٹنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو پہلے ارکانِ عمرہ مکمل کرکے حلال ہوجائے۔ اسکے بعد پچھلی سعی کی تکمیل کریگا۔ اور اگر حج کا احرام باندھکر آیا ہے تو طوافِ قدوم کے بعد پچھلی سعی کی تکمیل کریگا۔ اور ترک شدہ سعی کا دم اعادہ کی وجہ سے ساقط ہوجائیگا۔ [۲]

صحتِ سعی کیلئے نیت اور پے درپے کرنا شرط نہیں

سعی کی صحت کیلئے نیت شرط نہیں۔ اور تمام چکروں کو پے درپے کرنا بھی شرط یا واجب نہیں۔ بلکہ یہ دونوں سنت ہیں۔ لہٰذا بلاعذر ترکِ نیت اور ترکِ موالاۃ کی وجہ سے کراہت اور خلافِ سنت عمل کا ارتکاب ہوگا، اور دم یا کفارہ وغیرہ کوئی فدیہ لازم نہ ہوگا۔ اور عذر کی وجہ سے کراہت کا ارتکاب بھی نہ ہوگا [۳]

---

[۱] ولو سعی قبل الطواف لم یعتد بہ فإن لم یعدہ فعلیہ دم الخ (غنیۃ الناسک قدیم ص۱۲۹، جدید ص۲۴۷)

[۲] ولو ترک السعی ورجع الی اھلہ بان خرج من المیقات فاراد العود یعود باحرام جدید فان کان بعمرۃ فیاتی اولا باعمال العمرۃ ثم یسعی وان کان بحج فیطوف اولا طواف القدوم ثم یسعی بعدہ واذا اعادہ سقط الدم الخ (غنیۃ الناسک قدیم ص۱۳۰ جدید ص۲۴۸)

[۳] حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک نیت شرط ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے نزدیک شرط یا واجب نہیں۔ ولا یشترط لصحۃ السعی النیۃ عند الثلاثۃ خلافاً للحنابلۃ وکذا لا یشترط الموالاۃ بین الاشواط واجزاء الاشواط بل ھی سنۃ فلو فرق السعی تفریقاً کثیراً کان سعی کل یوم شوطاً او اقل لم یبطل سعیہ ویستحب ان یستانف ان فصل من غیر عذر (غنیۃ جدید ص۲۳۳ قدیم ص۱۳۲)

لہٰذا اگر ساتھیوں کے ساتھ صفا پر پہنچ جائے اور سعی کی نیت نہ کرے، اور جو لوگ سعی کر رہے ہیں ان کے ساتھ سات پھیرے مروہ تک مکمل کرلے تو سعی درست ہوجائے گی۔ اور کوئی فدیہ بھی لازم نہ ہوگا۔

عذر کی وجہ سے سعی کا ترک

اگر کوئی شخص اپاہج ہے، اسی طرح اور کوئی غیر اختیاری قدرتی عذر کا شکار ہے، اور اس کے پاس سواری کا نظم نہیں ہے، اور نہ ہی ایسا شخص میسّر ہے جو اٹھا کر سعی کرائے، اور ایسی مجبوری میں سعی ترک کردی ہے تو اس پر کوئی جرمانہ اور کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔[1]

حج کی سعی سے قبل احرام شرط، مگر بقاءِ احرام شرط نہیں

ہر سعی سے قبل کسی بھی طرح سے احرام کی حالت کا گذرنا شرط ہے۔ مگر احرام کی حالت کا سعی تک باقی رہنا شرط نہیں۔

مثال کے طور پر اگر حج کی سعی وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے کرنا ہے تو حالتِ احرام میں کرنا شرط اور لازم ہے۔ اور اگر حج کی سعی وقوفِ عرفہ کے بعد کرنا ہے تو احرام کی حالت میں کرنا شرط نہیں، بلکہ دونوں طرح اختیار ہے۔ لہٰذا اگر مفرد بالحج ہے تو رمی کے بعد حلق کرکے احرام کھول کر طواف وسعی کرسکتا ہے۔ اور اگر قارن یا متمتع ہے تو رمی اور قربانی کے بعد حلق کرکے احرام کھولکر طواف وسعی کرسکتا ہے۔ نیز ان سب کو اس کا اختیار بھی ہے کہ احرام کی حالت میں طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد حلق کرکے احرام کھولدیں۔[2]

عمرہ کی مکمل سعی حالتِ احرام میں کرنا

عمرہ کا طواف حالتِ احرام میں ہونا شرط ہے۔ بغیر احرام کے عمرہ کا طواف صحیح ہی نہیں ہوتا

---

[1] ولو ترک السعی کلہ او اکثرہ فعلیہ دم وحجتہ تام عندنا ولو ترکہ بعذر کالزمن اذا لم یجد من یحملہ لا شیٔ علیہ الخ (غنیہ جدید ص۲۷۲ قدیم ص۱۳۱)

[2] الرابع تقدیم الاحرام علیہ واما بقاء الاحرام حالۃ السعی فان کان سعیہ للحج قبل الوقوف فیشترط او بعد الوقوف فلا یشترط الخ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۳۳ قدیم ص۷۸)

ہاں البتہ عمرہ کی سعی کے لئے حالتِ احرام شرط نہیں بلکہ واجب ہے۔ اور شرط اور واجب کا فرق یوں ہوتا ہے کہ ترکِ شرط کی وجہ سے عمل اپنے وجود میں نہیں آسکتا، جیسا کہ نماز میں تکبیر تحریمہ شرط ہے، سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں۔ لہٰذا بغیر تکبیر تحریمہ کے نماز اپنے وجود میں نہیں آسکتی۔ اور حج وعمرہ میں احرام شرط ہے، اور کفارہ اور دم وغیرہ کے ذریعہ سے تلافی ممکن نہیں۔ بغیر احرام کے وجود میں نہیں آسکتے۔ اور چار رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے مگر شرط نہیں۔ اس لئے سجدۂ سہو کے ذریعہ سے تلافی ہوجاتی ہے۔ اسی طرح حج وعمرہ میں ترکِ واجب کی تلافی کفارہ اور دم وغیرہ سے ہوجاتی ہے۔ مگر شرط کی تلافی نہیں ہوگی۔ اور یہاں پر عمرہ کے طواف کے لئے احرام کو شرط قرار دیا گیا۔ اور عمرہ کی سعی کے لئے نہیں قرار دیا بلکہ واجب قرار دیا گیا ہے۔ نیز عمرہ کی سعی میں آخیر تک احرام کا بقاء واجب ہے۔ (معلم الحجاج صفحہ) لہٰذا اگر عمرہ کا مکمل طواف یا اکثر طواف حالتِ احرام میں ادا کرنے کے بعد مکمل سعی یا سعی کے اکثر اشواط کو بغیر احرام کے ادا کرلیا ہے۔ یعنی اکثر اشواط کے بعد حلق کرلیا ہے اس کے بعد بقیہ اشواط ادا کیے ہیں تو ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر اکثر اشواط کو حالتِ احرام میں ادا کرنے کے بعد حلق کرکے احرام کھولدیا ہے، اس کے بعد اقل اشواط کو ادا کیا ہے تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوگا۔ اسلئے کہ سعی مکمل حالتِ احرام میں ادا کرنا واجب ہے۔ اور سعی کے اقل اشواط کو ترک کرنے سے ہر چکر کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی بغیر احرام کے کرنے کی وجہ سے صدقہ ہی واجب ہوگا۔ دم لازم نہ ہوگا۔[1]

سعی کی شرطیں ایک نظر میں

حضرت علامہ حسن شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے غنیۃ الناسک میں سعی کی چھ شرطیں نقل فرمائی ہیں جن کو حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑوی مفتی مظاہر علوم

---

[1] وان کان سعیہ للعمرۃ فلا یشترط بقاؤہ بل یجب حتی لوطاف کلہ او اکثرہ ثم حلق ثم سعی صح سعیہ وعلیہ دم لتحللہ قبل اوانہ۔ از غنیہ جدید ۱۳۲ قدیم ۸۰ الرابع الکمال ما زاد علیہ علی اکثر اشواطہ فان ترکہ صح سعیہ وعلیہ لکل شوط صدقۃ۔ از (غنیہ جدید ۱۳۲ قدیم ۸۰)

سہارنپوری نے معلم الحجاج میں نقل فرمایا ہے۔ ان شرائط کو اختصار کے ساتھ یہاں بھی نقل کر دینے میں فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

اسی طرح حضرت ملا علی قاری کی مناسک اور صاحب غنیہ نے سعی کے واجبات اور سنن و مستحبات اور مباحات اور مکروہات کے الگ الگ عنوانات قائم فرمائے ہیں۔ ان تمام عنوانات کو معلم الحجاج میں اسی ترتیب کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ اور بعد میں حج کے موضوع پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ان سب کے لئے یہی دونوں کتابیں رأس المال اور اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

نیز حضرت گنگوہیؒ اور مولانا شیر محمد صاحب سندھیؒ کی زبدۃ المناسک وعمدۃ المناسک بھی بعد والوں کے لئے عظیم الشان ذخیرہ اور سرمایہ ہے بعد میں حج کے موضوع پر ہر مؤلف اور مصنف کی محنت کے ثواب کا ایک حصہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو ضرور ملیگا۔

یہ خاکسار بھی مذکورہ عنوانات کو انہیں کتابوں سے استفادہ کرکے نقل کر رہا ہے، امید کہ ناظرین کو فائدہ پہونچیگا۔

سعی کی جملہ شرطیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) از خود سعی کرنا، چاہے سواری پر ہو یا کوئی شخص اپنے کندھے پر اٹھا کر کرائے۔ لہٰذا سعی میں نیابت جائز نہیں۔[1] (معلم الحجاج ۱۴۹)

(۲) صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔ لہٰذا مروہ سے شروع کرنا جائز نہ ہوگا۔ اگر مروہ سے کریگا تو پہلا چکر لغو اور ضائع ہو جائیگا۔[2]

(۳) سعی کے اکثر اشواط کو پورا کرنا، ورنہ سعی معتبر نہ ہوگی۔[3]

(۴) سعی سے قبل حج یا عمرہ کا احرام ہونا شرط ہے۔ ورنہ سعی درست نہ ہوگی۔[4] (مناسک ملا علی قاری ۱۲۲)

---

[1] و اما شرائطه فستة، الاول فعله بنفسه ولو محمولاً او راكباً فلا تجوز فيه النيابة الا غنية جديد ۱۸۰ قديم ۹۸۔ [2] الثاني البداءة بالصفا والختم بالمروة الا غنية جديد ۱۸۱)

[3] الثالث اتيان اكثره فلو سعى اقله فكانه لم يسع الا غنية ۹۸)

[4] الرابع تقديم الاحرام عليه الا غنية ۹۸)

۵ سعی سے قبل معتدبہ طواف کا ہونا یعنی طواف کے اکثر اشواط کا ہونا۔ لہٰذا طواف کے چار چکر سے قبل سعی صحیح نہ ہوگی۔[1]

۶ حج کی سعی کا اشہرِ حج یعنی حج کے مہینوں میں واقع ہونا، اور حج کے مہینے شوال، ذیقعدہ اور حج کا پہلا عشرہ ہے۔ اور عمرہ کی سعی کا کوئی وقت مشروط نہیں ہے۔[2]

(معلم الحجاج ص۱۷۶)

سعی کے واجبات ایک نظر میں

سعی کے واجبات بھی چھ امور ہیں۔

۱ سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا واجب ہے جو جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہو۔[3]

۲ سعی میں ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کو شرائطِ سعی میں شمار کیا ہے یعنی سعی کی ابتدا صفا سے کرکے اسی ترتیب سے مروہ پر ختم کرنا۔[4]

۳ غیر معذور لوگوں کا پیدل سعی کرنا واجب ہے۔ ہاں البتہ اگر معذور ہے تو سواری پر کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ اور غیر معذور اگر سواری پر کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ آجکل بہت سے اُمراء اور عیش پسند لوگ بلا عذر سواری پر سعی کرتے ہیں، ان پر دم دینا لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ص۱۷۶)[5]

۴ سعی میں چار پھیرے فرض ہیں، اسکے بعد تین پھیرے واجب ہیں۔

(معلم الحجاج ص۱۷۸، مناسک ملا علی قاری ص۱۷۸)[6]

۵ عمرہ کی سعی کا حالتِ احرام میں ہونا یعنی عمرہ کی سعی کا شروع سے آخر تک حالتِ احرام

---

[1] الخامس کونہ بعد طواف معتد بہ وھو ان یکون اربعۃ اشواط فاکثر الخ (غنیہ جدید ص۱۳۲، مناسک ملا علی قاری ص۱۷۷)

[2] السادس الوقت لسعی الحج وھو اشہر الحج الخ (غنیہ جدید ص۱۳۳ قدیم ص۷۱)

[3] الاول کونہ بعد طواف علی طہارۃ عن الجنابۃ والحیض الخ (غنیہ جدید ص۱۳۳ قدیم ص۷۱)

[4] الثانی الترتیب بان یبدأ بالصفا ویختم بالمروۃ الخ (غنیہ جدید ص۱۳۳ قدیم ص۷۱)

[5] الثالث المشی فیہ لمن لا عذر لہ فان سعی راکبا او محمولا بغیر عذر فعلیہ دم الخ (غنیہ جدید ص۱۳۳ قدیم ص۷۱، ھکذا فی مناسک ملا علی قاری ص۱۷۸)

[6] الرابع اکمال ما زاد علیہ علی اکثر الاشواط فان ترک من سعیہ و علیہ لکل شوط صدقۃ الخ (غنیۃ الناسک ص۱۳۳ جدید، ص۷۱ قدیم)

میں ہونا واجب ہے۔ [1]

۶۔ صفا پہاڑی سے یا اس کے اوپر چڑھ کر سعی کرنا، اسی طرح مروہ تک پہونچ جانا، یا اس کے اوپر چڑھ کر لوٹنا، اسی طرح سات چکر پورے کرنا واجب ہے۔ [2]

یعنی صفا و مروہ کے درمیان پوری مسافت کاٹے کرنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ۱۷۵)

سعی کی سنتیں

سعی کی نو سنتیں یہاں درج کی جارہی ہیں۔

۱۔ استلام الحجر الاسود: اگر ممکن ہو تو حجر اسود کا استلام کرکے سعی کے لئے مسجد حرام سے نکل کر صفا پر جانا۔

۲۔ الموالاۃ بینہ وبین الطواف: طواف کے فوراً بعد متصلاً سعی کرنا۔

۳۔ الصعود علی الصفا والمروۃ: صفا اور مروہ پر چڑھ جانا۔

۴۔ استقبال البیت: صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ رو ہو جانا۔

۵۔ الموالاۃ بین اشواطہ واجزاء الاشواط: سعی کے پھیروں کو پے در پے کرنا۔

۶۔ الطہارۃ فیہ عن الجنابۃ والحیض: حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہو کر سعی کرنا۔

۷۔ ایسے طواف کے بعد سعی کرنا مسنون ہے جو باوضو طہارت کے ساتھ کیا گیا ہو۔

۸۔ الہرولۃ بین المیلین: میلین اخضرین کے درمیان تیز چلنا مسنون ہے۔

۹۔ ستر العورۃ: ستر عورت کے ساتھ سعی کرنا مسنون ہے۔

(مناسک ملا علی قاری ۱۷۵، غنیۃ الناسک ۱۳۵، معلم الحجاج ۱۷۶)

مستحب اور افضل ذکر اور دعا کی کثرت کے ساتھ سعی کرنا افضل اور مستحب ہے۔ اسلئے نہایت یکسوئی اور پوری توجہ اور شوق کی حالت میں

---

[1] الخامس کونہ فی حالۃ الاحرام فی سعی العمرۃ الخ (غنیۃ قدیم ۷۱، جدید ۱۳۱)

[2] السادس قطع جمیع المسافۃ بینہما وھو ان یلصق عقبیہ بہما او عقبی حافر دابتہ اذا کان راکبا الخ (غنیۃ جدید ۱۳۲، قدیم ۷۲)

سعی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور کسی سے بات چیت نہ کرے، اور بار بار دُعا اور ذکرِ الٰہی کا وِرد کرتا رہے۔ (مناسک ملا علی قاری ۱۷۵)

دورانِ سعی کلام کرنا

سعی کے دوران ایسی گفتگو کرنا جو خشوع اور یکسوئی یا ذکر و دُعا سے ہٹادے مکروہ اور خلافِ سُنت ہے۔ البتہ مسائل اور دینی گفتگو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ مسائل اور دین کی بات تو ذکر اللہ میں شامل ہے۔ (غنیۃ المناسک قدیم ۲۷ء، عالمگیری ۱/۲۲۷)

دورانِ سعی کسی سے مُلاقات

دورانِ سعی کسی سے ملاقات و مُصافحہ کیوجہ سے اگر عملِ سعی میں کوئی فرق نہ آئے تو ملاقات اور بقدرِ ضرورت بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (غنیہ ۱۳۱) لیکن اگر اسکی وجہ سے عملِ سعی میں خلل آجائے تو خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔ مگر اس کی وجہ سے کفارہ یا فدیہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا۔[۱]

حَالتِ حیض میں سعی

اگر سعی سے قبل طواف سے فارغ ہوجانے کے بعد عورت کو حیض کا عذر پیش آجائے تو حالتِ حیض ہی میں صفا و مَروہ کے درمیان سعی کرنا جائز اور درست ہے۔ کیونکہ حالتِ حیض میں طواف اس لئے جائز نہیں ہے کہ مطاف مسجد ہے۔ اور سعی اس لئے جائز ہے کہ صفا و مَروہ کے درمیان سعی کی جگہ مسجد نہیں ہے۔ (غنیہ ۱۳۲) [۲] اس کی وضاحت "سعی کے لئے طہارت لازم نہیں" کے عنوان کے تحت گذر گئی۔

دورانِ سعی نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے تو کیا کرے

اگر سعی کے درمیان نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے

---

[۱] البیع والشراء والحدیث اذا کان یشغلہ عن الحضور او عن الذکر والدعاء او عن الموالاۃ وترک الصعود والهرولة وتاخیرہ عن الطواف من غیر عذر وتاخیرہ عن ایام النحر وترک ستر العورۃ فلا تجب به الفدیة ولا شیء وان کان حرامًا فی کل حال الخ غنیہ قدیم ۷۲ء جدید ۱۳۱)

[۲] ولا یجب فیہ الطهارۃ عن الجنابة والحیض ولو کان سعی عمرۃ او حج لانہ عبادۃ تؤدی لا فی مسجد الحرام والاصل ان کل عبادۃ تؤدی لا فی مسجد الحرام فی احکام المناسک فالطهارۃ لیست بواجبة لها کالسعی والوقوف بعرفة والمزدلفة الخ غنیہ ۷۲ء)

یا نمازِ جنازہ شروع ہوجائے تو سعی جہاں ہے وہیں موقوف کرکے نماز کی جماعت یا نمازِ جنازہ میں شریک ہوجائے۔ اور سعی کے بقیہ چکر نماز یا جنازہ سے فارغ ہوکر مکمل کرلئے جائیں تو سعی بلاکراہت صحیح ہوجائے گی۔ پوری سعی کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ سعی کے چکروں کو پے درپے ادا کرنا واجب نہیں ۔ (مستفاد غنیۃ، عالمگیری ۱/۲۴۷) [1]

منیٰ اور عرفات کو روانہ ہونے سے قبل سعی سے فراغت

اگر حاجی ازدحام اور بھیڑ سے بچنے کے لئے ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہونے سے قبل سعی بین الصفا والمروہ سے فارغ ہوجانا چاہے تو سعی سے فارغ ہوجانا بلاکراہت جائز ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ سعی سے قبل احرام باندھکر ایک نفلی طواف کرلے۔ کیونکہ ہر سعی سے قبل ایک طواف کا ہونا بھی شرط ہے۔ اور اس طواف میں مردوں کے لئے احرام کی چادر کا اضطباع کرنا اور دورانِ طواف رمل کرنا بھی مسنون ہے۔

(مستفاد اوجز المسالک ۳/۳۶۷)

اور پھر بعد میں طوافِ زیارت میں رمل مسنون نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے بعد سعی نہیں ہے۔ اور رمل ہر اس طواف میں مسنون ہوتا ہے جس کے بعد سعی ہوتی ہے۔ [2]

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۴۴۳، معلم الحجاج ص۱۴۰)

مکّی اور متمتع کیلئے طوافِ زیارت کے بعد سعی کی افضلیت

وقوفِ عرفہ سے قبل سعی کرنا ان حاجیوں کے لئے افضل اور مسنون ہے جن کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔ یعنی قارن اور آفاقی مفرد بالحج کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔

---

[1] ولو اقیمت الصلٰوۃ والرجل یطوف او یسعی یترک الطواف والسعی ویصلی ثم یبنی بعد الفراغ من الصلٰوۃ واذا اقیمت الجنازۃ خرج من سعیہ الیہا فاذا فرغ وعاد یبنی علی ما کان الخ (عالمگیری ۱/۲۴۷، فتح القدیر مطبوعہ مسجد زکریا دیوبند ۲/۵۰۶)

[2] ان اراد تقدیم السعی لزمہ ان یتنفل بطواف بعد احرامہ للحج یضطبع فیہ ویرمل ثم یسعی بعدہ ولو طاف للقدوم مع انہ لیس بسنۃ فی حقہ وسعی بعدہ وکان قد احرم قبلہما للحج وقع سعیہ معتبرا فلا یاتی بعد طواف الزیارۃ ولا یرمل فی طواف الزیارۃ سواء رمل فی طواف القدوم اولا۔ ھذا عندنا وقال المالکیۃ والشافعیۃ لا یجوز لہ السعی ولا بعد طواف الزیارۃ الا غنیۃ ص۱۴۰ ھکذا فی اوجز المسالک، ھندیہ ۲/۲۴۶، بدایہ ۱/۲۳۴)

لہٰذا ان کے لئے طوافِ قدوم کے بعد عرفات سے قبل حج کی سعی کر لینا بھی افضل ہوگا۔[1] اور جن حاجیوں کے لئے قدوم مسنون نہیں ہے ان کے لئے عرفات سے قبل حج کی سعی کر لینا جائز تو ہے، مگر افضل نہیں ہے، اور ان کے لئے افضل یہی ہے کہ عرفات کے بعد طوافِ زیارت سے فارغ ہو کر سعی کریں۔ اور مکی اور متمتع کے لئے طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے لئے سعی کی تقدیم بھی افضل نہ ہوگی۔ بلکہ طوافِ زیارت کے بعد ہی سعی کرنا افضل ہوگا۔ ہاں البتہ طوافِ زیارت کے بعد کے ازدحام اور بھیڑ سے بچنے کے لئے سعی کو مقدم کریں گے تو کوئی حرج اور مضائقہ بھی نہ ہوگا۔ (مستفاد زبدۃ المناسک ص۱۳۹)

سعی کی دعائیں

سعی کے موقع پر پڑھی جانے والی بہت سی دعائیں ہیں جن کی تفصیل کتاب کے آخر میں دعاؤں کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

سعی بین الصفا والمروہ کے بعد دو رکعت شکرانہ نفل

صفا و مروہ کے درمیان سعی سے فراغت کے بعد مطاف میں آکر دو رکعت شکرانہ نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ مگر یہ صلوٰۃِ طواف کی طرح واجب نہیں ہے، بلکہ صرف مستحب ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۴۵۸، شامی کراچی ۲/۵۰۱)[2]

---

[1] لان كل طواف بعده سعي فالرمل فيه سنة ثم يصلي ركعتين ثم يسعى ان اراده بعد طواف القدوم كما هو الافضل للقارن او بين الخ غنية جديد ص۲۰۵ قديم ص۱۰۱)

[2] حضرت مطلب بن وداعۃ فرماتے ہیں قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين فرغ من سعيه جاء حتى اذا حاذى الركن فصلى ركعتين في حاشية المطاف۔ الحديث
(شامی کراچی ۲/۵۰۱، مناسک ملا علی قاری ص۱۸۱، ابن ماجہ شریف ص۲۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۰) مسائلِ عرفات

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورۂ بقرہ ۱۹۸، ۱۹۹)

پھر جب تم طواف کیلئے عرفات سے لوٹو راستہ میں مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس وقوف کر کے اللہ کو یاد کرو، اور اللہ کا ذکر اس طرح کرو جس طرح تم کو سکھلایا گیا، اور بیشک تم اس سے پہلے ناواقف تھے پھر تم طواف کیلئے وہاں سے چلتے چلو جہاں سے سب لوگ چلتے تھے، اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بیشک اللہ پاک بخشنے والا مہربان ہے۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ

نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کیلئے روانہ ہونیکا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آفتاب طلوع ہو جانیکا انتظار کرے۔ اور جب سورج کی روشنی جبلِ ثبیر کے اوپر سے نظر آجائے تو عرفات کیلئے روانہ ہوجائے، اور سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ، تکبیر، تہلیل، ذکر، دعائیں، درود شریف پڑھتے ہوئے چلے۔ اور اگر طلوعِ شمس سے قبل فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے منیٰ سے عرفات کیلئے روانہ ہوجائے یا طلوعِ صبح صادق سے قبل روانہ ہوجائے تب بھی جائز ہے۔ مگر خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔

نیز جبلِ ثبیر منیٰ میں ایک لمبا چوڑا اونچا پہاڑ ہے جب آپ منیٰ سے عرفات کی طرف اپنا منہ کریں گے تو آپکے سامنے بائیں ہاتھ کو یہ پہاڑ پڑے گا۔

اور اسی کے اُوپر سے سُورج کی چمک دِکھائی دیتی ہے [1]۔

منیٰ سے عرفات پہنچنے کی مشقتیں

یہاں یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ منیٰ سے معلم کی گاڑی میں عرفات پہونچنے میں بعض دفعہ بہت زیادہ دِقت پیش آتی ہے۔ ایک تو حاجیوں کی تعداد کے حساب سے گاڑیوں کی تعداد کم ہوتی ہے اسلئے گاڑی پر چڑھتے وقت حَیات و موت کا منظر پیش آجاتا ہے پھر اگر کسی طرح چڑھ جائیں تو معلم کے لوگوں کو خود عرفات میں اپنے خیمہ کا پتہ نہیں ہوتا اگر پتہ ہوتا بھی ہے تو کبھی کبھی وہاں پہونچنے میں صبح سے شام ہوجاتی ہے بعض دفعہ وقوف کیلئے ایک آدھ گھنٹہ بھی نہیں ملتا کہ سُورج غروب ہوجاتا ہے اور اگر کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ معلم کی گاڑی آسانی سے عرفات کے خیمے تک پہونچادے تو یہ بڑی خوش قسمتی اور خوشی کی بات ہے۔ ان تمام دشواریوں سے بچنے کیلئے بہترین صورت یہ ہے کہ ہر وقت پرائیویٹ گاڑیاں ملتی رہتی ہیں دسّ ریال بیسّ ریال میں آسانی سے عرفات پہونچادیتے ہیں اور پرائیویٹ گاڑی والوں کو عرفات کا ہر راستہ معلوم رہتا ہے اسلئے اُنہیں کی گاڑیوں سے جانے میں فائدہ ہے اور عرفات میں جبلِ رحمت کے قریب یا مسجدِ نمرہ کے قریب جہاں کہیں جگہ ملے قیام کریں پھر شام کو مزدلفہ کیلئے پیدل ہی آنے میں آسانی رہتی ہے اسلئے ان سب باتوں کا خیال رکھا جائے تو دشواریوں سے حفاظت ہوگی۔ ہاں البتہ معذور لوگوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ معلم کی گاڑی سے سب کام کریں۔

---

[1] فإذا صلى الفجر بمنى مكث قليلاً حتى تطلع الشمس على ثبير ثم توجه الى عرفات مع السكينة والوقار ملبياً مهللاً مكبراً داعياً ذاكراً مصلياً على النبي صلى الله عليه وسلم ويلبي ساعة فساعة وان توجه قبل طلوع الفجر او قبل طلوع الشمس او قبيل اداء الفجر اجزأه واساء الخ غنية جديد / ۱۴۷، قديم / ۷۸

عرفات میں داخل ہونے کی دُعاء

جب میدانِ عرفات پر نظر پڑجائے اور بالکل قریب ہوجائے تو یہ دُعاء پڑھنا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ وَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَوَجِّهْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(تبیین ۲/۲۳) [۱]

اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں، اور تیری ہی ذات کا ارادہ کرتا ہوں، اے اللہ میری مغفرت فرما اور تو میری توبہ قبول فرما اور مجھے میری مُراد عطا فرما اور خیر کو اسی طرف مبذول فرما جدھر میں متوجہ ہوتا ہوں۔ اللہ کی ذات پاک ہے، ہر تعریف کا مستحق اللہ ہی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اللہ بہت بڑا ہے

اس دعاء کو پڑھنے کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات میں داخل ہوجائے۔

زوال سے قبل عرفات کا عمل

میدانِ عرفات پہنچ جانیکے بعد زوالِ شمس سے قبل وقوف صحیح نہیں ہوتا، زوال کے بعد ہی وقوف صحیح ہوتا ہے۔ اس درمیان میں دعاؤں میں مشغول ہوجانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہنا اور ذکر و تلبیہ پڑھتے رہنا مسنون ہے۔ (غنیہ ص۷۹) [۲]

---

[۱] تبيين الحقائق ۲/۲۳، غنية جديد/۱۴۷ قديم/۷۸)

[۲] فاذا نزل بعرفات يمكث فيها ويشتغل بالدعاء والصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم والذكر والتلبية الى ان تزول الشمس الخ غنيه جديد/۱۴۸)

اگر آسانی سے ہوسکے تو جبلِ رحمت کے قریب جاکر وقوف کریں لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ اس دن جبلِ رحمت پر چڑھنے کا ارادہ بھی نہ ہو کیونکہ عرفات کے دن اس میں بہت زیادہ خطرناک انداز سے بھیڑ ہوجاتی ہے۔ بہت لوگ گرجاتے ہیں اور بہتوں کو چوٹیں آتی ہیں۔ اور اگر جبلِ رحمت کے قریب جگہ نہ ملے تو پورے عرفات میں جہاں مناسب معلوم ہو وہاں وقوف کریں۔ [1]

عرفات میں ظہر اور عصر

جب زوال ہوجائے تو فوراً ظہر کی اذان ہوجاتی ہے اور اذان کے بعد امام خطبہ جمعہ کی طرح نماز سے قبل دو خطبے دیگا اور عیدین کے خطبہ کی طرح پہلے خطبہ کے شروع میں نو ۹ مرتبہ تکبیر پڑھے گا اور دوسرے خطبہ کی ابتداء میں سات مرتبہ اور بالکل اخیر میں چودہ ۱۴ مرتبہ تکبیر پڑھیگا۔ اور تکبیر تشریق پڑھیگا۔ (فتاوی محمودیہ ص۵۴۱/۱۶۹، درمختار ص۱۷۵/۲) [2]

اور خطبہ سے فارغ ہوکر ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں الگ الگ دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیا جائیگا۔ نماز سے فراغت کے بعد وقوف کیا جائے گا۔

(غنیہ ص۸۰، ایضاح الطحاوی ص۵۱۵/۳۹۹)

عرفات میں نماز کا قصر اور موجودہ زمانہ کا امام

میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز کا قصر کیا جاتا ہے کہ دونوں نمازیں صرف دو۔ دو رکعت کرکے پڑھی جاتی ہیں۔ لہٰذا اگر مسلکِ مالکی یا مسلکِ حنبلی کا امام عرفات، مزدلفہ

---

[1] واذا دخل عرفات نزل بجامع الناس حيث احب ويقرب جبل الرحمة افضل الخ
(غنية جديد/۱۴۷، قديم/۷۹)

[2] ويبدأ فيهما بالتكبير ثم بالتلبية في الاولى منهما بتسع تكبيرات سردا وفي الثانية بسبع كما في خطبة العيدين الخ غنيه جديد/۱۴۹، قديم/۸۰)
ويكبر قبل نزوله من المنبر اربع عشرة الخ
(درمختار كراچی ۱۷۵/۲، مطبوعه زكريا ۵۸/۳)

منیٰ میں چار رکعت والی نمازوں کو مسافر کی طرح دُو دُو رکعت کرکے ادا کرتا ہے۔ اور وہ امام مُسافر بھی نہیں ہے تو اسکے پیچھے حنفی یا شافعی مسلک کے لوگوں کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اور ایسی صورت میں ان کو اپنی نماز اپنے مسلک کے مطابق الگ پڑھنا لازم ہے۔
اور ماضی بعید میں ایک مدت تک امیرِ مکہ نماز پڑھایا کرتا تھا اور وہ مسافر نہیں ہوتا تھا پھر بھی قصر کرتا تھا۔ اسلئے حنفی اور شافعی مسلک کے لوگوں کی نماز اسکے پیچھے نہیں ہوتی تھی۔

لیکن اس زمانہ میں تحقیق سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں نماز پڑھانے والا امام صوبۂ نجد سے آتا ہے۔ اور مسافر ہی رہتا ہے۔ اسلئے موجودہ زمانہ میں امیرالحج کے پیچھے شافعی، حنفی مسلک کے لوگ بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔
لہٰذا حنفی اور شافعی مسلک کے مُسافر حجاج امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیر دیا کریں۔ اور مقیم حجاج امام کے سلام کے بعد دُو رکعت مزید پڑھ کر اپنی نماز کی تکمیل کرلیا کریں۔ اور ان دونوں رکعتوں میں کسی قسم کی بھی قرارت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [1]

(مستفاد ایضاح الطحاوی ص ۱۵ / ۲۲)

مقیم حجاج کا مُسافر امام کے پیچھے اقتدار کرنا

مقیم حجاج کرام کا مُسافر امام کے پیچھے اقتدار کرنا جائز ہے۔

کہ جب مسافر امام دُو رکعت پر سلام پھیر دیگا تو مقیمین فوراً کھڑے ہوکر دُو رکعت بلا سورۂ فاتحہ اور بلا سُورت کے قیام اور رکوع اور سجدہ کرکے پوری کریں۔ اس کے بعد فوراً عصر کی اقتدار کیلئے امام کے پیچھے نیت باندھ لیں۔ اور جب امام دُو رکعت پر سلام پھیر دیگا تو مقیمین بلا تاخیر فوراً کھڑے ہوکر بلا فاتحہ اور بلا سُورت کے رکوع

---

[1] ولا یجوز للمقیم ان یقصر الصلوٰۃ ولا للمسافر ان یقتدی بہ ان قصر وقال مالک یقصر المقیم و یقتدی بہ المسافر فلو قصر نسک الخ
(غنیہ قدیم /۸۰ جدید /۱۵۰)

سجدہ کے ذریعہ بقیہ دو رکعت پوری کرکے سلام پھیر دیں۔ [1]

اہلِ خیمہ کیلئے عرفات میں جمع بین الصلوٰتین

عرفات میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں جمع کرکے پڑھنا مسجدِ نمرہ کے امام کے پیچھے بالاتفاق جائز ہے۔ اختلاف اہلِ خیمہ کے بارے میں ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اہلِ خیمہ کیلئے جائز نہیں۔ اور حضراتِ صاحبین کے نزدیک اہلِ خیمہ کیلئے بھی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے۔ اور دلائل اور بھیڑ اور ہنگامہ اور تعداد کی کثرت کی وجہ سے صاحبین کے قول کے مطابق جائز ہونا چاہیئے۔ اس بارے میں دونوں طرف کے دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں کو ظہر کے وقت میں جمع کرکے پڑھنے کی کل چھ شرطیں ہیں۔

۱۔ الإحْرَام بِالْحَجِّ۔ — حج کے احرام کی حالت میں ہونا۔

۲۔ الجَمَاعَةُ فِيهِمَا۔ — دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔

۳۔ الامامُ الاعظمُ او نائبُهُ فيهِمَا۔ — دونوں نمازوں کو امام حج یا اس کے نائب کا جماعت سے پڑھانا۔

۴۔ تَقْدِيمُ الظُّهْرِ عَلَى الْعَصْرِ۔ — ظہر کی نماز کو عصر پر مقدم کرنا۔

۵۔ الزَّمَانُ۔ — عرفات کے دن وقت عصر سے قبل زوال کے بعد ظہر کے وقت میں ہونا۔

۶۔ المَكَانُ۔ — میدانِ عرفات کے دائرہ اور حدود میں ہونا۔

یہ کل چھ شرطیں ہوئیں۔

---

[1] فان كان الامام مقيمًا اتمّ الصّلوٰة واتمّ معه المسافرون وان كان مسافرًا اقصر واتمّ المقيمون بلا قراءة فاذا سلّم قال لهم اتمّوا صلاتكم يا اهل مكة فانا قوم سفر الخ (غنیہ جدید ۱۵۰/ قدیم ۸۰/)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر دونوں کو ایک ساتھ جمع کرکے پڑھنے کیلئے مذکورہ چھ شرطیں سب لازم ہیں اگر انمیں سے ایک شرط بھی نہ ہوگی تو ان کے نزدیک جمع بین الصّلوٰتین عرفات میں جائز نہیں۔

(غنیۃ المناسک نسخہ جدید/ ۱۵۱ تا ۱۵۴/ نسخہ قدیم/ ۸۱)

اور حضرت امام ابویوسفؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک عرفات میں جمع بین الصّلوٰتین کے جائز ہونے کیلئے مذکورہ تمام شرطیں لازم نہیں۔ بلکہ صرف چار شرطیں لازم ہوتی ہیں یعنی۔ مکان، زمان، احرام، تقدیم الظہر علی العصر ہی لازم ہیں۔ باقی دو شرطیں لازم نہیں یعنی امام الحج اور جماعت لازم نہیں۔

لہٰذا حضرت امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اس اختلاف کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جو حجاج کرام سرکاری امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے ان کیلئے جمع بین الصّلوٰتین جائز ہے اور جو حجاج کرام سرکاری امام کے ساتھ جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں ان کیلئے اپنے خیمے میں یا حدودِ عرفات میں کسی اور جگہ تنہا یا جماعت کے ساتھ جمع بین الصّلوٰتین جائز نہیں۔ اور اسکے برخلاف حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک اپنے اپنے خیمہ میں یا حدودِ عرفات میں کسی بھی جگہ جماعت کے ساتھ یا تنہا نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی جمع بین الصّلوٰتین کرنا جائز ہے۔ اور بعد کے فقہاء احناف نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اس اختلاف کی اصل بنیاد کیا ہے۔

شارحِ ھدایہ صاحبِ عنایہؒ نے اختلاف کی بنیاد یہ بتلائی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عصر کو مقدم کرکے ظہر کے وقت میں پڑھنے کی بنیادی علت یہ ہے کہ امامِ حج کے ساتھ جماعت کی محافظت ہے۔ اور حضراتِ صاحبینؒ

کے نزدیک امتدادِ وقوف یعنی لمبے وقت تک وقوفِ عرفہ کیلئے موقع فراہم کرنا ہے اور یہ علت تمام حجاج کیلئے عام ہے۔ لہٰذا اہلِ خیمہ کیلئے جمع بین الصلوٰتین جائز ہوجائیگا۔

اس مسئلہ پر صاحبِ غنیۃ الناسک نے کافی تفصیل لکھنے کے بعد اخیر میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کی تائید میں یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

فجملۃ الشروط ستۃ والثلثۃ الاخیرۃ منہا متفق علیہا عندنا بخلافِ ما قبلہا ولو فقد شرط منہا یصلی کل صلوۃ فی الخیمۃ علیٰحدۃ فی وقتہا بجماعۃ اوغیرھا الخ

(غنیۃ الناسک جدید/۱۵۲، نسخہ قدیم/۸۱)

لہٰذا تمام شرطیں کل چھ ہیں اور اخیر کی تین شرطوں پر ہمارے نزدیک سب کا اتفاق ہے بخلاف ما قبل کی تین شرطوں کے اور اگر ان شرائط میں سے ایک بھی مفقود ہوگی تو ہر ایک نماز کو خیموں میں اپنے اپنے وقت میں الگ الگ طور پر پڑھے چاہے جماعت کے ساتھ پڑھے یا تنہا تنہا۔

صاحبِ عنایہ نے ھدایہ کی شرح میں اختلاف کی بنیادی اصولوں کو کافی واضح الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ جواز جمع بین الصلوٰتین کی اصل علت وقوفِ عرفہ ہے اور وقوفِ عرفہ میں تمام حجاج یکساں اور برابر ہیں۔ صاحبینؒ اسی کو علت قرار دیتے ہیں اور امام صاحبؒ اصل علت امام حج کے ساتھ جماعت کو قرار دیتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے۔

من صلی الظہر فی رحلہ ای فی منزلہ وحدہ صلی العصر فی وقتہ عند ابی حنیفۃؒ وقالا المنفرد وغیرہ سیان فی الجمع

جو ظہر کی نماز اپنے خیمہ اور قیامگاہ میں تنہا پڑھے گا وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھے۔ اور صاحبین نے فرمایا کہ جمع

بَيْنَهُمَا وَمَبْنَى الْإِخْتِلَافِ عَلٰى أَنَّ تَقْدِيْمَ الْعَصْرِ عَلٰى وَقْتِهٖ لِأَجْلِ مُحَافَظَةِ الْجَمَاعَةِ أَوْ لِامْتِدَادِ الْوُقُوْفِ فَعِنْدَهٗ لِلْأَوَّلِ وَ عِنْدَهُمَا لِلثَّانِيْ لَهُمَا أَنَّ جَوَازَ الْجَمْعِ لِلْحَاجَةِ إِلٰى امْتِدَادِ الْوُقُوْفِ بِدَلِيْلِ أَنَّهٗ لَا جَمْعَ عَلٰى مَنْ لَيْسَ عَلَيْهِ الْوُقُوْفُ دُوْنَ الْحَاجِّ يَحْتَاجُ إِلَى الدُّعَاءِ فِيْ وَقْتِ الْوُقُوْفِ فَشُرِعَ الْجَمْعُ لِئَلَّا يَشْتَغِلَ عَنِ الدُّعَاءِ وَالْمُنْفَرِدُ وَغَيْرُهٗ فِيْ هٰذِهِ الْحَاجَةِ سَوَاءٌ فَيَسْتَوِيَانِ فِيْ جَوَازِ الْجَمْعِ الخ (عنایہ علی الہدایہ کوئٹہ ۲/۳۷۱ نسخہ جدید بیروتی وزکریا دیوبند ۲/۳۸۲)

بین الصلوتین میں منفرد اور غیر منفرد سب برابر ہیں۔ اور اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ عصر کو اپنے وقت پر مقدم کرنا جماعت کی محافظت کی وجہ سے ہے۔ یا امتداد الوقوف یعنی وقوفِ عرفات کیلئے طویل وقت فراہم کرنیکی وجہ سے ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پہلی علت کی وجہ سے ہے اور صاحبین کے نزدیک دوسری علت کی وجہ سے ہے اور صاحبینؒ کی دلیل یہ ہے کہ جس پر وقوف نہیں اس پر جمع بین الصلوتین بھی نہیں مگر حاجی وقوف کے وقت میں دعاء کا محتاج ہو جاتا ہے اسلئے جمع بین الصلوتین مشروع ہوگی تاکہ دعاء سے ہٹ کر دوسرے امور میں مشغول نہ ہو اور منفرد اور غیر منفرد سب اس ضرورت میں برابر ہیں لہٰذا دونوں جوازِ جمع میں بھی برابر ہونگے۔

فتاوی تاتارخانیہ میں نقل فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جمع بین الصلوتین کے جواز کی چھ شرطیں ہیں ① عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنا۔ ② وقت ③ مکان ④ احرام بالحج ⑤ ایام حج اور امیر الحج کی معیت ⑥ جماعت۔ اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک امام اور جماعت جمع بین الصلوتین کے جواز کیلئے مشروط نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

وَاِنْ لَمْ یُدْرِكِ الْجَمْعَ مَعَ الْاِمَامِ الْاَكْبَرِ فَاَرَادَ اَنْ یُصَلِّیَ وَحْدَهٗ فِیْ رَحْلِهٖ اَوْبِجَمَاعَةٍ صَلّٰی كُلَّ صَلٰوةٍ فِیْ وَقْتِهَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَؒ

اور اگر بڑے امام کیساتھ جمع بین الصلوٰتین نہ پا سکے پھر اپنے خیمہ اور قیامگاہ میں تنہا نماز پڑھنا چاہے یا جماعت کے ساتھ تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر ایک نماز کو اپنے اپنے وقت میں پڑھے۔

وقال ابو یوسف یجمع كما یفعل مَعَ الْاِمَامِ الْاَكْبَرِ وَالصَّحِیْحُ قول ابی حَنیفة فالحاصِلُ ان عند ابی حنیفة شرطُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَیْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فی وقتِ الظهر یوم عرفة اِحْرام الحجّ والْاِمَام الْاَكْبَر وَالجَمَاعة وَعِنْدَهُمَا اِحْرام الْحَجّ لاغیر وَفی الْمَنَافع وَاعْلَمْ اَنَّ مِنْ شَرْطِ الجمع الْوقت وَالْمَكَان وَالْاِحْرَام وَالامَام وَالجَمَاعَة عِنْدَ ابی حنیفة وعِنْدَهُمَا الْاِمَام وَالْجَمَاعَة لَیْسَ بِشَرْطٍ الخ

(تاتارخانیہ ۲/۴۵۳)

اور حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اسی طرح جمع بین الصلوٰتین کریگا جیسا کہ بڑے امام کے ساتھ کی جاتی ہے۔

اور امام صاحب کا قول صحیح ہے تو حاصل یہ نکلا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ظہر و عصر کو ظہر کے درمیان وقت ظہر میں جمع کے جواز کی شرط عرفات کے دن حج کا احرام ہونا اور امام اکبر کا ہونا اور جماعت کا ہونا ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک صرف حج کا احرام ہونا لازم ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اور منافع میں ہے اور خبردار ہوجاؤ، جمع بین الصلوٰتین کی شرائط میں وقت کا ہونا اور میدان عرفات کا ہونا اور احرام کا ہونا اور امام کا ہونا اور جماعت کا ہونا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک امام کا ہونا اور جماعت کا ہونا مشروط نہیں۔

اب ان تفصیلات سے حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا اختلاف اچھی طرح واضح ہوگیا اور دونوں طرف کے دلائل بھی خوب واضح ہوگئے۔ کہ امام صاحبؒ کے نزدیک اہل خیمہ کیلئے جمع بین الصلوٰتین مشروع نہیں اور صاحبین کے نزدیک مشروع ہے۔

متأخرین فقہاء نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ اس لئے یہی کوشش کرنی چاہیئے کہ امام حج کے ساتھ ہی دونوں نمازیں پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔ مگر آجکل کے زمانہ میں میدانِ عرفات میں تیس چالیس لاکھ مسلمانوں کا زبردست ہجوم ہوجاتا ہے اور تمام لوگوں کا ایک ساتھ امیرِ حج کے پیچھے جماعت میں شامل ہوجانا کسی طرح ممکن نہیں۔ اسلئے مجبوری کی بناء پر حضرات صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے اہل خیمہ کیلئے بھی جمع بین الصلوٰتین کی گنجائش ہونی چاہیئے۔ اور جو لوگ امیرِ حج کے ساتھ جماعت میں شرکت نہ کرسکیں وہ اپنے خیموں اور قیامگاہوں میں جمع بین الصلوٰتین کرکے وقوف اور دعاء میں مشغول ہوسکتے ہیں۔ ذمہ دار علماء کرام سے اس مسئلہ پر غور کرنیکی گذارش ہے[1]۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں شروع میں اور بعد میں کسی قسم کی سنت یا نفل نماز مشروع نہیں بلکہ دونوں نمازوں کے بعد صرف دعاء اور ذکر اور تلاوت میں مشغول ہوجانا چاہیئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وہو الموفق والمعین

---

[1] میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے خیمہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وقوف شروع کیا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو وقوف ختم کرکے عصر باجماعت ادا کی۔ پھر وقوف شروع کیا۔ مگر جو کیفیت عصر سے پہلے حاصل تھی وہ لوٹ کر نہ آئی۔ بہت رونے کی صورت بھی بنائی مگر اس کا کچھ بھی حصہ لوٹ کر نہ آیا۔ پس میرے خیال میں صاحبین کے مسلک پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ۱۲

سعید احمد پالن پوری

عرفات میں سنن و نوافل

میدانِ عرفات میں ظہر و عصر دونوں نمازوں سے فارغ ہونیکے بعد پھر شام تک کسی قسم کی کوئی نماز مشروع نہیں ہے۔ اس لئے کہ عصر کی نماز کے بعد مغرب سے پہلے کسی قسم کی نفل نماز یا سنتیں جائز نہیں ہیں۔ اس لئے کوئی حاجی وقوفِ عرفات کے دوران نفل نماز نہ پڑھے۔ (غنیہ ص) [1]

وقوفِ عرفہ کا مسنون طریقہ

ظہر و عصر کی نماز سے فارغ ہونیکے بعد اگر ممکن ہو تو جبلِ رحمت کے قریب جاکر وقوف کریں۔ اور ایسی جگہ پر قیام کی کوشش کریں جہاں سے قبلہ کی طرف رُخ کرنے میں جبلِ رحمت سامنے ہو اور اپنی داہنی جانب ہو۔ اور اگر ایسی جگہ میسّر نہ ہو تو پورے عرفات میں کہیں بھی وقوف کر سکتے ہیں۔ اور دورانِ وقوفِ قبلہ کیطرف رُخ کر کے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاکر تکبیر، تہلیل، تسبیح، حمد و ثناء۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف، استغفار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے حضورِ قلبی کیساتھ اپنے لئے، اپنے ماں باپ کیلئے، اعزاء واقارب دوست واحباب اور تمام مؤمنین و مؤمنات کیلئے رو رو کر دُعائیں مانگیں۔ اور اسی طریقہ پر دُعائیں بار بار مانگتے رہیں۔ (غنیہ ص) [2]

(نوٹ) عرفات میں پڑھنے کی تمام دُعائیں کتاب کے آخر میں دُعاؤں کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں نیز الیضاح المناسک اور حج وعمرہ کا آسان طریقہ کے اخیر میں ہیں۔

---

[1] ویکرہ التنفل بعد اداء العصر ولو فی وقت الظہر الخ غنیہ جدید/۱۵۰ قدیم/۸۰)

[2] فاذا اکثر من التلبیۃ والتکبیر والتہلیل والدعاء والاستغفار وقراءۃ القرآن والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ غنیہ جدید/۱۶۰ قدیم/۸۶)

نو ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں حجاج کرام کا روزہ

نو ذی الحجہ کو غیر حاجی کیلئے روزہ رکھنا مستحب ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنے سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (ترمذی شریف ص۱۵۷/۱) [1]

اور نویں ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں حجاجِ کرام کا روزہ نہ رکھنا افضل اور بہتر ہے۔ اسلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی حجۃ الوداع میں اور خلفاءِ راشدین نے بھی عرفات کا روزہ نہیں رکھا ہے [2]

(مستفاد ترمذی ص۱۵۷/۱، نخب الافکار قلمی ص۲۸۱/۵۲، ایضاح الطحاوی ص۲۳۲/۳)

غروبِ شمس سے قبل حدودِ عرفات سے نکلنا

عرفات کے دن حجاج کیلئے غروبِ شمس سے قبل حدودِ عرفات سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے. لہٰذا اگر کوئی اتفاق سے حدودِ عرفات سے باہر نکل جاتا ہے تو غروب سے قبل لوٹ کر عرفات میں داخل ہوجانا واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے آفتاب غروب ہونے سے قبل عرفات سے روانہ ہوجاتا ہے یا کسی اور عذر سے حدودِ عرفات سے باہر نکل جانیکے بعد غروب سے قبل ہی لوٹ کر عرفات میں داخل نہیں ہوتا ہے تو اس پر بطور کفارہ ایک بکرا یا دنبہ کی قربانی واجب ہوجائیگی۔ (مستفاد شامی کراچی ص۵۱۲/۲) [3]

---

[1] عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صیام یوم عرفۃ انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی بعدہ والسنۃ التی قبلہ۔ الحدیث۔ (ترمذی ۱۵۷/۱)

[2] عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افطر بعرفۃ وارسلت الیہ ام الفضل بلبن فشرب۔ الحدیث (ترمذی ۱۵۷/۱)

[3] من اسعفہ لوجاوز عرفات قبل الغروب لندّ بعیرہ او لخوف الزحمۃ لزمہ دم الخ (شامی کراچی ۵۱۲/۲)

مادہ اوقف نہارًا و دفع قبل الغروب فان جاوز حدود عرفۃ بعد الغروب مع الامام او قبلہ لا شئ علیہ وان جاوز قبل الغروب فعلیہ دم اماما کان او غیرہ الخ غنیہ جدید / ۱۵۹)

لو افاض من عرفات لخوف الزحام وجاوز حدودہا قبل الغروب لزمہ دم مالم یعد قبلہ الخ شامی کراچی ۵۱۲/۲)

مسجدِ نمرہ میں وقوف کا مسئلہ

اگر ظہر وعصر کی نماز کے بعد مسجد نمرہ کے اندر وقوف کرنا ہے تو اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مسجدِ نمرہ کا نصف حصّہ حُدودِ عرفات سے باہر ہے۔ اس حصّہ پر وقوف کرنے سے وقوفِ عرفات کا فرض ادا نہ ہوگا۔ اور اس طویل عریض مسجد کے بیچ میں جگہ جگہ حُدودِ عرفات کا نشان اور حد بندی کا بورڈ لگا ہوا ہے اور اس میں عربی فارسی اُردو اور انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے کہ وہاں سے قبلہ کی طرف کا حصّہ حُدودِ عرفات سے باہر ہے۔ اگر کوئی شخص اس حصّہ میں وقوف کرکے شام کو اِدھر ہی سے نِکل کر چلا جاتا ہے اور عرفات کی طرف کے حصّہ میں نہیں پہونچا ہے تو اسکا حج ہی نہیں ہوگا۔ اس پر دوبارہ آئندہ سالوں میں حج کی قضاء کرنا واجب ہوگا۔ اور بہت سے لوگوں کو دیکھنے میں آتا ہے کہ امام سے قریب ہونے کی وجہ سے اس حصّہ میں جاکر قیام کرتے ہیں ایسے لوگوں کا حج ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے اسلئے اسکا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔[1]

وَادیٔ عُرنہ میں وقوف

مسجد نمرہ سے متصلاً جانب قبلہ میں وادیٔ عُرنہ ہے جسکو بطنِ عُرنہ بھی کہتے ہیں اور خود مسجدِ نمرہ کا تقریباً نصف حصّہ وادیٔ عرنہ میں شامل ہے جو حُدودِ عرفات سے خارج ہے۔ لہٰذا جو لوگ مسجدِ نمرہ کے اس حصّہ میں داخل ہوکر اُدھر ہی سے نکل کر مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے انکا حج ہی نہیں ہوگا اور اسی طرح جو لوگ مسجدِ نمرہ کی جانب قبلہ میں اور مسجد سے باہر جانب قبلہ میں وادی کے کنارے میں یا وادی میں وقوف کرتے ہیں

---

[1] الثانی المکان وھو عرفات الا مسجد نمرۃ۔
(وقولہ) لیس من عرفات وادی عرنۃ ولا نمرۃ ولا المسجد الذی یصلی فیہ الامام
ھل ھٰذہ المواضع خارج عرفات علی طرفھا الغربی۔
(قولہ) مقام ھٰذا المسجد فی طرف وادی عرنۃ لا فی عرفات الخ غنیۃ جدید/۱۵۷)

پھر وہیں سے مزدلفہ کیلئے روانہ ہوجاتے ہیں انکا حج بھی نہیں ہوگا انکے اُوپر آئندہ سالوں میں دوبارہ حج کرنا لازم ہوجائیگا۔ [۱]

زوال سے قبل وقوف صحیح نہیں اگر کوئی شخص زوال سے قبل عرفات کی حدود میں داخل ہوجائے پھر زوال سے قبل ہی عرفات سے واپس آجائے اورشام تک حرم شریف میں آکر طواف زیارت بھی کرلیتا ہے تواسکا حج ہی صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ اُس نے وقوف عرفہ کیا ہی نہیں۔کیوں کہ وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔اس نے زوال کے وقت سے قبل وقوف کیا جو شرعًا معتبر نہیں [۲]۔

رات میں وقوف اگر کوئی شخص زوال کے بعد دن میں وقوف نہیں کرپایا اور عرفات میں داخل ہوتے ہوتے اتنی تاخیر ہوگئی کہ سورج غروب ہوگیا اور تمام حجاج عرفات سے نکل رہے ہوں یا نکل چکے ہوں اس کے بعد یہ شخص عرفات میں داخل ہوکر وقوف کرلیتا ہے توایسی صورت میں اسکا وقوف صحیح ہوجائیگا۔اور رات میں وقوف کی وجہ سے اس پر کوئی کفارہ یا دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ [۳]
ہاں البتہ اگر دن میں زوال کے بعد وقوف کرلیا ہے پھر سورج غروب ہونے سے قبل عرفات سے نکل گیا ہے توغروب سے قبل لوٹ کر عرفات میں داخل ہوجانا . . ....

---

[۱] وعرفات کلها موقف الابطن عرنة لقوله علیه السلام عرفات کلها موقف وارتفعوا عن بطن عرنة الخ (هدایة ۱/۲۲۶) لیس من عرفات وادی عرنة ولانمرة ولا المسجد الذی یصلی فیه الامام بل هذه المواضع خارج عرفات علی طرفها الغربی (وقوله) مقدم هذا المسجد فی طرف وادی عرنة لافی عرفات وآخره فی عرفات فمن وقف فی مقدم المسجد لم یصح وقوفه ومن وقف فی آخره صح وقوفه الخ غنیة /۱۰۷)

[۲] الثالث الوقت واوله زوال الشمس یوم عرفة وآخره طلوع الفجر الثانی من یوم النحر الخ (غنیه جدید /۱۰۷)

[۳] ان وقف جزءا من النهار بعد الزوال دون اللیل کان علیه دم (ای ان دفع قبل الغروب) وان وقف جزءا من اللیل دون النهار لم یجب علیه دم (اعلاء السنن کراچی ۱۰/۱۱۹) عمدة القاری قدیم ۱۰/۵) ان استدامة الوقوف الی غروب الشمس واجبة (الی قوله) وهذا الواجب انما هو فی حق من وقف نهارًا اما ان وقف لیلا فلا شیء علیه اتفاقا۔ (البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۲۳)

واجب ہے اور اگر غروب کے بعد لوٹ کر آئیگا تو دم ویسے لازم ہو جائے گا۔ [1]

غروب کے بعد امیر الحج سے قبل عرفات سے نکلنا

غروب سے قبل عرفات سے نکلنا ہر حال میں موجب دم ہے۔ اور غروب کے بعد امیر الحج سے قبل نکلنا مکروہ ہے۔ مگر اس کی وجہ سے کوئی کفارہ واجب نہیں۔ [2] ۔شامی میں امام کے بعد نکلنے کو واجب لکھا ہے [3] (مستفاد زبدۃ المناسک ص۲۱۰)

عرفات سے نکلنے میں افراتفری کا منظر

بہت سے لوگ سورج غروب ہونے سے کافی پہلے سے حدودِ عرفات کے گیٹ پر آ کر بھیڑ لگا لیتے ہیں، اور پولیس والے سخت نگرانی کے ساتھ غروب تک راستہ میں روک لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ سامنے کی طرف سے روک لگی ہوئی ہوتی ہے اور پیچھے کی طرف سے انسانوں کے سیلاب کا دباؤ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بہت لوگ دونوں طرف کے دباؤ میں آ کر غشی کھا کر بے ہوش ہو جاتے ہیں، بہت سوں کو ہسپتال لیجایا جاتا ہے، اور بہت سوں کیساتھ موت کا حادثہ بھی پیش آجاتا ہے۔ اسلئے اس وقت تک آپ اپنی جگہ بدستور دعاؤں اور رجوع الی اللہ اور خشوع وخضوع میں مشغول رہیں کہ جب تک سورج غروب ہونے کے بعد توپ کی آواز سنائی نہ دینے لگے اُس وقت تک اپنی جگہ دعاؤں میں مشغول رہیں اور جب سورج غروب ہو جائے تو آپ اپنی جگہ سے

---

[1] وان جاوزہ قبل الغروب فعلیہ دم اما شا کان اوغیرۃ ولو کان یخاف الزحام لنحو عجز اومرض اوکانت امراۃ تخاف الزحام فان لم یعد اوعاد بعد الغروب لایسقط عنہ الدم الخ غنیۃ جدید ۱۶۰) المسالک فی المناسک ۱/۵۲۶ -

[2] فان جاوزہ حدود عرفۃ بعد الغروب مع الامام اوقبلہ فلا شئ علیہ الخ غنیہ/۱۵۹)

[3] ومتابعۃ الامام فی الافاضۃ بان لایخرج من ارض عرفۃ الا بعد شروع الامام فی الافاضۃ۔ (شامی کراچی ۲/۵۰۴)

چلنا شروع کردیں۔ اور گیٹ تک پہونچتے پہونچتے انسانوں کا ریلا ختم ہوجائے گا۔ اور اطمینان وسکون کے ساتھ نکل کر دسیوں لاکھ اللہ کے مقبول بندوں کے ساتھ پیدل خراماں خراماں چلتے ہوئے مزدلفہ کا راستہ طے فرمائیں۔ آپ کے دائیں سے بائیں سے آگے سے بیسوں لاکھ فرزندانِ توحید نعرۂ تلبیہ اور نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے مزدلفہ کو چلتے ہوئے نظر آئیں گے اور پیدل چلنے میں گاڑی اور سواری کے مقابلہ میں سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۱ مسائل مزدلفہ

مزدلفہ کے راستہ میں نمازِ مغرب یا عشاء پڑھنے سے وجوبِ اعادہ

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشاء کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا ہے۔ اسلئے عرفات یا مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ مغرب کا وقت نکل جاتا ہو۔ اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھ لیتا ہے کہ وقت نکلا جارہا ہے تو اس پر مزدلفہ آکر نمازِ مغرب کا اعادہ واجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مزدلفہ کے راستہ میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مزدلفہ پہنچکر عشاء کا اعادہ واجب ہے۔ [1] (مستفاد درمختار کراچی ۲/۵۰۹)

اگر مزدلفہ عشاء سے قبل پہنچ جائیں تو کیا کریں؟

عرفات کی شام کو مغرب وعشاء دونوں کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ تو اس دن مغرب کا وقت بھی عشاء کے وقت ہی سے شروع ہوتا ہے۔ اگر عشاء کا وقت شروع ہونے سے قبل مزدلفہ پہونچ جائے تو مغرب کی نماز اس وقت تک پڑھنا جائز نہیں ہے جب تک عشاء کا وقت شروع نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس دن مغرب اور عشاء کی نماز کیلئے تین چیزیں لازم ہوتی ہیں۔

---

[1] ولو صلی المغرب والعشاء فی الطریق او فی عرفات اعادہ للحدیث والصلوٰۃ امامک الخ (شامی کراچی ۲/۵۰۹)

۱ الزمان : یعنی نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی شب۔

۲ المکان : یعنی حدودِ مزدلفہ کے اندر ہی ادا کرنا لازم ہے۔

۳ الوقت : یعنی عشاء کا وقت ہونا اور عشاء کا وقت شروع ہونے سے قبل مغرب بھی جائز نہیں۔ لہٰذا عشاء کے وقت سے قبل مزدلفہ پہونچ جائے تو مغرب کے لئے وقتِ عشاء کا انتظار کرنا لازم ہو جائیگا۔ اور عشاء کا وقت ہونے سے قبل مغرب پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ [۱]

طلوعِ فجر کے خطرہ سے مزدلفہ کے راستہ میں مغرب و عشاء

اگر عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں اِس قدر تاخیر ہوجائے کہ طلوعِ صبح صادق سے قبل مزدلفہ پہنچنے کا امکان باقی نہیں رہا تو ایسی صورت میں طلوعِ صبح صادق سے اتنی دیر قبل مزدلفہ کے راستہ میں مغرب و عشاء پڑھ لی جائے جتنے میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ ہو سکتے ہیں۔ [۲]

(مستفاد تنویر الابصار مع الدر المختار ص۵۰۹ ج۲)

---

[۱] فتوقتنا بالزمان والمكان والوقت فالزمان ليلة النحر والمكان مزدلفة والوقت وقت العشاء حتى لو وصل الى المزدلفة قبل العشاء لم يصل المغرب حتى يدخل وقت العشاء الخ الدر المختار مع الشامي كراچی ۲/۵۰۹ مطبوعہ زکریا دیوبند ۳/۵۲۶)
حتى لو وصل الى مزدلفة قبل العشاء لا يصلى المغرب حتى يدخل وقت العشاء الخ
(غنية جديد /۱۶۳ قديم /۸۸)

[۲] لو صلى المغرب والعشاء في الطريق او في عرفات اعادة ما لم يطلع الفجر فيعود الى الجواز وهذا اذا لم يخف طلوع الفجر في الطريق فان خاف صلاهما وتمامه في الشامية لانه لو لم يصلهما صارتا قضاء الخ
(الدر المختار مع الشامي كراچی ۲/۵۱۰، غنية المناسك جديد /۱۶۴ قديم /۸۷، ...الخ
ولو ضل عن الطريق لا يصلي بل يؤخر الى ان يخاف طلوع الفجر فعند ذلك يصلي
(غنيه جديد /۱۶۴، بدائع قديم ۲/۱۵۵، جديد ۳/۱۴۱)

مزدلفہ میں مغرب و عشاء ایک ساتھ پڑھنا

نویں ذی الحجہ کو مغرب کی نماز عرفات اور مزدلفہ کے درمیان راستہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہی مغرب کی نماز پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ اور امیر الحج ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ دونوں نمازوں کو عشاء کے وقت میں ایک ساتھ ادا کریگا۔ اور مغرب و عشاء کے درمیان کوئی سنت یا نفل جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے تو اپنی قیامگاہ میں اپنی سہولت کے مطابق دونوں نمازیں ادا کرلے۔ [1] (ہندیہ ج۱ ص۲۳۰)

مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی سنت و وتر بعد میں پڑھنا

مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ لگاتار پڑھنے کے بعد ہی مغرب کی سنت اور عشاء کی سنت پڑھی جائے اور اس کے بعد وتر کی نماز پڑھی جائے۔ لہٰذا اگر مغرب کی نماز کے بعد سنت پڑھنے لگے، اس کے بعد عشاء پڑھیگا تو پھر عشاء کی نماز کے لئے الگ سے اقامت کہنا بھی مسنون ہوگا [2]

عرفات اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کا فرق

عرفات اور مزدلفہ دونوں میں دو دو نمازوں کو

---

[1] فاذا دخل وقت العشاء یؤذن المؤذن ویقیم فیصلی الامام بہم صلوٰۃ المغرب فی وقت العشاء ثم یصلی بہم صلوٰۃ العشاء باذان واقامۃ واحدۃ فی قول اصحابنا الثلثۃ ولا یتطوع بینہما الخ ہندیہ کوئٹہ ۱/۲۳۰)

[2] ویصلی سنۃ المغرب والعشاء والوتر بعدہما الخ غنیۃ جدید /۲۶۱ قدیم /۸۸ ولوتطوع بینہما او اشتغل بشیء اعاد الاقامۃ الخ ہندیۃ ۱/۲۳۰)

ایک ساتھ جمع کرکے پڑھنے کا حکم ہے۔ مگر دونوں جگہ جمع کرکے اکٹھا پڑھنے میں پانچ باتوں کا فرق ہے۔

۱ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ جمع کرکے عشاء کے وقت پڑھنا واجب ہے، اور عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ جمع کرکے پڑھنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

۲ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کرکے پڑھنے میں امیر الحج اور امام الحج کے پیچھے اقتداء لازم نہیں، لیکن عرفات میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امیر الحج کے پیچھے اقتداء لازم ہے۔

۳ مزدلفہ میں جمع کرکے پڑھنے کے لئے جماعت لازم نہیں بلکہ تنہا پڑھنے میں بھی جمع جائز ہے، اور عرفات میں جمع کیلئے جماعت کے ساتھ پڑھنا لازم ہے۔

۴ مزدلفہ میں جمع کرکے پڑھنے میں صرف ایک اذان اور ایک ہی اقامت کافی ہے، اور عرفات میں ایک اذان اور دو اقامت سب کے نزدیک مسنون ہے۔ [۱]

۵ عرفات میں خطبہ مسنون ہے اور مزدلفہ میں خطبہ مسنون نہیں۔ [۲]

مزدلفہ میں رات گذارنا

مزدلفہ میں طلوعِ صبح تک رات گذارنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ لہٰذا اگر پوری رات کہیں گذار دے اور صبح صادق کے وقت مزدلفہ پہونچ جائے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں؛ لیکن اگر ایسا بالقصد کیا ہے تو ترکِ سنت اور کراہت کا ارتکاب ہوگا۔ اور اگر مجبوری میں مزدلفہ نہیں پہونچ پایا ہے تو خلافِ سنت اور کراہت بھی نہیں۔ [۲]

---

[۱] ویفارق هذا الجمع جمع عرفة من وجوه الاول ان هذا الجمع واجب بخلاف الجمع بعرفة فانه سنة او مستحب الثاني لا يشترط فيه السلطان ولا نائبه الثالث لا يشترط فيه الجماعة الرابع انه لا تسن الخطبة الخامس انه باقامة واحدة عند اكثر اصحاب المذهب بخلاف الجمع بعرفة فانه باقامتين اتفاقا اھ
(غنیہ جدید/ ۲۶۵، قدیم/ ۸۸)

[۲] و اذا فرغ من العشاء و بيت بمزدلفة والبيتوتة بها الى الفجر سنة مؤكدة عندنا اھ
(غنیہ جدید/ ۲۶۵، قدیم/ ۸۸)

مزدلفہ پہنچنے سے قبل سُورج طلوع ہوگیا

اگر عرفات سے مزدلفہ پہونچنے سے قبل سُورج طلوع ہوجائے تو اسکے بعد سے وقوف مزدلفہ معاف ہوجائیگا کیونکہ بعض دفعہ گاڑیوں کا جام اس قدر سخت ہوجاتا ہے کہ پوری رات اسی حالت میں گذر جاتی ہے اور گاڑیاں وہیں کی وہیں کھڑی ہوئی ہوتی ہیں، حجاج کرام بے قرار اور بے چین رہتے ہیں، اسمیں حجاج کرام کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوتی اسلئے ایسے اعذار میں وقوفِ مزدلفہ ترک ہوجانیکی وجہ سے کسی قسم کا دم اور کفارہ واجب نہ ہوگا اسلئے کہ غیر اختیاری عُذر ہے جسکی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ معاف ہے۔ [۱]

مزدلفہ پہونچنے سے پہلے راستہ میں مزدلفہ سمجھکر سُورج طلوع ہونے تک قیام کرلیا

عرفات سے واپسی میں لاکھوں انسان ایک ساتھ پیدل آتے ہیں بہت سے لوگ مزدلفہ پہونچنے سے قبل ہی راستہ میں بیٹھ جاتے ہیں اور مغرب وعشاء وہیں پڑھنے لگتے ہیں، ایسی افراتفری میں بعض دفعہ بہت سے لوگ ناواقفیت سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بھی مزدلفہ ہے وہیں قیام کرلیتے ہیں، اب جب صبح کو وہاں سے روانہ ہوتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ابھی تک تو مزدلفہ ہی نہیں پہونچ پائے تو ایسی صورت میں اگر طلوع شمس سے قبل مزدلفہ کی حُدود میں داخل ہوجائیں گے تو وقوفِ مزدلفہ کا وجوب ادا

---

[۱] واما ترک الواجبات بعذر فلا شیٔ فیہ ثم من ادھم بالعذر ما یکون من اللہ تعالیٰ فلو کان من العباد فلیس بعذر۔
(وقولہ) فاذا امنعہ خوف الزحام فانہ من اللہ تعالیٰ فلا شیٔ علیہ الخ غنیہ جدید /۲۳۹، قدیم /۱۲۸ وکذا کل واجب اذا ترکہ بعذر فلا شیٔ علیہ الخ
(شامی کراچی ۲/۵۱۲)

ہوجائیگا۔ اور اگر سورج طلوع ہوجانے کے بعد حدودِ مزدلفہ میں داخل ہوتے ہیں تو
ان پر ترکِ واجب کا دم دینا واجب ہوگا۔ کیونکہ انسانوں کا اتنا بڑا مجمع اور ہجوم
میں کسی سے بھی حدودِ مزدلفہ معلوم کی جاسکتی تھی، قدم قدم پر جان کار افراد مل سکتے
ہیں، اسلئے ناواقفیت یہ عذرِ غیر اختیاری نہیں ہے۔ اور نہ من جانب اللہ عذر ہے
بلکہ محض اپنی غفلت ہے۔ [1] اور مناسکِ حج میں ناواقفیت غیر اختیاری اعذار
میں شامل نہیں ہوتی۔ اسلئے دم واجب ہے۔

مزدلفہ چھوڑ کر منیٰ یا حرم شریف جاکر رات گذاری

بہت سے لوگ معلم کی گاڑی سے رات ہی میں حرم شریف پہنچ جاتے ہیں،
اور رات ہی میں طواف کرلیتے ہیں اور وقوفِ مزدلفہ ترک کردیتے ہیں۔ اسی طرح
بہت سے لوگ وقوفِ مزدلفہ کو اہمیت نہیں دیتے اور رات ہی میں منیٰ پہنچکر رات
گذارتے ہیں تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑدینے کی وجہ سے ترکِ واجب کا
دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [2] اور اس رات میں طوافِ زیارت صحیح نہیں ہوتا۔ اس کا
اعادہ لازم ہوجاتا ہے۔ [3]

عرفات سے بجائے مزدلفہ کے دوسرے راستہ سے منیٰ یا مکہ پہنچ گیا تو کیا کریں؟

اگر کوئی مزدلفہ کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلے، اور دوسرے راستہ سے
مکۃ المکرمہ یا منیٰ یا عزیزیہ یا کسی اور جگہ پہنچ گیا تو مغرب کی نماز کا کیا ہوگا۔ تو اس
بارے میں حکمِ شرعی یہ ہے کہ مغرب کی نماز مزدلفہ پہنچنے کے بعد پڑھنا اسوقت واجب

---

[1] مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى فلو كان من العباد فليس بعذر (قوله) وكذا الوضعة العذر من الوقوف بمزدلفة مثلاً فعليه دم الخ (غنية جديد/ ۲۳۹ قديم ۱۲۸) ويستوي في وجوب الجزاء الرجل والمرأة اذا كانت الجناية تعمداً ولا فرق فيه بينهما اذا ارتكب المحظور عمداً او ناسياً عالماً او جاهلاً طائعاً او مكرهاً (غنية جديد ۲۲۱)

[2] وترك الوقوف بها فدفع ليلاً فعليه دم (غنية جديد/ ۲۶۱ قديم/ ۸۸) [3] وطواف الزيارة اول وقته بعد طلوع الفجر يوم النحر ولا يصح قبله الخ شامية زكريا ۳/ ۵۱۸، بدائع ۲/ ۱۳۲)

ہوتا ہے کہ جب عرفات سے مزدلفہ کے راستہ کو چلیں اور اگر دوسرا راستہ اختیار کرلیا ہے جس سے مزدلفہ نہیں پہونچ سکتا تو مغرب کی نماز کو اپنے وقت میں دستور کے مطابق پڑھنا جائز ہے۔ لہٰذا اگر مکۃ المکرمہ کا راستہ اختیار کرلیا ہے تو اس کے راستہ میں پڑھنا اور مغرب کے وقت کے اندر پڑھنا دونوں جائز ہے۔ عشاء کے وقت کا انتظار لازم نہیں۔ اور اسی طرح اگر عزیزیہ کی طرف سے منیٰ پہونچ گیا ہے تب بھی راستہ میں پڑھنا اور عشاء کے وقت سے پہلے پڑھنا بھی جائز ہے۔ [1]

اگر دوسرا راستہ بالقصد اختیار کیا ہے تو گنہگار بھی ہوگا۔ اور اگر غیر اختیاری طور پر راستہ بھول کر بھٹک گیا ہے تو گنہگار نہ ہوگا۔ نیز یہ مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اگر دوسرا راستہ اختیار کرکے مکۃ المکرمہ یا منیٰ یا عزیزیہ وغیرہ میں رات گذارلی اور صبح صادق تک پہونچ کر سورج طلوع ہونے سے قبل وقوف کرلیا ہے تو اس پر کسی قسم کا دم یا کفارہ وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر سورج طلوع ہونے سے قبل مزدلفہ نہیں پہونچ سکا یا مزدلفہ گیا ہی نہیں تو اس پر وقوف مزدلفہ ترک کرنیکی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوجائیگا اسلئے کہ یہ منجانب اللہ غیر اختیاری عذر میں شامل نہیں۔ [2]

---

[1] ولو خشی طلوع الفجر قبل ان یصل الی المزدلفۃ او ذہب الی منیٰ من غیر طریق المزدلفۃ او بات فی عرفات صلاھا حیث ھو فی اوقاتھما۔ (وقولہ) وان لم یفض الیھا بل توجہ من طریق آخر الی مکۃ صحت الخ۔
(غنیہ جدید ۱۷۶ قدیم ۸۸)
اما اذا ذھب الی مکۃ من غیر طریق المزدلفۃ جاز لہ ان یصلی المغرب فی الطریق بلا توقف فی ذلک الخ شامی کراچی ۲/۵۰۹)

[2] فمرادھم بالعذر ما یکون من اللہ تعالیٰ فلو کان من العباد فلیس بعذر (الی قولہ) فلو منعہ العدو من الوقوف بمزدلفۃ مثلاً فعلیہ دم۔
(غنیہ جدید ۲۳۶ قدیم ۱۲۸)
ولو فاتہ الوقوف بمزدلفۃ باحصار فعلیہ دم من ان ھذا عذر من جانب المخلوق فلا یؤثر الخ شامی کراچی ۲/۵۱۲)

اگر کوئی غیر اختیاری طور پر اخیر رات میں عرفات پہنچ پایا پھر مزدلفہ طلوع شمس کے بعد پہنچ پایا تو کیا حکم؟

اگر کوئی شخص دُور دَراز علاقہ سے مکۃ المکرمہ ہی دیر میں پہونچا۔ پھر وہاں سے عرفات پہونچتے پہونچتے نویں ذی الحجہ کا پورا دن گذر کر اخیر رات میں عرفات پہونچ پایا۔ پھر وہاں سے چلکر مزدلفہ پہونچتے پہونچتے سُورج طلوع ہوگیا تو ایسی صورت میں غیر اختیاری طور پر دُو واجب اس سے فوت ہوگئے۔

۱ دن میں زوال کے بعد سُورج غروب ہوجانے تک وقوفِ عرفہ کرنا واجب ہے، وہ اس سے فوت ہوگیا۔

۲ رات گذرنے کے بعد صبح صادق کے بعد سُورج طلوع ہونے سے قبل وقوفِ مزدلفہ کرنا واجب ہے، وہ بھی اس سے فوت ہوگیا تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟ اور اس پر شریعت کا کیا حکم لاگو ہوگا۔ تو اسکا حکم شرعی یہی ہے کہ اگر ایسے اعذار کیوجہ سے واجب فوت ہوجائے جو اختیاری ہو یا منجانبِ انسان ہو تو فوتِ واجب کا دم دینا لازم ہوتا ہے اور اگر ایسے اعذار کی وجہ سے واجب فوت ہوجائے جو غیر اختیاری ہو یا منجانب اللہ ہو تو فوتِ واجب کا دم دینا لازم نہیں ہوتا۔ اور مذکورہ دونوں واجب غیر اختیاری اعذار کی وجہ سے ہی فوت ہوگئے ہیں، اسکی طرف سے کوئی کمی اور غفلت نہیں ہوئی اسلئے اس شخص کے اُوپر سے دونوں واجب معاف ہوجائیں گے، اور کوئی دم لازم نہ ہوگا۔[۱]

---

[۱] اما من لم یمکنه هذا الوقوف بان ادرك الوقوف بعرفة فی آخر وقته فلم یمکنه الوصول الی مزدلفة قبل طلوع الشمس فینبغی ان یسقط عنه بلا شیء وكما سقط عنه وقوف عرفة نهارًا ولم أر من تعرض لذلك ولكنه قیاس ظاهر لاینکره ماهر الا ان علی واحد منهما واجب وعد دهما واحدا۔ الخ (غنیه جدید/۱۶۶ قدیم/۸۹)

بھیڑ اور مرض یا حادثہ کے عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہوجانا

اگر عرفات سے مزدلفہ آتے وقت راستہ میں ایسے اعذار پیش آجائیں جن کی وجہ سے طلوعِ شمس تک مزدلفہ نہ پہنچ سکے، اور وہ اعذار بھی اپنی طاقت سے باہر غیر اختیاری ہوں، تو ایسے غیر اختیاری اعذار کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے، اور دم وغیرہ کوئی کفارہ بھی واجب نہیں ہوتا۔ مثلاً امسال ۱۴۲۶ھ کو لاکھوں انسان پہلے جاکر مزدلفہ کے ابتدائی حصہ میں پہنچکر راستہ میں بیٹھکر پڑاؤ ڈالدیئے، اور تھوڑی دیر میں مزدلفہ کے ابتدائی حصہ میں انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کا جام لگ گیا، اور عرفات کی طرف سے بدستور سیلاب کی طرح انسانوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں ہزاروں لاکھوں حجاج کرام کوشش کے باوجود صبح تک مزدلفہ کی حدود میں داخل نہیں ہوسکے۔ بلکہ مزدلفہ کی حدود سے کافی دور پہلے خارج مزدلفہ میں رات گذارنا پڑ گیا بعض احباب رات کے ڈیڑھ بجے، بعض ڈھائی بجے، بعض چار بجے فون سے مسئلہ معلوم کرنے لگے کہ ہم کیا کریں، ابھی تک مغرب وعشاء کی نماز نہیں پڑھ سکے۔ اور مزدلفہ میں داخل ہونا کسی طرح ممکن نہیں، کہ راستہ میں انسانوں کا سمندر بیٹھا ہوا ہے اسکو عبور کرکے پار کرجانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ ایسے نازک حالات میں حکمِ شرعی کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں ہوگئیں۔

(۱) وہ لوگ جو بیچ راستہ میں بیٹھ کر لوگوں کا راستہ بند کر رکھے ہیں۔ ایسے لوگ سخت گناہ کے مرتکب ہوں گے۔[۱]

---

[۱] اذا اتی مزدلفۃ ینزل حیث شاء عن یمین الطریق او عن یسارہ ولا ینزل علی قارعۃ الطریق ولا فی وادی محسر (وقولہ) وانما لا ینزل علی الطریق لانہ یمنع الناس عن الجواز فیتأذون بہ الخ بدائع قدیم ۲/۱۵۴ جدید ۲/۱۳۸)

۲۔ وہ لوگ جو کوشش کے باوجود راستہ میں بیٹھے انسانوں کا سمندر عبور کر کے مزدلفہ کی حدود میں داخل نہ ہو سکیں ان کے لیے مغرب و عشاء طلوعِ فجر سے قبل پڑھنے کی اجازت ہے۔ اور اگر طلوعِ شمس تک مزدلفہ میں داخل نہ ہو سکے تو ان سے وقوفِ مزدلفہ معاف اور ساقط ہو جائیگا۔ اور ان پر کوئی دم و کفارہ بھی لازم نہ ہوگا۔ اسی طرح غیر اختیاری حادثہ کا شکار ہو جائے یا ایسے مرض کا شکار ہو جائے جس کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ نہ کر سکے تو ان سب سے وقوفِ مزدلفہ ساقط ہو جاتا ہے۔ [۱]

۳۔ وہ لوگ جو عرفات سے بعد میں آئے، اور دُور دُور تک لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھنے لگے کہ یہ مزدلفہ ہی ہے جس میں لوگ بیٹھ کر رات گذار رہے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ بھی اسی گمان میں یہیں پڑاؤ ڈال دیں کہ یہی مزدلفہ ہے، اور کسی سے معلوم نہیں کیا کہ یہ مزدلفہ ہے یا نہیں؟ حالانکہ مزدلفہ میں کسی بھی طرف سے داخل ہو جائے تو حدودِ مزدلفہ کا بورڈ ضرور نظر آجاتا ہے۔ اور ان لوگوں نے نہ حدودِ مزدلفہ کا بورڈ دیکھنے کی کوشش کی اور نہ ہی لاکھوں انسانوں میں سے کسی سے معلوم کیا، بلکہ صرف راستہ میں بیٹھے مجمع کو دیکھ کر مزدلفہ سمجھ لیا، اور صبح تک اطمینان سے وہیں گذار دیا۔ جب صبح کو وہاں سے روانہ ہونے لگے اور چلتے چلتے سامنے کو مزدلفہ کا بورڈ دکھائی دینے لگا تب فکر سوار ہوئی

---

[۱] ثم وقت بمزدلفة ووقته من طلوع الفجر الى طلوع الشمس ولو مارًا كما في عرفة لكن لو تركه بعذر كزحمة بمزدلفة لاشئ عليه۔
وقوله في الشامية الا اذا كان بعلة او ضعف او يكون امرأة تخاف الزحام فلا شئ عليه الخ شامي كراچی ۲/۵۱۱)

کہ ہم تو ابھی تک مزدلفہ ہی میں داخل نہیں ہوئے۔ اور محدود مزدلفہ میں داخل ہونے سے قبل سورج طلوع ہوگیا تو ایسے لوگوں کا عذر شرعاً غیر اختیاری عذر نہیں ہے۔ بلکہ ان کی طرف سے لاپرواہی اور غفلت ہے۔ اسلئے ان پر وقوفِ مزدلفہ ترک کردینے کا دم لازم ہوجائیگا۔ [1]

ہاں البتہ اگر دوسرے نمبر کے لوگوں کی طرح محدود مزدلفہ میں داخل ہونے کی کوشش آخر تک جاری رکھے ہوتے تو غیر اختیاری معذور شمار ہوجاتے اور دم ساقط ہوجاتا۔ مگر ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

اللہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرًا وسبحان اللہ بکرۃً واصیلًا

---

[1] واما ترك الواجبات بعذر فلا شئ فيه ثم المراد هو العذر مما يكون من الله تعالى فلو كان من العباد فليس بعذر (الغنية جديد / ۲۳۲)

عُذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردینا

اگر مزدلفہ میں سخت بھیڑ اور اِزدحام ہو جائے یا جمرۂ عقبہ کی رمی میں سخت ازدحام کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں کمزور عورتوں اور ضعیف مَردوں کیلئے وقوفِ مزدلفہ ترک کردینے کی گنجائش ہے۔ اور اُن پر کوئی فدیہ یا دم بھی لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ص۲/۵۱۱)۔ نیز اگر اِزدحام کی وجہ سے مزدلفہ پہونچتے پہونچتے سُورج طلوع ہو جائے تو وقوفِ مزدلفہ فوت ہونیکا فدیہ لازم نہ ہوگا۔

اور اِزدحام کے خطرہ سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اسکی اجازت دی ہے۔ (مسلم شریف ص۱/۴۱۸) [1]

مگر جنہوں نے منیٰ میں اِزدحام سے قبل رمی کرنیکی غرض سے وقوفِ مُزدلفہ ترک کردیا ہے ان کی طرف سے رمیِ جمرات میں نیابت جائز نہیں ہوگی۔ لہٰذا اگر از خود رمی نہیں کریگا تو فدیہ دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۸۰)

وقوفِ مزدلفہ کا وقت

وقوفِ مُزدلفہ کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو طلوعِ صبح صادق اور طلوعِ شمس کے درمیان کا وقت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی طلوعِ صبحِ صادق سے قبل یا طلوعِ شمس کے بعد مزدلفہ میں وقوف کریگا۔ تو اس کا وقوف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صحیح

---

[1] کانت سودۃ امرأۃ ضخمۃ ثبطۃ فاستاذنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تفیض من جمع بلیل فاذن لہا الخ مسلم شریف ۱/۴۱۸
لکن لو ترکہ بعذر کزحمۃ بمزدلفۃ لاشیء علیہ الخ وتحتہ فی الشامی اذا کان لعلۃ او ضعف او یکون امرأۃ تخاف الزحام فلا شیء علیہ الخ
(شامی کراچی ۲/۵۱۱)

نہ ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۵۱۱) [1]

اور اس پر وقوفِ مزدلفہ کے ترک کی وجہ سے جرمانہ میں ایک بکرا یا دنبہ کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ (مستفاد تاتارخانیہ ۲/۴۵۹) [2]

اور نمازِ فجر کے بعد تکبیر، تہلیل، تلبیہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کے ساتھ وقوف میں مرادیں مانگے۔ یہاں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

بلا عذر وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے پر دم

وقوفِ مزدلفہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک واجب ہے۔ اس کو بلا عذر ترک کر دینے سے ان سب کے نزدیک دَم واجب ہو جاتا ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۵۰۵)۔

مزدلفہ سے روانگی کا مسنون طریقہ

مزدلفہ میں وقوف کے بعد روانگی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے اپنی جگہ سے روانہ ہو جائے اور منیٰ پہونچنے سے قبل سورج طلوع ہو جائے یا منیٰ پہونچنے کے بعد طلوع ہو جائے، دونوں صورتوں میں سنت کے مطابق عمل ہوگا بشرطیکہ اپنی جگہ سے سورج طلوع ہونے سے قبل چلنا شروع کیا گیا ہو۔ [3]

---

[1] اول وقته طلوع الفجر الثاني من يوم النحر وآخره طلوع الشمس منه فمن وقف بها قبل طلوع الفجر أو بعد طلوع الشمس لا يعتد به وقدر الواجب منه ساعة ولو لطيفة وقدر السنة امتداد الوقوف الى الاسفار جدا الخ شامی کراچی ۲/۵۱۱، غنیہ جدید/۱۶۲)

[2] حضرت امام مالکؒ کے نزدیک رات سے طلوعِ شمس تک کسی بھی وقت مزدلفہ آتا ہو تو دم لازم نہیں۔ حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر نصف لیل سے قبل منیٰ کے لئے روانہ ہو جائے تو دم لازم ہے۔ اور نصف لیل کے بعد روانہ ہوتا ہے تو لازم نہیں ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۵۰۵، المغنی لابن قدامۃ ۳/۲۱۵)

[3] وقد یکون الوقوف من الواجبات عندنا ولیس برکن حتی لو ترکه اصلاً یلزمه الدم ولکن یجزیه الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۵۹) الوقوف بمزدلفة واجب عندنا لا سنة (وقوله) فلو ترك الوقوف بها فدفع ليلاً فعليه دم الا اذا كان لعذر الخ (غنیہ جدید/۱۶۲)

[4] فاذا اسفر جدا فالسنة ان يفيض مع الامام من المشعر الحرام قبل طلوع الشمس خارجا من المزدلفة قبل طلوعها او بعده الخ غنیہ جدید/۱۶۲ قدیم/۹۰)

مزدلفہ سے منیٰ کو جانے کے لئے بہتر راستہ

مزدلفہ سے منیٰ کو جانے کیلئے متعدد راستے ہیں، اگر ممکن ہو تو بیچ والے درمیانی راستہ کو اختیار کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ وہ وہی راستہ ہے جو سیدھا جمرات کو پہنچ رہا ہے۔ اور اس راستہ پر جگہ جگہ طریق الشاۃ لکھا ہے۔ [1]

مزدلفہ سے کنکریاں لیکر چلنا

مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے راستہ سے جمرۂ عقبہ کی رمی کیلئے سات کنکریاں لینا مستحب ہے کیونکہ منیٰ پہنچنے کے بعد وہاں بھی ہیں کنکریاں اٹھانے میں پریشانی ہو سکتی ہے۔ اسکی تفصیل مسائل منیٰ میں بعنوان "کنکریاں کہاں سے لیں" کے تحت موجود ہے۔

اور منیٰ پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ کی رمی ہے۔ اور راستہ میں بلند آواز سے تلبیہ اور تکبیر، تہلیل پڑھتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے جمرۂ عقبہ کے پاس پہنچکر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ساتھ تلبیہ ختم کر دی جائے۔ [2]

افعالِ حج میں ترتیب

افعالِ حج میں سے یوم النحر میں (۱) جمرۂ عقبہ کی رمی، (۲) قارن یا متمتع کی قربانی (۳) حلق (۴) طوافِ زیارت۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان افعال کو علی الترتیب ادا کرنا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ لہٰذا تمام امت کے نزدیک ان افعال کو اسی ترتیب سے ادا کرنا درجہ سنت سے نیچے نہیں ہے۔ نیز اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ طوافِ زیارت کو ترتیب میں باقی رکھنا مسنون ہے۔ کسی کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ طوافِ زیارت کے علاوہ باقی امورِ ثلاثہ میں ترتیب واجب ہے یا نہیں؟ اور ترتیب پلٹ جانے کی وجہ سے دم واجب ہوگا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ترتیب پلٹنے کی دو صورتیں ہیں (۱) عمداً ترتیب بدل دی جائے۔

---

[1] ثم خرج الی منیٰ سالکا الطریق الوسطیٰ التی تخرج الی العقبة ان تکن فیه زحمة الخ غنیة جدید/ ۲۶۸

[2] ویستحب ان یرفع من المزدلفة او قارعة الطریق سبع حصیات کحصی الخذف الخ (غنیه جدید/ ۱۹۸) عن الفضل بن عباس قال اردفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم من جمع الی منی فلم یزل یلبی حتی رمی جمرة العقبة ۔ الحدیث (ترمذی شریف ۱/ ۱۸۵)

(۲) ناواقفیت سے یا نسیاناً بدلی جائے۔ دونوں کی الگ الگ تفصیل یہ ہے۔

عمداً ترتیب بدل دینا

اگر بالقصد جان بوجھ کر اُمورِ ثلاثہ کی ترتیب بدل دی ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک، نیز امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت کے مطابق اس پر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ مگر حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے مشہور قول کے مطابق، نیز حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک اس پر دم واجب نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ترتیب ان سب کے نزدیک سُنت ہے۔ اور ترکِ سنت کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوتا۔ نیز حضرت ابن عباسؓ کی جس روایت سے امام ابوحنیفہؒ نے استدلال فرمایا ہے وہ روایت ضعیف ہے۔ علامہ بدرالدین عینیؒ طحاوی کی شرح نخبُ الافکار قلمی ۸۱/۵ میں ولایصح ذلك عنه فرماکر ابن عباسؓ کے اس اثر کو ضعیف قرار دیا ہے جس سے وجوبِ دم کا ثبوت ہوتا ہے۔[۳]

ناواقفیت سے ترتیب بدل دینا

اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یا بھول اور نسیان کی وجہ سے ترتیب بدل دی ہے تب بھی حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قولِ مشہور کے مطابق دم واجب ہوجاتا ہے، جیساکہ عام کتبِ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ملتا ہے۔ مگر امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے کتاب الحجہ علیٰ اہل المدینۃ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول صراحت کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ اگر بھول یا نسیان یا ناواقفیت کی وجہ سے ترتیب بدل گئی ہے، تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا۔ نیز اسکے نیچے تعلیق میں حضرت العلامہ مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ نے یہ نقل فرمایا ہے کہ ان تمام احادیث شریفہ کا مدار جن سے وجوبِ دم کا ثبوت ہوتا ہے اس بات پر ہے کہ جب جان بوجھ کر ترتیب

---

[۱] نووی ۴۲۱/۱ [۲] البحرالرائق کراچی ۲۴/۳ [۳] نخب الافکار قلمی ۸۱/۵ —

بدل دی گئی ہو، اور اگر ناواقفیت اور لاشعوری کی وجہ سے ترتیب بدل گئی ہے، تو وجوبِ دم کی روایات کے دائرہ میں نہیں آتا، ملاحظہ ہو کتاب الحجہ علیٰ اہل المدینہ کی عبارت:

اخبرنا محمد عن ابی حنیفة فی الرجل یجهله وهو حاج فیحلق رأسه قبل ان یرمی الجمرة انه لاشیٔ علیه۔[1]

حضرت امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے اس شخص کے بارے میں نقل فرمایا ہے کہ جو حاجی ناواقفیت کی بنا پر ترتیب بدل دے، مثلاً جمرۂ عقبہ کی رمی سے قبل حلق کرلیتا ہے تو اس پر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔

اس کے نیچے مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

فان الاحادیث الواردة فی الباب انما تدل علی من جهل عن شیٔ ولم یشعر به ثم فعل خلافه فلا شیٔ علیه ولا دم واما من علم الترتیب بین الواجبات ثم خالفه عمدًا وقدم الشیٔ او اخره من موضعه فهو غیر داخل فی الاحادیث المذکورة۔[2]

اس باب میں وارد ہونے والی روایات سے اس شخص کا حکم ثابت ہوجاتا ہے کہ جس نے ناواقفیت سے ترتیب بدل دی ہو یا بے خبری سے ترتیب بدل گئی ہو، پھر اس نے خلافِ ترتیب عمل کیا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ دم ہے۔ اور وہ شخص جو واجبات کے درمیان ترتیب کے مسائل جانتا ہے، پھر جان بوجھ کر اس کے خلاف تقدیم و تاخیر کرتا ہے وہ شخص مذکورہ روایات میں داخل نہیں ہے، اس پر دم لازم ہوتا ہے۔

نیز حضرات صاحبینؒ، حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اسحٰق ابن راہویہؒ، حسن بصریؒ، طاؤس بن کیسانؒ، مجاہد بن جبرؒ، سعید بن جبیرؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، ابو ثورؒ، داؤد بن علیؒ، ابن جریر طبریؒ، قتادہ بن دعامہؒ، عبد الملک بن ماجشونؒ اور جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ بھول و نسیان اور جہالت سے ترتیب کے

---

[1] کتاب الحجہ علیٰ اہل المدینہ ۲/۳۷۱ [2] تعلیق کتاب الحجہ علی المدینہ ۲/۳۷۱ ۔

بدل جانے کی وجہ سے دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ اس کو حضرات علماء امت نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

فان خلّ بترتیبہا ناسیًا اوجاهلًا بالسنۃ فلاشیٔ علیہ فی قول کثیر من اہل العلم منہم الحسن وطاؤس ومجاہد وسعید بن جبیر وعطاء والیہ ذہب الشافعی واحمد واسحاق وابوثور وداؤد ومحمد بن جریر الطبری وقال ابن عباس علیہ دم وهو قول النخعی والحسن فی روایۃ وقتادۃ والیہ ذہب ابوحنیفۃ والنخعی وابن الماجشون [1]

لہٰذا اگر بھول کر یا سنت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ترتیب بدل دی ہے تو بہت سارے علماء کے نزدیک اس پر کوئی جرمانہ نہیں ہے۔ ان میں حسن بصری طاؤسؒ، مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ، عطاءؒ ہیں۔ یہی حضرت امام شافعیؒ، احمدؒ، اسحٰقؒ، ابوثورؒ، داؤدؒ، محمد بن جریر طبریؒ کا قول ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس پر دم لازم ہے۔

یہی ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ اور قتادہؒ کا ایک قول بھی ہے۔

یہی امام ابوحنیفہؒ، ابراہیم نخعیؒ اور ابن ماجشونؒ کا مسلک ہے۔

امام صاحب کے قولِ مشہور کی دلیل

حضرت امام ابوحنیفہؒ، ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کے اثر سے استدلال فرماتے ہیں۔

عن ابن مسعودؓ قال من قدم نسکًا — حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا

[1] معارف السنن ۶/۲۱۰، اوجز المسالک ۳/۱۵۷، نخب الافکار قلمی ۵/۸۱، نووی ۱/۴۲۱۔

علیٰ نسك فعليه دمٌ قلت هٰكذا هو في غالب النسخ ويوجد في بعضها ابن عباس وهو اصح، وقال ابراهيم بن مهاجر ضعيف [1]

جو شخص افعالِ حج میں سے کسی کو دوسرے پر مقدم و مؤخر کرتا ہے اس پر دم واجب ہے۔ ایسا ہی اکثر نسخوں میں ابن مسعودؓ کا ذکر ہے۔ اور بعض نسخوں میں ابن عباسؓ کا ذکر ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور فرمایا کہ اسکا راوی ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے۔

اس کو صاحبِ بحر ان الفاظ سے نقل فرماتے ہیں۔

وهو الترتيبُ وَاجبٌ عِنْدَ ابي حنيفة ومالك واحمد لاثر ابن مَسْعُوْدٍ اَوْ ابن عبّاس مَنْ قدم نسكًا على نسكٍ لَزِمَهُ دَمٌ الخ [2]

اور یہ ترتیب امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے ابن مسعودؓ یا ابن عباسؓ کے اثر کی وجہ سے۔ جو شخص ایک عمل پر دوسرے عمل کو مقدم کرتا ہے اس پر دم لازم ہوتا ہے۔

صاحبِ بحر نے جو حضرت امام مالکؒ و امام احمدؒ کو امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ شمار فرمایا ہے یہ اس صورت میں ہے جب یہاں عمداً ترتیب بدل دینا مراد ہو۔ ورنہ انکی طرف نسبت درست نہ ہوگی۔

جمہور کی دلیل حضرات صاحبین اور جمہور کے نزدیک کسی بھی صورت میں ترتیب بدلنے کی وجہ سے دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ ان کی دلیل صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مرفوع روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں بھول ونسیان کی قید بھی نہیں ہے۔ البتہ حضرت ابن عمروؓ کی روایت میں بھول و نا واقفیت کی قید بھی موجود ہے۔ دونوں روایتیں

---

[1] نصب الرایہ ۱۲۹/۳ [2] البحر الرائق کراچی ۲۴/۳، فیض الباری ۱۱۹/۳ –

حسب ذیل ہیں۔

عن ابن عباسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِی حَجَّتِہٖ فقال ذبحتُ قبلَ ان اَرمِیَ قال فَاَوْمَأَ بیدِہٖ قال وَلاحَرَج قال حلقتُ قبل ان اَذبح فاَوْمَأَ بیدہٖ ولاحَرَج الحدیث [۱]

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ سے حجۃ الوداع کے موقع پر سوال کیا گیا کہ میں نے رمی سے قبل قربانی کرلی ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ سائل نے کہا کہ ذبح سے قبل میں نے حلق کرلیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاصؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وقفَ فِی حجّۃِ الوِدَاع بمنی للناسِ یَسْئَلُوْنَہٗ فجاءہٗ رَجُلٌ فقالَ لَمْ اَشعر فحلقتُ قبل ان اَذبح قال اذبحْ ولاحَرَج فجاء اٰخر فقالَ لَمْ اَشعر فنحرتُ قبل ان اَرمِیَ قال اِرْمِ ولاحَرَج فَمَا سُئِلَ النبیؐ عن شیءٍ قدم وَلَا اخر الّا قالَ اِفعَلْ وَلاحَرَج۔ الحدیث [۲]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں لوگوں کے لئے تشریف فرما ہوئے تاکہ لوگ سوال کریں۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے لاعلمی میں ذبح سے پہلے حلق کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ ذبح کرلو کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے آکر کہا: میں نے رمی سے قبل قربانی کرلی ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ رمی کرلو اور کوئی حرج نہیں۔

اس تقدیم وتاخیر سے متعلق جو بھی سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کرتے رہو کوئی حرج نہیں۔

اور حضرت امام محمدؒ نے موطا محمد میں صحیح روایات کی بنا پر اس پر زور دیا ہے کہ تقدیم

---

[۱] بخاری شریف ۱/۱۸، ۱/۲۳۲ [۲] بخاری شریف ۱/۱۸، ۱/۲۳۲۔

وتاخیر کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہ ہونا چاہئے۔

بہرحال ہم اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں سمجھتے ہیں۔	وامّا نحن فلا نری علیہ شیئًا لہ

اور صاحبِ بحر اس کو ان الفاظ سے نقل فرماتے ہیں۔

اور صاحبین کے نزدیک افعالِ حج میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہے ما قبل کی حدیث کی وجہ سے۔	وعندھما لا یلزمہ شیء بتقدیم نسك علی نسك للحدیث السابق۔ ؎

حاصلِ بحث اب پوری بحث پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جمہور کے دلائل زیادہ مضبوط اور زیادہ صحیح ہیں۔ اور حضرت امام اعظمؒ کے قولِ مشہور کی دلیل میں صرف حضرت ابن عباسؓ کا اثر ہے۔ اور وہ بھی متکلم فیہ ہے۔ اور قولِ غیر مشہور کی تائید میں کتاب الحجۃ علیٰ اھل المدینۃ کی عبارت ہے۔ اور تطبیق کی بہترین شکل یہ ہوسکتی ہے کہ صحیحین کی مرفوع روایات میں کفارہ لازم نہ ہونے کی بات اس صورت میں ہے کہ جب لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دی ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ کے اثر میں کفارہ اسوقت لازم سمجھا جائے جبکہ جان بوجھکر ترتیب بدل دی ہو لہٰذا ایسی صورت میں تمام روایات پر عمل کرنا سب کے نزدیک ممکن ہوسکتا ہے۔ اسلئے اگر کوئی شخص لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہ ہونا چاہئے۔ اور جو شخص جان بوجھکر ترتیب بدل دیگا اس پر کفارہ لازم ہوجائے، ایسی صورت میں بہت سی دشواریاں ختم ہوسکتی ہیں۔ لہٰذا متمتع اور قارن اگر رمی حلق اور ذبح کے درمیان عمدًا یا بلا عذر ترتیب بدل دیں گے تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر پریشان کن اعذار یا جہالت کی وجہ سے ترتیب قائم نہ رکھ سکیں تو صاحبین کے قول اور امام صاحبؒ کے قول غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہوگی اور ترتیب کے بدل جانے کی وجہ سے وجوبِ دم کا حکم نہ لگایا جائے۔

؎ موطا محمد ص۲۳۵ ؎ البحر الرائق کراچی ۳/۲۴ ومعناہ فی الزیلعی ۲/۶۲۔

منیٰ مکۃ المکرمہ میں شامل ہے یا خارج ؟

یہاں یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ حجاج کرام مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران نمازوں کا قصر کریں گے یا اتمام۔ تو اس بارے میں مفصل تاریخی وضاحت یہ ہے کہ منیٰ کی آبادی صدیوں تک مکہ مکرمہ کی آبادی سے بالکل الگ رہی ہے۔ اور دونوں کے درمیان صدیوں تک ویران میدان اور پہاڑوں کا فاصلہ رہا ہے، جنہیں کسی قسم کی آبادی اور عمارت نہیں تھی، اسلئے مکہ اور منیٰ کے درمیان مسلسل آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو مستقل طور سے الگ الگ آبادی قرار دیا گیا تھا، جیسا کہ ماضی کے تمام فقہاء نے تسلسلِ آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو الگ الگ آبادی قرار دیا تھا۔ اور اب ادھر ماضی قریب میں منیٰ اور مکہ کے درمیان تسلسلِ آبادی کیوجہ سے دونوں کے درمیان کسی قسم کا انفصال باقی نہیں ہے۔ بلکہ متصل ہوکر ایک ہی آبادی جیسی ہوگئی ہے۔ اسی لئے سنہ ۱۴۲۰ھ کے موسم حج میں مدرسہ صولتیہ کی زیر نگرانی پاکستان اور ہندوستان کے مفتیان کرام اور علماءِ عظام کی ایک جماعت نے تسلسلِ آبادی اور اتصالِ آبادی کا خود مشاہدہ فرمایا، اور سب لوگ متفقہ طور پر اسی نتیجہ پر پہونچے کہ منیٰ مکۃ المکرمہ کا ایک محلہ اور ایک جزء ہے۔ لہٰذا آٹھویں ذی الحجہ کو مکۃ المکرمہ سے حجاج کرام کے منتقل ہونے کے بعد یہ نہیں سمجھا جائیگا کہ مکۃ المکرمہ سے الگ کسی اور مقام میں حاجیوں کا قیام ہو رہا ہے۔ بلکہ قیام منیٰ سفر وحضر اور نمازوں کے اتمام اور قصر کے معاملہ میں قیام مکہ کی طرح ہے۔ علماء کرام کا وہ فتویٰ جو مدرسہ صولتیہ کی نگرانی میں تحریر میں آیا تھا بعینہٖ یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

مفتیانِ کرام وعلماءِ کرام کا فتویٰ

الاستفتاء (۱) کیا منیٰ، مکۃ المکرمہ میں داخل ہے یا خارج ؟ (۲) کیا منیٰ میں حاجی کو قصر کرنا ہے یا پوری نماز پڑھیگا ؟

الجواب: مُبَسْمِلاً وَمُحَمِّدلاً وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

(۲-۱) عام کتبِ فقہ میں یہ تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچا اور ۸ ذی الحجہ تک اس کے پندرہ روز نہیں بنتے تو اس کو قصر نماز ادا کرنی ہوگی۔ کیونکہ ۸ تاریخ کو اس کو ہر حال میں مکہ مکرمہ چھوڑنا ہے۔ لہٰذا اسکا پندرہ روز قیام کا اعتبار نہ ہوگا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے کہ جب منیٰ مکہ مکرمہ سے علیحدہ تھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی منیٰ سے بھی متجاوز ہو چکی ہے، اور منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک محلہ ہے۔ جیسا کہ مقامی حضرات سے تحقیق کرنے سے اور مشاہدہ سے معلوم ہوا۔ اور دونوں کی بلدیہ بھی ایک ہے۔ لہٰذا اب ۸ تاریخ نہیں بلکہ ۹ کا اعتبار ہوگا۔ نیز اگر حج سے قبل مسافر ہے اور حج کے بعد یعنی ۹ ذی الحجہ کے بعد اس کو پندرہ روز مکہ مکرمہ میں رہنا ہے تو ۱۰ ذی الحجہ کو ظہر کی نماز سے مقیم ہوگا، اور نمازیں پوری ادا کرنی ہوں گی۔ اور جو پہلے سے مقیم ہے وہ تو ہر حال میں منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں نماز پوری ادا کریگا۔ کیونکہ عند الاحناف قصر سفر کی وجہ سے ہے، نہ کہ حج کی وجہ سے۔

کتبہ شبیر محمد علوی دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

تصدیق مفتیان کرام واردین مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ موسم حج ۳ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ مطابق سنہ ۲۰۰۰ء نزیل مکہ معظمہ۔

(۱) محمد فاروق غفرلہٗ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ
میرٹھ

(۲) مشرف علی تھانوی
دار العلوم الاسلامیہ کامران
اقبال ٹاؤن لاہور۔

(۳) العبد احمد خانپوری
مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین
ڈھابیل گجرات ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ

(۴) مبین احمد غفرلہٗ خادم الاسلام ہاپوڑ
۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ

(۵) شبیر احمد عفا اللہ عنہ
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد۔ یوپی۔ انڈیا
۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ نزیل مکہ مکرمہ۔

(۶) احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ (۷) رئیس الدین غفرلہٗ (۸) رشید احمد غفرلہٗ خادم الافتاء
مفتی مدرسہ شاہی مراد آباد — مدرس مظاہر علوم وقف — دار العلوم عیدیہ ہتھین
نزیل مکۃ المکرمہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ — سہارنپور۔ انڈیا — ضلع فرید آباد۔ انڈیا۔ میوات

(۹) بندہ بھی مذکورہ مفتیانِ کرام کے جواب اور تصدیق سے متفق ہے۔ منظور احمد مظاہری
خادم مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ نزیل مکہ مکرمہ ۲۱ - ۱۲ - ۱۴۲۱ ھ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی کی تصدیق کے ساتھ دار العلوم کراچی کا فتویٰ

دار العلوم کراچی کے اس فتویٰ میں تین سوالات کے جوابات ہیں۔ جن میں سے آخر والے میں منیٰ کے مکہ مکرمہ میں شامل ہونے اور مکہ مکرمہ کے ایک محلہ ہونے کو ثابت کیا گیا، اور جواب حضرت مولانا مفتی نجم اللہ صاحب کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اور اسکی تصدیق و تائید میں چار مفتیانِ کرام کے دستخط ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم — ۲۔ حضرت مولانا مفتی احسن علی ربانی صاحب
۳۔ حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب — ۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبد المنان صاحب

اور مفتی صاحب موصوف نے اُردو میں جواب لکھنے کے بعد درمختار کی گیارہ سطروں کی لمبی عبارت نقل فرمائی، پھر ہندیہ کی تین سطر کی عبارت نقل فرمائی ہے۔ یہاں عربی عبارت چھوڑ کر صرف فتویٰ اور دستخط نقل کر دیتے ہیں۔ (فتویٰ ملاحظہ ہو)

صورتِ مسئولہ میں جب کوئی شخص ایامِ حج سے دس دن پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گیا، پھر حج کے پانچ دنوں میں منیٰ، مزدلفہ اور عرفات گیا تو مجموعی طور پر تمام مقامات میں پندرہ دن کا قیام ہوا۔ لہٰذا ایسا شخص تمام جگہوں میں مقیم ہوگا، اور وہ اتمام کریگا، اور صاحبِ نصاب ہونیکی صورت میں اسپر مالی واتی قربانی بھی واجب ہوگی۔ وہ منیٰ میں اسوجہ سے مقیم ہوگا کہ اب منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک حصہ اور محلہ شمار ہو رہا ہے۔ جیسا کہ مسجد حرام کے امام و خطیب شیخ محمد بن عبد اللہ السبیل نے اپنے ایک مکتوب میں وضاحت فرمائی ہے۔
(حوالہ الدر المختار ۲/۱۲۴، الہندیہ ۱/۱۴۰)

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۹-۱-۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح
احسن علی ربانی
۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح
محمد عبدالمنان ۱۰؍۱؍۱۴۲۵ھ

بندہ محمد نجم اللہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۹-۱-۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہٗ
۱۰-۱-۱۴۲۵ھ

مزدلفہ مکہ مکرمہ میں کب داخل ہوا؟

اب یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ مزدلفہ مکۃ المکرمہ میں داخل ہے یا اس سے خارج مستقل جگہ ہے؟ ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جو مسئلہ ہم لکھنے جا رہے ہیں اسکے بارے میں کچھ لوگوں کے ذہنوں میں خلجان اور شبہ ضرور ہوگا، لیکن چونکہ مسئلہ شرعی ہے اسلئے ہم لکھنے پر مجبور ہیں تاکہ آئندہ مسلمان اس کے مطابق عمل کر سکیں۔ کہ ۱۴۲۲ھ میں جب علماء کرام اور مفتیان عظام نے منیٰ اور مزدلفہ کا معائنہ اور مشاہدہ کیا تھا اس وقت مکۃ المکرمہ اور منیٰ کے درمیان تسلسلِ آبادی ہو کر دونوں کا متصل اور متحد ہونا ثابت ہوا تھا، مگر مزدلفہ بالکل الگ تھا۔ لیکن پھر جب ۴ سال کے بعد ۱۴۲۶ھ میں دوبارہ علماء کرام نے مشاہدہ فرمایا تو دیکھنے میں آیا کہ مکۃ المکرمہ کا مشہور بازار اور محلہ عزیزیہ کی آبادی بہت تیزی سے بڑھتی ہوئی حدودِ مزدلفہ تک پہنچ گئی ہے۔ اور دائرہ مزدلفہ کے اندر بھی کچھ عمارتیں بن گئی ہیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر کوئی بھی عالم اور مفتی جو مسائل شرعیہ پر واقف اور فقہی مزاج رکھتا ہو وہ یہ کہہ نہیں سکتا کہ مزدلفہ مکۃ المکرمہ سے الگ کوئی مستقل جگہ ہے بلکہ مجبور ہو کر یہ کہے گا کہ اب مزدلفہ مکۃ المکرمہ سے الگ نہیں رہا ہے بلکہ مکۃ المکرمہ میں شامل ہو گیا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھیں کہ مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی حدودِ شرعیہ سے یہاں بحث نہیں کی جارہی ہے کیوں کہ وہ سب توقیفی ہیں، انہیں ترمیم و اضافہ کا کسی کو حق نہیں۔ بلکہ صرف مسئلہ قصر و اتمام سے بحث ہے

اسی لئے مدرسہ صولتیہ کے زیر نگرانی

ہندوستان اور پاکستان کے معتبر اور مقتدر علماء کرام اور مفتیان عظام نے یہ فتویٰ تحریر کیا ہے کہ اب مزدلفہ بھی منیٰ کیطرح قصر واتمام کے مسئلہ میں مکۃ المکرمہ کا جزء بلکہ اسکی آبادی میں شامل ہوچکا ہے۔ اسی لئے حجاج کرام کا مزدلفہ میں قیام اور رات گذارنا، نمازوں میں قصر اور اتمام کے مسئلہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ مکۃ المکرمہ میں گذارا ہو۔ لہٰذا کسی مسافر کا مکۃ المکرمہ میں رات گذارنا اور پھر مزدلفہ میں رات گذارنا الگ الگ دو موضع میں رات گذارنے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ موضع واحد میں رات گذارنے کے حکم میں ہوگا۔ اسی لئے آئندہ سے حاجیوں کے مکۃ المکرمہ میں مقیم ہونے یا مسافر ہونے کا مدار اسی بات پر ہوگا کہ جس دن مکۃ المکرمہ میں پہنچا ہو اس دن سے لیکر حج کے بعد واپسی تک کے درمیان اگر پندرہ دن سے زیادہ ہوتے ہیں تو وہ حاجی مقیم ہوگا اور نمازوں میں اتمام کرنا اس حاجی پر لازم ہوگا۔ اور اگر واپسی تک پندرہ دن سے کم ایام کا قیام ہے تو وہ حاجی مسافر ہوگا۔ اور نمازوں میں قصر کرنا اس پر لازم ہوگا۔

حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاوٰی میں ایک مفصل فتوٰی لکھا ہے کہ اگر دو موضعوں کو دیکھا جائے تو دیکھنے والوں کو اگر متحد معلوم ہوں تو مسئلہ قصر واتمام میں دونوں کو ایک شمار کیا جائیگا۔ کہیں بھی رات گذارے تو ایک جگہ رات گذارنے کے حکم میں ہوگا۔ (مستفاد امداد الفتاوٰی ۱/۶۶۷)

اور حضرات فقہاء کرام نے صاف الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ اگر شہر کی آبادی بڑھتی ہوئی آس پاس کے گاؤں دیہات سے مل کر متصل ہوجائے تو شرعی طور پر ان گاؤں دیہات کو بھی حدودِ شہر کے دائرہ کے اندر شمار کیا جاتا ہے۔ اسلئے شہر مکہ مکرمہ کی آبادی جب بڑھتی ہوئی بعض کنارے سے منیٰ کو پہنچ گئی اور بعض کنارے سے مزدلفہ کو پہنچ گئی تو منیٰ اور مزدلفہ دونوں حدودِ مکۃ المکرمہ اور اس کی آبادی اور شہر کے دائرہ میں شمار ہوکر مکۃ المکرمہ کے محلّوں میں شامل ہوں گے۔ لہٰذا منیٰ و

مزدلفہ میں رات گذارنا اتمام وقصر کے مسئلہ میں مکہ میں رات گذارنے کے حکم میں ہوگا۔

حضرات فقہاء کی عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں اس کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

اذا کانت القریٰ متصلۃ بربض المصر فحینئذٍ تعتبر مجاوزۃ القریٰ والصحیح ما ذکرنا انہ یعتبر عمران المصر الا اذا ثمۃ قریۃ او قریٰ متصلۃ بربض المصر فحینئذٍ یعتبر مجاوزۃ القریٰ الخ [1]

جب شہر اطراف اور کناروں کے مکانات سے گاؤں کی آبادی متصل ہوجائے تو اس وقت مسافر کے قصر صلوٰۃ کیلئے گاؤں کی آبادی سے تجاوز ہی کا اعتبار ہوگا۔ اور صحیح قول وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا تھا، بایں طور کہ شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ مگر جب وہاں ایک گاؤں یا چند گاؤں شہر کے کنارے کے مکانات سے متصل ہوجائیں تو اس وقت ان گاؤں ہی کی آبادی سے تجاوز کرجانے کا اعتبار ہوگا۔

اس کو فتاویٰ قاضی خاں میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

وان کانت القریٰ متصلۃ بربض المصر فالمعتبر مجاوزۃ القریٰ ھو الصحیح وان کانت القریۃ متصلۃ بفناء المصر لا بربض المصر یعتبر مجاوزۃ الفناء ولا یعتبر مجاوزۃ القریۃ [2]

اور اگر شہر کے اطراف کے مکانات سے گاؤں کی آبادی ملکر متصل ہوجائے تو گاؤں سے تجاوز کرجانے کا اعتبار ہوگا۔ یہی صحیح اور راجح قول ہے۔ اور اگر شہر کی آبادی سے ملے ہوئے گاؤں نہ ہوں بلکہ فناء شہر سے متصل گاؤں ہو تو فناء شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ گاؤں سے تجاوز کا اعتبار نہ ہوگا۔

---

[1] تاتارخانیہ ۲/۵، ہندیہ ۱/۱۳۹ [2] قاضی خاں علی الہندیہ ۱/۱۶۵

اس کو صاحب مراقی الفلاح نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

يشترط مجاوزة ربضه وهو ما حول المدينة من بيوت ومساكن فانه في حكم المصر وكذا القرى المتصلة بربض المصر يشترط مجاوزتها في الصحيح الخ[1]

شہر کے کنارے کے مکانات سے تجاوز کرنا مشروط ہے۔ اور وہ شہر کے کنارے اردگرد کے مکانات اور رہائش گاہیں ہیں۔ لہٰذا وہ بھی شہر کے حکم میں ہونگے اور ایسے ہی ایسے گاؤں جو شہر کے کنارے کے مکانات سے متصل ہو گئے ہوں تو صحیح قول کے مطابق اُن گاؤں سے تجاوز کر جانا لازم ہے۔

مزدلفہ کے بارے میں علماء کرام ومفتیانِ عظام کا فتویٰ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم - أما بعد

پہلے دور میں مکہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سب الگ الگ مقامات تھے۔ اور ان مقامات کے درمیان آبادی کا کوئی اتصال نہیں تھا۔ چنانچہ عرصہ دراز سے اسی اعتبار سے قصر واتمام کے مسائل بتائے جاتے تھے۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے مکہ معظمہ کی آبادی اس تیزی سے پھیلنی شروع ہوئی کہ منیٰ تین جانب سے مکہ معظمہ کی آبادی سے متصل ہو گیا۔ چنانچہ ۱۴۲۰ھ میں معتبر علماء ومفتیان کرام نے بذاتِ خود مشاہدہ کر کے منی کے مکہ معظمہ میں شامل ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔

اب اس سال ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ مذکورہ مقامات کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم

[1] مراقی الفلاح / ۲۳۰ بالفاظ دیگر شامی زکریا ۲/ ۵۹۹ کراچی ۲/ ۱۲۱ طحطاوی ۱/ ۳۳۰ البحرالرائق زکریا ۲/ ۲۲۶ کوئٹہ ۲/ ۱۲۸۔

ہوا کہ اب مزدلفہ بھی مکہ معظمہ کی آبادی سے عزیزیہ کی جانب متصل ہو چکا ہے، لہٰذا اب قصر و اتمام کے بارے میں مزدلفہ کا حکم بھی مکہ معظمہ اور منیٰ ہی کے حکم میں ہے۔ اور جن حجاج کرام کا مکہ معظمہ میں آمد اور واپسی کا درمیانی وقفہ پندرہ دن کا ہو رہا ہو وہ سب اتمام کریں گے۔ اور اس مدت میں منیٰ اور مزدلفہ میں رات گذارنا ان کے مقیم ہونے میں مانع نہیں ہوگا۔ کیونکہ منیٰ اور مزدلفہ اب مکہ معظمہ ہی کے حکم میں ہیں۔ اور عرفات میں چونکہ صرف دن کا قیام ہوتا ہے لہٰذا وہاں بھی اتمام کا حکم ہوگا۔

واضح رہے کہ اس فتوے کا تعلق مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی حدود شرعیہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب توقیفی ہیں۔ ان میں ترمیم و اضافہ کا کسی کو حق نہیں ہے۔ البتہ قصر و اتمام کے مسائل میں حکم وہ ہوگا جو مذکورہ فتوے میں بیان کیا گیا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز دوشنبہ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

دستخط علماء کرام و مفتیان عظام

۱۔ عبدالحق غفرلہٗ خادم دارالعلوم دیوبند۔

۲۔ محمود حسن غفرلہٗ بلند شہری خادم (مفتی) دارالعلوم دیوبند۔

۳۔ شبیر احمد عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔ یوپی۔ انڈیا

۴۔ شیر محمد علوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور۔ پاکستان۔

۵۔ محمد سلمان منصورپوری غفرلہٗ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔

۶۔ مشرف علی تھانوی مفتی دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ پاکستان۔

۷۔ محمد فاروق غفرلہٗ مفتی جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ۔ یوپی

۸۔ مبین احمد قاسمی استاذ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ۔

۹۔ مقصود عالم مفتی خادم الاسلام ہاپوڑ۔ انڈیا۔

۱۰۔ ابوالکلام مفتی مرکزی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ عربیہ بھوپال (ایم۔ پی)
۱۱۔ عبدالستار مفتی افضل العلوم تاج گنج آگرہ۔ یوپی۔
۱۲۔ عبدالحمید غفرلہٗ باب العلوم ملتان ۱۳۔ عبدالکریم عفی عنہ جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان۔
۱۴۔ بندہ عبدالحی جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان۔

مسئلۂ سفر اور مسئلۂ جمعہ کا فرق

یہاں یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ نمازوں کے قصر و اتمام کا مسئلہ اور وجوبِ جمعہ کا مسئلہ دونوں کے درمیان کافی فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ فناءِ شہر بہرحال شہر کے کنارے باہر ہوتا ہے۔ کبھی فناءِ شہر، شہر کی آبادی سے قریب ہوتا ہے۔ اور کبھی دور بھی ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی گاؤں فناءِ شہر سے متصل ہوگیا ہے، مگر شہر کے مکانات سے بلکہ مسلسل آبادی میں شامل نہیں ہوا ہے، تو فناءِ شہر سے متصل ہونے کی وجہ سے اس گاؤں میں جمعہ تو جائز ہو جائیگا۔ لیکن اسی شہر کا آدمی جو سفر کے لئے روانہ ہو رہا ہے اس کی نمازوں کے قصر کے لئے اس گاؤں سے تجاوز کرنا لازم نہ ہوگا۔ بلکہ صرف شہر کی آبادی اور فناءِ شہر سے تجاوز کرنا کافی ہو جائیگا۔

اس کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

انہ لابد من مجاوزۃ القریۃ المتصلۃ بربض المصر بخلاف القریۃ المتصلۃ بفناء المصر فانہ یعتبر مجاوزۃ الفناء لا القریۃ (قولہ) بخلاف الجمعۃ حیث تصح فی الفناء قرب او بعد فصل بمزارع اولا۔ الخ

بیشک مسافر کے لئے قصرِ صلوٰۃ کے لئے شہر کے اطراف کے مکانات و رہائش گاہوں سے متصل گاؤں سے تجاوز کرنا لازم ہے، بخلاف ایسے گاؤں کے جو فناءِ شہر سے متصل ہو۔ اسلئے کہ بیشک ایسی صورت میں فناءِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ اور فناء سے متصل گاؤں سے تجاوز کرنیکا اعتبار نہ ہوگا۔ (انکا قول) بخلاف مسئلہ جمعہ کے، اسلئے کہ فناءِ شہر میں

الجمعة من مصالح البلد بخلاف السفر الخ [1]

جمعہ صحیح ہوجاتا ہے چاہے فناءِ شہر، شہر سے قریب ہو یا دُور، کھیتوں کے ذریعہ سے فاصل ہو یا نہ ہو۔ اسلئے کہ جمعہ شہر کے مصالح میں سے ہے، بخلاف مسئلہ سفر کے کیونکہ وہ مصالح سفر میں سے نہیں۔

قاضی خاں میں ہے کہ اگر شہر کی آبادی اور فناءِ شہر کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ تقریباً پاؤ کلومیٹر کا فاصلہ ہو یا کھیت کا فاصلہ ہو تو فناءِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر ایک غلوہ کا فاصلہ نہیں ہے یا کھیت کا فاصلہ نہیں ہے تو فناءِ شہر سے تجاوز کرنا معتبر ہو جائے گا۔

قاضی خان کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

ان کان بین المصر وفنائه اقل من قدر غلوة ولم یکن بینهما مزرعة یعتبر مجاوزة الفناء ایضا وان کان بینهما مزرعة او کانت المسافة بین المصر وفنائه قدر غلوة یعتبر مجاوزة عمران المصر ولا یعتبر فی مجاوزة الفناء [2]

اگر شہر اور فناءِ شہر کے درمیان ایک غلوہ سے کم کا فاصلہ ہے، اور دونوں کے درمیان کسی کھیت کا فاصلہ بھی نہیں ہے تو فناءِ شہر سے تجاوز معتبر ہوگا۔ اور اگر دونوں کے درمیان کھیت ہے یا شہر وفناء کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ کا فاصلہ ہے تو شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا، اور فناءِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا۔

---

[1] طحطاوی علی الدر ۱/۳۳۰۔

[2] قاضی خان علی الہندیہ ۱/۱۶۵۔

بڑے شہر اور چھوٹے شہر کا فرق

یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ مسافر کے لئے قصر کی ابتداء اپنے شہر کی آبادی یا فناء شہر سے تجاوز کرنے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ جیسا کہ تمام فقہاء نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور یہ اصول ہر چھوٹے اور متوسط شہروں کے لئے مسلّم اور معمول بہ ہے جیسا کہ فی الحال شہر مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ، طائف وغیرہ متوسط درجہ کے شہر ہیں۔
اور ہمارے ہندوستان میں بنارس، الہ آباد، لکھنؤ، بھوپال وغیرہ متوسط درجہ کے شہر ہیں۔ اور سہارنپور، مظفر نگر، مرادآباد، بریلی، رامپور، بلند شہر وغیرہ چھوٹے درجہ کے شہر ہیں۔
لیکن جس شہر نے بہت زیادہ وسیع اور ہر طرف سے پھیلتے ہوئے بعض دوسرے اضلاع کو بھی اپنے اندر داخل کرلیا ہے۔ اور ایک کنارے کے باشندے دوسرے کناروں کو اپنے لئے اجنبی اور غیر مانوس علاقہ سمجھتے ہوں جیسا کہ شہر دہلی، اُتر پردیش کے شہر غازی آباد تک، اور نویڈا خود مستقل بہت بڑا پھیلا ہوا شہر ہے۔ جو دہلی کی آبادی سے تسلسل کے ساتھ مل گیا ہے۔ پھر صوبہ ہریانہ کا ضلع گوڑگاواں اور شہر فریدآباد وغیرہ سب تسلسل آبادی کے ساتھ دہلی سے مل گئے ہیں۔ تو ایسے حالات میں جب غازی آباد یا نویڈا کا آدمی نظام الدین اور فریدآباد ہوتے ہوئے آگرہ جانا چاہے تو وہ غازی آباد یا نویڈا کی حدود سے تجاوز کرنے پر قصر شروع کرے گا۔ یا پوری دہلی پار کرکے فریدآباد سے تجاوز کرنے کے بعد، اسی طرح جب آگرہ سے واپس لوٹیگا تو فریدآباد پہونچتے ہی قصر چھوڑ کر اتمام کرنے لگیگا۔ یا غازی آباد یا نویڈا کی حدود میں داخل ہونے کے بعد اتمام کریگا۔؟
تو اس سلسلہ میں حدیث اور فقہ میں صریح اور صاف جزئیہ ملنا ممکن نہیں۔

اسلئے کہ دورِ نبوت اور فقہاء مجتہدین کے دور میں اتنے بڑے شہر کا تصور اور وہم و گمان تک نہیں تھا۔ اب ایسے شہروں کا مسئلہ کیسے حل ہو؟ تو ظاہر بات ہے کہ وقت کے علماء کو صریح جزئیات کے بجائے فقہی اشارات اور دورِ حاضر کے نظائر کو بنیاد بناکر کام لینا پڑیگا۔

ایسا ہی ایک سوال شہر دہلی سے متعلق حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا گیا تھا، جس کا سوال وجواب فتاویٰ رحیمیہ ۲/۶ ۲۶۴ میں موجود ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ ایسے بڑے شہر کا اصول الگ ہوگا۔ اگر کارپوریشن یعنی میونسپلٹی نگر پالیکا نے دونوں کو الگ الگ آبادی قرار دیکر دونوں کی حدود بھی الگ الگ مقرر کردی ہے۔ اور دونوں کے متصل ہونے کی وجہ سے کارپوریشن نے دونوں کو ایک قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ دونوں اپنی اپنی جگہ الگ الگ حیثیت سے الگ الگ دو مستقل شہر ہیں۔

تو مسافر کے لئے اپنے شہر کے ایریا اور حدود سے تجاوز کرنے پر قصرِ صلوٰۃ کا حکم لاگو ہوگا۔ لہٰذا غازی آباد کا آدمی آگرہ جاتے وقت غازی آباد کے ایریا اور حدود سے تجاوز کرتے ہی قصر شروع کریگا۔ اسی طرح نویڈا کا آدمی حدودِ نویڈا سے تجاوز کرتے ہی قصر شروع کریگا۔ پوری دہلی گذرکر فریدآباد تک تجاوز کرنے کا انتظار نہیں کریگا۔ اسی طرح واپسی میں فریدآباد پہنچکر یا شہر دہلی کے کسی دوسرے حصہ میں پہنچکر سلسلۂ قصر ختم کرکے اتمامِ صلوٰۃ نہیں کریگا۔ اسلئے کہ وہ جب تک غازی آباد کی حدود میں یا نویڈا کی حدود میں داخل نہ ہوگا اس وقت تک باضابطہ مسافر ہی رہیگا۔ بلکہ غازی آباد یا نویڈا میں داخل ہوجانے کے بعد ہی یہ کہا جائیگا کہ اب یہ اپنے شہر میں داخل ہوگیا ہے۔

یہی حکم بمبئی، مدراس، کلکتہ، کراچی وغیرہ بڑے شہروں کے لئے ہوگا۔

یہ مسئلہ فتاوی قاضی خاں کے ایک جزئیہ سے مستفاد ہوتا ہے۔ اس میں ہے کہ اگر فناءِ شہر، شہر کی آبادی سے ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ کے فاصلہ پر ہو۔ یا فناءِ شہر اور شہر کے درمیان کسی کھیت کا فاصلہ ہو تو فناءِ شہر سے تجاوز کا اعتبار نہیں۔ بلکہ شہر کی آبادی سے تجاوز کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا جب فناءِ شہر معمولی فاصلہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ قصر و اتمام میں شہر سے الگ شمار کیا گیا تو دوسرا مستقل شہر بطریق اولیٰ قصر و اتمام کے مسئلہ میں آپ کے شہر کا حصہ اور جزء شمار نہ ہوگا۔ قاضی خاں کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

ان کان بین المصر وفنائه اقل من قدر غلوة ولم یکن بینهما مزرعة یعتبر مجاوزة الفناء ایضًا وان کان بینهما مزرعة او کانت المسافة بین المصر وفنائه قدر غلوة یعتبر مجاوزة عمران المصر ولا یعتبر فی مجاوزة الفناء الخ[1]

اگر شہر اور فناءِ شہر کے درمیان ایک غلوہ کی مسافت کا فاصلہ نہیں ہے۔ اور دونوں کے درمیان کسی کھیت کا بھی فاصلہ نہیں ہے تو فناءِ شہر سے بھی تجاوز کا اعتبار ہوگا، اور اگر ان دونوں کے درمیان کھیت کا فاصلہ ہے، یا شہر اور فناءِ شہر کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ کا فاصلہ ہے تو شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ اور فناءِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

---

[1] فتاوی قاضی خان ۱/۱۶۵ —

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۲۲)

مسائلِ منیٰ

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ٭ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ٥

(سورۃ الحج ۲۸ و ۲۹)

تاکہ حجاج کرام اپنے منافع اور فوائد کی جگہ پہنچکر مخصوص اور متعین ایام میں اللہ کے نام کا ذکر کریں ان چوپایوں اور مواشی پر جو اللہ نے انکو عطا فرمائے ہیں۔ لہٰذا قربانی کے ان جانوروں کا گوشت خود بھی کھاؤ اور بُرے حال محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ حجاجِ کرام اپنے میل کچیل ختم کر کے پاک صاف ہو جائیں، اور منتیں پوری کریں اور قابلِ احترام قدیم اور آزاد گھر کا طواف کریں۔

ان آیتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایامِ منیٰ کا نقشہ پیش فرمایا کہ ایامِ منیٰ میں جمرات کی رمی بہت اہم ہے۔ پھر اس کے بعد قربان گاہ جاکر قربانی کا حکم ہے۔ پھر حلق کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بیت اللہ شریف کا طواف کیا جاتا ہے۔

۱: اللہ تعالیٰ نے ان ایام میں قربانی کر کے قربانی کے گوشت سے فائدہ اٹھا کر کھانے اور کھلانے کی ترغیب دی ہے۔

۲: قربانی کے بعد حلق کرنے اور ناخن تراشنے اور صاف ستھرا ہونیکا حکم فرمایا ہے۔

۳: بیت اللہ شریف کے طواف کا حکم فرمایا ـــــ اور ایامِ منیٰ جنکو ایامِ نحر بھی کہا جا سکتا ہے یہ تینوں مذکورہ کام انہیں ایام میں مکمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ آئندہ سرخیوں میں تفصیل آرہی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ؀ (البقرہ ۲۰۳)

اور تم یاد کرو اللہ کو گنتی کے چند دنوں میں، پھر جو کوئی دو ہی دن میں جلدی چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی ٹھہر جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اس شخص کے واسطے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ تم سب اسی کے پاس جا کر اکٹھے ہونے والے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایام منیٰ اور ایام تشریق میں کثرت کے ساتھ یاد الٰہی میں مشغول ہوجانے کا حکم فرمایا۔ اور گنتی کے چند دنوں سے ایام تشریق مراد ہیں، جن میں ہر نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ منیٰ میں جمرات پر کنکریاں مارنا کب تک ضروری ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ حجاج کرام کو اختیار ہے کہ یوم عید کے بعد صرف دو دن (گیارہویں، بارہویں کو) منیٰ میں قیام کریں۔ اور دو ہی دن تینوں جمرات پر کنکریاں مار کر واپس ہوجائیں۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ ایک دن مزید ٹھہر کر تیرہویں کی بھی رمی کر کے واپس ہوجائیں۔ ایسے میں کسی پر کوئی حرج اور گناہ نہیں۔ حقیقت میں اہل جاہلیت میں کچھ لوگ تیرہویں کو قیام کرنا اور اس دن کی رمی کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ اور بارہویں کو منیٰ سے واپس جانے کو گناہ سمجھتے تھے۔ اور دوسرے لوگ بارہویں کو چلے جانے کو ضروری سمجھتے تھے۔ اور تیرہویں تک ٹھہرنے کو گناہ سمجھتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں واضح فرمادیا کہ دونوں میں کوئی گناہ نہیں۔ اور دونوں طرح اختیار ہے ہاں البتہ تیرہویں کو ٹھہر جانا افضل اور بہتر ہے۔ اب مذکورہ آیت کریمہ سے پانچ باتیں معلوم ہوگئیں۔

۱۔ ایام تشریق اور ایام منیٰ میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوجانے کا حکم ہے۔

۲۔ ان ایام میں منیٰ میں قیام کرنے کا حکم ہے۔

۳۔ یوم النحر اور یوم عید کے بعد گیارہویں و بارہویں کی رمی بہرحال واجب ہے۔

۴۔ تیرہویں کو ٹھہر جانا افضل اور اولیٰ ہے۔

۵۔ خوف خدا اختیار کرنا لازم اور ضروری ہے۔ آئندہ سرخیوں میں تفصیل آرہی ہے۔

حُدودِ منیٰ حُدودِ منیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے منصوص ہے۔ اور اسکی حُدود یوں ہے کہ مزدلفہ کی طرف سے وادیٔ محسّر ہے، جہاں اصحابِ فیل تباہ ہو گئے تھے آخری حَد ہے۔ اور حرم شریف کی طرف سے جمرۂ عقبہ آخری حد ہے۔ اور دونوں طرف کے پہاڑوں کی چوٹیوں تک ہے۔ لہٰذا وادیٔ محسّر سے جمرۂ عقبہ تک دوطرفہ پہاڑوں کے درمیان کا حصّہ منیٰ ہے[1]۔ اس کی تفصیل عنوان بنام "حدودِ منیٰ تنگ ہوجائے تو کہاں قیام کریں" کے تحت دیکھ لی جائے۔ اصحاب فیل کا واقعہ العرف الشذی ۱/۲۸۱ حاشیہ ترمذی ۱/۱۷۸ روح المعانی ۳۰/۲۷۳ میں یہی لکھا ہے۔ اور عمدۃ القاری قدیم ۱۰/۹۰ جدید ۸/۲۷۴ معارف السنن ۶/۲۰۸ میں خارج حرم کے قول کو راجح کہا ہے۔

ایامِ النحر: ایامِ نحر دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک تین دن ہیں۔ (ہدایہ ۲/۲۳۰، غنیہ/۹۶)

ان تینوں میں سے یوم اوّل میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا واجب ہے۔ اور حلق، قربانی، طوافِ زیارت یہ تینوں امور آخری دن تک مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ اور اگر آخری دن گزرجائے اور ان تینوں امور میں سے کوئی بھی باقی رہ جائیگا تو جُرمانہ میں دم دینا لازم ہوجائیگا۔ ان سب کی تفصیل اپنے اپنے عنوان کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

ایامِ تشریق ایامِ تشریق گیارہویں سے تیرہویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے۔ اور ایامِ نحر دسویں سے بارہویں ذی الحجہ تک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کُل چار دن ہیں۔ ان میں دسویں ذی الحجہ نحر کے ساتھ خاص ہے، اور تیرہویں ذی الحجہ تشریق کے ساتھ۔ اور درمیان میں دو دن نحر اور تشریق میں مشترک ہیں۔ (ہدایہ ۲۳۰/۲) نحر کے معنی قربانی کرنے کے ہیں۔ اور تشریق کے معنی گوشت سکھانے کے ہیں[2]۔

---

[1] وحدّ منیٰ وادی محسّر وجمرۃ العقبۃ ولیست الجمرۃ ولا العقبۃ منیٰ بل منیٰ تنتھی الیھما۔ غنیۃ الناسک جدید ص۱۳۸ قدیم ص۷۸)

[2] والنحر ثلثۃ وایام التشریق ثلثۃ والکل یمضی باربعۃ اولھا نحر لاغیر واٰخرھا تشریق لاغیر والمتوسطان نحر وتشریق الخ ھدایۃ ۲/۲۳۰، غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۱ قدیم ص۹۶)

تکبیر تشریق

تکبیرِ تشریق کے الفاظ یوں ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تکبیر تشریق میں تین معزز اور مقرب بندوں کے الفاظ موجود ہیں۔

(۱) حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کیا جارہا تھا، اور حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام مینڈھا لیکر تشریف لارہے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کرنے میں عجلت محسوس کرتے ہوئے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

(۲) جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے آسمانی قربانی کو دیکھا تو فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

(۳) جب حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

(شامی کراچی ص ۱۷۸/۲، شامی زکریا دیوبند ص ۶۲/۳)

تکبیر تشریق کے ایام

یہ تکبیر نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے باآواز بلند اور عورتوں کے لئے آہستہ ایک مرتبہ کہنا واجب ہے۔ کل تیئیس ۲۳ نمازیں ہوجاتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ اور نماز عید الاضحیٰ کو لیکر کل چوبیس نمازیں ہوجاتی ہیں۔

جب باجماعت نماز ہو اور امام تکبیر تشریق پڑھنا بھول جائے تو مقتدی حضرات زور سے پڑھیں جس سے امام کو بھی یاد آجائے گی۔ (الدر المختار کراچی ص ۱۸۰/۲، زکریا دیوبند ص ۶۴/۳، طحطاوی علی المراقی ص ۲۹۶)

تکبیرِ تشریق کن لوگوں پر واجب

تکبیر تشریق حاجی، غیر حاجی، مقیم، مسافر، منفرد جماعت، عورت، اہلِ شہر، اہلِ دیہات سب پر واجب ہے۔ (درمختار کراچی ص ۱۸۰/۲، درمختار زکریا دیوبند ص ۶۴/۳، فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۶/۵)

ایامِ منیٰ

درحقیقت حج کے کل پانچ دن ہیں۔ آٹھویں، نویں، دسویں، گیارہویں، بارہویں ذی الحجہ۔ ان پانچوں میں سے چار دن ایام منیٰ ہیں، یعنی آٹھویں، دسویں، گیارہویں بارہویں ذی الحجہ، اور نویں ذی الحجہ ایامِ منیٰ میں سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ یومِ عرفہ ہے۔ لہٰذا

یوم عرفہ سے قبل ایک دن اور یوم عرفہ کے بعد تین دن ایامِ منیٰ ہیں۔ یہاں تک باتیں ایضاح المناسک میں ہیں۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے نکل جانے کا ارادہ ہو۔ اور آجکل ننانوے فیصد حجاج کرام کا یہی معمول ہے۔ لیکن اگر تیرہویں ذی الحجہ کو بھی منیٰ میں قیام کا ارادہ ہو تو پھر ایامِ منیٰ یوم عرفہ سے قبل ایک دن اور یومِ عرفہ کے بعد چار دن ہوجائیں گے۔ دسؔ، گیارہؔ، بارہؔ، تیرہؔ۔

ان دنوں کے الگ الگ نام بھی ہیں۔ یعنی دسویں کو یوم النحر، گیارہویں کو یوم القر۔ یعنی منیٰ میں برقرار رہنے کا دن۔ بارہویں کو یوم النفر الاول یعنی منیٰ سے کوچ کرنیکا پہلا دن، تیرہویں کو یوم النفر الثانی یعنی منیٰ سے کوچ کرنیکا دوسرا دن۔ اور ان چار دنوں کو ایام الرمی بھی کہا جاتا ہے[1]۔

لیالی منیٰ

منیٰ کی کل تین راتیں ہیں۔ ① آٹھویں ذی الحجہ گذرنے کے بعد والی رات ② دسویں ذی الحجہ کے بعد والی رات ③ گیارہویں گذرنے کے بعد والی رات۔ یہ کل تین راتیں ہیں۔ ان راتوں کو منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔ اور ان راتوں کو بلا عذر دوسری جگہ گذارنا مکروہ ہے[2]۔ اور نویں اور دسویں کی درمیانی رات لیلۃ المزدلفہ ہے۔

مسائلِ حج میں رات، گذشتہ یوم کے تابع

یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ شریعت میں عام حالات میں راتوں کو آنے والے دنوں کے تابع قرار دیا گیا ہے۔ مگر مسائلِ حج اور ایامِ حج میں راتوں کو

---

[1] فاذا کان یوم الترویۃ وھو الثامن من ذی الحجۃ راح الامام والناس معہ من مکۃ الی منیٰ والسنۃ خروجہ بعد طلوع الشمس وھو الصحیح فیقیم بھا الخ غنیۃ جدید ص۱۲۱) وایام الرمی اربعۃ یوم النحر ویجب فیہ رمی یوم النحر لاغیر وثلثۃ ایام بعدہ وھی الیوم الحادی عشر ویسمی یوم القر والثانی عشر ویسمی یوم النفر الاول، والثالث عشر ویسمی یوم النفر الثانی ویجب فیہا رمی الجمار الثلاث ویسمی ایام التشریق وایام منیٰ الخ غنیۃ جدید ص۱۷۸ نسخہ قدیم ص۹۲

[2] مستفاد احکام حج ص۱۰۵ ویکرہ ان لا یبیت بمنیٰ لیالی الرمی ولو بات فی غیرہ متعمداً لایلزمہ شی وعندنا الخ تاتارخانیہ ص۴۷۵)

آنے والے دنوں کے تابع قرار نہیں دیا جاتا، بلکہ ایام ماضیہ اور گذشتہ دنوں کے تابع قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا لیلۃ المزدلفہ کو یوم عرفہ کی رات اور یوم النحر دسّ کے بعد والی رات کو دسویں کی رات قرار دیا جائیگا۔ اور اسی اعتبار سے حج کے احکام نافذ ہوں گے[1]

آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر سے پہلے منیٰ پہونچ جانا اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور نویں کی فجر کل پانچ نمازیں ادا کرنا اور اس رات کو منیٰ میں گذارنا، نویں کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہوجانا سنت ہے۔ اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔[2]

(مستفاد احکام حج ص۷۱)

اور یہاں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد منیٰ کے لئے روانہ ہوجانا مسنون جب ہے کہ اس وقت روانہ ہونا اپنے اختیار میں ہو۔ اور آجکل معلمین سب کو رات ہی میں لیجاتے ہیں۔ اور اگر معلم کی گاڑی میں اسکے کارندوں کے ساتھ منیٰ نہیں جائیں گے تو حاجیوں کے لئے منیٰ پہونچنا اور پھر اپنی قیامگاہ اور خیمہ کی تلاش کرنا نہایت دشوار ہوجائیگا۔ اسلئے معلم کے کارندوں کے ساتھ ہی منیٰ کیلئے روانہ ہوجانا چاہئے۔ ورنہ سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا ہوگا۔

دسویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال اس دن حج کے بہت سے مناسک ادا کرنا ہے۔
(۱) صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز

---

[1] لان اللیالی فی الحج فی حکم الایام الماضیۃ" الخ (غنیہ جدید ص۱۸۱)
[2] ویصلی بما الظہر والعصر والمغرب والعشاء والفجر بوقت الاسفار علی قول الاکثر فکل من الخروج یوم الترویۃ" الی منیٰ واداء الصلوات الخمس بھا والمبیت بھا اکثر اللیلۃ سنۃ" الخ
(غنیۃ جدید ص۱۲۶ نسخۂ قدیم ص۸۴)

پڑھ کر وقوفِ مزدلفہ کرلیا جائے، اور سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہوجائے۔

۲۔ منیٰ پہنچکر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے۔

۳۔ اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرلی جائے، اور اگر متمتع یا قارن نہیں ہے تو قربانی لازم نہیں۔

۴۔ جن لوگوں پر قربانی لازم ہے وہ قربانی کے بعد اور جن پر قربانی لازم نہیں وہ رمی کے بعد اپنے سَر کا حلق یا قصر کرلیں۔ اور سَر کے بال صاف کرلینے کے بعد احرام کی پابندی ختم ہوجاتی ہے، بس طوافِ زیارت سے پہلے صرف بیوی سے ہمبستری کرنا منع رہتا ہے۔

۵۔ اسی دن اگر وقت ہو تو حرم شریف پہنچکر طوافِ زیارت بھی کرلیا جائے، اور اسی روز طوافِ زیارت کرلینا زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔ ہاں اگر اس دن ہمت نہ ہو تو دوسرے تیسرے روز بھی طوافِ زیارت کرنا جائز ہے۔ اور رات میں طواف کرنا بلاکراہت جائز ہے۔ ہاں البتہ بارہویں ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کرلینا واجب ہے۔ ورنہ تاخیر کی وجہ سے ایک دَم دینا لازم ہوجائیگا۔[1]

۶۔ عرفات اور منیٰ کو روانہ ہونے سے قبل اگر سعی نہیں کی تھی تو طواف کے بعد صفا مَروہ کے درمیان سعی بھی کریں۔

۷۔ طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد پھر منیٰ جاکر رات گذاری جائے۔ یہ کل سات قسم کے افعال ہیں جو یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو انجام دینے ہوتے ہیں۔

جمرۂ عقبہ کی رمی کا وقت

چاروں اماموں کے نزدیک جمرۂ عقبہ کی رمی طلوعِ آفتاب کے بعد کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

اور طلوعِ آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ

---

[1] واذا فرغ من الرمي والذبح والحلق يوم النحر افاض الى مكة وطاف للفرض في يومه ذلك وهو الافضل والافضل الثاني والثالث ولياليهما منها۔ (وقوله) وسعى بين الصفا والمروة بعده الخ

(غنية جديد ۱۳۱ قديم ۹۱)

کے نزدیک صحیح تندرست اور کمزور ضعیف سب کے لئے مکروہ ہے۔ مگر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ص۲۲۴ ج۲، عمدۃ القاری ج۱۰ ص۱۸، المغنی لابن قدامہ ج۳ ص۴۲۹) [1]

لیکن غنیۃ الناسک میں حضرات حنفیہ کا ایک دوسرا قول بھی منقول ہے کہ آفتاب طلوع ہونے سے قبل صبح صادق کے بعد یوم النحر میں رمی کرنا غیر معذور صحیح تندرست لوگوں کے لئے مکروہ ہے۔ اور معذورین کے لئے مکروہ نہیں ہے، بلکہ بلاکراہت جائز ہے[2]

رات میں جمرۂ عقبہ کی رمی

صبح صادق سے قبل رات میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ سفیان ثوریؒ کے نزدیک صحیح تندرست اور کمزور ضعیف کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔ اگر کریں گے تو سورج نکلنے کے بعد اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریں گے تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ (اعلاء السنن بیروتی ج۱۰ ص۱۶۳، مستفاد ایضاح الطحاوی ج۲ ص۵۲۱) [3]

جمرۂ عقبہ کی رمی جانب فوق سے کرنا

جمرۂ عقبہ کی رمی سے متعلق وضاحت یوں ہے کہ دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں جمرۂ عقبہ پہاڑ کے دامن میں نکڑ پر واقع تھا، اور دونوں طرف کے پہاڑ جمرۂ عقبہ کے بالکل قریب تھے، جب آپ مکہ مکرمہ کی طرف اپنا منہ کریں گے تو آپ کی دائیں طرف کا جو پہاڑ ہے اس پہاڑ کا آخری کونہ جمرۂ عقبہ سے ملا ہوا تھا اور جمرہ سے مل کر آپ کی بائیں طرف کا حصہ وادی تمام نشیب میں تھا، اسی وجہ سے اس جمرہ کو جمرۂ عقبہ کہا جاتا ہے۔ اسلئے کہ دونوں

---

[1] حضرت امام شافعی، عطاء، شعبی، طاؤس، سعید بن جبیر رحمہم اللہ وغیرہ کے نزدیک ضعفاء کے لئے بلاکراہت جائز ہے۔ (اعلاء السنن کراچی ج۱۰ ص۱۷۱، بیروتی ج۱۰ ص۱۶۳، بدایۃ المجتہد ج۱ ص۲۶۰، عمدۃ القاری قدیم ج۱۰ ص۱۸، جدید زکریا دیوبند ج۷ ص۲۹۵)

[2] ویکرہ من الغروب الی الفجر وکذا قبل طلوع الشمس وھذا عند عدم العذر فلا اساءۃ برمی الضعفۃ قبل الشمس اھ۔ غنیۃ جدید ص۱۸۲ قدیم ص۹۱)

[3] حضرت امام شافعیؒ، عطاء، شعبیؒ، طاؤس بن کیسانؒ، مجاہد بن جبیرؒ، سعید بن جبیرؒ وغیرہ کے نزدیک معذورین کے لئے طلوع فجر سے قبل رات میں رمی کرنا بلاکراہت جائز ہے۔
(اعلاء السنن بیروتی ۱۰/۱۶۳، کراچی ۱۰/۱۷۱)

پہاڑ کے عقب میں یہ جمرہ واقع تھا، اور اس وقت رمی کرنے کے لئے نشیب کے حصہ میں کھڑا ہونا پڑتا تھا جس کو بطنِ وادی کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے دور میں نشیب میں کھڑے ہوکر رمی کی جاتی تھی، یعنی جب آپ جمرہ کی طرف چہرہ کریں گے تو آپکا داہنا مونڈھا منیٰ کی طرف ہوگا اور بایاں مونڈھا حرم کی طرف ہوگا۔ اس طریقہ سے رمی کرنا مسنون اور افضل تھا، مگر آج دونوں طرف کے پہاڑوں کو کاٹ کر بہت دُور دُور تک ہموار میدان بنا لیا گیا ہے۔ اور آج کے لوگوں کو موجودہ نقشہ دیکھنے کے بعد پُرانے نقشہ کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جمرۂ عقبہ کی رمی وادی کے اُوپر کی جانب سے اس طرح کھڑے ہوکر کی جائے کہ جب آپ جمرہ کی طرف منہ کریں گے تو آپ کا دایاں مونڈھا حرم شریف کی طرف اور بایاں مونڈھا منیٰ کی طرف ہو، اور اوپر کی جانب سے رمی کی بات پُرانے نقشہ کے اعتبار سے کہی جاتی ہے۔ اسلئے کہ موجودہ نقشہ میں اوپر نیچے کی کوئی شکل موجود نہیں ہے۔ اور جس زمانہ میں اُوپر نیچے کا تصوّر تھا اس زمانہ میں بھی اوپر کی جانب سے رمی کرنا جائز تھا، لہٰذا آج کے زمانہ میں بطریق اولیٰ جائز اور درست ہوگا۔ چنانچہ پچھلے سال ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں سعودی حکومت نے جمرات کا نقشہ ہی بالکل بدل دیا ہے کہ اس سال سے پہلے تک جمرات کا نقشہ بوسیدہ ستون کی شکل میں تھا، اور اس سال سے ان ستونوں کو دیواروں کے بیچ میں اس شاندار انداز میں شامل کرکے تیار کردیا ہے کہ تقریباً پندرہ بیس میٹر لمبی دیوار جیسا بنا دیا ہے۔ اور دیوار کے دونوں طرف سے کھڑے ہوکر ایک جم غفیر ایک ساتھ رمی کرسکتے ہیں۔ اور دیوار کی دائیں جانب کرنے والوں کو اونچائی اور اوپر کی جانب سے رمی کرنے والے شمار کیے جائیں گے۔ اور دیوار سے بائیں جانب کرنے والوں کو نیچائی کی طرف سے رمی کرنے والے شمار کیے جائیں گے اور دونوں جانب سے رمی کرنا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ ہاں البتہ دیوار کے بائیں جانب سے یعنی جب آپ مکہ مکرمہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوں گے تو آپ کی دائیں طرف سے دیوار پر رمی کرنا افضل اور اولیٰ ہوگا۔ اور شامی میں بطن وادی سے کرنے کی افضلیت کی ایک دوسری علت بھی بیان کی گئی ہے کہ اس زمانہ میں اوپر سے رمی کرنے

سے نیچے اور بطن وادی کی طرف کے لوگوں کو کنکری لگنے سے تکلیف پہنچنے کا خطرہ تھا، اسلئے بطن وادی سے کرنے کی ترغیب دی گئی تھی [1] اور اب ایسی کوئی علت باقی نہیں ہے۔ جزئیہ حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے [2]

جمرۂ عقبہ کی رمی میں تاخیر

دسویں ذی الحجہ کو زوال سے قبل ہی جمرۂ عقبہ کی رمی افضل اور مستحب ہے۔ اور زوال کے بعد غروب سے پہلے پہلے تک تاخیر کی جائے تب بھی بلا کراہت جائز ہے۔ البتہ بلا عذر زوال تک تاخیر خلافِ سنت ہے۔ (غنیہ ۹۱) اور غروب ہوجانے کے بعد تاخیر کرنا تمام ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ مگر جرمانہ میں دم کب واجب ہوگا، اس میں علماء کے تین مذاہب ہیں۔

۱ حضرت امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک اگر غروب تک تاخیر کی ہے اور غروب کے بعد رمی کی ہے، تو تاخیر کی وجہ سے کراہت کے ساتھ ساتھ جرمانہ میں ایک قربانی بھی واجب ہوجائے گی۔

۲ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورج غروب ہوجانے کے بعد رمی کرنا مکروہ تو ہے، لیکن اگر گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے رمی کرلیتا ہے تو دم واجب نہیں ہے۔ اور اگر صبح صادق ہوجانے کے بعد رمی کرتا ہے تو کراہت کے ساتھ ساتھ ایک دم بھی واجب ہوجائیگا۔ اور یہ سلسلہ یوم ثالث کے غروب تک رہیگا، اسکے بعد رمی جائز نہ ہوگی۔ بلکہ صرف دم دینا لازم ہوگا۔ (بدائع ۲/۱۳۶، بدائع بیروتی ۲/۹۴)

۳ حضرت امام ابویوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ،

---

[1] ولو رماها من فوق العقبة اجزأ لان ما حولها موضع النسك والافضل ان يكون من بطن الوادى۔ (فتاوىٰ تاتارخانيه ۲/۴۶۳)

[2] ولذا ثبت رمى خلق كثير فى زمن الصحابة من اعلاها ولم يأمروهم بالاعادة وكان وجه اختياره عليه السلام لذلك هو وجه اختياره حصى الخذف فانه يتوقع الاذى اذا رموها من اعلاها لمن اسفلها فانه لا يخلو من مرور الناس بخلاف الرمى من اسفل مع المارين من فوقها ان كان الخ شامى زكريا ۳/۵۳۲)

امام اسحٰق بن راہویہؒ، امام طحاویؒ وغیرہ کے نزدیک گیارہویں کی صبح صادق کے بعد رمی کرنا مکروہ تو ہے مگر کوئی دم یا جرمانہ واجب نہیں۔ اور عدمِ وجوبِ دم کا سلسلہ تیرہویں ذی الحجہ کے غروب تک رہیگا۔ اور تیرہویں کے غروب کے بعد رمی کی قضا جائز نہ ہوگی، اسلئے کہ محلِ رمی اب بالکل ختم ہوگیا ہے۔ اور فوتِ رمی یعنی فوتِ واجب کی وجہ سے صرف ایک قربانی جرمانہ میں واجب ہوجائے گی [1] اور حنفی مسلک کا فتوٰی اور عمل حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ہے۔ کہ گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہوجانے تک تاخیر سے قضا اور دم دونوں لازم ہوجائیں گے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱)[2]

گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت

گیارہویں اور بارہویں میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے۔ اور ان دونوں دنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہوکر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے۔ مگر زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے۔ اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے۔ اور صبح صادق کے بعد وقت قضا شروع ہوجاتا ہے۔ (تاتارخانیہ ص۴۹۱/۲)

لہٰذا گیارہویں کی رمی اگر بارہویں کی صبح صادق ہوجانے کے بعد تک مؤخر کردی ہے تو قضا اور دم دونوں لازم ہوجائیں گے۔ اسی طرح بارہویں کی رمی کو اتنا مؤخر کردیا ہے کہ تیرہویں کی صبح صادق ہوگئی تو قضا اور کفارہ دونوں الگ الگ واجب ہوجائیں گے۔ [3] اور رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک رہتا ہے، اسکے بعد رمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ اور مؤخر کرنے کی صورت میں قضا رجائز نہ ہوگی، صرف دم دینا لازم ہوگا۔ [4]

---

[1] مستفاد ایضاح الطحاوی ص۵۲۵/۲، بدایۃ المجتہد ص۲۸۱/۱، حاشیہ بذل المجہود مصری ص۱۹۰/۹، نخب الافکار قلمی ص۱۱۴/۲، عمدۃ القاری ص۸۴/۱۰، اوجز المسالک ص۴۹۹/۳، بدائع الصنائع ص۱۳۴/۲)

[2] فلہ فی ھذا الیوم اربعۃ اوقات فوقت الجواز اداؤہ من طلوع الفجر فلا یصح قبلہ الی طلوع الفجر من غدہ فاذا طلع فات وقت الاداء ولزمہ الدم والقضاء الخ (غنیۃ ص۱۸۰)

[3] مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱، [4] اذا طلع الفجر فقد فات وقت الاداء (الی قولہ) فلو اخرہ عن وقت ادائہ فعلیہ القضاء والجزاء ویفوت وقت القضاء بغروب الشمس من الیوم الرابع واما وقت الجواز فی الیوم الرابع فمن الفجر الی الغروب الخ (غنیۃ الناسک ص۱۸۱)

اور تیرہویں کو اگر رک جائے تو اس دن کی رمی بھی واجب ہوجاتی ہے۔ اور زوال کے بعد سے غروب کے درمیان کرنا واجب ہے۔ اسکی مفصل بحث کئی عنوانات کے ساتھ تیرہویں کی رمی کے مسائل کے ذیل میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۱۱ اور ۱۲ میں زوال کے بعد رمی گیارہویں اور بارہویں کو اگر زوال سے قبل رمی کریگا تو قول راجح کے مطابق وہ رمی صحیح نہیں ہوگی، اسکا اعادہ واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر تیرہویں کو رک گیا تو اس کی رمی بھی زوال سے قبل جائز نہ ہوگی۔ اگر زوال سے قبل کریگا تو اعادہ لازم ہوگا۔ (مستفاد تاتارخانیہ ج۲ ص۴۶۷)[1]

اس کی مفصل بحث کافی دلائل اور اختلافِ ائمہ کے ساتھ قول راجح کو ثابت کرنے کے لئے کئی صفحات پر مشتمل عنوان بنام "گیارہویں و بارہویں کی رمی زوال سے قبل کرنے میں دم کا حکم" کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

دن طلوع ہونے سے پہلے رات میں رمی کرنا یہ بات بھی بہت دیکھنے میں آتی ہے کہ بہت سے لوگ گیارہویں کی رمی گیارہویں کے دن آنے سے پہلے رات میں کرتے ہیں۔ اسی طرح بارہویں کی رمی بھی دن طلوع ہونے سے پہلے رات میں کرلیتے ہیں ان کی رمی باقی رہ جاتی ہے، اور دن طلوع ہوجانے کے بعد دوبارہ رمی کرنا ان پر واجب ہوگا۔ ورنہ ترکِ رمی اور ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اسلئے کہ مسائل حج اور احکام حج میں رات اپنے بعد والے دن کے تابع نہیں ہوا کریگی، بلکہ پہلے والے دن کے تابع ہوتی ہے۔ لہٰذا دسویں کی رات دسویں کا دن گذرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اور گیارہویں کی رات گیارہویں کا دن گذرنے کے بعد شروع ہوگی، اور بارہویں کی رات بارہویں کا دن گذرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اور تیرہویں کے غروب کے بعد محل رمی ہی ختم ہوجاتا ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱)[2]

---

[1] واما فی الیوم الثانی والثالث وقت الرمی ما بعد الزوال ولو رمی قبل الزوال لا یجزیہ الخ (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۶۷)

[2] لان اللیالی فی الحج فی حکم الایام الماضیۃ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۲)

۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ چاروں دنوں کی رمی کا وقتِ جواز

رمیِ جمرات حجاجِ کرام کی ذمہ داریوں میں سے نہایت صبر آزما ذمہ داری ہے۔ جس کی ادائیگی میں بعض دفعہ سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑجاتا ہے۔ اسلئے ایامِ رمی کے اوقات کی حدود اور دائرہ کو واضح کردینا مناسب معلوم ہوا، جو ذیل میں ترتیب سے درج کیا جارہا ہے۔

دسویں کا وقتِ جواز

دسویں تاریخ کی رمی چوبیس گھنٹے جائز ہے۔ اور اس دن کی رمی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لیکر پورا دن پھر غروب کے بعد پوری رات گیارہویں کی صبح صادق سے قبل تک کرنا جائز ہے۔ (غنیہ جدید ص۱۸۱) اس چوبیس گھنٹے کے درمیان ہر طرح کے لوگ اپنی اپنی سہولت کے پیشِ نظر نہایت آرام سے رمی کرسکتے ہیں۔ اور کمزور اور ضعیف لوگوں کو بھیڑ میں جاکر اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہر سال کا مشاہدہ ہے کہ دسویں کو غروب تک جمرۂ عقبہ پر کوئی بھیڑ نہیں رہتی اور عشاء کے بعد تک تو تقریباً خالی ہوجاتا ہے۔ اسکے باوجود اس دن کی رمی کے وقت میں مزید وسعت کی بات کرنا نہایت غیر مناسب بات ہوگی۔

گیارہویں کا وقتِ جواز

گیارہویں کا وقتِ جواز اس دن زوالِ شمس سے لیکر بارہویں کی صبح صادق تک تقریباً سترہ، اٹھارہ گھنٹے کے درمیان کسی بھی وقت رمی کرنا جائز ہے۔ (غنیہ جدید ص۱۸۱) اور رات میں ضعیف و کمزوروں کے لئے کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ جب پوری رات رمی کرنا جائز ہے تو زوال سے قبل رمی کی کیا ضرورت ہے۔ یہ محض شریعت پر عمل کو چھوڑ کر اپنی مرضی پر چلنے کے مرادف ہے۔

بارہویں کا وقتِ جواز

بارہویں کی رمی کا وقتِ جواز اُس دن زوال کے بعد سے تیرہویں کی صبح صادق تک تقریباً سترہ اٹھارہ گھنٹے ہیں۔ اگر غروب سے قبل رمی نہیں کر سکتے تو غروب کے بعد پوری رات رمی کر سکتے ہیں۔ (غنیہ جدید ص۱۸۱) جب پوری رات رمی کرنا جائز ہے تو رات کی رمی کو چھوڑ کر زوال سے قبل جس میں رمی جائز نہیں ہے اس میں رمی کی گنجائش کی بات کرنا کہاں تک مناسب ہے۔ کہنے والے خود اسکا فیصلہ کریں۔

نیز بارہویں کو غروب کے بعد منیٰ سے روانہ ہونا اس وقت مکروہ ہوتا ہے کہ جب غروب سے قبل آرام و سہولت سے رمی کر کے منیٰ سے نکلنے کی سہولیات کے باوجود غروب سے قبل رمی کر کے کوچ نہ کیا ہو، پھر اپنی غفلت سے تاخیر کر کے غروب کے بعد منیٰ سے کوچ کیا جائے۔ اور اگر بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے غروب کے بعد تک تاخیر کر کے رمی کی جائے اور پھر غروب کے بعد رات میں منیٰ سے کوچ کیا جائے تو بلاشبہ جائز ہے۔ لہٰذا بارہویں کو بھیڑ کی وجہ سے دن میں رمی نہیں کی اور پھر رات میں رمی کر کے منیٰ سے نکل جائے تو بلا کراہت جائز ہوگا۔ اور جہاں کراہت کی بات کہی گئی وہاں پر بھیڑ نہ ہونے کی صورت مراد ہے۔ یہی علت ہے کہ بھیڑ کی وجہ سے عورتوں اور کمزوروں کے لئے رات کی رمی کو فقہاء نے افضل لکھا ہے[1]

تیرہویں کی رمی کا وقت

تیرہویں کی رمی کا وقت حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صبح صادق سے غروب تک ہے۔

---

[1] والرجل والمرأة فی الرمی سواء الا ان رمیها فی اللیل افضل فلا تجوز النیابة عن المرأة بغیر عذر، وقد تبین مما قدمنا انهم جعلوا خوف الزحام عذرا للمرأة ومن به علة او ضعف فی تقدیم الرمی قبل طلوع الشمس او تاخیره الی اللیل الخ (غنیة جدید ص۱۸۰) ولو نفر من اللیل قبل طلوعه لاشیء علیه فی الظاهر عن الامام. اھ (غنیة جدید ص۱۸۱)

ہاں البتہ زوال سے قبل مکروہ تنزیہی ہے یہی امام عکرمہؒ، طاؤس بن کیسانؒ، اسحاق بن راہویہؒ وغیرہ کا قول ہے۔

اور حضرات صاحبینؒ اور جمہور کے نزدیک تیرہویں کی رمی کا وقت صرف زوال کے بعد سے غروب تک ہے۔ لہٰذا زوال کے بعد میں سب کا اتفاق ہے۔ اور زوال سے قبل میں اختلاف ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کراہتِ تنزیہی کے ساتھ جائز ہے، اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہی نہیں۔ ؎

اور تیرہویں کو بہت ہی کم لوگ منیٰ میں ہوتے ہیں، اس دن بھیڑ کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اسلئے کوئی پریشانی اور دشواری کی بات نہیں۔

نیز اس دن حضرت امام صاحبؒ کے قول پر کوئی عمل کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔ کیونکہ یہ قول ظاہر الروایہ کے خلاف نہیں بلکہ مطابق ہے۔

؎ فان لم ينفر حتى طلع الفجر من اليوم الرابع وجب عليه الرمى فى يومه ذلك فيرمى الجمار الثلاث بعد الزوال كما مرّ فان رمى قبل الزوال فى هذا اليوم صح عند ابى حنيفةؒ مع الكراهة التنزيهية وهو قول عكرمةؒ وطاؤسؒ و اسحاق بن راهويهؒ وهو استحسان غاية لانه لما ظهر اثر التخفيف فيه بالترك فلان يظهر اثر التخفيف فيه بالتقديم اولى وقالا لا يصح اعتبارا بسائر الايام وعليه الجمهور الخ (غنية جديد ص۱۸۴)

تینوں دِنوں کی رمی کا ترک کردینا

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی گیارہویں کی صبح صادق ہوجانے کے بعد تک

مؤخر کرنے سے قضاء، دَم دونوں لازم، اور گیارہویں کی رمی بارہویں کی صبح صادق ہوجانے کے بعد تک مؤخر کرنے سے قضاء، دَم دونوں لازم۔ اور بارہویں کی رمی کو تیرہویں کی صبح صادق ہوجانے تک مؤخر کرنے سے قضاء و دَم دونوں واجب۔ اور تیرہویں کو اگر منیٰ میں قیام کیا ہے تو اس کی رمی کو اسی دِن غروب تک مؤخر کر دینے سے صرف دم واجب ہوجاتا ہے قضاء نہیں۔

کنکریوں کی طرح دوسری کون کونسی اشیاء سے رمی کی جاسکتی ہے؟

ایک مسئلہ یہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ جس طرح کنکریوں سے رمی کرنا جائز ہے اسی طرح دوسری اور کون کون سی اشیاء سے رمی کیجا سکتی ہے؟

اس بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ زمین سے متعلق کسی بھی چیز سے رمی جائز ہے۔ ہاں البتہ ناپاک اور نجس اشیاء سے جائز نہیں۔ لہٰذا کنکری، مٹی کی ڈلی، گارے کی گولی، گیرو، چونہ، ہڑتال، سُرمہ، پہاڑی نمک، گندھک، ریت وغیرہ سے رمی جائز ہے۔ لیکن ریت کی مٹھی ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی۔ (زبدۃ المناسک ۱۵۳، معلم الحجاج ۱۸۶)

اور مذکورہ تمام اشیاء سے رمی جائز ہے، مگر کنکری سے کرنا افضل اور بہتر ہے۔ اور سونا، چاندی، لوہا، پیتل، تانبا، اسٹیل، یاقوت، موتی، جواہرات، لکڑی، مینگنی سے رمی جائز نہیں [1] (زبدۃ المناسک ۱۵۳، معلم الحجاج ۱۸۶)

---

[1] ان یکون الحصیٰ من جنس الارض حجرًا کان او غیرہٗ فیجوز بالمدر وحلق الآجر والطین والنورۃ والمغرۃ والملح الجبلی والکحل والکبریت والزرنیخ والمرداسنج وقبضۃ من تراب وبالاحجار افضل۔

ولایجوز بالذھب والفضۃ والحدید والعنبر واللؤلؤ والمرجان والجواھر وھکبار اللؤلؤ والخشب والبعرۃ لانھا لیست من اجزاء الارض الخ

(غنیۃ الناسک جدید ۱۸۳ نسخۂ قدیم ۱۰۰)

جمرات کے پاس سے کنکریاں اٹھانا

جمرات کے چاروں طرف پڑی ہوئی مستعمل کنکریوں کا ڈھیر ہوتا ہے، اس میں سے کنکریاں اٹھا کر رمی کرنا مکروہ ہے۔ اسلئے وہاں سے کنکریاں نہ اٹھایا کریں۔ اور اگر کسی نے وہاں سے اٹھا کر رمی کر دی تو رمی کا وجوب اور ذمہ داری ادا ہو جائے گی۔ اعادہ لازم نہ ہوگا۔ مگر وہاں سے اٹھانا مکروہ ہے[1]

بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں حاصل کرنا

بعض لوگ بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں حاصل کرتے ہیں، ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اسلئے کہ رمی کرنے کے لئے معمولی درجہ کی کنکریاں لینا چاہئے۔ اور ان کی ضخامت چنے اور باقلار کے دانہ کے برابر ہونا مستحب ہے۔ اور ایسی کنکریاں ہر جگہ ملتی ہیں۔ نیز بڑے پتھر کو توڑ کر جو کنکریاں حاصل کی جاتی ہیں ان میں نوک ہوتی ہے۔ عموماً ایسی کنکریاں بڑی بھی ہوتی ہیں، اگر کسی کو لگ جائے تو زخمی ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے، اسلئے بڑے پتھر کو توڑ کر حاصل نہ کیا کریں[2]

کنکری جمرات تک پہنچنے میں شک ہوگیا تو کیا کریں؟

اگر دور سے کنکر مار دی اور جمرہ یا اس کے قریب پہنچنے میں شک واقع ہو جائے تو کیا کریں؟ تو اس میں حکم شرعی یہی ہے کہ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا کہ جمرات تک پہونچنے کا ظن غالب ہے اور نہ پہنچنے میں صرف شک ہے تو اس شک کا اعتبار

---

[1] لانہ لایجوز اخذھا من ای موضع شاء الا من عند الجمرۃ والمسجد ومکان نجس فان فعل جاز وکرہ تنزیھا، والحاصل انہ لیس لاخذ الحصی محل مسنون عندنا وانما کرہ اخذھا من عند الجمرۃ لانھا مردودۃ لحدیث رواہ الدارقطنی والحاکم وصححہ عن ابی سعید الخدری (غنیۃ الناسک جدید ۱۷۸ نسخہ قدیم ۹۵ وھکذا فتح القدیر کوئٹہ ۲/۳۸۴)

[2] والمختار قدر الباقلاۃ ویکرہ اکبر منھا (وقولہ) ویکرہ ان یاخذ حجرا کبیرا فیکسرہ صغارا۔ الخ (غنیۃ جدید ۱۷۸ قدیم ۹۵)

نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر نہ پہنچنے کا یقین ہوگیا ہے تو اسکا اِعادہ لازم ہوگا۔ اور شک کے معاملہ میں علماء نے لکھا ہے کہ بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ اسکا بھی اعادہ کرلیا جائے تاکہ شک وشبہ بھی باقی نہ رہے۔ [1]

سات کنکریاں ایک ساتھ مارنا

اگر سات کنکریاں ایک ساتھ ماردیں یا چند کنکریاں یا چار پانچ ایک ساتھ ماردیں تو صرف ایک کنکری شمار ہوگی۔ اور پھر الگ الگ چھ کنکریاں مزید مارنا لازم ہوجائیگا۔ نیز اگر سات کنکریوں کو ایک ساتھ ماردیا، مگر جمرہ پر متفرق ہوکر الگ الگ گرجائیں تب بھی چاروں اِماموں کے نزدیک ایک ہی کنکری شمار ہوگی۔ [2]

ایک کنکری کو سات بار مارنا

ایک ہی کنکری کو سات بار ماردیا تو اس سے سات کنکریوں کی طرح رمی صحیح ہوجائیگی، مگر ایسا کرنا خلافِ سُنت ہے۔ [3] (معلم الحجاج ۱۸۴)

کنکریوں کو پے دَرپے مَارنا مسنون

رمی میں کنکریاں پے درپے مارنا مسنون ہے۔ اور ایک کنکری مارنے کے بعد دوسری کنکری مارنے میں تاخیر کرنا اور فاصلہ قائم کرکے کنکریاں مارنا خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اور پے درپے مارنا صرف مسنون ہے واجب نہیں۔ [4]

(معلم الحجاج ۱۸۳)

---

[1] وکذا لو رمیٰ وشک فی وقوعها موقعها فالاحوط ان یعید الخ (غنیة جدید ۱۸۰ نسخہ قدیم ص۱۰۱)

[2] فلو رمیٰ بسبع حصیات او اکثر جملةً واحدةً لا یجزیه الاعن واحدةٍ ولو وقعت متفرقة عند الاربعة الخ (غنیة جدید ۱۸۱) غنیة قدیم ص۱۰۱

[3] ولو رمیٰ بحصاةٍ واحدةٍ سبع مراتٍ اجزأه الخ (غنیة جدید ۱۸۱) نسخہ قدیم ص۱۰۱

[4] ولا یشترط الموالاة بین الجمرات ولا بین رمیات جمرة واحدة بل یسن فیکره ترکها الخ (غنیة الناسک جدید ۱۸۱ نسخہ قدیم ص۹۹)

رمی کرنے والے کے لئے کوئی خاص ہیئت لازم نہیں

رمی کرنے والے کے لئے بوقتِ رمی مخصوص ہیئت اور مخصوص حالت لازم نہیں۔ لہٰذا کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے، طہارت اور بغیر طہارت، اور استقبالِ قبلہ اور بغیر استقبالِ قبلہ ہر طرح سے جائز ہے۔ اسی طرح دُور سے اور قریب سے اور جمرہ کی جس جانب سے بھی چاہے کرنا جائز ہے۔ ہاں البتہ اگر آسانی سے ہوسکے تو پانچ ہاتھ دوری سے رمی کرنا مسنون ہے[1]

کنکریاں کہاں سے لیں ؟

کنکریاں لینے کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ مزدلفہ سے اور مزدلفہ اور منیٰ کے راستے سے اور منیٰ اور اس کے آس پاس کہیں سے بھی لینا جائز ہے۔ ہاں البتہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے لئے صرف سات کنکریاں مزدلفہ سے یا راستہ سے لینا مستحب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مزدلفہ سے چلتے وقت جمرۂ عقبہ کی رمی کی فکر سوار ہوجاتی ہے۔ گویا کہ مزدلفہ سے منیٰ کے لئے چلنا جمرۂ عقبہ کی رمی ہی کے لئے چلنا ہوتا ہے۔ اسلئے کنکریاں لیکر تیاری کیساتھ چلنا مستحب ہے۔ اور باقی ایام کی ۶۳ کنکریاں منیٰ سے لے لیں (زبدۃ المناسک ص۱۸۱) اور اگر مزدلفہ سے ستر کنکریاں لے لیں تب بھی جائز ہے[2]

چار یا اس سے زائد جمرات تک نہ پہونچیں تو ؟

اگر دُور سے کنکریاں ماردیں، اور صرف دو تین کنکریاں جمرات تک پہونچ پائیں، باقی دور جاکر گرگئیں یعنی چار یا اس سے زیادہ جمرات تک نہیں پہونچیں تو ایسی صورت میں

---

[1] ولا یشترط ان یکون الرامی علی حالۃ مخصوصۃ من قیام او استقبال او طہارۃ او قرب او بعد بل علی ای حال رمی ومن ای مکان رمی صح الا انہ یسن وقوفہ للرمی بنحو خمسۃ اذرع من الجمرۃ او اکثر الخ (غنیۃ جدید ص[illegible] قدیم ص[illegible])

[2] ویستحب ان یرفع من المزدلفۃ او من قارعۃ الطریق سبع حصیات کحصی الخذف (وقولہ) وان رفع من المزدلفۃ سبعین حصاۃ او من قارعۃ الطریق فھو جائز لانہ یعین اخذھا من موضع شاء الخ (غنیۃ المناسک جدید ص[illegible] نسخہ قدیم ص[illegible])

دم دینا لازم ہو جائیگا۔ ہاں البتہ اگر اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہو جائیگا۔ [1]

(معلم الحجاج ص۱۸۱)

اکثر کنکریاں جمرات تک پہونچ گئیں، دو تین نہیں پہونچیں

اگر دُور سے رمی کی گئی، اور دو تین کنکری جمرات تک نہیں پہونچ پائیں یا دوسری طرف گر گئیں تو ایسی صورت میں ہر ایک کنکری کے عوض میں ایک صدقۂ فطر یا اسکی قیمت دینا لازم ہوگا۔ [2]

دُور سے کنکریاں مارنا

اگر دُور سے کنکریاں ماردیں اور جمرہ تک نہیں پہونچیں تو کیا حکم ہے؟
تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جمرہ سے قریب جاکر گری ہیں تو رمی صحیح ہو جائیگی۔ اور اگر دُور جاکر گریں تو رمی صحیح نہ ہوگی۔ اور قریب کا مطلب یہ ہے تین ہاتھ کے اندر اندر ہو۔ اور صاحب فتح القدیر نے کہا کہ جمرہ سے ایک ہاتھ کے اندر اندر کو قریب کہا جائیگا۔ اس سے زیادہ کو دُور کہا جائیگا۔ بہرحال تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ پر گرنے سے بالاتفاق رمی معتبر نہ ہوگی۔ اور اگر ایک ہاتھ کے اندر اندر گری ہیں تو بالاتفاق رمی معتبر ہو جائیگی۔ اور تین ہاتھ کے اندر ایک ہاتھ سے دُوری پر گرنے میں اختلاف ہے، لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ایک ہاتھ کے اندر اندر ہی کنکری پڑجایا کرے۔ بہرحال جو لوگ کافی دُور سے کنکریاں مارتے ہیں ان کی طرف سے نہایت بے احتیاطی کی بات ہے اس سے احتراز کی

---

[1] اتیان اکثر عدد ہا فی کل یوم فلو ترکہ فکانہ لم یرم الخ غنیۃ جدید ص۱۸۸، قدیم ص۱۰۱) لانہ اذا ترک اکثر السبع لزمہ دم کما لو لم یرم اصلا الخ (شامی زکریا ۳/۵۳۲)

[2] واتمام ما زاد علی اکثر عددہ فلو ترک الاقل من سبعۃ یوم النحر او من احدی عشرین فی یوم اخر اجزأہ وعلیہ لکل حصاۃ صدقۃ الخ غنیۃ جدید ص۱۸۹، نسخہ قدیم ص۱۰۱، وان ترک اقل منہ کثلاث فما دونہا فعلیہ لکل حصاۃ صدقۃ (شامی زکریا ۳/۵۳۲)

کوشش کریں اور قریب جا کر ہی کنکریاں مارنے کی کوشش کریں [۱]

جو کنکری جمرہ کے ستون یا جمرہ کی دیوار پر لگ کر دُور جا گری اُسکا اعتبار نہیں

اگر دُور سے کنکری ماردی اور جمرہ کے ستون یا دیوار پر ٹکر کھا کر دُور جا گری تو اس کا اعتبار نہ ہوگا، اسلئے ستون یا دیوار پر نہ مار کر حوض میں مارنا چاہئے۔ ہاں البتہ ستون یا دیوار پر اس طرح مارے کہ جس سے آسانی سے حوض میں گر جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر دیوار یا ستون پر ٹکر کھا کر تین ہاتھ کے اندر اندر جا گری ہے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ۱۴۲۵ھ سے جمرات کے نشانات بجائے کھمبے کی شکل کے دیوار کی شکل میں نظر آئیں گے۔ جو کنکری دیوار پر ٹکر کھا کر تین ہاتھ سے زیادہ دور جا گرتی ہو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ دوبارہ مارنا لازم ہوگا۔ نیز جو کنکری دیوار پر لٹکی رہ جائے اسکا بھی اعتبار نہیں۔ بلکہ صرف اس کنکری کا اعتبار ہوا کرتا ہے جو ٹکر کھا کر تین ہاتھ کے اندر اندر گری ہو۔

دوسرے قول کے مطابق ایک ہاتھ کے اندر اندر گرتی ہو یا ستون اور دیوار پر نہ لگے اسکے قریب حوض میں گری ہو اسی کا اعتبار ہوا کرتا ہے۔ [۲] یہ اہم مسائل ہیں، ان کو دھیان میں رکھنا۔

گیارہویں وبارہویں کی رمی زوال سے قبل کرنے پر دَم کا حکم

گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال سے پہلے کرنا جائز نہیں۔ بلکہ زوال کے بعد کرنا

---

[۱] فلو وقع بعیداً منها وان وقع فی الشاخص لایجزئه فثلاثة اذرع بعید وما دونه قریب هذا حکاه فی اللباب بقیل لکن جزم به فی الدر، وذکر فی الفتح القریب قدر ذراع ونحوه الخ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۷ نسخہ قدیم ص۹۱)

[۲] والجمرة موضع الشاخص لا الشاخص فانه علامة للجمرة (قوله) الحاصل انه لو وقع علی حد جوانب الشاخص اجزأه للقریب ولو وقع علی قبة الشاخص ولم ینزل عنها لایجزئه للبعید (وقوله) محل الرمی هو الموضع الذی علیه الشاخص وما حوله لا الشاخص (وقوله) ولو کان فی الشاخص طاق فاستقرت الحصاة فیه لم یجزئه الخ (غنیۃ المناسک جدید ص۱۸۱ قدیم ص۹۱) ینبغی ان تقع الحصاة عند الجمرة او قریبا منها حتی لو وقعت بعیدا منها لم یجزئه الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۴۳)

واجب ہے، حضرت امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ سب کے نزدیک متفقہ طور پر زوال سے پہلے جائز نہیں ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں۔ ایک قول ضعیف اور کمزور اور غیر راجح ہے، اسکے مطابق جائز ہے۔ اور اس قول پر آج تک کسی نے فتویٰ نہیں دیا۔ دوسرا قول مشہور اور ظاہر الروایہ ہے۔ اور وہی راجح اور مفتیٰ بہ قول ہے، جو جمہور کے موافق عدم جواز کا ہے، کہ گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور زوال کے بعد کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر زوال سے پہلے رمی کریگا تو وقت کے اندر اندر اس کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ اور اگر اس کا اعادہ نہیں کیا ہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم دینا لازم ہو جائیگا۔

حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے زبدۃ المناسک کے اضافہ صـ۲۱۲ میں اس مسئلہ پر کافی لمبی بحث کر کے وجوبِ دم کا حکم لکھا ہے۔ پھر اس کے ذیل میں ہدایہ، قاضی خاں، بدائع، غنیہ وغیرہ کے وہ جزئیات نقل کئے ہیں جن میں لا یجوز اور لا یکفی اور لا یصح وغیرہ کی عبارات ہیں۔ اور مناسکِ حج میں رکن واجب کی عدم ادائیگی اور عدم صحت پر لا یجزی اور لا یکفی اور لا یصح وغیرہ کے الفاظ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔ اور عدم اعادہ کی صورت میں ایسے افعال میں دم واجب ہو جاتا ہے۔ اور اہم ترین فقہاء متقدمین اور متاخرین کی کتابوں میں وجوبِ دم کی صریح عبارت اس خاکسار کو اپنی کوتاہی کی بناء پر سعی بلیغ کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکی۔

ہاں البتہ وجوبِ دم کی صریح عبارت صاف الفاظ کے ساتھ ایسے دو عالم کی ملی ہیں جن میں سے ایک کا نام اہم ترین فقہاء کی فہرست میں شمار نہیں ہے۔ مگر دوسرا اپنے زمانہ کے بلند پایہ عالم و محدث ہونیکے ساتھ فقیہ بھی ہیں۔

ع۱ مناسک ملا علی قاری کے حاشیہ میں "ملا اخون جان" کی ایک جذباتی عبارت ہے جو کافی لمبی ہے۔ اس کا مختصر ٹکڑا یہاں درج کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

فما يفعله كثير من الناس من الرمي قبل الزوال فهو خطأ موجب للدم ومحل للانكار والذم لكونه مخالفاً لصحيح الرواية ولظاهر الرواية.

(حاشیہ مناسک ملا علی قاری مطبع کراچی صـ۲۳۰)

۲۔ مشہور محدث وفقیہ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی کی عبارت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اگر زوال سے پہلے رمی کرلی ہے تو اس کا اعادہ لازم ہے۔ اور ایام تشریق گذر جانے کے بعد اعادہ کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ پھر وجوب دم کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ان رمی فی الیوم الاول والثانی قبل الزوال اعاد وفی الثالث یجزیہ وقال عطاء وطاؤس یجوز فی الثلاثۃ قبل الزوال، واتفق مالک وابوحنیفۃ والثوری والشافعی وابوثور اذا مضت ایام التشریق وغابت الشمس من آخرھا فقد فات الرمی ویجبر ذلک بالدم۔ (عمدۃ القاری بیروت ۱۰/۸۲ عمدۃ القاری زکریا ۷/۳۷۱)

اور زوال سے پہلے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی ان دونوں دنوں میں رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور مالکیہ کی طرف سے زوال سے پہلے رمی کی صورت میں وجوب دم کی صریح عبارت مل گئی ہے۔ جو یہاں درج کردی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

وقت الرمی فی کل یوم منھما من زوال الشمس الی الغروب فلو قدم الرمی علی الزوال لایکفی وعلیہ دم ان لم یعدہ بعد الزوال۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۶۶۸)

اب یہاں اہم ترین فقہاء احناف کی عبارات نقل کی جارہی ہیں تاکہ عدم جواز اور وجوب دم کا حکم واضح ہوجائے۔ اور امام صاحب کے قول ضعیف کو اس مسئلہ میں ناقابل توجہ قرار دیا جائے۔

۱۔ غنیۃ الناسک میں بہت صاف الفاظ میں یہ عبارت ہے کہ قبل الزوال ان دونوں دنوں میں رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ایام میں زوال کے بعد رمی فرمائی ہے۔ اس کا اتباع واجب ہے۔ اسلئے زوال سے پہلے ان دنوں میں رمی صحیح نہیں ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

لایجوز فیھما قبل الزوال اتفاقا لوجوب اتباع المنقول لعدم المعقولیۃ (وقولہ) والصحیح انہ لایصح فی الیومین الا بعد الزوال مطلقا۔

(غنیۃ جدید ۱۸۲/۱۸۲، غنیۃ قدیم ۹۹)

۲۔ الموسوعۃ الفقہیہ میں ائمہ اربعہ اور جمہور کا مسلک یہی لکھا ہے کہ ان دونوں دنوں میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول مشہور ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ یبدأ وقت الرمی فی الیوم الاول والثانی من ایام التشریق بعد الزوال ولا یجوز الرمی فیما قبل الزوال عند جمہور العلماء ومنہم الائمۃ الاربعۃ علی الروایۃ المشہورۃ الظاہرۃ عن ابی حنیفۃ۔ (الموسوعۃ ۲۳/۱۵۷)

۳۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں بھی صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ ان دونوں دنوں میں رمی کا وقت ہی زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اسلئے زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

واما فی الیوم الثانی والثالث فھو ما بعد الزوال ولو رمی قبل الزوال لا یجزیہ

(تاتارخانیہ ۲/۴۶۱)

۴۔ فتاویٰ ہندیہ میں اور واضح الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ ان دونوں دنوں میں زوال کے بعد رمی کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اسلئے زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

واما وقت الرمی فی الیوم الثانی والثالث فھو ما بعد الزوال الیٰ طلوع الفجر من الغد حتی لا یجوز الرمی فیہما قبل الزوال الا ان ما بعد الزوال الی غروب الشمس وقت مسنون وما بعد الغروب الیٰ طلوع الفجر وقت مکروہ۔

(عالمگیری کوئٹہ ۱/۲۳۳ زکریا دیوبند)

۵۔ صاحب بدائع نے بھی بہت واضح الفاظ میں نقل فرمایا کہ ایام تشریق گیارہویں تاریخ سے شروع ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایام تشریق میں سے یوم اول اور یوم ثانی کی رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے، اور امام صاحب کے قول مشہور کے مطابق زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

فاما وقت الرمی من الیوم الاول والثانی من ایام التشریق وھو الیوم الثانی والثالث من ایام الرمی فبعد الزوال حتی لا یجوز الرمی فیہما قبل الزوال فی الروایۃ المشہورۃ

عن ابی حنیفۃ۔ (بدائع زکریا ۳۲۴/۲، بیروت ۹۳/۲، بدائع کراچی ۱۳۶/۲)

۶ صاحب ہدایہ نے ہدایہ کے متن میں واضح فرمایا کہ ان دونوں دنوں میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

الیوم الاول والثانی حیث لا یجوز الرمی فیہما الا بعد الزوال فی المشہور من الروایۃ لانہ لا یجوز ترکہ فیہما فبقی علی الاصل المروی۔

(ہدایہ رشیدیہ ۲۳۲/۱، زکریا ۲۵۲/۱)

۷ علامہ شامی نے بھی اسی کو واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ قول مشہور کے مطابق ان دونوں دنوں میں تینوں جمرات کی رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے، لہٰذا زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

وقت رمی الجمار الثلاث فی الیوم الثانی والثالث من ایام النحر بعد الزوال فلا یجوز قبلہ فی المشہور۔ (شامی زکریا ۵۴۱/۳، شامی کراچی ۵۲۱/۲)

۸ فتاویٰ قاضیخاں میں بھی کافی واضح الفاظ کے ساتھ اسکو نقل فرمایا ہے کہ ان دونوں دنوں میں رمی کرنے کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

ثم لا یدخل وقت الرمی فی الیوم الاول والثانی من ایام التشریق حتی تزول الشمس فی المشہور من الروایۃ۔ (خانیہ مع الہندیہ ۲۹۸/۱)

۹ صاحب جوہرہ نے لکھا ہے کہ یوم ثانی میں زوال کے بعد ہی رمی کا وقت شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر زوال سے پہلے رمی کریگا تو رمی جائز نہیں ہو گی۔ ملاحظہ فرمایئے:

فان زالت الشمس من الیوم الثانی من النحر رمی الجمار الثلاث ولو رماھن قبل الزوال لا یجوز۔ (الجوہرۃ النیرۃ ۱۹۷/۱)

۱۰ مبسوط سرخسی میں ہے: گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں اگر زوال سے پہلے رمی کریگا وہ رمی صحیح نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے کہ ان دنوں میں رمی کا وقت زوال کے بعد ہی شروع ہوتا ہے، اسلئے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد ہی رمی فرمائی ہے، اسلئے زوال سے پہلے جائز نہیں ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

وان رماها في اليوم الثاني من ايام النحر قبل الزوال لم يجزه لان وقت الرمي في هذا اليوم بعد الزوال عرف بفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا يجزئه قبله۔ (قوله) وهو الرمي بعد الزوال وفي ظاهر الرواية يقول هذا اليوم نظير اليوم الثاني فان النبي صلى الله عليه وسلم رمى فيه بعد الزوال فلا يجزئه الرمي فيه قبل الزوال۔

(المبسوط للسرخسی ۴/۶۸)

حاصل یہ ہے کہ فقہاء کرام کی مذکورہ تمام کتابوں کی عبارات سے واضح ہوا کہ گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال سے قبل جائز نہیں ہے۔ اور بعض کتابوں میں ہے کہ رمی صحیح نہیں ہوتی ہے، اور رمی جمار واجب ہے۔ اور جائز نہ ہونے اور صحیح نہ ہونے سے ترکِ وجوب لازم آیا۔ اور ترکِ واجب سے سب کے نزدیک دم لازم ہوتا ہے، اسلئے ان ایام میں زوال سے قبل رمی کرنے سے زوال کے بعد اعادہ واجب ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔

یوم النحر میں طوافِ زیارت کیلئے منیٰ سے روانگی

افضل یہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی اور سر کا حلق یا قصر کے بعد طوافِ زیارت کے لئے روانہ ہوجائے۔ اور اگر قربانی واجب ہے تو حلق سے قبل قربانی بھی کرے، اسکے بعد ہی روانہ ہوجائے۔ اور طواف کے بعد اس دن منیٰ میں آکر رات گذاری جائے۔[1] ہاں البتہ قربانی و حلق سے قبل بھی طوافِ زیارت بلاکراہت جائز ہے (مستفاد تاتارخانیہ ۲/۴۶۵)

بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانہ ہوجانا

بارہویں ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کے بعد غروب سے پہلے منیٰ سے روانہ ہوجانا بلاکراہت

---

[1] ووقته ايام النحر افضلها اولها ولياليها الخ (تاتارخانيه ۲/۴۶۵)

جائز ہے۔ اور غروب کے بعد روانہ ہونا کراہت کیساتھ جائز ہے۔ اور اس کراہت کی وجہ سے کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱) اس زمانہ میں زیادہ بھیڑ ہونے کی وجہ سے ۱۲ کی رمی غروب کے بعد کرنا اور غروب کے بعد منیٰ سے روانہ ہوجانا بلا کراہت جائز ہوجانا چاہئے۔ (غنیہ جدید ص۱۸۱) اور تیرہویں کو صبح صادق کے بعد اگر رک جائے تو زوال تک رک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر جمرات کی رمی کئے بغیر روانہ ہوجائے تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔[1] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱)

تیرہویں کی رمی

افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ تیرہویں تاریخ کو بھی منیٰ میں قیام کرلیا جائے اور اس دن بھی زوال کے بعد رمی کرکے مکۃ المکرمہ کیلئے کوچ کریں۔[2]

بارہویں کو منیٰ سے نکلنے کا مسنون طریقہ

اگر بارہویں کو مکہ مکرمہ روانہ ہونیکا ارادہ ہو تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ بارہویں کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی کرکے حدودِ منیٰ سے نکل جائے، اور حدودِ منیٰ کی آخری حد مکہ مکرمہ کی طرف سے جمرۂ عقبہ ہے۔ اسلئے اس کو جمرۂ آخری بھی کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر غروب کے بعد منیٰ سے روانہ ہوتے ہیں تو کراہت اور مکروہ کا ارتکاب ہوگا۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ بارہویں کے بعد کا وقت منیٰ میں ہوجائے تو تیرہویں کے لئے قیام کرلیا جائے۔[3] مگر اب بھیڑ کی وجہ سے کراہت نہیں ہوگی۔

تیرہویں کو غروب کے بعد طلوعِ فجر سے قبل کوچ کرنا

اگر بارہویں کو غروب کے بعد رات تک منیٰ میں رک جائے، پھر رات ہی میں منیٰ سے روانہ ہوجائے تو بالاتفاق کراہت کا ارتکاب ہوگا، مگر دم واجب ہونے میں اختلاف ہے، کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق صرف امر کراہت کا ارتکاب ہوگا، اور دم وغیرہ کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا۔
اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول ثانی اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دم واجب ہوجائیگا۔

---

[1] ولہ ان ینفر ما لم یطلع الفجر من الیوم الرابع فاذا طلع الفجر لم یکن لہ ان ینفر لدخول وقت الرمی الخ (تاتارخانیۃ ۲/۴۶۷)
[2] الافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع الخ غنیۃ المناسک جدید/۱۸۲)
[3] وان لم یقم نفر قبل غروب الشمس فان لم ینفر حتی غربت الشمس یکرہ ان ینفر حتی یرمی فی الرابع الخ (غنیہ جدید/۱۸۲ معلم/۹۸)

اسلئے اگر بارہویں کو روانہ ہونا ہے تو غروب سے پہلے پہلے ہی منیٰ کی حدود سے نکلنے کی کوشش کیجائے۔ [1] اصل حکم کراہت کا ہے۔ مگر بھیڑ کی وجہ سے کراہت نہ ہونی چاہئے۔

تیرہویں کو طلوعِ فجر کے بعد کوچ کرنا

اگر تیرہویں کو صبح صادق ہوجانے تک منیٰ میں رُک جائے پھر اسکے بعد اس دن کی رمی کئے بغیر روانہ ہوجائے تو باتفاقِ ائمہ اربعہ دم دینا واجب ہوگا۔ [2]

تیرہویں تاریخ کی رمی زوال سے پہلے کرنا

تیرہویں تاریخ کی رمی بھی زوال کے بعد کرنا لازم ہے۔ لیکن اگر زوال سے پہلے اس روز کی رمی کرلی جائے تو کیا حکم ہے؟ تو اس بارے میں علماءِ سلف کا اختلاف ہے۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت عکرمہؒ اور امام طاؤس بن کیسانؒ اور امام اسحٰق بن راہویہؒ کے نزدیک تیرہویں تاریخ کی رمی زوال سے قبل کراہت تنزیہی کے ساتھ صحیح اور جائز ہوجائے گی۔ اور کوئی کفارہ وغیرہ بھی لازم نہ ہوگا۔ یہ حضرات دلیل میں یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ تیرہویں تاریخ کی رمی میں بنیادی طور پر تخفیف ہے۔ کیونکہ اس دن کی رمی اور قیام کو سرے سے چھوڑ کر بارہویں کو کوچ کرجانا بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا زوال سے قبل کرنے کی تخفیف بطریقِ اولیٰ ثابت ہونی چاہئے۔

اور حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور جمہور کے نزدیک تیرہویں کی رمی بھی زوال کے بعد کرنا لازم اور واجب ہے۔ اور واجب ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اگر زوال سے پہلے کرلی جائے تو دوبارہ زوال کے بعد اعادہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ اور اعادہ کا وقت تیرہویں کو غروب تک، اس کے بعد دم دینے کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں۔

---

[1] لو نفر من الليل قبيل طلوعه لاشئ عليه في الظاهر عن الامام وقد اساء وعنه انه ليس ان ينفر بعد الغروب فان نفر لزمه دم وعليه الائمة الثلاثة۔ (غنیہ جدید ص۱۸۲، قدیم ص۹۵)

[2] لو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمي يلزمه دم اتفاقاً۔ (غنیہ جدید ص۱۸۲، قدیم ص۹۵)

اب دونوں قولوں کو پیش نظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عذر کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور غیر معذور کو حضرات صاحبینؒ اور جمہور کے قول پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ ؎۱

دسویں، گیارہویں و بارہویں کی قضاء و دم کب ؟

یوم النحر یعنی دسویں تاریخ کی رمی کا وقتِ جواز طلوعِ صبح صادق سے لیکر گیارہویں کی صبح صادق سے پہلے پہلے تک ہے۔ اور وقتِ مسنون طلوعِ شمس سے زوال تک ہے۔ اور زوال سے غروب تک وقتِ مباح ہے۔ اور طلوعِ صبح صادق سے طلوعِ شمس تک وقتِ جواز ہے۔ اور غروب سے گیارہویں کی صبح صادق تک وقتِ مکروہ ہے، اور اگر دسویں کی رمی گیارہویں کی صبح صادق ہو جانے تک نہیں کی گئی ہے تو دسویں کی رمی کی قضاء گیارہویں کی رمی کے ساتھ کرنا لازم ہو جائیگی۔ اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہو جائیگا۔ ؎۲

اسی طرح اگر گیارہویں کی رمی بارہویں کی صبح صادق تک نہیں کی ہے تو بارہویں کی رمی کے ساتھ قضاء کرنا اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہو جائیگا۔ نیز اگر بارہویں کی رمی بھی تیرہویں کی صبح صادق ہو جانے تک نہیں کی ہے تو تیرہویں کی رمی کے ساتھ قضاء کرنا اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہو جائیگا۔ اور قضاء کا وقت تیرہویں کے غروب تک باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد قضاء کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے، صرف

؎۱ فان لم ينفر حتى طلع الفجر من اليوم الرابع وجب عليه الرمي في يومه ذلك فيرمي الجمار الثلاث بعد الزوال كما مر فان رمى قبل الزوال في هذا اليوم صح عند ابي حنيفةؒ مع الكراهة التنزيهية وهو قول عكرمةؒ وطاؤسؒ واسحاق بن راهويةؒ لانه لما ظهر اثر التخفيف فيه بالترك فلان يظهر اثر التخفيف فيه بالتقديم اولى۔ وقالا لا يصح اعتبارا بسائر الايام الخ
(غنیہ جدید ص۱۸۴ قدیم ص۹۶)

؎۲ حتى رمى جمرة العقبة بسبع حصيات وله في هذا اليوم اربعة اوقات فوقت الجواز اداء من طلوع الفجر فلا يصح قبله الى طلوع الفجر من غده فاذا طلع فات وقت الاداء ولزمه الدمؒ والقضاء وسن من طلوع الشمس الى الزوال ثم يباح الى الغروب ويكره من الغروب الى الفجر الخ غنیہ جدید ص۱۷۳ قدیم ص۹۱ وفتح القدير مطبوعہ کوئٹہ ۲/۳۹۲)

ایک دم دینا لازم ہوگا[۱]۔ یہ مسئلہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ہے۔ یعنی قضاء، اور دمِ کفارہ دونوں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہیں۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک صرف ایک چیز واجب ہوتی ہے یعنی اگر دوسرے دن رمی کی تلافی رمی کے ذریعہ کرلی جائے تو دم لازم نہ ہوگا۔ اور ان کے نزدیک دوسرے دن کی قضاء بھی اداکے حکم میں ہوتی ہے۔ اور دوسرے دن رمی جوان کے نزدیک ادا، اور امام صاحبؒ کے نزدیک قضاء ہے کی صورت میں دم لازم نہیں ہوتا۔

اور تیرہویں کے غروب کے بعد رمی کا وقتِ ادا، اور وقتِ قضاء دونوں ختم ہوجاتے ہیں۔ اسلئے سب کے نزدیک صرف دم دینا لازم ہوگا۔[۲] اور ایضاح المناسک میں صاحبین کا قول نقل نہیں کیا گیا تھا اسلئے یہاں اس مسئلہ کو دوبارہ لکھا گیا۔

اگر رمی کے بعد ایک دو کنکری بچ جائیں تو کیا کریں

اگر کسی نے کنکریاں تعداد سے زیادہ لے رکھی ہیں، اور آخری دن رمی کے بعد چند کنکریاں بچ گئیں تو کسی دوسرے کو ضرورت ہو تو دیدے ورنہ کسی پاک جگہ پر پھینک دے۔ اور بعض لوگ ناواقفیت میں ایسی کنکریوں کو دفن کردیتے ہیں جو لایعنی اور فضول عمل ہے۔ اور جمرات پر مارنا بھی مکروہ ہے بلکہ پاک جگہ پر پھینک دینا چاہئے۔[۳]

ترکِ رمی کا کفارہ

اور ایک دن کی رمی ترک کردی ہے تو ایک دم، اور دوٗ دن کی ترک کردی ہے تب بھی

---

[۱] الوقت المسنون فی الیومین من الزوال الی غروب الشمس ومن الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ واذا طلع الفجر فقد فات وقت الاداء عند الامام وبقی وقت القضاء الی اٰخر ایام التشریق فلو اٰخرہ من وقتہ اداءً فعلیہ القضاء والجزاء (غنیۃ جدید ۱۸۲)

[۲] ولو لم یرم فی اللیل رماہ فی النہار ولو قبل الزوال قضاءً عندہ وعلیہ الکفارۃ للتاخیر واداءً عندھما ولا شیء علیہ ولو اخر رمی الایام کلہا الی الرابع مثلاً رماہا کلہا فیہ قبل الزوال او بعدہ علی التالیف قضاءً عندہ وعلیہ دم واحد للتاخیر واداءً عندھما ولا شیء علیہ وان لم یقض حتی غربت الشمس منہ فات وقت القضاء والاداء وعلیہ دم واحد اتفاقاً الخ (غنیۃ جدید ۱۸۲/ قدیم ۹۷)

[۳] واذا اراد ان ینفر ومعہ حصاۃ دفعہا الی غیرہ ان احتاج والا فیطرحہا فی موضع طاھر، ودفنہا لیس بشیء ورمیہا علی الجمرۃ مکروہ الخ (غنیۃ جدید ۱۸۵)

ایک دم لازم ہوتا ہے۔ (ھدایہ رشیدیہ ۲۵۵/۱)

اور اگر تمام ایامِ منیٰ کی تمام رمیوں کو تیرہویں کے غروب کے بعد تک ترک کر دیا ہے تب بھی سب کے بدلہ میں صرف ایک قربانی واجب ہوگی۔[1]

منیٰ میں رات گذارنا

تین راتیں منیٰ میں گذارنا سنت ہے۔ ۱ آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی شب۔ ۲ دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کی درمیانی شب ۳ گیارہویں اور بارہویں کی درمیانی شب۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق یہاں پر مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔[2] (اوجز المسالک ۲/۲۲۵)

اور اس سے بھی زیادہ افضل یہی ہے کہ بارہویں اور تیرہویں کی درمیانی شب بھی منیٰ میں گذار کر تیرہویں کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کر کے منیٰ سے کوچ کیا جائے۔[3]

عذر کی وجہ سے منیٰ کی شب گذاری ترک کر دینا

اگر کسی عذر کی وجہ سے منیٰ میں رات نہ گذار سکے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مثلاً کوئی ضعیف آدمی یوم النحر میں طواف وسعی کے بعد رات تک منیٰ پہنچنے کی ہمت نہیں رکھتا تو ایسا شخص جہاں سہولت ہو وہاں رات گذار سکتا ہے۔ اسی طرح ازدحام اور بھیڑ میں کو نکل کر تی پہنچتے پہنچتے صبح ہو جائے تو ایسے اعذار میں مبیت منیٰ چھٹ جانے سے کوئی گناہ نہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کے لئے اجازت دیدی تھی کہ وہ لوگ جہاں چاہیں رات گذار سکتے ہیں۔[4] (مستفاد اوجز المسالک ۲/۲۲۵)

اس کی مفصل بحث اور واضح مسئلہ انوارِ رحمت میں لکھا گیا، اسکو یہاں بھی آگے

---

[1] ولو اخر رمی الایام کلہا الی الرابع مثلاً رماھا کلہا فیہ قبل الزوال او بعدہ علی التالیف قضاءً عندہ وعلیہ دم واحد للتاخیر واداءً عندھما ولا شئ علیہ وان لم یقض حتی غربت الشمس منہ فات وقت القضاء والاداء وعلیہ دم واحد اتفاقاً الخ غنیۃ الناسک قدیم ۹۹ ولو ترک رمی الجمار الثلاث فی یوم واحد او فی یومین او فی الایام کلہا فعلیہ دم واحد لاتحاد الجنس الخ غنیۃ الناسک قدیم ۹۹ جدید ۱۷۹)

[2] لا یبیت بمکۃ ولا فی الطریق لان البیتوتۃ بمنی لیالیہا سنۃ عندنا الخ اوجز المسالک ۲/۲۲۵

[3] الافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع الخ غنیۃ جدید ۱۸۳)

[4] من لم یبت لیالی منی بمنی فقد اساء ولا شئ علیہ الا الرعاء واھل سقایۃ العباس فلا تکرہ المبیت لہم فی غیر منی الخ (اوجز المسالک ۲/۲۲۵)

چند عنوانات کے بعد نقل کریں گے۔ ناظرین کو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ ہوگا۔

بلا عذر مبیتِ منیٰ ترک کردینا بلا کسی عذر کے منیٰ میں رات نہیں گذارتا ہے، مکۃ المکرمہ یا کسی دوست کے یہاں رات گذار دیتا ہے، تو ترکِ سنت کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امرِ مکروہ کا مرتکب اور گنہگار ہوگا، مگر اس امرِ مکروہ کے ارتکاب کی وجہ سے اس پر کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔

(مستفاد ھدایہ رشیدیہ ۱/۲۳۲، اوجز المسالک ۳/۴۲۵) لہ

رات کا اکثر حصہ منیٰ میں نہ گذارنا مبیتِ منیٰ کلی طور پر ترک نہیں کیا، بلکہ رات کا نصف یا اکثر حصہ دوسری جگہ بلا عذر گذار دیا ہے، مثلاً کسی دوست کے یہاں گذار دیا ہے تو یہ عمل مکروہ تنزیہی اور خلافِ سنت ہے۔ اور کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد اوجز المسالک ۳/۴۲۵) ٢ہ

حدودِ منیٰ تنگ ہوجائے تو حجاج کہاں قیام کریں؟

یہاں یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ حدودِ منیٰ کے اندر حجاج کرام کی کثرت کی وجہ سے قیامِ منیٰ اور مبیتِ منیٰ کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے تو کیا ایسی صورت میں حدودِ منیٰ سے متصل منیٰ سے باہر مزدلفہ کی طرف سے مزدلفہ کی حدود میں، اسی طرح جمرۂ عقبہ کے بعد حرم شریف کی طرف حدودِ منیٰ سے باہر کے حصہ میں رات گذارنے سے مبیتِ منیٰ اور قیامِ منیٰ کی سنت ادا ہوجائے گی یا نہیں۔ کہ جس طرح حدودِ مسجد میں جگہ نہ ہونے کی صورت میں مسجد سے متصل باہر کھڑے ہوکر امام کی اقتداء کرنے سے اقتداء اور شرکتِ جماعت دونوں صحیح ہوجاتی ہیں، تو کیا اسی طرح قیامِ منیٰ بھی صحیح ہوسکتا ہے؟

تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ حدودِ منیٰ منصوص ہے کہ حضرت سید الکونین علیہ السلام نے خود اس کی حدود متعین فرمادی ہیں۔ اور اس کی متعین شدہ حدود میں کمی کو ترمیم کرنیکا

لہ ویکرہ ان لا یبیت بمنیٰ لیالی الرمی ولو بات فی غیرہا متعمداً لا یلزمہ شیئ عندنا خلافاً للشافعیؒ (ھدایہ ۱/۲۳۲، ھٰکذا اوجز المسالک ۳/۴۲۵)

البتہ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک بلا عذر ترک کردینے سے دم واجب ہوجائیگا۔ اور امام شافعی اور امام احمدؒ کی ایک روایت میں بھی وجوب دم کا حکم ہے۔ (اوجز المسالک ۳/۴۲۳)

٢ہ ولو بات اکثر لیلہا فی غیر منیٰ کرہ تنزیہاً ولا یلزمہ شیئ عندنا الخ (اوجز المسالک ۳/۴۲۵)

حق نہیں ہے۔ اور رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کی حدود اس طرح متعین فرمادی ہیں کہ مزدلفہ کی جانب سے بطن محسّر جہاں اصحاب فیل تباہ ہوگئے تھے۔ اسکے بعد سے شروع ہوکر حرم کی جانب سے جمرۂ عقبہ تک دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان کا میدان منیٰ کے دائرہ میں داخل ہے۔ لہٰذا دونوں طرف کے پہاڑوں کی چوٹی تک اور جانب مزدلفہ میں بطن محسّر اور جانب قبلہ میں جمرۂ عقبہ کی درمیانی حدود کے اندر کا حصہ منیٰ کے حکم میں داخل ہے۔ اور اس حدود کے دائرہ میں کہیں بھی قیام کریگا تو قیام منیٰ صحیح ہوجائیگا۔ اور اس حدود سے باہر قیام کریگا تو قیام منیٰ صحیح نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر حدود منیٰ میں کہیں بھی جگہ نہ ملے تو قیام منیٰ اور مبیت منیٰ ترک کردینا بلا کراہت جائز ہوگا۔ نہ اس پر کوئی گناہ ہوگا اور نہ ہی کوئی جرمانہ لازم ہوگا، بلکہ ایسی تنگی کے عذر کی وجہ سے کہیں بھی رات گذارنا بلا کراہت جائز ہوجائیگا۔

ومنی شعبٌ طولہٗ نحو میلین وعرضہٗ یسیرٌ والجبال المحیط بہا ما اقبل منہا عالیۃ فہو من منیٰ وما ادبر منہا فلیس من منیٰ۔

قولہٗ۔ لقول عمرؓ بن الخطاب لایبیتنّ احدٌ من الحجّاج لیالی منیٰ وراء العقبۃ الخ

(غنیۃ الناسک قدیم ص۱ نسخہٗ جدید ص۱۲۹)

اور منیٰ ایک وادی کا نام ہے جس کی لمبائی دو میل اور چوڑائی مختصر ہے۔ اور وہ پہاڑ جو وادی منیٰ کو گھیرے ہوئے ہیں ان پہاڑوں کی چوٹیوں سے سامنے کی طرف کے پہاڑ بھی منیٰ میں شامل ہیں۔ اور چوٹیوں سے پیچھے کی طرف منیٰ میں شامل نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم ہے کہ کوئی حاجی جمرۂ عقبہ سے باہر منیٰ کی راتیں نہ گذارے۔

لہٰذا حدودِ منیٰ سے باہر مزدلفہ میں یا عزیزیہ میں یا مکۃ المکرمہ میں یا اپنی قیامگاہ میں یا حرم کے آس پاس میں غرضیکہ پورے مکۃ المکرمہ میں کہیں بھی رات گذارنا بلا کراہت جائز ہوجائیگا۔ اسلئے قیام منیٰ اور مبیت منیٰ کی نیت سے حدودِ منیٰ سے متصل باہر رات گذارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بئر زمزم سے پانی پلانے والوں سے بھی مبیت منیٰ ساقط فرمایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عن ابن عباس ان العباس بن عبد المطلب استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیت بمکۃ لیالی منیٰ من اجل سقایتہ فاذن لہ۔ الحدیث

(مسلم شریف ۱/۴۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت مانگی کہ ایام منیٰ کی راتیں مکۃ المکرمہ میں جاکر گذاریں، حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دیدی۔

اسی طرح عذر کی وجہ سے چرواہوں سے مبیت منیٰ ساقط فرمایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عن ابی البداح بن عدی عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص للرعاء ان یرموا یوما ویدعوا یوما۔

(نسائی ۲/۴۰)

حضرت ابو البداح بن عدی اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن رمی چھوڑیں۔

عن عدی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص للرعاء فی البیتوتۃ یرمون یوم النحر والیومین الذین بعدہ یجمعونہما فی احدہما۔ الحدیث

(نسائی شریف مکتبہ اشرفیہ دیوبند ۲/۴۰)

حضرت عدیؓ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو رات گذارنے کے بارے میں رخصت دی ہے کہ یوم النحر میں رمی کریں، اور اسکے بعد کے دونوں دنوں کی رمی انمیں سے ایک میں کریں۔

اور قیام منیٰ اور مبیت منیٰ کو حدودِ مسجد سے متصل باہر کھڑے ہوکر امام کی اقتداء پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، اور نہ ہی اس قیاس کی ضرورت ہے، اسلئے کہ جگہ کی تنگی اور عذر کی وجہ سے نفسِ نماز اور فریضۂ نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اسکے برخلاف عذر کی وجہ سے مبیت منیٰ ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے، لہٰذا دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

اسلئے اس قیاس کی ضرورت نہیں۔ اور فی الحال سعودی حکومت نے مزدلفہ کا بڑا حصہ کبری ملک فیصل تک حاجیوں کے لئے ایام منیٰ میں قیام کرنے کیلئے اسی طرح تسلسل کے ساتھ خیمے نصب کر دیئے ہیں جس طرح حدودِ منیٰ میں ہیں۔ اسی طرح حرم کی طرف جمرۂ عقبہ کے بعد بھی پہاڑ کے دامنوں پر خیمے قائم کر دیئے ہیں۔ ان خیموں میں قیام کرنیکی وجہ سے قیامِ منیٰ کی سنت ادا نہیں ہوگی، اور وہاں قیام کرنا ناجائز بھی نہ ہوگا۔ ناجائز اس لئے نہیں ہے کہ منیٰ میں جگہ نہ ملنے کی صورت میں کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے۔ لہٰذا وہاں بھی قیام کرنا جائز ہو جائیگا۔ مگر بیتِ منیٰ کی سنت حاصل نہ ہوگی۔

عاجز، کمزور، مریض کی طرف سے رمی میں نیابت

ایسے مریض، کمزور اور بوڑھے اور اپاہج وغیرہ کی طرف سے رمیِ جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات تک پہنچکر رمی کرنے پر قادر نہ ہو۔ اور رمی کرنے والا نائب بوقتِ رمی ان کی طرف سے رمی کی نیت کرے، البتہ اپنی رمی پہلے کرلے، اسکے بعد دوسرے کی طرف سے کرے۔ (مستفاد غنیہ ص۱۰۱، بدائع ص۱۳۶/۲)

اور اگر ان کی طرف سے رمی کے بعد عذر زائل ہو جائے تو دوبارہ وقت کے اندر اندر از خود رمی کرنا ان پر لازم نہیں ہے، اور نہ ہی ان پر کوئی فدیہ لازم ہے۔ (مستفاد غنیہ ص۱۰۱)[1]

تندرست عورتوں کی طرف سے نیابت

اگر عورت تندرست ہے، جمرات تک پہنچکر رمی کرسکتی ہے تو ایسی عورت کی طرف سے نیابت جائز نہیں ہے۔ اگر ازدحام کی وجہ سے رمی کرنا دشوار ہو تو رات میں رمی کریگی۔ بلکہ عورتوں کے لئے رات ہی میں رمی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد غنیہ ص۱۰۱، جدید ص۱۸۸)[2]

اور البحر الرائق کی عبارت جو حاشیہ میں درج کی جارہی ہے اسکا مطلب بھی یہی ہے۔[3]

---

[1] ولو رمی عنہم یجزیہم ذلک ولا یعاد ان زال العذر فی الوقت ولا فدیۃ علیہم الخ (غنیہ ص۱۰۱)

[2] الرجل والمرأۃ فی الرمی سواء الا ان رمیہا فی اللیل افضل فلا تجوز النیابۃ عن المرأۃ بغیر عذر الخ (غنیہ ص۱۰۱، جدید ص۱۸۸) [3] ان المرأۃ لو ترکت الوقوف بمزدلفۃ لاجل الزحام لا یلزمہا شیء فینبغی انہا لو ترکت الرمی لا یلزمہا شیء الخ (بحر ۲/۳۶۹)

رمی میں معذور کب شمار ہوگا

رمی میں ایسے لوگوں کو معذور اور مریض اور کمزور شمار کیا جائیگا جو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں (معلم الحجاج ص۱۸۱) اور جمرات تک پیدل یا سوار ہوکر پہنچنے میں سخت تکلیف اور مرض وکمزوری بڑھ جانیکا اندیشہ ہو۔ اور اگر سوار ہوکر جمرات تک آسکتے ہیں اور مرض کی زیادتی کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو خود رمی کرنی لازم ہے۔ دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔ اگر ایسے حالات میں دوسرے سے رمی کرائے تو رمی کا وجوب ذمہ میں باقی رہ جائیگا۔ اور ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجا ئیگا۔ ہاں البتہ اگر سواری کا نظم نہ ہو یا کوئی شخص اٹھا کر لیجانے والا بھی نہ ہو تو معذور رہے۔ دوسرے کو وکیل بنا کر رمی کرانے کی گنجائش ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۱) [1]

وکیل کیلئے نیابت میں رمی کا طریقہ

جب وکیل اپنی معذور کی طرف سے رمی کرے تو یوم النحر میں پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مار دے۔ اسکے بعد معذور کی طرف سے الگ سے سات کنکریاں ماردے، اور گیارہویں اور بارہویں کو پہلے تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کر دے۔ اس کے بعد پھر سے جمرۂ اولیٰ پر پہنچ جائے اور اولیٰ، وسطیٰ، اخریٰ تینوں کی رمی معذور کی طرف سے بھی ترتیب کے ساتھ کر دے[2] لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ اپنی اور معذور دونوں کی رمی ہر جمرہ میں ساتھ ساتھ کردی تب بھی جائز ہے۔ مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ نیز ایسا کرنا بھی مکروہ ہے کہ ایک کنکری اپنی طرف سے دوسری معذور کی طرف سے، اور اسی طریقہ سے ساری کنکریاں ماری جائیں[3]۔ (غنیۃ جدید ص۱۸۹، مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱)

---

[1] وحد المريض ان يصير بحيث يصلي جالساً لانه لا يستطيع الرمي راكباً ولا محمولاً اما لانه متعذر عليه الرمي او يلحقه بالرمي ضرر فان كان مريض له قدرة على حضور المرمى محمولاً ويستطيع الرمي كذلك من غير ان يلحقه الم شديد ولا يخاف زيادة المرض وبطء البرء لا يجوز النيابة عنه الا ان لا يجد من يحمله الخ (غنية جديد ص۱۸۱، قديم ص۱۰۸)

[2] فالاولى ان يرمي السبعة اولاً عن نفسه ثم عن غيره لكن الظاهر انه في يوم النحر واما في الايام الثلاثة فالاولى ان يرمي الجمار الثلاث عن نفسه اولاً ثم عن غيره لئلا تفوت الموالاة (غنية جديد ص۱۸۱ قديم ص۱۰۸)

[3] ولو رمى بحصاتين احداهما عن نفسه والاخرى عن غيره جاز ويكره الخ (غنية جديد ص۱۸۱)

اور اگر معذور کی طرف سے رمی کرنے کے بعد عذر زائل ہوجائے تو دوبارہ خود رمی کرنا لازم نہیں۔ [1]

نیابت میں معذور کی اجازت کب لازم ؟

اگر معذور کا دل و دماغ اور ہوش و حواس صحیح اور درست ہے تو اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے رمی درست نہیں۔ بلکہ اس کا حکم شرط ہے۔ اور اگر دل و دماغ درست نہیں ہے مثلاً بے ہوش یا غشی کی حالت میں، یا نابالغ بچہ ہے یا مجنون یا معتوہ (کم عقل) ہے تو ایسوں کی طرف سے بغیر اجازت اور بغیر حکم کے بھی رمی کردینا جائز ہے۔ [2] (معلم الحجاج ص۱۸۵)

تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب قائم رکھنا

گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب قائم رکھنا مسنون ہے۔ کہ پہلے جمرۂ اولیٰ کی رمی کریں، پھر جمرۂ وسطیٰ کی، پھر جمرۂ آخری کی، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ ترتیب شرط ہے۔ اور بعض احناف نے بھی اس ترتیب کو شرط کہا ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۶) اور حنفیہ کے قول راجح کے مطابق اور اکثر احناف کے نزدیک یہ ترتیب مسنون ہے۔ لہٰذا اگر الٹی ترتیب سے رمی کرلی ہے، یعنی پہلے جمرۂ اولیٰ کے بجائے وسطیٰ یا آخری کی کی ہے تو دوبارہ ترتیب سے جمرۂ اولیٰ پھر وسطیٰ پھر آخری کی رمی کریں تاکہ مسنون طریقہ کے مطابق رمی ہوجائے۔ نیز وجوب اور شرط والے قول کے مطابق ترتیب سے دوبارہ رمی کرنا واجب ہوجائیگا۔ بہرحال قول راجح کے مطابق دوبارہ ترتیب کے ساتھ اعادہ نہ کرنے سے دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ [3]

---

[1] ولا یعاد ان زال العذر فی الوقت ولا فدیۃ علیہم الخ (غنیۃ جدید ص۱۸۱، قدیم ص۱۰۱)

[2] السادس ان یرمی بنفسہ فلا تجوز النیابۃ فیہ عند القدرۃ وتجوز عند العذر، فلو رمی عن المریض بامرہ او مغمیٰ علیہ ولو بغیر امرہ او صبی او معتوہ او مجنون جاز الخ (غنیۃ جدید ص۱۸۱ نسخۃ قدیم ص۱۰۳)

[3] وما ذکرنا من الترتیب فی الجمار الثلاث سنۃ عند الاکثر وھو المختار وقیل شرط کما قالہ الثلاثۃ فلو بدأ بجمرۃ العقبۃ ثم الوسطیٰ ثم الاولیٰ ثم تذکر ذلک فی یومہ فلذا یعید الوسطیٰ والعقبۃ سنۃ او حتماً الخ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۳ نسخہ قدیم ص۱۱۹)

دن میں ازدحام کی وجہ سے رات میں رمی کرنا

اگر دن میں زبردست ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے جمرات تک پہنچنا دشوار ہو جائے تو رات میں رمی کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اس میں عورت اور کمزور مرد دونوں داخل ہیں۔ اور دسویں و گیارہویں کی رمی بھیڑ کی وجہ سے رات میں کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بارہویں کی رمی بھی بھیڑ کی وجہ سے غروب کے بعد کر کے کوچ کرنا بلا کراہت جائز ہوگا۔ ہاں البتہ اگر بھیڑ وغیرہ کی مشقت نہ ہو تو غروب کے بعد مکروہ ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۷، غنیہ جدید ص۱۸۵) البتہ اگر کوئی طاقتور مرد ازدحام میں داخل ہونے میں شدید مشقت کا شکار نہیں ہوتا ہے تو ایسے طاقتور کیلئے رمی کو رات تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱)

اور اگر اس کو بھی سخت مشقت کا خطرہ ہو تو مؤخر کرنا اس کے لئے مکروہ نہ ہوگا۔

حلق اور قربانی کو یوم النحر سے مؤخر کرنا

جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد دو واجب یعنی قربانی اور اسکے بعد حلق یہ دونوں دسویں ذی الحجہ کو لازم نہیں، بلکہ بارہویں تک مؤخر کرنا بھی جائز ہے۔ لہٰذا اگر جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرنا ازدحام کی وجہ سے مشکل ہو، یا تھکاوٹ کی وجہ سے قربان گاہ تک پہنچنے کی ہمت نہ ہو تو بلا ضرورت اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالے۔ آج نہیں تو کل پرسوں تک قربانی ہو سکتی ہے۔ البتہ متمتع اور قارن جب تک قربانی نہ کرلے، حلق یا قصر کرنا جائز نہیں۔ اور حلق یا قصر کے بغیر احرام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ (مستفاد احکام الحج ص۷۵) لیکن اگر قربانی اور حلق کو بارہویں ذی الحجہ گذر جانے تک مؤخر کردیا ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۴) [1]

---

[1] ومن اخر الحلق حتی مضت ایام النحر فعلیہ دم عند ابی حنیفۃؒ (ہدایہ ج۱ ص۲۵۴ کذا شامی کراچی ص۵۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۳) مسائل قربانی

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(سورۂ حج آیت ۳۷)

اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانی کا گوشت اور انکا خون نہیں پہونچتا، مگر اللہ کو تمہارے دلوں کا تقویٰ پہونچتا ہے۔ اسی طرح ان کو تمہارے بس میں اور گرفت میں کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تمکو ہدایت عطا فرمائی۔ اور آپ نیکو کاروں کو بشارت سنا دیجئے۔

یعنی قربانی کا گوشت کھانے کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ یہ خون اور گوشت اللہ کی بارگاہ تک پہنچتا ہے۔ اسکے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور خلوص پہنچتا ہے کہ کس خوش دلی سے اس کے حکم کی تعمیل میں قربانی کی ہے۔

قربانی کا وجوب

اگر کوئی حاجی حج تمتع یا حج قران کرتا ہے[۱] تو ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں کرنیکا موقع ملا اسلئے شکرانہ میں ایک قربانی کرنا اس پر واجب ہوجاتا ہے۔ اور قربانی میں یہ اختیار ہے کہ چاہے ایک بکرا یا دُنبہ کرے، اور یا ایک پوری گائے یا اونٹ کرے، اور یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ کرے۔

(مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۸۲، قاضیخان ۱/۳۰۲، ۳۰۵، ہندیہ ۱/۲۳۹)

---

[۱] حج تمتع کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ پہنچ جائے۔ اور وہاں جاکر عمرہ کا فریضہ ادا کرکے احرام کھول دے۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ والوں کی طرح حدود حرم میں حج کا احرام باندھے۔ آجکل اسی طرح حج کرنے والے زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں۔ اور حج قران کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لے، اور مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد ارکان عمرہ ادا کرکے احرام نہ کھولے بلکہ یوم النحر میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد دونوں کا احرام ایک ساتھ کھولدے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حج قران زیادہ افضل ہے۔

اور جو شخص میقات سے صرف حج کا احرام باندھتا ہے تو اس پر کوئی قربانی لازم نہیں ہے۔ البتہ نفلی قربانی کر سکتا ہے۔

قربانی کا وقت

حاجی کی قربانی دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے اندر اندر ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر دسویں سے قبل کریگا تو قربانی ہی صحیح نہ ہوگی۔ اور بارہویں ذی الحجہ سے مؤخر کریگا تو ترکِ واجب کا جرمانہ لازم ہوگا۔

(ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۸۰، غنیہ ص۱۱۱، البحر الرائق ۲/۳۵۹) [۱]

اور اکثر فقہاء نے نفلی قربانی کو بھی ایام نحر کے اندر کرنا واجب کہا ہے۔ (زیلعی ۲/۹۰)

حدودِ حرم کی ہر گلی قربانی کی جگہ

حاجی کی قربانی حدودِ حرم سے باہر جائز نہیں۔ اور حدودِ حرم کے اندر کہیں بھی قربانی جائز ہے۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کی ہر گلی میں قربانی جائز ہے۔ لہٰذا اگر منیٰ میں قربانی نہ کر سکے تو حدودِ حرم حدودِ مکہ میں کہیں بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مکۃ المکرمہ کی ہر گلی حاجیوں کے لئے قربانی کی جگہ ہے۔ [۲]

حاجی کی قربانی حدودِ حرم میں کرنا واجب

حاجیوں کی قربانی حدودِ حرم کے اندر ہونا واجب ہے۔

لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر حل میں یا وطن واپس آکر کریں گے تو ترکِ واجب کی وجہ سے اس قربانی کے علاوہ ایک اور قربانی جرمانہ میں کرنا واجب ہو جائیگا۔ [۳]

(مستفاد غنیہ ص۱۱۱، تبیین الحقائق ۲/۹۰، ہندیہ ۱/۲۶۱)

متمتع اور قارن کی قربانی میں تاخیر کا جرمانہ

اگر متمتع یا قارن نے قربانی کو اتنا مؤخر کر دیا

[۱] وبالثمان وهو ايام النحر حتى لو ذبح قبلها لم يجزه بالاجماع ولو ذبح بعدها اجزأه بالاجماع ولكن كان تاركًا للواجب عند الامام فيلزمه دم (غنية / ۱۱۱ هنديه ۱/۲۶۱)

[۲] عن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فطركم يوم تفطرون واضحاكم يوم تضحون كل عرفة موقف وكل جمع موقف وكل منى منحر وكل فجاج مكة منحر۔ الحديث (السنن الكبرى للبيهقي جديد ۷/۲۰۲ حديث ۹۹۲۲)

[۳] ولو ذبح شيئًا من الدماء الواجبة في الحج والعمرة خارج الحرم لم يسقط عنه وعليه ذبح آخر فيه (غنيه جديد ص۲۰۳ قديم ص۱۱۱)

گیارہویں ذی الحجہ گذر گئی تو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے جرمانہ میں ایک قربانی اور واجب ہوجائے گی جس کو حدودِ حرم کے اندر کرنا لازم ہے۔ (ہندیہ ۲۶۱/۱، غنیہ ص۱۲۹) [1]

قربانی سے قبل حلق کا جرمانہ

اگر قربانی سے پہلے متمتع یا قارن نے سر کے بال صاف کر لئے ہیں تو قربانی کو حلق سے مؤخر کرنے کی وجہ سے جرمانہ میں ایک قربانی اور کرنی لازم ہوجائے گی۔ [2] (مستفاد فتح القدیر ص۳)

قربانی اور حلق دونوں کو ایامِ نحر سے مؤخر کرنیکا جرمانہ

اگر قربانی اور حلق دونوں کو ایام نحر گذر جانے تک مؤخر کر دیا ہے تو اس پر تین قربانیاں واجب ہوجائیں گی۔ ۱ قران یا تمتع کی ۲ حلق کو ایام نحر سے مؤخر کرنیکے جرمانہ کی۔ ۳ قربانی کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی۔ کل تین قربانیاں واجب ہوجائیں گی۔ (غنیہ جدید ص۲۸) ان میں دم تمتع اور دم قران کا گوشت کھانا تو جائز ہے۔ (غنیہ ص۱۰۵) لیکن دم جرمانہ کا گوشت کھانا مالدار اور خود کے لئے جائز نہیں۔ بلکہ فقراء کو صدقہ کر دینا لازم ہے۔ غنیہ ص۱۱

قربانی سے قبل حلق کر لیا اور قربانی ایامِ نحر کے بعد کی تو تین دم واجب

اگر متمتع یا قارن نے قربانی سے قبل حلق کر لیا ہے، اور پھر قربانی کو ایام نحر سے مؤخر کر دیا ہے تو تین قربانیاں واجب ہوجائیں گی۔ ۱ دم تمتع یا دم قران ۲ حلق کو مقدم کرنیکی ۳ قربانی کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی۔ نیز اگر حلق کو جمرۂ عقبہ کی رمی پر مقدم کر لیا تھا تو ایک چوتھا دم بھی واجب ہوجائیگا۔ نیز اگر قربانی کو حدودِ حرم سے باہر لیجا کر کیا ہے تو ایک پانچواں دم بھی واجب ہوجائیگا۔ اور ان میں سے چار دم، دم جنایت ہوں گے، اور ایک دم

---

[1] حتی لو ذبح قبله لا یجزئ اجماعًا وبعده کان تارکًا للواجب عند الامام فیلزمه دم۔ ہندیہ ۲۶۱/۱
ولو اخر القارن والمتمتع الذبح عن ایام النحر فعلیه دم الخ غنیہ قدیم ۱۲۹ جدید ۲۵۱

[2] ولو حلق المفرد او غیره قبل الرمی او القارن او المتمتع قبل الذبح او ذبحا قبل الرمی فعلیه دم عند ابی حنیفة بترک الترتیب۔
(وقوله) لان الحلق لا یحل الا بعد الذبح الخ (غنیہ جدید ص۲۸ قدیم ص۱۲۹)

دم شکر ہوگا۔ یہ ساری قربانیاں حُدودِ حرم کے اندر کرنا واجب ہے۔[۱] (مستفاد غنیہ ص۱۰۱)

حُدودِ حرم سے باہر قربانی کے بعد دوبارہ حُدودِ حرم میں اعادہ

اگر قربانی حدودِ حرم سے باہر کی ہے، اور ایامِ نحر کے اندر اندر حرم میں آکر اعادہ کر لیا ہے تو جرمانہ لازم نہیں ہوگا، بلکہ صرف اعادہ کافی ہے۔ اور اگر ایامِ نحر گذر گئے ہیں، تو دو قربانی لازم ہوں گی۔ ۱ اعادہ کی۔ ۲ ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کی۔[۲]

(مستفاد شرح نقایہ ۱/۲۱۴، مرقات ۲/۳۶۴)

بینک یا معلّم کے توسّط سے قربانی کی خرابیاں

اس زمانہ میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ قربانی کے لئے بینک یا معلّم حاجی سے رقم لے لیتا ہے، اور یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ کی قربانی مثلاً یوم النحر کے دس بجے ہو جائے گی، اور آپ دس بجے کے بعد سر منڈا لینا۔ تو ایسی صورت میں اگر دس بجے تک قربانی نہیں ہوئی اور حاجی نے وقتِ مقررہ پر سر منڈا لیا، اور بعد میں معلوم ہوا کہ قربانی وقتِ مقررہ پر نہیں ہوئی بلکہ سر منڈانے کے بعد ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں اگر حاجی کی قربانی تمتع یا قران کی قربانی ہے، تو اس پر مزید ایک قربانی اور کرنی واجب ہو جائے گی۔ جس کو حدودِ حرم میں کرنا لازم ہے۔ اس لئے حجاج کرام کو اپنی قربانی خود کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(مستفاد شرح نقایہ ۱/۲۱۴، فتاوی رحیمیہ ۲/۳۰۵، ایضاح المسائل ص۱۳۱)

وکیل نے حاجی متمتع کی رمی سے قبل قربانی کر دی

حاجی متمتع یا حاجی قارن اور اسکے وکیل کے درمیان یہ بات طے ہوگئی کہ وکیل یوم النحر میں

---

[۱] اذا حلق القارن قبل الذبح واخر اراقة الدم عن ايام النحر ايضا ينبغي ان يجب عليه ثلاثة دماء دم بحلقه قبل الذبح ودم لتاخير الذبح عن ايام النحر ودم القران والتمتع ولو حلق قبل الرمي والباقي بحالها وجب دم رابع بحلقه قبل الرمي . الخ غنيه قديم ص۱۰۱ جديد ص۲۸۹)

[۲] ولو ذبح شيئا من الدماء الواجبة في الحج او العمرة خارج الحرم لم يسقط عنه وعليه ذبح آخر الخ

(غنیه جدید ص۲۷۱ قدیم ص۸۷)

دو بجے سے قبل قربانی کردیگا، اور حاجی دو بجے کے بعد حلق کرکے احرام کھول دیگا۔ پھر واقعہ یہ پیش آیا کہ وکیل نے دو بجے سے قبل قربانی کردی، مگر حاجی نے تین بجے کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی کی ہے پھر اس کے بعد حلق کیا ہے، یا اسی مسئلہ میں وکیل نے بارہ بجے قربانی کردی ہے، مگر حاجی نے اس وقت تک جمرۂ عقبہ کی رمی نہیں کی ہے بلکہ اس کی قربانی ہوچکنے کے بعد ہی رمی کی ہے، تو ایسی صورت میں یوم النحر میں قربانی کو رمی پر مقدم کرنے کی وجہ سے حاجی پر جرمانہ میں ایک دم واجب ہوجائیگا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ چاہے ایسا واقعہ قصداً پیش آیا ہو یا غلطی سے یا بھول سے یا لاعلمی سے، چاہے خود حاجی سے ایسا واقعہ پیش آیا ہو یا اس کے وکیل سے، ہر حال میں دم واجب ہے [1]

(البحرالرائق ۲/۴۳، شرح الوقایہ و حاشیہ ۱/۲۷۵، بنایہ ۱/۱۰۴۲)

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

قربانی کے جانور کے تمام اجزاء اور اعضاء کا حکم یکساں ہے، کھال، سینگ، ہڈی وغیرہ فروخت کرنیکا جو حکم ہے بالکل وہی حکم گوشت کا بھی ہے۔ اور جس طرح ضرورت میں کھال فروخت کرکے اسکے پیسے کو صدقہ کردینا جائز ہے، بالکل اسی طرح اگر گوشت کھانے والے نہیں ہیں، ضائع ہونیکا خطرہ ہے، یا دفن کرنا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں قربانی کے گوشت کو ۔۔۔۔۔ تاجروں کے ہاتھ فروخت کرکے اسکا پیسہ، کھال اور چمڑے کے پیسے کی طرح مستحقین کو صدقہ کردینا بلا کراہت اور بلا تردد جائز اور درست ہے۔ [2]

---

[1] وان ذبح قبل الرمی لزمہ دم ان کان قارنا او متمتعا۔ (البحرالرائق ۲/۴۳) عن القارن قبل الرمی او الحلق قبل الذبح فعلیہ دم الخ وعلی حاشیہ: لا فرق بین ما اذا جنی عامداً او خاطئا، مبتدأ او عائدا ذاکرا او ناسیا عالما او جاھلا طائعا او مکرھا نائما او منتبھا، سکران او صاحیا مغمی علیہ او مفیقا موسرا او معسرا بمباشرتہ او بمباشرۃ غیرہ بامرہ الخ (بحوالہ لباب حاشیۃ شرح الوقایۃ ۱/۲۷۵، بنایۃ ۱/۱۰۴۲ مختصرا) القارن او المتمتع قبل الذبح او ذبحا قبل الرمی فعلیہ دم عند ابی حنیفۃ لترک الترتیب الخ (غنیۃ جدید ۱۸۲، قدیم ۹۷)
البتہ حضرت امام ابویوسف، امام محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک دم واجب نہ ہوگا، کیونکہ ان دونوں کے نزدیک رمی اور قربانی میں ترتیب واجب نہیں ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ ۱/۱۰۴۲)

[2] واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح ولو باع الجلد او اللحم بالدراہم او بما لا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ تصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الی بدلہ الخ (۴/۲۳۳) اللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح حتی لا یبیعہ بما لا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ ولو باعہا بالدراہم لیتصدق بہا جاز لانہ قربۃ کالتصدق بالجلد واللحم الخ (زیلعی ۶/۹، بحکذا بدائع نسخہ قدیم ۵/۸۱، غنیۃ المناسک جدید ۲۵۷/ قدیم ۱۴۵)

لہٰذا اگر فروخت کرنے کے لئے کوئی راستہ نکل آئے تو ہرگز دفن نہ کریں۔ نیز کوڑے خانوں اور کوڑا خانوں میں پھینک کر برباد نہ کریں۔ (مستفاد ہدایہ ۴/۴۴۳، تبیین الحقائق ۶/۱۰، بدائع الصنائع ۵/۸۱، الجوہرۃ ۲/۲۸۶، غنیہ/۱۹۲، قاضیخان ۳/۳۵۴، شامی کراچی ۶/۳۲۸)

حج کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں قربانی کے جانوروں کا گوشت ضائع ہوجاتا ہے۔ اور آج کے دور میں جانوروں کے ہر جزء کو کسی نہ کسی نوعیت سے کام میں لا سکتے ہیں ہڈی، بال چمڑے سب کی فیکٹریاں مختلف ملکوں میں موجود ہیں۔ بڑی بڑی فیکٹریوں کی کمپنی سے ان اشیاء کے ٹھیکہ کی بات ہوجائے تو کروڑوں ریال کا سامان برباد ہونے کے بجائے کام آجائیگا۔ اور اس کا پیسہ غرباء اور مساکین میں تقسیم کردیا جائے تو ہزاروں غرباء کی ضروریات پوری ہوجائیں گی۔ اور اسی طرح کوئی گوشت ضائع ہونے نہ دیا جائے۔ کسی بڑی کمپنی سے ٹھیکہ کی بات کرلی جائے، اسکا پیسہ بھی غرباء اور مساکین میں تقسیم کردیا جائے، تو ہزاروں کی ضرورت پوری ہوجائے گی۔

حاجی پر عید کی قربانی

بقرعید کی قربانی مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔ بلکہ مقیم پر ہی واجب ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ ہم نے ایضاح المناسک وغیرہ میں حاجی کے مسافر ہونے اور مقیم ہونے کا مدار یہ لکھا تھا کہ آٹھویں ذی الحجہ سے پندرہ دن قبل مکہ مکرمہ نہ پہونچ سکا ہو تو حاجی مسافر ہوگا۔ اور اگر آٹھویں ذی الحجہ سے پندرہ دن قبل مکہ مکرمہ پہونچگیا ہو تو وہ حاجی مقیم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایضاح المناسک جس زمانہ میں لکھی گئی تھی اس زمانہ میں منیٰ اور مزدلفہ دونوں مکہ معظمہ سے متصل ہوکر ایک نہیں ہوئے تھے، اور اب منیٰ اور مزدلفہ دونوں مکۃ المکرمہ کی آبادی سے متصل ہوکر ایک ہوگئے ہیں۔ اس کی تحقیق انوارِ رحمت، اور اسی کتاب میں بعنوان "مزدلفہ، مکہ معظمہ میں کب داخل ہوا" کے تحت موجود ہے۔ لہٰذا اب مسئلہ کا حکم یہ ہے، جس حاجی کا قیام مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد پھر وہاں سے روانگی کے درمیان پندرہ دن سے کم ہو تو وہ حاجی مسافر ہے۔ اس پر بقرعید کی قربانی

واجب نہیں، ہاں البتہ قارن یا متمتع ہو تو اس پر دمِ قران یا دمِ تمتع واجب ہوگا۔ اور مفرد بالحج پر کسی قسم کی قربانی واجب نہیں۔ اور جس حاجی کا قیام مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد سے واپسی تک پندرہ دن سے زائد ہے، اور اس درمیان جدہ وغیرہ جاکر رات نہیں گذاری تو وہ حاجی مسافر نہیں بلکہ مقیم ہے۔ ایسا حاجی سرمایہ دار اور صاحب ثروت ہو تو اس پر مکہ والوں کی طرح بقرعید کی قربانی بھی واجب ہو جائے گی۔ اور بقرعید کی قربانی حدودِ حرم میں کرنا لازم نہیں۔ بلکہ دنیا کی کسی بھی جگہ ایامِ نحر میں کرنا جائز اور درست ہے۔ لہٰذا اپنے وطن میں کرنے کا انتظام کردے تو بھی جائز ہے۔[1] (انوار رحمت ص۹۵)

ہدی و قربانی کا جانور کیسا ہو

دمِ قران اور دمِ تمتع اور دمِ جنایات کے جانور اسی طرح ہونا لازم ہے جیسے بقرعید کے قربانی کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا بڑا جانور ذبح کیا جائے تو اونٹ پانچ سال کا اور گائے اور بھینس دو سال کا مکمل ہونا لازم ہے، اور چھوٹا جانور ذبح کیا جائے تو بکرا بکری ایک سال کا ہونا لازم ہے۔ ہاں البتہ دنبہ اور بھیڑ چھ ماہ یا اس سے زائد کا ایسا موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے والے کو سال بھر کا معلوم ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔[2] (مستفاد معلم الحجاج ص۲۶۳)

بڑے جانور میں شرکت

بھیڑ بکری دنبہ وغیرہ چھوٹے جانوروں میں صرف ایک شخص کی قربانی ہو سکتی ہے۔ انمیں شرکت جائز نہیں۔ اور بڑے جانور اونٹ گائے، بھینس میں سات افراد کی شرکت جائز ہے۔

---

[1] فلا تجب على حاج مسافر فاما اهل مكة فتلزمهم وان حجوا الخ (درمختار مع الشامی کراچی ۳۱۵/۶)
واما الاضحية فان كان مسافرا فلا تجب عليه والا فكالمكي فتجب الاغنيه جديد ص۲۲۸ قدیم ص۱۸۱)
[2] والهدايا كالضحايا فان الاضحية لا يجب التصدق بشرط الاغنيه جديد ص۳۵۷)
والثني فصاعدا من الجميع وهو ابن خمس من الابل وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز (وقوله) الجذع من الضان شاة تمت لها ستة اشهر عند الفقهاء اذا كانت عظيمة الخ
(مجمع الانهر جديد ق ۱۷۱/۴ بالفاظ دیگر هندیه کوئٹه ۲۹۷/۵)

مگر شرط یہ ہے کہ سب کے سب قربت اور عبادت کی ادائیگی کی نیت سے کرتے ہوں۔ لہٰذا اگر کسی ایک نے بھی عبادت اور قربت میں شرکت کی نیت نہ کی ہو، محض گوشت خوری کے لئے شرکت کی ہو تو کسی کی طرف سے بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ نیز کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو، ورنہ کسی کی بھی درست نہ ہوگی[1] (معلم الحجاج ۲۴۳)

مختلف افراد کا مختلف جہات کی قربت کی نیت سے شرکت

ساتوں حصہ داروں کا ایک ہی قسم کی قربت کی نیت کرنا لازم نہیں۔ بلکہ مختلف قسم کی قربت وعبادت کی نیت سے بھی جائز ہے۔ مثلاً کوئی دمِ قران یا تمتع کا حصہ لے، کوئی دمِ نذر کا، کوئی قربانی کا، کوئی دمِ جنایت کا، کوئی نفل قربانی کا تو جائز ہے[1]

(مستفاد معلم الحجاج ۲۴۶)

نیز یہ بھی جائز ہے کہ اونٹ، گائے، بھینس میں بلا شرکت ایک شخص ایک قربانی کردے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ دو یا تین افراد شریک ہوکر پورے جانور میں صرف دو یا تین حصے کا اعتبار کرکے قربانی کردیں۔[2]

اندھا یا کانا جانور کی قربانی

جانور اندھا یا کانا ہو تو اگر اس کی آنکھوں سے بالکل نظر نہ آئے تو قربانی جائز نہیں یا تہائی روشنی یا اس سے زیادہ ختم ہوگئی ہو تب بھی جائز نہیں ہاں اگر تہائی یا اس سے

---

[1] او سُبع بدنة بان اشترک مع ستة فی بقرة او بعیر وکل یرید القربة وهو من اهلها و لم ینقص نصیب احدهم عن سبع فلو اراد احدهم بنصیبه اللحم او کان کافرا او نصیبه اقل من سبع لایجوز عن واحد منهم (ملتقی الابحر بیروتی ۴/۱۶۸)

[2] ویجوز اشتراک اقل من سبعة ولو اثنین بعشة فی الدر المنتقی ولو اثنین نصفین فی الاصح لان نصف السبع تابع لثلاثة الاسباع الخ (ملتقی الابحر بیروتی ۴/۱۶۸)

ولو ارادوا القربة الاضحیة او غیرها من القرب اجزأهم سواء کانت القربة واجبة او تطوعا او وجبت علی البعض دون البعض سواء اتفقت جهات القربة او اختلفت بان اراد بعضهم الاضحیة وبعضهم جزاء الصید وبعضهم هدی الاحصار وبعضهم کفارة شیئ اصابه فی احرامه وبعضهم هدی التطوع وبعضهم دم المتعة والقران الخ بدائع کراچی ۵/۷۱، بدائع بیروتی جدید ۴/۲۰۲)

زیادہ روشنی دونوں آنکھوں یا ایک آنکھ میں باقی ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(مستفاد معلم الحجاج ص۲۱۳)

کان کٹا جانور

اگر ایک تہائی سے زیادہ کان کٹا ہوا ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور اگر ایک تہائی سے کم کٹا ہوا ہے اس کی قربانی جائز ہے۔[۱] (بدائع بیروتی جدید ۶/۳۱۴، قدیم ۵/۷۵)

بہت سے جانور کان کٹے ہوئے ملتے ہیں، ان میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کان کتنا کٹا ہوا ہے۔ اور جس جانور کا کان کٹا ہوا نہ ہو مگر کان میں سوراخ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ لیکن خلافِ اولیٰ اور کراہت تنزیہی ہے۔ اور حدیث شریف مندوبیت پر محمول ہے۔[۲]

لنگڑے جانور کی قربانی

اگر جانور لنگڑا ہے، اور جس پیر میں لنگ ہے وہ زمین پر ٹیکتا ہوا چلتا ہے، تو اسکی قربانی جائز ہے۔ اور اگر وہ ٹانگ اٹھائے رکھتا ہے اور تین ٹانگوں پر چلتا ہے تو اسکی قربانی جائز نہیں۔[۳] (مستفاد معلم الحجاج ص۲۱۳)

کمزور جانور کی قربانی

اگر ایسا کمزور اور لاغر جانور ہے کہ خود اپنے پیروں پر چلکر قربان گاہ تک نہیں جا سکتا

---

[۱] لا تجزئ من الضحايا اربع العوراء البين عورها والعرجاء البين عرجها والمريضة البين مرضها والعجفاء التي لا تنقى۔ الحديث (مسند احمد بن حنبل ۴/۳۰۰) حديث ۱۸۸۷ وهكذا في الترمذي ۱/۲۷۵

وفي البدائع لو ذهب بعض هذه الاعضاء دون بعض من الاذن والالية والذنب والعين فان كان الذاهب كثيرا يمنع جواز التضحية وان كان يسيرا لا يمنع الى قوله ان كان ذهب الثلث او اقل جاز وان كان اكثر من الثلث لا يجوز، الخ هندية جديد ۵/۳۶۷ بدائع بيروتي جديد ۶/۳۱۳ و ۶/۳۱۴، قديم كراچی ۵/۷۵

[۲] فالنهي في الشرقاء والمقابلة والمدابرة محمول على الندب وفي الخرقاء على الكثير، الخ بدائع بيروتي جديد ۶/۳۱۴ قديم كراچی ۵/۷۶

[۳] العرجاء التي تمشي بثلاث قوائم وتجافي الرابع عن الارض لا تجوز الاضحية بها وان كانت تضع الرابع على الارض وتستعين به الا انها تمايل مع ذلك تضعه وضعا خفيفا يجوز وان كانت لا تضعه بعد او تحمل التكسر لا يجوز، الخ الجرالرائق جديد زكريا ديوبند ۹/۳۲۳ نسخہ قديم ۸/۱۷۷ عناية على الهداية جديد زكريا ۹/۵۱۹ شامي كراچی ۵/۳۲۳

تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور اگر قربان گاہ تک جا سکتا ہے تو اسکی قربانی جائز ہے۔ یا ایسا کمزور ہو کر اس کی ہڈیوں سے گودا بالکل ختم ہو چکا ہے تو اس کی بھی جائز نہیں۔[1]

دانت ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

اگر جانور کے دانت اس طرح ٹوٹ چکے ہیں کہ اس کی وجہ سے از خود چر کر کھانے پر قادر نہیں ہے تو اسکی قربانی جائز نہیں۔ اور خود چر کر کھانے پر قادر ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ یا سرے سے دانت ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے چرنے پر قادر نہیں ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر بغیر دانت کے چرنے پر قادر ہے تو جائز ہے۔[2]

دُم کٹے جانور کی قربانی

اگر جانور کی دُم کٹی ہوئی ہے تو اگر اس کا اکثر حصہ نصف سے زائد باقی ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اور اکثر اور نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں۔[3]

سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی

اگر پیدائشی بے سینگ کا جانور ہے۔ اسکے سینگ نکلے ہی نہیں تو اسکی عمر پوری ہونے پر قربانی جائز ہے۔ لیکن اگر سینگ نکلنے کے بعد ٹوٹ گیا ہے، تو اگر اوپر کا خول نکل گیا، اندر کا گودا مکمل باقی ہے تو قربانی جائز ہے، اور اگر اندر کی ہڈی ٹوٹ گئی تو جائز نہیں۔[4]

---

[1] والعجفاء ای المهزولة التی لا تنقی ای لا یبلغ عجفها الی حد لا یکون فی عظمها مخ الخ (مجمع الانہر علی الملتقی جدید ۴/۱۷۱ غنیہ جدید ۳۴۰)

[2] واما الهتماء وهی التی لا اسنان لها فان کانت ترعیٰ وتعلف جازت والا فلا الخ (ہندیہ ۵/۲۹۸)

[3] وذاهبة اکثر العین او الاذن او اکثر الذنب او الالیة وتحته فی مجمع الانہر واعتبار الذهاب بالاکثر لانه ان یبقی الاکثر من العین والاذن والذنب ونحوها جاز لان للاکثر حکم الکل بقاء وذهابا الخ (ملتقی الابحر مع مجمع الانہر جدید ۴/۱۷۲)

[4] ویضحی بالجماء وهی التی لا قرن لها خلقة وکذا العضباء التی ذهب بعض قرنها بالکسر او غیره فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز وان بلغ الکسر المشاش لا یجزئ والمشاش رؤوس العظام مثل الرکبتین والمرفقین الخ شامی کراچی ۶/۳۲۳ وفی القنیة بان ذهب غلاف قرنها فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز الخ (غنیہ جدید ۳۴۰)

تھن کٹے جانور کی قربانی

اونٹنی، گائے اور بھینس کے چار تھن ہوتے ہیں۔ اور بکری کے دو تھن ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر بکری کے دونوں تھنوں میں سے ایک کی نوک یا گھنڈی کٹی ہوئی ہو، یا شروع سے نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اور گائے بھینس کے چاروں تھنوں میں سے اگر ایک کی نوک نہ ہو تو قربانی جائز ہے، اور اگر دو کٹے ہوں تو قربانی جائز نہیں ہے۔ [1]

کس قسم کی قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے؟

حاجیوں کی قربانی میں سے صرف تین قسم کی قربانی کا گوشت خود ان حاجیوں کے لئے اور غنی اور سرمایہ دار کے لئے کھانا جائز ہے۔ یعنی دمِ قران، دمِ تمتع اور دمِ تطوّع کا گوشت کھانا جائز ہے۔ ان تینوں کے علاوہ دیگر قربانی کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ تمام دمِ جنایات اور دمِ نذر اور دمِ احصار کی قربانی کا گوشت کھانا خود اُن حجاج کے لئے جائز نہیں ہے۔ اگرچہ دم دینے والے حجاج خود فقیر کیوں نہ ہوں۔ کہ فقیر حجاج کے لئے دوسروں کے دمِ کفارہ کا گوشت کھانا جائز ہے مگر اپنا کھانا جائز نہیں [2]

ذبح کیلئے خریداری کے وقت کی نیت کافی ہے یا ذبح کے وقت نیت لازم؟

اگر جانور کی خریداری کے وقت قربانی کی نیت کر لی ہے تو قربانی صحیح ہونے کے لئے وہی نیت کافی ہو جائے گی۔ لہٰذا اگر ذبح کے وقت بلا نیت بسم اللہ پڑھ کر حلال کر دیا ہے

---

[1] ولا مقطوع رؤوس ضروعها وهي المصرمة او الكثير منها ففي الشاة والمعز اذا لم يكن لها احد حلمتيها خلقة او ذهبت بآفة وبقيت واحدة لم يجز وفي الابل والبقر ان ذهبت واحدة يجوز او اثنتان لا . الاعنية جديد ۱۶۲م

[2] هدي شكر وهو هدي المتعة والقران والتطوع وهدي جبر وهو سائر الدماء الواجبة ماعدا هذه الثلاثة ويأكل من هدي المتعة والقران مطلقاً (وقوله) ومن هدي التطوع اذا بلغ الحرم (وقوله) واما ما عدا هذه الثلاثة كدماء الكفارات كلها والنذور وهدي الاحصار وهدي التطوع اذا لم يبلغ الحرم فلا يجوز له الاكل منه ولو فقيراً ولا لمن بينهما ولاد او زوجية ولا لغني الخ غنية جديد ۲۵۶)

تو قربانی صحیح ہوجائے گی۔ اگر دمِ قران یا دمِ تمتع کی نیت سے خریدا ہے تو دمِ قران و دمِ تمتع کی قربانی ہوجائے گی۔ اور اگر بقرعید کی قربانی کی نیت سے خریدا ہے تو اسکی ہوجائیگی۔ اگر دمِ کفارہ کی نیت سے خریدا ہے تو اس کی طرف سے ہوجائیگا۔ اور اگر دمِ نذر کی نیت سے خریدا ہے تو اس کی طرف سے ہوجائیگا۔ [1]

قربانی کی نیت سے خریدنے کے بعد اسکی جگہ دوسرے کی قربانی

اگر کسی نے قربانی کی نیت سے جانور خریدلیا پھر بدل دیا اور اسکو فروخت کرکے اس کی جگہ دوسرے کی قربانی کر دی، یا اس کو اپنے پاس رکھ لیا اور اس کے بدلہ میں دوسرے کی قربانی کردی تو کیا حکم ہے؟ تو اس بارے میں حکم یہ ہے، اگر خریدار فقیر ہے تو بدلنا جائز نہیں۔ بلکہ جس کو قربانی کی نیت سے خریدا ہے اسی کی قربانی واجب ہے۔ اور اگر خریدار مالدار ہے تو اس کے لئے بدل کر اُسے اپنے کام میں لینا اور اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کردینا جائز اور درست ہے۔ [2] مگر دوسرا اول سے کمزور نہ ہو بلکہ اس کے برابر یا اس سے فربہ ہو۔ (البحر الرائق جدید ۹/۳۲۸)

بلا اجازت ایک نے دوسرے کا جانور قربانی میں ذبح کر دیا

اگر غلطی سے ایک نے دوسرے کے جانور کو بلا اجازت قربانی میں ذبح کردیا، اور مالک نے تاوان نہیں لیا اور ذبح شدہ جانور لے لیا، یا دوسروں کو استعمال کی اجازت قولاً یا فعلاً دیدی ہے، یا کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر مالک کی طرف سے ذبح کردیا تو دونوں صورتوں میں قربانی مالک کی طرف سے صحیح ہوجائے گی۔ اسلئے کہ خریداری کے

---

[1] وتکفی النیۃ عند الشراء وان لم یحضرہ عند الذبح فی الہندیۃ لو ذبح المشتراۃ لہا بلا نیۃ الاضحیۃ جازت اکتفاءً بالنیۃ عند الشراء الخ غنیۃ جدید ص۳۵۱ قدیم ص۱۹۳ اما الضحایا فلا بد فیہا من النیۃ لکن عند الشراء لا عند الذبح الخ الاشباہ ۱۰ (انتظار شرعی)

[2] وتتعین الاضحیۃ بالنیۃ قالوا ان کان فقیرا وقد اشتراہا بنیتہا تعینت فلیس لہ بیعہا وان کان غنیا لم تتعین والصحیح انما تتعین مطلقا فیتصدق بہا الغنی بعد ایامہا حیۃ ولکن لہ ان یقیم غیرہا مقامہا الخ الاشباہ ۶۰ لو المشتری غنیا لا یجب باتفاق الروایات فلہ بیعہا الخ حموی علی الاشباہ ۶۰

کے وقت مالک کی طرف سے قربانی کی نیت سے خریدا گیا ہے، پھر بعد میں ذبح کے وقت نیت کی ضرورت نہیں۔ [1]

متعدد افراد کا اکٹھے جانوروں کو بغیر تعین کئے قربانی کردینا

اگر متعدد افراد نے ملکر اپنی تعداد کے حساب سے اکٹھے جانوروں کو ایک ساتھ خرید کر ہر ایک کی طرف سے جانوروں کو نام زد اور تعین کئے بغیر سب کی طرف سے ذبح کردیئے جائیں تو سب کی قربانی صحیح ہوجائیں گی۔ مثلاً دس افراد نے لاعلی التعیین دس بکرے ایک ساتھ خرید کر سب کی طرف سے قربانی کردی تو سب کی قربانی صحیح ہوجائیں گی۔ اسی طرح اگر دس افراد نے ایک شخص کو قربانی کے جانور خرید کر قربانی کی اجازت دیدی، اور اس نے ان سب کی طرف سے دس جانور خرید کر سب کی طرف سے ذبح کردیا ہے، اور کونسا بکرا کس کا ہے کوئی تعیین یا نام زد نہیں کیا تو بھی سب کی قربانی صحیح اور درست ہوجائے گی۔ [2]

لیکن بہتر یہی ہے کہ ہر ایک فرد کے لئے ایک نمبر متعین کرلیا جائے، اور جانوروں پر وہی نمبر لگادیا جائے تاکہ ہر ایک کی قربانی متعین ہوجائے، اور کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

---

[1] لو اشتراها بنية الاضحية فذبحها غيره بلا اذن فان اخذها مذبوحة ولم يضمنه اجزأته وان ضمنه لا تجزيه وهذا اذا ذبحها عن نفسه واما اذا ذبحها عن مالكها فلا ضمان عليه الخ الاشباه ۲۰۰) ولو غلطا وذبح كل اضحية صاحبه صح ولا يضمنان (كنز على البحر جديد ۹/ ۳۸ قديم ۸/ ۱۷۹)

[2] ولو اشترى عشرة عشر اغنام بينهم فضحى كل واحد واحدة جاز۔
(وقوله) اشترى سبعة نفر سبع شياه بينهم ولم يسم لكل واحد منهم شاة بعينها فضحوا بها كذلك فالقياس ان لا يجوز وفي الاستحسان يجوز الخ
(عالمگیری کوئٹہ قدیم ۵/ ۳۰۶)

دمِ قران ودمِ تمتع کے بدلہ میں روزہ کب رکھا جا سکتا ہے؟

اگر کسی قارن یا متمتع کے پاس قربانی کی گنجائش نہیں ہے تو شریعت کی طرف سے اس کی اجازت ہے کہ قربانی کے عوض میں روزہ رکھ لے، اور قربانی نہ کرے۔ مگر اس کی اجازت شریعت نے ہر شخص کے لئے نہیں دی، بلکہ صرف اس قارن یا متمتع کیلئے جائز ہے جس کے پاس قربانی کا پیسہ نہ ہو۔ اگر وطن واپس آنے تک کے پورے اخراجات کے بعد اتنا پیسہ زائد ہو جس سے قربانی کا خرچ پورا ہو سکتا ہو اس کے لئے دمِ شکر کے عوض میں روزہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ قربانی لازم ہو جائیگی۔ [۱] یہ کل دس روزے ہیں، تین روزے یوم النحر سے پہلے پہلے اور سات روزے بعد میں رکھنا ہے۔

ایامِ حج میں تین روزوں کا آخری دن کونسا ہو؟

قارن اور متمتع جو دمِ شکر کے عوض میں روزہ رکھیگا اُس پر یہ بات واجب ہے کہ دسویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تین روزے رکھ لے، یعنی آخری دن یومِ عرفہ بھی ہو سکتا ہے، مگر عرفات میں دُعا، اور یکسوئی میں ضعف اور کمزوری کی وجہ سے اس دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اسلئے عرفات سے پہلے پہلے رکھنا بہتر اور افضل ہے۔ لہٰذا ان روزوں کا آخری دن آٹھویں ذی الحجہ زیادہ افضل ہوگا۔ [۲]

---

[۱] ولا وجوب الا على القادر فان لم يقدر فصيام ثلاثة ايام في الحج وسبعة اذا رجع الى اهله فمن لم يجد (الهدى) فصيام ثلاثة ايام في الحج وسبعة اذا رجعتم الخ
(بدائع بيروت جديد ۳/۱۸۰ نسخة قديم ۲/۱۷۴)

[۲] وآخرها يوم عرفة ندباً رجاء القدرة على الاصل وتحته في الشامية بان يصوم السابع والثامن والتاسع لكن ان كان يضعفه ذلك عن الخروج الى عرفات والوقوف والدعوات فالمستحب تقديمه على هذه الايام حتى قيل يكره الصوم فيها ان اضعفه عن القيام بحقها الخ
(شامی کراچی ۲/۵۲۳ زکریا دیوبند جدید ۳/۵۵۸)

اور بعض فقہاء نے آخری دن یوم عرفہ ہونا جو افضل کہا ہے وہ اس وقت ہے کہ جب ضعف اور کمزوری کی وجہ سے یکسوئی میں خلل نہ ہو۔ حالانکہ کمزوری ہوتی ہے۔

بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تک دم پر قدرت ہو تو روزہ ممنوع

اگر ایام نحر یعنی بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تک قارن یا متمتع کے پاس قربانی کے پیسوں کا نظم ہوجائے، چاہے کسی بھی طریقہ سے اس کے پاس پیسہ آگیا ہو تو پھر روزہ بدل نہیں بن سکیگا۔ بلکہ دم دینا واجب ہوگا۔ اور اگر نویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تین روزے رکھ لئے ہیں۔ پھر بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے پیسہ آگیا ہے تو روزوں کا اعتبار نہ ہوگا۔ قربانی واجب ہوجائے گی، بشرطیکہ حلق یا قصر سے پہلے نظم ہوا ہو۔ اور حلق یا قصر کے بعد کے نظم کا اعتبار نہیں، ورنہ روزہ معتبر ہوجائیگا۔[1]

تین روزے عمرہ کے احرام سے قبل جائز نہیں

روزہ رکھنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ ایام حج میں جو تین روزے رکھنا ہے اُن کو عمرہ کا احرام باندھنے سے قبل رکھنا بالاتفاق جائز نہیں۔ یہ حکم قارن اور متمتع دونوں کے لئے یکساں ہے۔ اور قارن پر احرام کی حالت ہی میں تینوں روزے رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ ایام تشریق سے قبل عمرہ کا احرام نہیں کھول سکتا۔ ہاں البتہ متمتع کے لئے عمرہ کے احرام کے بعد دونوں طرح اختیار ہے کہ چاہے عمرہ کا احرام کھولنے سے پہلے یہ تینوں روزے رکھے یا ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہوجائے۔

---

[1] ولو وجد الهدی قبل ان يشرع فی صوم ثلاثة ايام او فی خلال الصوم او بعد ما صام فوجده فی ايام النحر قبل ان يحلق او يقصر يلزمه الهدی ويسقط حكم الصوم عندنا۔
(بدائع قدیم ۲/۲ ۱۷، جدید ۲/ ۱۸۲، ھکذا شامی کراچی ۲/ ۵۳۳ فتح القدیر کوئٹہ ۲/ ۴۱۸)

اور اسی حالت میں حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے بغیر حالت احرام کے رکھ لے۔ اور متمتع کے لئے حلال ہونے کی حالت میں روزہ کی اجازت حنفیہ کے قولِ راجح کے مطابق ہے۔ دیگر ائمہ کے نزدیک حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے جائز نہیں۔ لہٰذا حنفیہ کے یہاں متمتع کے لئے آسانی ہے۔ [1]

بعد کے سات روزے کب رکھے؟

قارن اور متمتع کے لئے دمِ شکر کے عوض میں ماقبل کے شرائط کے مطابق دس[10] روزے رکھنے کی اجازت ہے۔ ان میں سے تین روزے یوم النحر سے پہلے پہلے رکھنا واجب ہے۔ اور بقیہ سات روزے وطن واپس ہو کر رکھنا افضل ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان سات روزوں کو وطن واپس آنے سے پہلے حج کے ارکان سے فراغت کے بعد مکہ معظمہ کے قیام کے زمانہ میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قیامِ مکہ کے زمانہ میں رکھنا بھی جائز ہے۔ اور دیگر ائمہ کے نزدیک جائز نہیں۔ [2]

ان روزوں کی نیت کب کی جائے؟

ان روزوں کی نیت رات میں کرنا لازم ہے، لہٰذا دن طلوع ہونے کے بعد ان روزوں کی نیت درست نہیں۔ نیز ان روزوں کو پے در پے رکھنا اور متفرق رکھنا

---

[1] ولا یجوز له ان یصوم ثلاثة ایام فی اشهر الحج قبل ان یحرم بالعمرة بلاخلاف وهل یجوز له بعد ما احرم بالعمرة فی اشهر الحج قبل ان یحرم بالحج قال اصحابنا یجوز سواء طاف لعمرته اولم یطف بعد ان احرم بالعمرة الخ (بدائع بیروتی جدید ۳/۱۸۰) نسخۂ قدیم ۲/۱۷۳، مبسوط سرخسی ۴/۱۸۱)

[2] وهل یجوز بعد الفراغ من افعال الحج بمکة قبل الرجوع الی الاهل؟ قال اصحابنا یجوز وقال الشافعی لایجوز الا بعد الرجوع الی الاهل الخ بدائع بیروتی جدید ۳/۱۸۲، بنایة قدیم ۲/۱۴۹۳)
جاز فی ای مکان کان۔ (بنایه قدیم ۲/۱۴۹۳)

دونوں جائز ہے۔ [1]

نویں ذی الحجہ گذر جانے تک تین روزے نہ رکھنے پر دم کی تعیین

اگر تین روزے نویں ذی الحجہ گذر جانے تک نہ رکھ سکے، تو اب روزے رکھنے کی کوئی شکل باقی نہیں، اب قربانی ہی واجب ہے۔ لہٰذا اگر قربانی میسر ہو تو کردے، اور اگر میسر نہ ہو تو حلال ہوجائے، مگر حلق کو دم پر مقدم کرنے کی وجہ سے ایک دوسرا دم بھی لازم ہوگا۔ اور اگر بارہویں کے گذر جانے تک قربانی نہیں کی تو تین قربانی لازم ہوجائیں گی۔ ۱؎ دم شکر۔

۲؎ حلق کو دمِ شکر پر مقدم کرنے کی وجہ سے۔

۳؎ دمِ شکر کو ایامِ نحر گذر جانے تک مؤخر کرنے کی وجہ سے۔ [2]

یہ کل تین دم لازم ہوجائیں گے۔

---

[1] ولا یجوز صومها الا بنیة من اللیل کسائر الکفارات وهو مخیر فی الصوم ان شاء تابعه وان شاء فرقه الخ (هندیة ۱/۲۳۹، هکذا غنیه جدید ۲۷۶)

[2] فان فاتت الثلاثة تعین الدم فلو لم یقدر تحلل وعلیه دمان وعزاه فی الشامیة دم التمتع ودم التحلل قبل اوانه الخ در مختار مع الشامیة زکریا ۳/۵۵۹، بنائیه قدیم ۴/۱۹۰ قلنا انه یجب علیه دم ثالث لتاخیر دم القران عن ایام النحر الخ (غنیة جدید ۲۱۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(٢٢)

حلق یا قصر اور احرام سے حلال ہونیکے مسائل

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ (سورۂ حج ۲۹)

پھر چاہئے کہ (حجاج کرام) اپنے ناخن اور میل کچیل ختم کرکے پاک وصاف ہوجائیں اور چاہئے کہ اپنی منتیں پوری کرلیں۔ اور چاہئے کہ قابلِ احترام قدیم ترین آزاد گھر کا طواف کریں۔

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۝ (سورۂ بقرہ ۱۹۶)

تم اس وقت تک اپنے سروں کا حلق مت کیا کرو جب تک قربانی کا جانور اپنی قربان گاہ تک نہ پہونچ جائے۔

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۝ (سورۂ فتح ۲۷)

یقیناً اگر اللہ نے چاہا تو تم مسجد حرام میں اطمینان وآرام سے داخل ہوجاؤ گے۔ اور بلا خوف و ہراس کے (عمرہ سے حلال ہونے کے لئے) اپنے سروں کو مونڈتے ہوئے اور کترتے ہوئے ہوگے۔

جب حجاج کرام جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی سے فارغ ہوجائیں یا ارکانِ عمرہ کی ادائیگی سے فارغ ہوجائیں تو سر منڈا کر یا سر کے بالوں کو کترواکر احرام کھول کر حلال ہوجائیں گے۔ اور یہاں حلال ہونے اور سر کے حلق وقصر کے کچھ مسائل پیش کئے جاتے ہیں، جو اگلی سرخیوں سے شروع ہورہے ہیں۔

حلق وقصر کے ذریعہ احرام کیسے کھولیں؟

احرام سے حلال ہونے کے لئے سر کا حلق یا قصر واجب ہے۔ (زبدۃ المناسک ص۱۹۰) اور اس کے تحت کئی مسائل ہیں جو آئندہ سرخیوں میں آرہے ہیں۔

احرام کھولنے کا طریقہ

احرام کھولنے کا طریقہ یہ ہے کہ حج یا عمرہ کے تمام مناسک سے فارغ ہونے کے بعد احرام کھولنے کی نیت سے سر منڈوا دیا جائے۔ اور اگر بال لمبے ہیں تو کتروانا بھی جائز ہے ـــ اور عورتیں اپنے بالوں کے آخر سے انگلیوں کے پورے یعنی انگلی کے جوڑ کے برابر کٹوا دیں اور پورے سے کچھ زیادہ کٹوانا بہتر اور افضل ہے۔ اور مردوں کے لئے قصر کے مقابلہ میں حلق زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ اور عورتوں کے لئے قصر واجب ہے ـــ اور حلق حرام ہے۔ [۱]

حلال ہونے کے لئے جگہ اور زمانہ کی تعیین

حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حلق کرنا ہے تو دو باتیں لازم ہیں۔

۱ حدود حرم کے اندر سر منڈوانا اور حلال ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حدود حرم سے باہر جاکر حلق کریگا تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔

۲ دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیانی زمانہ میں حلق کرنا واجب ہے۔

---

[۱] فاذا فرغ من الذبح حلق راسہ او قصر والحلق افضل للرجال ومکروہ للنساء کراھۃ تحریم الا للضرورۃ والتقصیر مباح لھم ومسنون بل واجب لھن الخ (غنیہ جدید ص۱۷۲)

لہٰذا اگر بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک حلق یا قصر کرکے احرام نہیں کھولیگا تو ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے لئے کوئی زمانہ متعین نہیں، جتنے دن چاہے تاخیر کر سکتا ہے۔ مگر حدودِ حرم کے اندر عمرہ کا احرام کھولنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر جاکر عمرہ کا احرام کھولیگا تو ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ [1]

حاجی احرام کب کھولیگا؟

اور اگر حاجی مفرد بالحج ہے تو یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد حلق کرکے احرام کھول سکتا ہے۔ اور اگر قارن یا متمتع ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی لازم ہے۔ اور قربانی کے بعد ہی ان کے احرام کھولنے کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اگر قربانی سے قبل قارن یا متمتع حلق کرکے احرام کھولیگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ اور مفرد بالحج کیلئے رمی سے قبل جائز نہیں۔ اگر رمی سے قبل کریگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [2]

(مستفاد زبدۃ المناسک ۱۴۹)

چھوٹے بالوں کا قصر جائز نہیں

اگر کوئی حلق کے بجائے قصر کرنا چاہے تو قصر کے لئے کم از کم اتنے لمبے بال ہونا لازم ہے کہ انگلی کے ایک پورے کے برابر یا اس سے زائد کٹ جاتے ہوں اگر اس سے کم ہیں تو قصر صحیح نہ ہوگا۔ حلق واجب ہوجائیگا، اور اتنے چھوٹے بالوں کے حلق کے بجائے قصر کرنے سے دم دینا لازم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ

---

[1] ویختص حلق الحاج بالزمان والمکان عند ابی حنیفۃؒ وحلق المعتمر بالمکان فالزمان ایام النحر الثلاثۃ۔ والمکان الحرم (وقولہ) فلو حلق او اقتصر فی غیر ما توقت بہ لزمہ الدم الخ (غنیۃ جدید ۱۷۷)

[2] واذا فرغ من ھذا الرمی (قولہ) فان کان مفرداً بالحج یحلق او یقصر والحلق افضل۔ (قولہ) وان کان قارناً او متمتعاً یجب علیہ ان یذبح ویحلق ویقدم الذبح علی الحلق الخ (بدائع الصنائع جدید ۳/۴۷)

ممنوعاتِ احرام کے ارتکاب سے قبل دوبارہ حلق کریگا تو دم ساقط ہوجائیگا ،
تو معلوم ہوا کہ چھوٹے بالوں کا قصر جائز نہیں، حلق واجب ہے۔ [1]

پورے سَر کا حلق یا قصر احرام کھولنے میں مسنون یہی ہے کہ اگر حلق کرے تو پورے سَر کا حلق کرے اور اگر قصر کرنا چاہتا ہے، اور سَر کے بال بھی اتنے لمبے ہیں کہ انگلی کے پورے سے زائد کتروایا جا سکتا ہے تو پورے سَر کا قصر کرے۔ اور چوتھائی سَر کا حلق یا قصر جائز ہے، یعنی چوتھائی مقدار واجب ہے، اس سے کم جائز نہیں۔ لہٰذا اگر ربع سَر کا حلق یا قصر کریگا تو کراہت کے ساتھ جائز ہوگا۔ [2]

حلق سے کہاں تک حلال ہوتا ہے اگر طوافِ زیارت سے قبل حلق کرلیا ہے تو بیوی سے ہمبستری کے علاوہ دیگر امور مثلاً سِلا ہوا کپڑا اور عطر وغیرہ کا استعمال حلال اور جائز ہوجاتا ہے۔ اور طوافِ زیارت کے بعد ہر کام جائز ہوجاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حلق کے ذریعہ سے حاجی کلی طور پر حلال نہیں ہوتا، اور طوافِ زیارت کے بعد ہی کلی طور پر حلال ہوجاتا ہے۔ اور سعی بین الصفا والمروۃ کلی طور پر حلال ہونے سے مانع نہیں، یعنی جب طواف اور حلق دونوں کرلیے اور اس کے بعد سعی کرتا ہے تو سعی سے قبل بیوی سے ہمبستری جائز ہے۔ [3]

---

[1] فاقل الواجب فی التقصیر قدر الانملة من جمیع شعر ربع الرأس لکن اصحابنا قالوا یجب ان یزید فی تقصیر الربع علی قدر الانملة لان اطراف الشعر غیر متساویة عادةً فلو قصر قدر الانملة من الربع لم یستوف قدر الانملة من جمیع شعر الرأس بل من بعضه فوجب ان یزید علی قدر الانملة الخ
(غنیہ جدید ۱۷۲ بدائع قدیم ۲/۱۴۱)

[2] وان حلق ربع الرأس اجزأه ویکره (وقوله) فلان المسنون هو حلق جمیع الرأس وترک المسنون مکروه الخ
(بدائع قدیم ۲/۱۴۱ بدائع بیروتی ۳/۱۰۱)
والسنة حلق جمیع الرأس او تقصیر جمیعه وان اقتصر علی الربع جاز مع الکراهة وهو اقل الواجب فیهما الخ
(غنیہ جدید ۱۷۲)

[3] واما حکم الحلق فحکمه حصول التحلل وهو صیرورته حلالاً یباح له جمیع ما حظر علیه الاحرام الا النساء الخ بدائع قدیم ۲/۱۴۲)

حلق کا مسنون طریقہ

حلق کے لئے مسنون طریقہ یہ ہے کہ ۱ محلوق یعنی جس کے سر کا حلق کیا جائے اس کی دائیں جانب سے ابتدار کی جائے۔
۲ قبلہ رُو ہو کر بیٹھنا ــــ
۳ حلق کے وقت یہ دعار پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَاهَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَامْحُ بِهَا عَنِّیْ سَیِّئَةً وَارْفَعْ لِیْ بِهَا دَرَجَةً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَالْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اٰمِیْنَ۔ (غنیہ جدید/۱۷۳)
۴ حلق سے فراغت کے بعد یہ دعار پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا۔ (غنیہ جدید/۱۷۳)
۵ والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے دعار کرنا۔
۶ بالوں کو پاک جگہ دفن کر دینا یا پاک جگہ محفوظ کر دینا۔ ناپاک جگہ ڈالنا مکروہ ہے۔ [۱]

گنجا آدمی کا حلق

اگر کوئی شخص قدرتی طور پر گنجا ہے، یا ابھی جلدی عمرہ کرکے سر کا حلق کرالیا ہے، جس کے سر پر بال نہیں ہیں، اب دوبارہ حج یا عمرہ سے حلال ہونے کے لئے حلق کرنا لازم ہے یا نہیں، تو اسکا حکم یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے سروں پر اسی حالت میں استرہ پھیر دینا واجب ہے۔ اگر استرہ نہیں پھیریں گے اور یوں ہی حلال ہو جائیں گے تو دم دینا

---

[۱] غنیۃ المناسک ص۱۷۳)

لازم ہوجائیگا۔ [۱]

حلق وقصر دونوں دشوار ہوں تو کیا کریں؟

اگر سر کے بال اتنے چھوٹے ہیں کہ اس پر قصر نہیں ہوسکتا، نیز پورے سر پر زخم بھی ہے کہ اُسترہ پھیرنا بھی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں کیا کریں؟

تو ایسے سخت عذر کی وجہ سے حلق کا حکم معاف ہوجاتا ہے۔ مگر حج میں بارہویں ذی الحجہ تک عذر کے زائل ہونیکے انتظار میں تاخیر کرنا چاہئے۔ اور عمرہ میں حتی الامکان تاخیر کی جائے، اسکے بعد ناخن وغیرہ کاٹ کر حلال ہوجائیگا تو اس پر کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔ اور اگر تاخیر کئے بغیر حلال ہوجاتے تب بھی کوئی کفارہ لازم نہیں۔ [۲]

اپنا سر منڈانے سے قبل دوسرے کا سر مونڈنا

اگر تمام مناسک سے فارغ ہوکر احرام کھولنے کا ارادہ ہوگیا ہے، اور اب احرام کھولنے کے لئے حلق کرنا ہے، تو حاجیوں کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ اپنا سر حلق کرنے سے قبل دوسرے کا حلق کردیں، لہٰذا اگر مفرد بالحج ہے تو یوم النحر میں رمی کے بعد اپنا سر منڈانے سے قبل دوسرے حاجی کا سر مونڈنا بلاکراہت جائز ہے۔ اور اگر حاجی قارن یا متمتع ہے تو قربانی کے بعد اپنا سر منڈانے سے پہلے دوسرے حاجی کا سر مونڈنا بلاکراہت درست ہے۔ [۳]

(مستفاد احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۲، رحیمیہ ۳/۱۱۴)

---

[۱] ویجب اجراء الموسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکنہ ھو المختار الخ غنیہ جدید ۱۷۱ قدیم ۹۳)

[۲] وان تعذرا جمیعا بان یکون شعرہ قصیرا وبراسہ قروح لا یمکنہ الحلق سقط عنہ وحل بلا شیء والاحسن ان یؤخر الاحلال الی آخر ایام النحر وان لم یؤخرہ فلا شیء علیہ الخ (غنیہ جدید ۱۷۱ قدیم ۹۳)

[۳] ولو حلق راسہ او راس غیرہ من حلال او محرم جاز لہ الحلق لم یلزمھما شیء الخ (غنیہ جدید ۱۷۲ قدیم ۹۳)

بال صفا صابون یا کریم وغیرہ سے بال صاف کرنا

اگر بال صفا صابون یا بال صفا کریم وغیرہ سے سر کے بال صاف کر دیئے جائیں تب بھی حلق کا فریضہ ادا ہو جائیگا۔ اور شرعًا کہا جائیگا کہ سر کا حلق ہوگیا ہے یا کسی اور طریقہ سے اختیاری یا غیر اختیاری طور پر بال اُتر جائیں تو بھی حلق ہی کا حکم ثابت ہو جائیگا۔ لہ (مستفاد معلم الحجاج ۱۷۲)

اُسترہ یا قینچی میسر نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر حلق کے لئے اُسترہ اور بلیڈ میسر نہ ہو، یا قصر کے لئے قینچی میسر نہ ہو تو کیا کریں، تو شرعًا یہ عذر حلق اور قصر کی معافی کے لئے معتبر نہیں۔ لہٰذا جبتک حلق یا قصر نہیں کریگا اُس وقت تک حلال نہ ہوگا۔ لہ (معلم الحجاج ۱۷۲)

رات میں حلق اور حجامت

جس طرح دن میں حلق اور حجامت بنانا جائز ہے اسی طرح رات میں بھی بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (معلم الحجاج ۱۷۲)

لہ ولو ازال الشعر بالنورة او الحرق او النتف بيده او اسنانه بفعله او بفعل غيره اجزأ عن الحلق وكذا لو قاتل غيره فنتفه اجزأه عن الحلق قصدا ام - الخ
(غنیۃ جدید ۱۷۲ قدیم ۹۷)

لہ ولو لم يكن به قروح لكنه خرج الى البادية فلم يجد آلة او من يحلقه لا يجزئه الا الحلق او التقصير الخ غنیۃ جدید ۱۷۲ قدیم ۹۷)

اپنے خیال و گمان میں اپنے آپ کو حلال سمجھنے والے کا حکم

اگر کسی محرم نے حالتِ احرام چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا، اور وہ اپنے آپ کو حلال سمجھنے لگا، اور اسکے بعد ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب بلا تکلف کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً حج یا عمرہ کے ارکان ادا کرنے کے بعد یا سب ارکان ادا کرنے سے پہلے درمیان میں سر منڈائے بغیر اپنے آپ کو حلال سمجھنے لگا، اور حلال کی طرح سِلے ہوئے کپڑے پہن لیے اور خوشبو بھی لگالی، اور قتلِ صید، اور بیوی کے ساتھ ہمبستری اور دوسرے کا حلق وغیرہ بہت سارے ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کر لیا، تو ایسی صورت میں اسکے اُوپر صرف ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور تعددِ جنایات کی وجہ سے تعددِ کفارات لازم نہ ہوں گے۔ اور اسکے بارے میں یوں سمجھا جائیگا کہ وہ ابھی احرام ہی میں ہے۔ اور اس پر لازم ہوگا کہ لوٹ کر آئے اور بقیہ ارکان ادا کر کے حلال ہو جائے۔[1]

احرام کھولتے وقت حلق و قصر میں لاپرواہی

احرام کھولنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ پورا سر منڈوا دیا جائے، یا یکساں طور پر برابر کر کے کٹوا دیئے جائیں۔ اور بعض لوگ برابر کر کے پورے سر کے بال کٹوانے یا حلق کرنے سے بہت گریز کرتے ہیں۔ بس بالوں کا کچھ حصہ کٹوا کر احرام کھول دیتے ہیں

---

[1] فان المحرم اذا نوی رفض الاحرام فجعل یصنع مایصنعه الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والجماع وقتل الصید فعلیه دمٌ واحدٌ یجمع ما ارتکب ولو فعل کل المحظورات ولایخرج بذلک القصد من الاحرام وعلیه ان یعود کما کان سواءٌ نوی الرفض قبل الوقوف اوبعده الا ان احرامه یفسد بالجماع قبله الخ
(غنیہ جدید ص۲۴۳)

یاد رہے کہ اگر سَر کے پورے بال برابر کر کے نہ کٹوائے جائیں تو اس کی چار شکلیں ہیں:

۱۔ پورے سَر کے چار حصّے کر کے ایک حصّہ کے برابر یا اس سے زائد کٹوا دیئے جائیں تو ایسی صورت میں احرام تو کھل جائیگا مگر مکروہ تحریمی کا ارتکاب ہوگا۔ [۱] اور اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا بھی لازم ہے، کہ چوتھائی سَر یا اس سے زائد کتروایا جائے تو لمبائی میں انگلیوں کے پورے کے برابر یا اس سے زائد کتروانا واجب ہے۔ [۲]

۲۔ سَر کے چوتھائی حصّہ سے کم کٹوایا جائے تو ایسی صورت میں وہ شخص حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک احرام سے نکل کر حلال نہیں ہوگا، اسکو احرام ہی کے اندر سمجھا جائیگا۔ اب احرام کے خلاف کام کرنے سے اس پر جُرمانہ بھی واجب ہو جائیگا۔

(فتاوٰی رحیمیہ ۵/۴۰۲، احسن الفتاوٰی ۴/۵۴۶)

۳۔ سَر کے بال انگلیوں کے پورے کے برابر کٹوائے نہیں جا سکتے، تو اگر اتنے چھوٹے بال ہیں تو ان کا حلق کروانا واجب ہے۔ قصر جائز نہیں۔ اور کٹوانے سے احرام نہیں کھلے گا۔ (احسن الفتاوٰی ۴/۵۴۶) [۳]

۴۔ سَر کے بال اُگے ہی نہیں، بلکہ گنجا ہے۔ یا ابھی ابھی چند گھنٹے قبل عمرہ کر کے بال منڈوائے تھے، اور اب دوبارہ عمرہ کیا جا رہا ہے تو ایسی صورت میں پورے سَر پر اُسترا پھیر دینا واجب ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۳۵، طحطاوی ۱/۵۰۷، الدر، فتح القدیر ۲/۳۸۶) [۴]

---

[۱] السُّنّۃ حلق جمیع الرأس او تقصیر جمیعہ وان اقتصر علی الربع جاز مع الکراھۃ وھو اقل الواجب فیھما الخ غنیۃ قدیم ۹۲/ غنیۃ جدید/ ۱۷۴)

[۲] یجب ان یزید فی تقصیر الربع علی قدر الانملۃ الخ غنیۃ جدید/ ۱۷۴) [۳] فاقل الواجب فی التقصیر قدر الانملۃ من جمیع شعر ربع الرأس الخ غنیۃ جدید/ ۱۷۴)

[۴] ویجب اجراء موسٰی علی الاقرع وذی قروح ان امکنہ وھو المختار الخ غنیۃ جدید/ ۱۷۴)

محرم شخص کا ارکان ادا کرنے سے قبل نائی نے اصرار کرکے سر مونڈ دیا

ایک شخص عمرہ کا احرام باندھ کر ابھی ابھی حرم شریف کے پاس پہونچا تھا، اور ابھی تک عمرہ کا کوئی رکن ادا نہیں کیا تھا، اور مروہ کے پاس جہاں حلاق کی دوکانیں ہیں وہاں پہنچا اور نائی نے یہ سمجھا کہ یہ شخص سعی سے فارغ ہوکر حلق کرانے آرہا ہے، لہٰذا نائی نے اصرار سے اپنی دوکان پر بلاکر حلق کر دیا، اور ادھر اس شخص کو مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ طواف وسعی سے فارغ ہونے سے قبل حلق ناجائز اور موجب دم ہے۔ اور بعد میں لوگوں سے معلوم ہوا کہ عمرہ میں طواف وسعی سے قبل حلق موجب دم ہے۔ تو کیا اس کی ناواقفیت کی وجہ سے کفارہ معاف ہوجائیگا، یا بدستور حالتِ احرام میں سر مونڈوانے کا پورا جرمانہ ادا کرنا پڑیگا۔؟ نیز کیا نائی کے اُوپر بھی کوئی کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟ نیز کیا عمرہ کا طواف شروع کرنے سے قبل اس طرح ناواقفیت یا جان بوجھکر سر منڈانے سے احرام ختم ہوجاتا ہے یا باقی رہتا ہے۔؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ نائی چونکہ محرم نہیں ہے، اسلئے اس کے اُوپر کوئی کفارہ نہیں، اور محلوق چونکہ محرم ہے اسلئے اس پر ایک دم واجب ہے۔ چاہے اس پر اِصرار یا زبردستی کی گئی ہو، اور ایسی صورت میں نائی سے کوئی تاوان بھی لینے کا مجاز نہ ہوگا۔ اور حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد ارکان کی ادائیگی شروع کرنے سے قبل سر منڈوانے سے احرام فاسد نہیں ہوتا، چاہے ناواقفیت کی وجہ سے ہو، یا زبردستی سے ہو، یا جان بوجھ کر، ہر حال میں احرام فاسد نہیں ہوتا، بلکہ بدستور باقی رہتا ہے، اسلئے وہ شخص بدستور ارکانِ عمرہ یا ارکانِ حج ادا کرکے دوبارہ حلق کرکے حلال ہوگا، اور ایک دم دینا اس پر لازم ہوجائیگا۔ [۱]

---

[۱] سواء کان المحلوق حلالاً او حراماً لما قلنا غیر انہ ان کان حلالاً لا شیء علیہ
(باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

جس نے محرم کا سر مونڈ دیا اس پر کیا جرمانہ؟

اگر کسی نے محرم آدمی کا سر اس حالت میں مونڈ دیا ہے کہ محرم شخص کو پتہ نہیں چلا، مثلاً وہ غفلت میں تھا، یا سونے کی حالت میں کسی نے آکر سر مونڈ دیا ہے، یا زبردستی کرکے مونڈ دیا۔ ان تمام صورتوں میں اگر سر مونڈنے والا حالق محرم نہیں ہے بلکہ حلال ہے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں، اور نہ ہی محرم شخص کے لئے اس پر کوئی تاوان لازم ہوگا۔ اور محرم شخص کے اوپر ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [1]

اور اگر حالق شخص محرم ہے اور محلوق بھی محرم ہے، اور حالق محرم نے دوسرے محرم کو نیند کی غفلت میں پاکر اس کے سر کا حلق کر دیا، یا کترا دیا، یا زبردستی ایسا کیا ہے تو حالق محرم پر ایک صدقہ دینا لازم ہوگا، اور محلوق محرم پر دم دینا لازم ہوگا۔ [2]

ایک نے دوسرے کی مونچھ کاٹ دی

حالتِ احرام میں محرم نے دوسرے کی مونچھ کاٹ دی، تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے

(باقی حاشیہ سابقہ صفحہ کا) وان کان حرامًا فعلیه الدم لحصول الارتفاق الکامل له سواءٌ کان الحلق بامر المحلوق او بغیر امرہٖ طائعًا او مکرهًا عندنا الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۳) واذا کان المحلوق رأسهٗ مکرهًا وجب الدم علیه ولا رجوع له علی الحالق عندنا (البحر الرائق قدیم ۳/۱۰) واذا کان الحالق حلالًا والمحلوق محرمًا انه لا شیٔ علی الحالق اتفاقًا الخ شامی کراچی ۲/۵۵۷)

[1] واما الحلال اذا حلق رأس المحرم فلیس علی الحالق شیٔ وعلی المحلوق المحرم دمٌ سواءٌ کان الحلق بامرہٖ او بغیر امرہٖ طائعًا کان او مکرهًا ... ولا یرجع المحرم المحلوق علی الحالق الحلال بشیٔ الخ المسالک فی المناسک ۲/۵۵۷)

[2] المحرم اذا حلق رأس غیرہٖ حلالًا کان محرمًا قاصدًا کان او ناسیًا او قلم اظافیرہٖ فعلی المحرم الحالق الصدقة وعلی المحرم المحلوق دمٌ بالاجماع الخ المسالک فی المناسک ۲/۵۵۶ وان حلق محرم رأس محرم قبل اوان التحلل بامرہٖ او بغیر امرہٖ فعلیه صدقة وعلی المحلوق دمٌ ولا یتخیر فیه وان کان مکرهًا او نائمًا لانه عذرٌ من جهة العباد الخ

(غنیة جدید /۲۵۸)

یا روٹی کا ٹکڑا صدقہ کردے تو کافی ہے۔ ؎۱ اور جس محرم کی مونچھ کاٹ دی گئی اسپر ایک صدقۂ فطر لازم ہوجائیگا۔ (غنیہ جدید/۲۵۷)

حالتِ احرام میں پورا سر یا چوتھائی سر منڈوانا یا کتروانا

اگر حالتِ احرام میں پورا سر یا چوتھائی یا اس سے زائد منڈوایا یا کتروایا ہے تو کفّارہ میں ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم منڈوایا یا کتروایا ہے تو ایک صدقۂ فطر کفارہ میں دینا واجب ہوگا۔ ؎۲

چوتھائی سر سے کم حلق کرایا تو؟

اگر چوتھائی سر سے کم حلق یا قصر کرایا ہے۔ اور تین بالوں سے زیادہ ہے، تو ایسی صورت میں کفارہ میں ایک صدقہ دینا لازم ہوگا۔ اور تین سے کم بال کٹوائے یا اکھاڑ دیئے ہیں تو ہر ایک بال کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت یا ایک ریال صدقہ کردینا کافی ہوگا۔ ؎۳

حالتِ احرام میں وضو کرتے ہوئے بال ٹوٹ جائے تو کیا کریں؟

اگر وضو کرتے وقت بلا اختیار بال ٹوٹ جائے تو چاہے سر کا بال ہو یا ڈاڑھی کا

؎۱ وان اخذ المحرم شارب محرم او حلال فعلیه صدقة فلا یصح (وقوله) فاذا حلق شارب غیره اطعم ما شاء کسرة خبز او کفا من طعام لقصور الجنایة ۱ھ غنیہ جدید/۲۵۹)

؎۲ فان حلق رأسه فان حلقه من غیر عذر فعلیه دم لا یجزیه غیره ۱ھ بدائع قدیم ۱۹۲/۲ ۱ھ و اذا حلق ربع رأسه او ربع لحیته فصاعدا فعلیه دم فان کان اقل من الربع فعلیه صدقة (فتح القدیر بیروت ۳/۳۸)

؎۳ فتبین ان نصف الصاع انما هو فی الزائد علی الشعرات الثلاث واما اذا لم یزد تصدق لکل شعرة بکف من طعام ۱ھ غنیة جدید/۲۵۶)

تو کیا کریں، تو اگر دیکھنے میں زیادہ محسوس ہو تو ایک صَدَقۂ فطر دے، اور اگر کم ہے اور تین یا اس سے بھی کم ہیں تو صرف ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت دینا کافی ہوگا۔ یا ہر ایک بال کے عوض میں ایک کھجور دینا کافی ہوگا۔ [1]

متفرق جگہ سے کٹے ہوئے بالوں کو جمع کر کے دیکھنا

اگر سَر کی مختلف جگہوں سے تھوڑے تھوڑے بال حلق یا کتروائے جائیں تو تمام جگہوں کو جمع کر کے دیکھا جائیگا۔ اگر سب مِلا کر چوتھائی سَر کے برابر یا اس سے زائد ہوتے ہیں تو دم واجب ہوجائیگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہوتا ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ [2]

حالتِ احرام میں پچھنے لگوانا

اگر حالتِ احرام میں پچھنہ لگوایا جائے اور اس سے بال نہ کٹے تو جائز ہے۔ ہاں البتہ اگر پچھنہ لگوانے کی جگہ کو حلق کر کے صاف کر دیا ہے تو دم واجب ہوجائیگا۔ [3]

حَالتِ احرام میں گردن کے بال صاف کرنا

حالتِ احرام میں گردن کے بال صاف کر دیئے جائیں تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اسلئے کہ گردن بھی حلق کے حق میں ایک مقصود اور مستقل عضو ہے۔ [4]

---

[1] فلو سقط من رأسه أو لحيته ثلاث شعرات عند الوضوء او غيره فعليه كف من طعام او كسرة او تمرة لكل شعرة (الغنيه جديد/۲۵۷) [2] ويجمع المتفرق في الحلق كما في الطيب فلو حلق ربع رأسه من مواضع متفرقة فعليه دم (الغنيه جديد/۲۵۷) [3] ولا بأس ان يحتجم يعني من غير حلق (الغنيه) (وقوله) ولو حلق موضع المحاجم واحتجم فعليه دم عند ابي حنيفة وموضع المحاجم في حق الحجامة عضو كامل (الغنيه جديد/۲۵۷)

[4] وان حلق الرقبة كلها فعليه دم لانه عضو مقصود بالحلق (الفتح القدير بيروتي ۳/۲۹)

حالتِ احرام میں داڑھی منڈوانا

اگر حالتِ احرام میں داڑھی مکمل یا چوتھائی یا اس سے زائد منڈوادی ۔ یا کتروادی ہے تو دم واجب ہوجائیگا ۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا ۔ [1]

چوتھائی داڑھی سے مُراد داڑھی کی لمبائی نہیں ہے ، بلکہ داڑھی کی جڑ سے ملی ہوئی کھال کی چوتھائی مُراد ہے جہاں سے بال اُگتے ہیں ۔

حالتِ احرام میں مونچھ کٹوانا

حالتِ احرام میں مونچھ کٹوانے سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہے ۔ چاہے مونچھ پوری کاٹ لی ہو یا کچھ حصہ ، ہر حال میں راجح قول کے مطابق ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا ۔ [2]

حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا

حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا موجبِ دم ہے ۔ چاہے دونوں بغل صاف کرلئے ہوں یا ایک کے بال صاف کیے ہوں ۔ دونوں صورت میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا ۔ [3]

---

[1] اذا حلق ربع رأسه او ربع لحيته فصاعداً فعليه دم فان اقل من الربع فعليه صدقة الخ فتح القدير بيروتی زکریا ۳/۲۸ هندية ۱/۲۴۳)

[2] ولو حلق شاربه كله او بعضه او قصه فعليه صدقة وهو المذهب الصحيح لانه بعض اللحية ولا يبلغ ربع المجموع الخ غنية جديد ۲۵۷)

[3] وان حلق الابطين او احدهما فعليه دم لان كل واحد منهما مقصود بالحلق لدفع الاذى ونيل الراحة فاشبه العانة الخ فتح القدير بيروتی ۳/۲۹)

اور اگر ایک بغل کا اکثر حصہ صاف کرلیا تو بھی ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا اور اگر اقل حصہ صاف کیا تب بھی ایک صدقہ، اور یہ سلسلہ تین سے زائد بالوں تک جاری رہیگا اور تین سے کم ہو تو ہر ایک بال کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں لازم ہوگا [1]

حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرنا

حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرلی ہے تو ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اُسترہ سے صاف کیا جائے یا بال صفا صابن یا کریم سے ہر ایک کا حکم یکساں ہے اسی طرح بالوں کو اُکھاڑنے کا بھی حکم ہے [2]

ایک وقت میں سر، داڑھی، بغل، زیرِ ناف یا پورا بدن صاف کرلیا

اگر حالتِ احرام میں ایک وقت میں سر کا حلق اور مونچھ، بغل، زیرِ ناف صاف کرلیے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم دینا کافی ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر پورے بدن کے تمام اعضاء کے بال صاف کرلئے ہوں تب بھی ایک ہی دم دینا کافی ہوجائیگا اسلئے کہ یہاں محل اور مقصود دونوں متحد ہیں۔ [3]

سر، داڑھی بغل زیرِ ناف میں سے تین سے زائد یا کم بال اکھاڑنا

سر، داڑھی، بغل، زیرِ ناف میں سے کسی جگہ سے تین سے زائد اور چوتھائی سے کم بال

---

[1] وان حلق من احدى الابطين اكثرها يجب عليه الصدقة اھ ھندیہ ۱/۲۴۳ ولو اقل من من ابط ولو اكثرہ صدقة ولا يعتبر الربع من هذه الاعضاء بالكل اھ غنیہ جدید ۲۵۵

[2] وان حلق عانته او ابطيه او نتفهما او احدهما فعليه دم اھ ھندیہ ۱/۲۴۳، غنیۃ جدید ۲۵۷)

[3] ولو حلق رأسه ولحيته وابطيه وكل بدنه فى مجلس واحد فعليه دم واحد لاتحاد المحل معنى باتحاد المقصود وهو الارتفاق الا اذا كفر للاول اھ غنیۃ جدید ۲۵۶)

اُکھاڑنے سے ایک صدقہ یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوجائیگا اور اگر تین سے کم بال اکھاڑے ہیں تو ہر ایک بال کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوجائے گا [1]

مختلف مجلسوں اور مختلف اوقات میں بال صاف کرنا

اگر ایک وقت میں سر کا حلق کرلیا اور دوسرے وقت میں داڑھی صاف کرلی۔ اور تیسرے وقت میں زیر ناف صاف کی اور چوتھے وقت میں زیر بغل صاف کرلی ہے تو ہر ایک کیلئے ایک ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر سر کے بالوں کو ایکدن میں مختلف مجلسوں میں صاف کرلیا ہے مثلاً چار مجلسوں میں چار ربع الگ الگ صاف کیا ہے تو ایک ہی دم دینا کافی ہوجائیگا اور اگر چار دن روزانہ ایک ایک ربع صاف کیا تو چار دم دینا لازم ہوجائے گا۔ [2]

ایک مجلس میں مختلف جنایات کا حکم

اگر ایک وقت میں سر کا حلق کرلیا اور اسی مجلس میں خوشبو بھی لگالی اور اسی مجلس میں سر بھی ڈھانک لیا تو تین دم دینا لازم ہوجائیگا اسلئے کہ یہاں پر جنابت اور

---

[1] وان نتف من رأسه او انفه او لحيته ثلاث شعرات ففی كل شعرة كف من طعام ..... ان نصف الصاع انما هو فی الزائد من الشعرات الثلاث الخ (غنیه /۲۵۲)

[2] وان اختلفت المجالس فلكل مجلس موجب جناية عندهما الاختلاف المحل حقيقة وعند محمد دم واحد ما لم يكفر للاول فلو حلق رأسه فی اربعة مجالس فی كل مجلس ربعا فعليه دم واحد اتفاقا لاتحاد المحل حقيقة ومعنى الا اذا كفر للاول او كانت المجالس فی ايام متفرقة فعليه اربعة دماء الخ

(غنیہ جدید ۲۵۲)

محلِ جنایت دونوں بالکل الگ الگ ہیں اسلئے ہر جنایت کا حکم بھی الگ الگ ہوگا [1]

سر، داڑھی، زیرِ ناف، بغل کے علاوہ دیگر اعضاء کے بال صاف کرنا

اگر سر اور داڑھی اور زیرِ ناف اور بغل کے علاوہ پورے بدن کے دیگر اعضاء میں سے کسی بھی پورے عضو یا بعض عضو کے بال صاف کر لئے جائیں تو راجح قول کے مطابق صرف ایک صدقہ فطر ادا کرنا لازم ہوگا۔ [2]

سر کے بال اور داڑھی، مونچھ پکڑنے کی عادت

بہت سے لوگوں کو اس کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے سر کے بال یا داڑھی یا مونچھ پکڑتے رہتے ہیں اور اسکی عادت ہونے کی وجہ سے بسا اوقات بے خبری اور غفلت میں وہاں ہاتھ پہونچ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بال جھڑ جاتا ہے، اور کبھی کبھی جھڑتے ہوتے ہاتھ میں بھی آجاتا ہے تو ایسی صورت میں تین سے کم ہوں تو ہر ایک کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا اگر تین سے زائد ہیں تو ایک صدقہ فطر یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ [3]

---

[1] امّا لو حلق رأسهٗ ولحيتهٗ وغطّاه ولو في مجلسٍ فعليه ثلاثة دماءٍ لاختلاف المحل معنىً باختلاف الجناية الخ (غنية جديد/ ۲۵۲)

[2] فان حلق الصدر او الساق او الركبة او الفخذ او العضد او الساعد فعليه صدقة لانه ليس بمقصود بالحلق الخ (غنية جديد/ ۲۵۷)

[3] واذا اخذ المحرم من شاربه او من رأسه شيئًا او مسّ من لحيته فانتثر منها شعر فعليه في ذلك كله صدقة لوجود الجناية الخ

(المبسوط ۴/ ۷۳ بدائع ۲/ ۱۹۳ المسالك في المناسك ۲/ ۷۵۵)

کن کن چیزوں سے بال صاف کرنے کا اعتبار ہوگا؟

استرہ اور قینچی سے بال صاف کرنیکا جو حکم ہے وہی حکم بال صفا صابن یا کریم یا پاؤڈر وغیرہ سے کرنیکا ہے۔ اور اسی طرح اکھیڑنے اور توڑنے کا بھی ہے۔ چاہے ہاتھ سے اکھاڑے یا دانت سے کاٹے ہر ایک کا حکم استرہ سے حلق کرنیکی طرح ہے اسی طرح ہاتھ سے پکڑنے کیوجہ سے گرجانے کا بھی حکم ہے۔ [1]

غیر اختیاری اعذار سے بال جھڑنے یا صاف ہونے کا حکم

اگر غیر اختیاری اعذار اور بیماری سے بال جھڑ جائے مثلاً قدرتی امراض کیوجہ سے بال خود بخود جھڑنے لگے یا غیر اختیاری طور پر بالوں میں آگ لگ جائے۔ مثلاً رہائش گاہ میں آگ لگ گئی جس سے بے خبری میں محرم کے بال جل جائیں، یا سونے کی حالت میں جل جائیں تو ایسی صورت میں کوئی کفارہ لازم نہیں۔ اور اگر تنور میں روٹی پکاتے ہوئے بال جل جائیں تو صدقہ لازم ہو جائیگا۔ [2]

حالتِ احرام میں ناخن تراشنا

اگر حالتِ احرام میں دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کی تمام انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو سب کے عوض میں صرف ایک دم واجب ہوگا۔ اگر دونوں ہاتھوں کی تمام

---

[1] والنتف والقص والاطلاء بالنورة والقلع بالأسنان والسقوط بالمس ونحو ذلك كالحلق الخ غنية جديد/۲۵۷)

[2] واذا اختبز فاحترق بعض شعره تصدق بخلاف ما اذا تناثر شعره بالمرض اوالنار فلا شيء عليه (قوله) اوالنار محمول على عدم المباشرة منه بان كان نائما او نحوه الخ غنية جديد/۲۵۸)

انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تب بھی ایک دم واجب ہوگا۔ اور اسی طرح دونوں پیروں کی تمام انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو بھی ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر صرف ایک ہاتھ یا صرف ایک پیر کی پانچوں انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تب بھی ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اگر ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے ناخن نہیں کاٹے بلکہ چار یا اس سے کم انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو ہر ایک ناخن کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا واجب ہوگا۔ [۱]

ہاتھ وپیر کی متفرق اُنگلیوں کے ناخن کا حکم

اگر ہاتھ اور پیر کی متفرق انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے مگر سب کے نہیں کاٹے بلکہ ہر ایک ہاتھ اور ہر ایک پیر کی چار یا اس سے کم انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہر ایک انگلی کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوتا جائیگا اور یہ تعداد ۱۶ سولہ تک بھی پہونچ سکتی ہے کہ مختلف انگلیوں کے ناخن کم سے کم تعداد سے لیکر ۱۶ سولہ تک میں ہر ایک کے عوض میں ایک ایک صدقۂ فطر لازم ہوتا جائیگا اور ۱۶ سولہ کی تعداد کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ وپیر میں سے کسی ایک کی پانچوں انگلیوں کے ناخن نہ کاٹے جائیں بلکہ چار ہی کی تعداد تک محدود رہے، کیونکہ جب کسی بھی عضو کے پانچوں ناخن کاٹ لیں گے تو دم واجب ہو جائیگا۔ [۲]

---

[۱] لیس للمحرم ان یقص اظافیرہ قبل الحلق اذا قلم المحرم جمیع اظافیرہ فعلیہ دم واحد وان قلم اظفار کف فعلیہ دم وان قلم اقل کف فعلیہ صدقۃ لکل ظفر نصف صاع الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۲

[۲] فان قلم خمسۃ اظافیر من الاعضاء الاربعۃ متفرقۃ الیدین والرجلین فعلیہ صدقۃ لکل ظفر نصف صاع فی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف وقال محمد علیہ دم وکذلک لو قلم من کل عضو من الاعضاء الاربعۃ اربعۃ اظافیر فعلیہ صدقۃ عندھما وان کان یبلغ جملتہا ستۃ عشر ظفرا ویجب فی کل ظفر نصف صاع الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۵)

مسائلِ حجِ بدل

حجِ بدل کس قسم کے عذر سے جائز

حجِ بدل ہر شخص کی جانب سے جائز نہیں ہے۔ بلکہ ایسے آدمی کی طرف سے حجِ بدل کرانا جائز ہے کہ جس پر حج فرض ہو چکا ہے، مگر ایسی بیماری اور کمزوری میں مبتلا ہے کہ جس سے شفایاب ہو کر حج کرنے کے قابل ہونے کی امید نہیں ہے، یا جس پر حج فرض ہو چکا تھا وہ حج کرنے سے پہلے انتقال کر چکا ہے۔ ان اعذار کے بغیر حجِ بدل جائز نہیں۔[1] (غنیہ/۱۷۲، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۷۰۷، شامی کراچی ۲/۵۹۸)

عذر زائل ہونے کی امید نہیں تھی مگر حجِ بدل کے بعد زائل ہو گیا

اگر ایسے معذور کی طرف سے حجِ بدل کیا گیا تھا جس کا عذر زائل ہونے کی کوئی امید نہیں تھی، مگر حجِ بدل کے بعد اتفاق سے اُسکا عذر بالکل دُور ہو گیا اور ایسا تندرست ہو گیا کہ از خود حج کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں حجِ بدل جو کیا گیا ہے اس سے اسکا فرض ادا ہو گیا، دوبارہ از خود کرنا لازم نہیں۔[2]

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۷۰۷، درمختار کراچی ۲/۵۹۹)

---

[1] فمن عجز عن الحج بنفسہ وجب علیہ ان یستنیب غیرہ لیحج عنہ ویصح الحج عنہ الخ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۷۰۷)

[2] منہا ان یکون عجزہ مستمراً الی الموت عادۃً کالمریض الذی لا یرجیٰ برؤہ وکالاعمیٰ والزمن ومتی کانت عاجزاً بحیث لا یرجی القدرۃ علی الحج الی الموت ثم اناب من یحج عنہ وحج عنہ النائب فقد سقط الفرض عنہ ولو زال عذرہ وقدر علی الحج بعد الخ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۷۰۷)

عُذر زائل ہونیکی امید ہے پھر بھی حج بدل کرالیا

ایک شخص ایسا معذور ہے کہ اس کو عذر زائل ہونے کی امید ہے، مگر پھر بھی اس نے اپنی طرف سے فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے دوسرے کو بھیجدیا۔ اور اسکی طرف سے حج بدل ادا ہوجانے کے بعد اسکا عُذر زائل ہوجاتا ہے، پھر اس قابل ہوجاتا ہے کہ از خود سفر کرکے حج کرسکتا ہے تو اس پر دوبارہ از خود اپنا فریضہ ادا کرنا لازم ہے۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۷۰۷، فتاوی محمودیہ ۱۳/۱۷۲) [1]

زندہ شخص کے عُذر کی تفصیل

مذکورہ مسائل کے لئے اصولی حکم یہ ہے کہ جو سرمایہ دار حج کرنے سے پہلے وفات پاجائے اس کی طرف سے حج بدل کے جائز ہونے میں کوئی شبہ اور تردد نہیں۔

غور طلب مسئلہ اس شخص کے بارے میں ہے جو زندہ ہو اور اس پر حج فرض ہوچکا ہو مگر عذر کی وجہ سے از خود حج کرنے کو جانے پر قادر نہیں، تو اس طرح زندہ آدمی کا عُذر دُو قسم پر ہے۔

۱۔ وہ عذر ہے کہ عام طور سے اس کے زائل ہوجانے کی امید ہوتی ہے مثلاً گرفتار ہوکر قید خانہ میں بند ہے، یا سخت مرض میں مبتلا ہے، تو ایسے معذور کی طرف سے حج بدل نہیں کرانا چاہئے، بلکہ عذر زائل ہونیکا انتظار کرنا چاہئے۔ لیکن حج بدل کرادیا گیا پھر اسکے بعد عُذر زائل ہوجاتا ہے۔ مثلاً قید خانہ سے رہائی ہوجائے یا مرض سے بالکل شفا یابی ہوجائے، تو اس شخص پر دوبارہ حج کا فریضہ ادا کرنا

---

[1] واما المریض الذی یرجٰی برؤہٗ والمحبوس فانہٗ اذا اناب عنہ الغیر فحج عنہ ثم زال عُذرہٗ بعد فان ذلک لایسقط فرض الحج الخ (کتاب الفقہ ۱/۷۰۷)

لازم ہوگا۔ اور جو حج بدل کیا گیا وہ نفل ہو جائیگا اور اگر عذر زائل نہ ہو مثلاً قید خانہ ہی میں موت واقع ہو جائے یا اسی مرض میں موت واقع ہو جائے تو جو حج بدل کیا گیا وہ اس کی طرف سے صحیح ہو جائیگا۔

۲ وہ عذر جس کے زائل ہونے کی عام طور سے امید نہیں ہوتی ہے، مثلاً نابینا یا لنگڑا ہے تو ایسے معذور کا موت تک انتظار لازم نہیں، بلکہ اس کی طرف سے حج بدل بلا تردد جائز ہے۔ اور اگر اتفاق سے حج بدل کے بعد عذر بالکل زائل ہو جائے اور از خود حج کرنے پر قادر ہو جائے تب بھی دوبارہ حج کرنا اس پر لازم نہیں[۱]

حج بدل کی نیت و احرام

حج بدل میں احرام کے وقت یا اس سے قبل حج کرانے والے کی طرف سے نیت کرنا لازم ہے۔ اور احرام کے وقت اس طرح زبان سے کہنا زیادہ بہتر اور افضل ہے کہ میں فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں۔ یا یوں کہے کہ میں فلاں کے حج کے لئے احرام باندھتا ہوں۔ اور نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، تو احرام کی تکمیل ہو جائے گی۔[۲] (غنیۃ ۱۶۲)

اصل دل کی نیت کا اعتبار

احرام کی نیت کرنے میں اصل دل کی نیت کرنیکا اعتبار ہے، کہ دل ہی دل میں

---

[۱] الثالث دوام العجز الی الموت ان کان بعذر یرجی زوالہ عادۃً کالحبس والمرض (الی قولہ) فلو احج عنہ فرضا وهو فی السجن فاذا مات فیہ اجزأہ وان خلص منہ لا (وقولہ) وان کان لعذر لایرجی زوالہ عادۃ کالزمانۃ والعمی لایشترط دوامہ الی الموت الخ (غنیہ جدید ۳۲۱، قدیم/۱۶۲)

[۲] نیۃ الحج عن المحجوج عنہ عند الاحرام او تعیینہ قبل الشروع فی الاعمال فلو قال بلسانہ احرمت عن فلان او لبیک بحجۃ عن فلان فهو افضل الخ (غنیۃ الناسک ۱۶۲)

نیت یوں کرلیں کہ میں نے فلاں کی طرف سے حج کے احرام کی نیت کی ہے یا عمرہ کی نیت کی ہے، اس طرح دل سے نیت کرکے تلبیہ پڑھے۔ اور اگر دل کی نیت کیساتھ زبان سے بھی یوں کہہ لے کہ میں فلاں کی طرف سے حج کا احرام باندھتا ہوں تو زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اور اگر جس کی طرف سے حج کر رہا ہے اُسکا نام بھول جائے تو اس طرح نیت کرلینا کافی ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کی نیت سے احرام باندھتا ہوں جس نے حج کے لئے حکم کیا ہے، یا جس کی طرف سے حج کیلئے کہا گیا ہے۔[1]

بغیر تعیین مطلق حج کی نیت کرلی تو کیا حکم؟

اگر احرام باندھتے وقت آمر کی طرف سے حج بدل کی نیت نہیں کی، بلکہ صرف مطلق حج یا عمرہ کی نیت کی ہے تو جب تک مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کے افعال شروع نہ کردے اُس وقت تک آمر کی طرف سے حج بدل کی نیت کرنیکی گنجائش باقی رہتی ہے۔ اور اگر افعال شروع کردے، مثلاً عمرہ کے لئے طواف شروع کردے یا حج کے لئے وقوف عرفہ کرلے، تو ایسی صورت میں اب حج بدل نہیں ہوگا، اور یہ حج خود حج کرنے والے ہی کا اپنا حج ہوجائیگا۔ اس سفر کا خرچ اسی کے ذمہ ہوگا۔ اور آمر کے پیسوں کا ضمان لازم ہوجائیگا۔ اور جو پیسہ لیا وہ واپس کرنا ہوگا۔[2]

آمر کے حکم کی مخالفت جائز نہیں

آمر کے حکم کی مخالفت جائز نہیں۔ لہٰذا اگر آمر نے حج افراد کا حکم کیا ہے تو افراد کرنا لازم ہے۔ اور اگر آمر نے تمتع یا قران کا حکم کیا ہے، تو تمتع یا قران لازم

---

[1] فلو قال بلسانه احرمت عن فلان او لبيك بحجة عن فلان فهو افضل والا تكفي نية القلب فلو نسي اسمه فنوى عن الآمر صح (غنية جديد ۳۲۵/ قديم ۱۷۳/) المبسوط ۴/ ۱۵۹ المسالك ۲/ ۸۹۵)

[2] ولو اطلق النية عن ذكر المحجوج عنه فله ان يعينه قبل الشروع في الاعمال وان لم يعينه حتى شرع في الاعمال تعذر التعيين وتحققت المخالفة فيقع الحج عنه وعليه الضمان الخ (غنية جديد ۳۲۵/)

اور اگر عمرہ کا حکم کیا ہے تو عمرہ کرنا لازم ہے۔ اور آمر نے جس کا حکم کیا ہے اسکی تعیین سے احرام باندھنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حج کا حکم کیا ہے اور مامور نے عمرہ کا احرام باندھ لیا، یا اگر حج افراد کا حکم کیا۔ اور مامور نے حج تمتع کا احرام باندھ لیا، یا عمرہ یا قران کا احرام باندھ لیا تو مخالفت کی وجہ سے یہ نسک مامور کی طرف سے واقع ہو جائیں گے، اور مامور پر خرچ کا پیسہ واپس کرنا لازم ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر آمر کی طرف سے احرام کی نیت کی مگر حج یا عمرہ کی تعیین نہیں کی تو عمرہ میں طواف اور حج میں وقوف میں لگ جانے سے پہلے پہلے تعیین کی گنجائش ہے۔ ورنہ مخالفت کی وجہ سے عبادت مامور کی طرف سے واقع ہو جائے گی۔ اور خرچہ کا پیسہ واپس کرنا لازم ہو جائیگا۔ [1]

عورت کا حج بدل کون کرے؟

حج بدل چاہے عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے۔ دونوں صورتوں میں عورت حج بدل کر سکتی ہے۔ لیکن حج کرنے والے کا مرد ہونا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اس کی مزید وضاحت آگے بعنوان "کس قسم کے لوگوں سے حج کرانا مکروہ ہے" کے تحت آرہی ہے۔ (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۶/۵۷۵، فتاویٰ رحیمیہ ۳/۱۱۸)

زندہ کا حج بدل کہاں سے کیا جائے؟

اگر معذور کی طرف سے حج بدل کیا جائے تو اسکے وطن سے کرانا لازم ہے۔ اور اگر زندہ معذور شخص کے دو جگہ وطن ہیں، تو دونوں میں سے جہاں سے چاہے

---

[1] وکذا لو عیّن المحجوج عنه اطلق عن ذکر ما احرم به من حج او عمرۃ صح تعیینه قبل الشروع فی الاعمال فان تعین حتی طاف تعین للعمرۃ او وقف بعرفۃ قبل الطواف تعین للحجۃ الخ (غنیہ جدید/۳۲۵) فلو امرہ بالحج فتمتع او عن الامر فھو مخالف ضامن اجماعا الخ غنیہ جدید/۳۳۳)

حج بدل کرانا جائز ہے، مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ جہاں سے مکۃ المکرمہ قریب ہے وہاں سے کرایا جائے۔[۱] (شامی کراچی ۲/۶۰۵، قاضیخان علی ہامش الہندیہ ۱/۳۰۷، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۷۰۷)

میت کا حج بدل کہاں سے کیا جائے؟

میت کے اوپر حج فرض ہو چکا تھا اور حج فرض کرنے سے قبل موت ہو گئی ہے، اور اس نے موت سے قبل حج بدل کی وصیت بھی کر دی تھی، نیز اسکے ترکہ کے ایک ثلث مال میں اتنی گنجائش بھی ہے کہ اسکے وطن سے حج کرایا جائے، تو ایسی صورت میں میت کے وطن سے حج بدل کرانا لازم ہے۔ کسی اور جگہ سے جائز نہ ہوگا۔ بہت سے لوگ مکہ مکرمہ حج بدل کے لئے پیسہ بھجوا دیتے ہیں ان کو ان شرائط کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۷۰۹، شامی کراچی ۲/۶۰۵)

وطن سے خرچ پورا نہ ہو تو کیا کریں؟

آدمی مریض اور معذور ہے تو اس پر اس وقت حج فرض ہوتا ہے کہ جب وطن سے مکہ مکرمہ تک مکمل خرچ کا نظم ہو، ورنہ اس پر حج واجب ہی نہیں۔ اب مسئلہ صرف میت کے بارے میں ہے کہ اگر میت نے حج بدل کی وصیت کی ہے، اور ترکہ کے ثلث اور تہائی میں وطن سے حج بدل کرانے کی گنجائش ہے تو وطن سے ہی کرانا واجب ہے۔

---

[۱] وان کان لہ وطنان فی موضعین یحج عنہ من اقربہما الی مکۃ الخ قاضیخان علی الہندیہ ۱/۳۰۷) فلو کان لہ اوطان فمن اقربہا الی مکۃ الخ شامی کراچی ۲/۶۰۵) فمن عجز عن الحج بنفسہ وجب علیہ ان یستنیب غیرہ لیحج عنہ ویصح الحج عنہ بشروط (الی قولہ) وان لم یعین وجب ان یحج عنہ من بلدہ ان کان ثلث مالہ یکفی الخ
(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۷۰۷، ۷۰۹)

اور اگر ثلث مال اتنا نہیں ہے جس کے ذریعہ سے وطن سے حج بدل کرایا جاسکے تو اس طرح پیسہ کم پڑنے کی صورت میں جہاں سے خرچ پورا ہو سکتا ہے وہاں سے کرانا لازم ہے۔ لہٰذا ثلث مال سے اگر مدینہ اور طائف وغیرہ سے کرانے کی گنجائش ہے تو مکہ مکرمہ سے کرانا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ مدینہ اور طائف وغیرہ ہی سے کرانا لازم ہوگا۔[1]

آمر نے جہاں سے حج بدل کی وصیت کی ہے وہاں سے کرنا

اگر میت نے خود اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے حج بدل کرنے کی وصیت کی ہے تو اسی جگہ سے حج بدل کرانا لازم ہے جہاں سے کرانے کی وصیت کی ہے[2]

(مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۰۸، غنیہ جدید/۳۲۹)

ثلث مال سے کئی بار حج کرانا

اگر موت سے قبل میت نے یہ وصیت کی ہے کہ ترکہ کی ایک تہائی مکمل حج کرانے میں خرچ کیا جائے تو وارثین پر لازم ہے کہ مکمل ثلث مال کو حج میں خرچ کریں۔ لہٰذا اگر ایک تہائی کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ اس سے کئی مرتبہ حج کرایا جاسکتا ہے تو جتنی مرتبہ حج ہو سکتا ہے اتنی مرتبہ کرانا لازم ہے۔ مثلاً اگر دس مرتبہ کرایا جاسکتا ہے

---

[1] فان لم يكف وجب ان يحج عنه من المكان الذی يكفی عنه المال الخ كتاب الفقه ۱/۷۰۹)
فان لم يكف فمن حيث يبلغ استحساناً الخ (الدر المختار کراچی ۲/۶۰۵ هذا ان كان ثلث المال يبلغ ان يحج عنه من بلده فان كان لا يبلغ يحج من حيث يبلغ استحساناً الخ
(بدائع قديم ۲/۲۲۲)

[2] ولو عين مكاناً غير بلده فكما اوصى قرب من مكة او بعد الخ غنيه جديد/۳۲۹)
وان اوصى ان يحج عنه من موضع كذا من غير بلده يحج عنه من ثلث ماله من ذلك الموضع الذی بين قرب من مكة او بعد عنها لان الاحجاج لا يجوز الا بامره فيتقدر بقدر امره الخ بدائع قديم ۲/۲۲۳ جديد بيروتی ۲/۴۹۲)

تو ایک سال میں دس افراد کو بھیجنا بھی جائز ہے، اور دس سال تک ہر سال ایک شخص کو بھیجنا بھی جائز ہے۔ اور حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ یہی شکل زیادہ بہتر اور افضل ہے، کہ ایک ہی سال میں دس افراد کو حج کے لئے بھیجدیا جائے اسلئے کہ تنفیذِ وصیت میں تعجیل اور جلدی کرنا افضل ہے۔ [۱] (بدائع قدیم ۲/۲۲۳، ہندیہ ۱/۲۵۹)

حج بدل کیلئے کسی خاص آدمی کو معین کرنا

اگر آمر نے حج بدل کی وصیت میں اس بات کی بھی وصیت کردی ہے کہ فلاں مخصوص آدمی حج کریگا تو ایسی صورت میں اگر اس شخص خاص کی حج کو جانے سے قبل موت واقع ہوجائے تو دوسرے شخص کے ذریعہ سے حج کرانا جائز ہے۔ اور اگر یوں وصیت کی ہے کہ فلاں شخص سے ہی حج کرانا ہے، اسکے علاوہ کسی اور سے نہیں کرانا، تو اس شخص کی موت کے بعد حج بدل کی وصیت ہی باطل ہوجائے گی۔ اور کسی دوسرے سے حج کرانا اس کے ثلث مال سے جائز نہ ہوگا۔ [۲]

غیر مامور کا حج بدل کرنا

میت نے حج بدل کے لئے کوئی وصیت نہیں کی تو ثلث مال سے حج بدل کرانا اس وقت تک درست نہیں کہ جب تک تمام وارثین بالغ ہوکر بلا اختلاف متفقہ طور پر

---

[۱] الوصي بالخيار ان شاء احج عنه الحجج في سنة واحدة وان شاء احج عنه في كل سنة واحدة والافضل ان يكون في سنة واحدة لان فيه تعجيل تنفيذ الوصية والتعجيل في هذا افضل من التاخير الخ بدائع قديم ۲/۲۲۳ جديد بيروتي ۲/۴۹۴، غنيه جديد ۳۲۶ هنديه/۲۵۹)

[۲] المامور المعين ان عينه الآمر بان قال يحج عني فلان لا غيره فمات فلان لم يجز غيره عنه ولو لم يصرح بالمنع بان لم يقل لا غيره فمات فلان احجوا عنه غيره الخ (غنيه جديد/۳۲۸ قديم/۱۴۲)

ثلث مال سے حج بدل کی اجازت نہ دیں۔ لہٰذا جب سب کی طرف سے اجازت ہوجائے تو سب کی طرف سے ایک تبرع ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر کسی ایک وارث نے اپنی طرف سے میت کا حج بدل کیا یا کسی سے کرادیا، یا کسی اجنبی شخص نے اپنی طرف سے خرچہ دیکر حج بدل کرادیا ہے تو ان تمام صورتوں میں میت کے اوپر سے حج کا فریضہ ادا ہوجائیگا۔

اسی طرح اگر میت کے اوپر حج فرض نہیں تھا مگر کسی وارث یا کسی اجنبی شخص نے اپنی طرف سے بطور تبرع حج کرادیا ہے تو اس طرح حج نفل بھی صحیح ہوجاتا ہے۔

اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک حج کرنیوالے کی طرف سے حج ہوجائیگا۔ اور میت کو اس کا پورا ثواب مل جائیگا۔ چاہے میت کی طرف سے احرام باندھا ہو یا حج کے بعد اسکا ثواب دیدیا ہو، دونوں صورتوں میں میت کو ثواب پہنچ جائیگا۔ اور حج کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک حج بدل میں حج فرض اور حج نفل دونوں میت کی طرف سے واقع ہوجائیں گے۔ اور حج کرنے والے کو بھی مکمل ثواب مل جائیگا۔ اور یہی مضمون حدیث شریف میں موجود ہے۔ جو حاشیہ میں دیکھا جاسکتا ہے، اور متأخرین فقہاء نے اسی قول کو زیادہ صحیح اور راجح قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] تبرع الولد بالاحجاج او الحج بنفسه عن ابويه اذا مات وعليه حج الفرض ولم يوص به مندوب اليه جداً۔ الحديث ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج عن والديه او قضى عنهما مغرماً بعثه الله يوم القيامة مع الابرار۔ الحديث (المعجم الاوسط ۲/۸ حديث ۷۸۰۰ غنية الناسك جديد/۳۲۸)

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج عن ميت فللذي حج عنه مثل اجره ومن فطر صائماً فله مثل اجره ومن دل على خير فله مثل اجر فاعله۔ الحديث (المعجم الاوسط ۴/۲۳۱ حديث ۵۸۱۸ عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من حج عن ابيه او عن امه اجزأ ذلك عنه وعنهما۔ الحديث (المعجم الكبير ۵/۱۷۴ حديث ۵۰۸۳ الصحيح من المذهب فيمن حج عن غيره ان اصل الحج يقع عن المحجوج عنه فرضاً كان او نفلاً وعن محمد ان الحج يقع عن الحاج وللمحجوج عنه ثواب النفقة والاول اصح (الا غنية جديد ۳۳۶ قديم ۱۸۱)

حجِ بَدل میں تمتع

حجِ بَدل میں مامور کو حج اِفراد ہی کرنا چاہیئے تاکہ حج بَدل حجِ آفاقی اور حج میقاتی ہو جائے۔ کیونکہ تمتع کرنے میں عمرہ تو عمرہ آفاقی ہو جاتا ہے، مگر حج، حج آفاقی نہیں ہوتا۔ بلکہ حج مکی ہو جاتا ہے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ حج بدل میں مامور کلی طور پر آمر کی نیابت کرتا ہے، اور آمر کو حج کی تینوں قسموں میں سے کسی بھی ایک کو اختیار کرنے کا حق حاصل تھا، تو آمر جو فاعلِ مختار رہے وہ اگر اپنے مامور کو تینوں قسموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیدے تو کیا اشکال ہے۔؟
اسلئے آمر کی اجازت سے حجِ بدل میں تمتع بھی بلا تردد جائز ہونا چاہیئے۔ البتہ دمِ تمتع آمر کے مال میں سے لازم نہ ہوگا بلکہ مامور پر لازم ہوگا۔ لیکن اگر آمر بخوشی ادا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ ہاں البتہ حجِ بدل میں حجِ افراد کرنا زیادہ افضل ہوگا۔[1] اور اس زمانہ میں آفاقی کا حج تمتع ہی کرنا زیادہ معروف ہے، اسلئے عرفاً آمر کی طرف سے حجِ تمتع کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا صراحت کیساتھ اجازت کی ضرورت بھی نہیں۔[2]

---

[1] مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۱۳ - ۱/۵۱۴ ایضاح المناسک ۱/۱۷۲، احسن الفتاوٰی ۴/۵۱۳۔

[2] مستفاد احسن الفتاوٰی ۴/۵۲۳ - اب دمِ تمتع کا مسئلہ غور طلب ہے۔ کہ جب آمر نے تمتع کی اجازت دیدی تو قربانی بھی اسی کے مال میں سے ہوگی۔ کیوں کہ تمتع میں قربانی خود بخود مفہوم ہوتی ہے۔

نیز میت کی طرف سے حج بدل ہو تب بھی یہی حکم ہے جب کہ ورثا رسب مل کر بخوشی اس کی اجازت دیتے ہوں۔

امام فخر الدین قاضی خاں نے امام ابو بکر محمد بن فضل کا قول ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

قال الشیخ ابوبکر محمد بن الفضل رحمه الله تعالیٰ إذا أمرَ غیرهٗ بان یحج عنه ینبغی ان یفوض الأمرَ إلی المأمورِ فیقول حج عنی بهٰذا المالِ کیف شئتَ إن شئتَ حجةً وإن شئتَ حجةً وعُمرةً وإن شئتَ قِراناً والباقی من المالِ منّی لك وصیّة کیلا یضیق الأمرُ علی الحاج ولا یجبُ علیه ردّ ما فضُلَ إلی الورثةِ [1]

شیخ ابوبکر محمد بن فضلؒ نے فرمایا کہ جب آمر اپنے غیر کو اس کی طرف سے حج کا حکم کرے تو مناسب یہی ہے کہ آمر مامور کو پوری طرح اختیار دے کر یہ کہے کہ میری طرف سے اس مال سے جس طرح چاہے جو نسا چاہے حج کرے۔ اگر چاہے حج وعمرہ دونوں کرے، چاہے تو قران کرے۔ جو کچھ بھی مال بچ جائیگا وہ میری طرف سے تم کو ہدیہ ہے۔ تاکہ آمر کی طرف سے مامور پر کوئی تنگی نہ ہو۔ اور مامور کے اوپر بچا ہوا مال واپس کرنا لازم بھی نہ ہوگا۔

امام علاء الدین حصکفیؒ نے آمر پر دم شکر لازم نہ ہونے کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

ودمُ القِرانِ والتمتعِ والجنایة علَی الحاجِ إن أذِنَ لهُ الآمرُ

دم قران اور دم تمتع اور دم جنایت مامور پر لازم ہوتا ہے جب اس کو قران یا تمتع کرنے کی

---

[1] قاضی خان ۱/۳۰۷ —

بالقران والتمتع الخ [1] | اجازت دی گئی ہو۔

ملا علی قاری ارشاد الساری میں آمر کی اجازت سے حج بدل میں تمتع کے بالاتفاق جائز ہونے کو ان الفاظ سے نقل فرماتے ہیں۔

لان المیت لو امرہ بالتمتع فتمتع المامور صح ولا یکون مخالفا بلاخلاف بین الائمۃ الاسلاف [2] | اسلئے کہ اگر میت حج تمتع کا حکم کرے تو مامور کا حج تمتع کرنا صحیح ہوتا ہے۔ اور علماء اسلاف کے درمیان ایسی صورت میں کوئی اختلاف نہ ہوگا۔

حج بدل کرنیوالا کیسا ہو؟

حج بدل میں افضل اور بہتر یہی ہے کہ جس شخص کو حج بدل کیلئے بھیجا جائے اس نے پہلے اپنا حج کرلیا ہو۔ اور حج کے ارکان اور مناسک سے واقف کار، دیندار آزاد عالم ہو، تاکہ صحیح طریقہ سے حج کا فریضہ ادا کرسکے۔ اس لئے کہ حج میں نئے لوگوں سے غلطیاں بہت ہوتی ہیں۔ اور حج کی غلطیوں میں اکثر وبیشتر جرمانہ میں بکرا دینا لازم ہوجاتا ہے۔ اور ناواقف لوگوں سے بڑی بڑی غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ اوران کو احساس بھی نہیں ہوتا، بعد میں پتہ چلنے پر افسوس کر بیٹھتے ہیں، اور دم دینا پڑجاتا ہے۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

والافضل احجاج الحر العالم | افضل اور بہتر یہی ہے کہ جس کو حج بدل کیلئے بھیجا جائے

---

[1] درمختار کراچی ۲/۶۱۱، ذکریا ۴/۳۲

[2] ارشاد الساری لملاعلی قاری ۳۰۷/ بحوالہ جواہر الفقہ ۱/۵۱۲ ۔

بالمناسك الذي حج عن نفسه[1]

وہ ایسا آزاد آدمی ہو جو ارکانِ حج اور مناسک کا عالم ہو، اور اس نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو۔

اس کو صاحبِ بدائع نے اس سے بھی واضح الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔

الافضل ان يكون قد حج عن نفسه لانه بالحج عن غيره يصير تاركاً اسقاط الحج عن نفسه فيتمكن في هذا الاحجاج ضرب كراهة ولانه اذا كان حج مرة كان اعرف بالمناسك وكذا هو ابعد عن محل الخلاف فكان افضل الخ[2]

افضل اور بہتر یہی ہے کہ حج بدل کرنے والے نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو، اسلئے کہ اگر اپنا حج نہیں کیا ہے تو دوسرے کی طرف سے حج کرکے اپنا فریضہ جو اپنے اوپر سے ساقط کرنا لازم تھا اسکو چھوڑ دیا، اسلئے اس حج بدل میں ایک قسم کی کراہت اور گناہ لازم آیا۔ اور اس وجہ سے بھی حج بدل میں پرانے آدمی کو بھیجنا افضل ہے کہ وہ ایک مرتبہ جب حج کر لیگا تو ارکانِ حج سے واقف ہوگا۔ اور اختلاف اور غلطیوں سے دور رہیگا۔ لہٰذا وہی افضل ہوگا۔

عورت و غلام اور جس نے اپنا حج نہیں کیا اُس سے حج بدل کرانا مکروہ؟

حضرات فقہاء نے نقل فرمایا ہے کہ عورت اور غلام اور ایسے لوگوں کو حج بدل کے لئے بھیجنا مکروہ ہے جس نے اب تک اپنا حج نہیں کیا ہو۔ عورت کے ذریعہ سے کرانا اس لئے مکروہ ہے کہ عورت طواف، رمل نہیں کر سکتی، اور سعی بین الصفا و المروہ میں دوڑ نہیں سکتی، اور مردوں کی طرح سر منڈا نہیں سکتی ہے[3]

---

[1] البحر الرائق نسخہ قدیم ۳/۶۹، نسخہ جدید مکتبہ زکریا دیوبند ۳/۱۲۳) [2] بدائع الصنائع نسخہ جدید بیروتی ۳/۲۶۴)

[3] والاولى ان يحجج الوصي بالرجل فان حجج امرأة جاز مع الكراهة لان حج المرأة انقص لانه ليس فيه رمل ولا سعي في بطن الوادي ورفع الصوت بالتلبية ولا الحلق فكان احجاج الرجل عنه اكمل من احجاج المرأة الخ المبسوط ۴/۱۵۵، المناسك ۲/۸۹۳، بذل المجهود ۲/۲۱۳)

اور غلام کے ذریعہ سے اسلئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے مالک کا پابند ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگوں سے کرانا جنہوں نے اپنا حج نہیں کیا ہے اس لئے مکروہ ہے کہ ان پر خود اپنا فرض ادا کرنا لازم ہے۔ اور جس نے اپنا حج نہیں کیا ہے وہ اگر غریب ہے کہ اس پر خود اپنا حج فرض نہیں ہے اس کو حج بدل کے لئے بھیجنا مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے۔ اسی طرح عورت اور غلام کو بھیجنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ مگر ایسا آدمی جس پر خود اپنا حج فرض ہوچکا ہے، اور اس نے ابھی تک اپنا حج نہیں کیا، تو اس کا دوسرے کی طرف سے حج بدل کے لئے جانا مکروہ تحریمی ہے، وہ خود گنہگار ہوگا۔ اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں اس کے لئے حج بدل کرنا جائز ہی نہیں، بلکہ اس پر اپنا حج کرنا لازم ہے، اور جو حج کریگا وہ خود اس کی طرف سے ادا ہوجائیگا اور حج بدل کا پیسہ واپس کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ لیکن جو بھیجنے والا ہے اس کے لئے مکروہ تحریمی نہیں ہے بلکہ اس کیلئے تنزیہی ہے۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

الافضل ان یکون قد حج عن نفسہ وقال الشافعی لایجوز حج الصرورۃ عن غیرہ ویقع حجہ عن نفسہ ویضمن النفقۃ [1]	اور افضل وبہتر یہی ہے کہ حج بدل کو جانے والے نے پہلے اپنا حج کرلیا ہو۔ اور حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جس نے اپنا حج نہیں کیا ہے اسکا غیر کی طرف سے حج بدل کو جانا جائز نہیں ہے، اور حج خود اسی کا ہوجائیگا اور حج بدل کا پیسہ واپس کرنیکا ذمہ دار بنے گا۔

اور اس مسئلہ کو صاحب البحر الرائق نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

یکرہ احجاج المرأۃ والعبد والصرورۃ (د قولہ) والحق انہا	جس نے اپنا حج نہیں کیا اس کو اور غلام اور عورت کو حج بدل کے لئے بھیجنا مکروہ ہے۔ اور حق اور صحیح بات

---

[1] بدائع الصنائع نسخہ قدیم ۲/۲۱۳ نسخہ جدید دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۲۷۳

تنزيهية على الآمر وتحريمية على الضرورة المأمور الذي اجتمعت فيه شروط الحج ولم يحج عن نفسه لانه اثم بالتاخير[1]

یہی ہے کہ حج بدل کیلئے بھیجنے والے پر مکروہ تنزیہی ہے اور حج بدل کو جانے والے ایسے شخص پر مکروہ تحریمی ہے کہ جس پر اپنا حج لازم ہو چکا ہو، جس میں حج کی شرائط جمع ہو چکی ہوں، اور اس نے اب تک اپنا حج نہیں کیا لہٰذا وہ اپنے فرض میں تاخیر کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

اور عورت کے حج بدل کے بارے میں صاحبِ بدائع نے بہت وضاحت کے ساتھ کراہت کی علت بیان فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

انه يكره احجاج المرأة لكنه يجوز اما الجواز فلحديث الخثعمية واما الكراهة فلانه يدخل في حجها ضرب نقصان لان المرأة لا تستوفي سنن الحج فانها لا ترمل في الطواف وفي السعي بين الصفا والمروة ولا تحلق الخ[2]

یقیناً عورت کو حج بدل کو بھیجنا مکروہ ہے، لیکن کراہت کے ساتھ حج صحیح ہوجائیگا۔ بہرحال جائز اسلئے ہے کہ خثعمیہ عورت کو حضورؐ نے اجازت دی تھی۔ اور بہرحال کراہت اسلئے ہے کہ عورت کے حج میں مرد کے مقابلہ میں کچھ کمی ہے، اسلئے کہ عورت تمام سنتوں کو کما حقہٗ پورا نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ طواف میں رمل نہیں کرسکتی، اور سعی بین الصفا والمروہ میں دوڑ نہیں سکتی۔ اور احرام کھولتے وقت سر کا حلق یعنی سر منڈوا نہیں سکتی۔

---

[1] البحر الرائق نسخہ قدیم ۳/۷۰، نسخہ جدید مکتبہ زکریا دیوبند ۳/۱۲۳، منحۃ الخالق علیٰ ہامش البحر ۳/۶۹

[2] بدائع دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۲۷۷ نسخہ قدیم ۲/۲۱۳۔

کیا بیت اللہ کو دیکھنے کے بعد حج واجب ہوجاتا ہے؟

یہاں پر مسئلہ بھی قابلِ غور ہے کہ اگر ایسا شخص کسی کی طرف سے حج بدل کو جائے جس پر اپنا
حج فرض نہیں، کیا مکۃ المکرمہ پہنچکر بیت اللہ شریف کو موسم حج میں دیکھنے کی وجہ سے
اس پر اپنا حج فرض ہوجائیگا یا نہیں۔؟ تو اس بارے میں علامہ ابن عابدین شامیؒ نے
البحر الرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں مجمع الانہر کے حوالہ سے نقل فرمایا کہ ایسے شخص
پر بیت اللہ کو دیکھنے کے بعد اپنا حج فرض ہوجاتا ہے۔ اور شامی میں بھی اس کی طرف
اشارہ فرماتے ہوئے مفتی ابو السعود اور سید احمد بادشاہ کا فتویٰ نقل فرمایا ہے۔[۱]
پھر اسکے بعد شیخ عبد الغنی نابلسیؒ کا فتویٰ اسکے خلاف نقل فرمایا کہ ایسے شخص پر بیت اللہ
کو دیکھنے کے بعد اپنا حج فرض نہیں ہوگا۔ اسلئے کہ اس میں حرج عظیم اور تکلیف مالایطاق
لازم آجاتا ہے۔ اور شریعت کسی کو تکلیف مالایطاق کا مکلف نہیں بناتی۔ کیونکہ
اسکا آئندہ سال حج کے موسم تک مکہ مکرمہ میں ٹھہر جانا یا گھر واپس آکر دوبارہ
حج کے لئے لوٹ کر جانا تکلیف مالایطاق ہے۔ اسلئے شیخ عبد الغنی نابلسیؒ کا
فتویٰ یہی ہے کہ اس پر بیت اللہ کو دیکھنے کے بعد اپنا حج فرض نہیں ہوگا۔ اور علامہ
شامیؒ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے، اسلئے ہمارے اکابر کا فتویٰ بھی اسی پر ہے،
کہ اس پر اپنا حج فرض نہ ہوگا۔ ہاں البتہ یہ بات الگ ہے کہ احتیاط اور افضل
یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو حج بدل کے لئے نہ بھیجا جائے، بلکہ ایسے لوگوں کو بھیجا جائے
جو اپنا حج کئے ہوئے ہوں۔[۲] اور ہم نے انوار رحمت میں جو لکھا ہے اس کا حاصل
بھی یہی ہے۔

---

[۱] ویجوز احجاج الضرورۃ ولکن یجب علیہ عند رؤیۃ الکعبۃ الحج بنفسہ وعلیہ ان یتوقف الی عام قابل ویحج لنفسہ اوان یحج بعد عودہ اهلہ بمالہ وان فقیرا فلیحفظ والناس عنہا غافلون الخ منحۃ الخالق قدیم ۳/۶۶) نسخۃ جدید زکریا دیوبند ۳/۱۲۳)

[۲] قدمنا وقد افتی بالوجوب مفتی دار السلطنۃ العلامۃ ابو السعود وتبعہ فی سکب الانہر وکذا افتی بہ السید احمد بادشاہ والف فیہ رسالۃ وافتی سیدی عبد الغنی النابلسی بخلافہ والف فیہ رسالۃ لانہ فی ہذا العام لایمکنہ الحج عن نفسہ لان سفرہ بمال الآمر فیحرم عن الآمر ویحج عنہ وفی تکلیفہ بالاقامۃ بمکۃ الی قابل لیحج عن نفسہ ویترک عیالہ ببلدہ حرج عظیم وکذا فی تکلیفہ بالعود وہو فقیر حرج عظیم ایضاً الخ شامی کراچی ۲/۶۰۶، شامی زکریا ۴/۳۲)

راستہ یا مکہ مکرمہ میں رقم چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے تو کیا کریں؟

مأمور کے پاس حج بدل کے خرچ کی جو رقم تھی وہ چوری ہو جائے یا کسی دوسرے طریقے سے ضائع ہو جائے تو کیا کیا جائے؟ تو ایسی صورت میں مأمور کو یہ حق ہے کہ کسی سے قرض لیکر یا اپنی جیب سے خرچ کر کے حج بدل کر لے، اسکے بعد آمر سے خرچ کئے ہوئے پیسوں کا حساب کر کے وصول کر لے۔ [1]

حج بدل میں اختیار کلی دینا، اور بچے ہوئے پیسہ کا حکم

حج بدل میں اگر مأمور کو کوئی خاص اختیار نہیں دیا ہے تو حج بدل کے بعد بچا ہوا پیسہ مالک کو واپس کر دینا لازم ہے۔ اور اگر رقم دیکر مالک نے صراحۃً یا دلالۃً یہ کہدیا ہے کہ سفر حج میں اس پیسہ کو آپ جس طرح چاہیں خرچ کر سکتے ہیں، آپ کو اختیار ہے۔ اور اگر کچھ بچ جائے تو وہ بھی میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔ تو ایسی صورت میں پوری رقم مأمور اپنے اختیار سے جس طرح چاہے خرچ کر سکتا ہے۔ اور اگر کچھ فاضل بچ جائے تو اُسے واپس کر دینا لازم نہیں۔ بلکہ اپنے استعمال میں لانا جائز ہے [2] اور ایسی صورت میں مأمور بخل و تنگی سے زیادہ بچانے کی کوشش

---

[1] ولو ضاع مال النفقة بمكة او بقرب منها او فني ولم يبق فانفق المامور من مال نفسه كان له ان يرجع في مال الميت وان فعل ذلك بغير قضاء ولانه لما امره بالحج فقد أمره بان ينفق عنه الخ (غنية جديد/ ۳۲۵ قديم/ ۱۷۲)

[2] اذا أمر غيره ان يحج عنه ينبغي ان يفوض الأمر الى المامور فيقول حج عني بهذا المال كيف شئت ان شئت حجة وان شئت حجة وعمرة وان شئت قرانًا و الباقي من المال مني لك وصية كي لا يضيق الأمر على الحاج ولا يجب عليه رد ما فضل الى الورثة۔ الخ

(غنية جديد/ ۳۴۳ قديم/ ۱۸۲)

کریگا تو وہ رقم اسی کی ہوجائے گی، مگر ایسا کرنا نہایت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ اسلئے کہ سفرِ حج میں خرچ کرنے کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ بعض روایات میں ایک روپیہ کے بدلہ میں سات سو روپیہ اور بعض میں ایک روپیہ کے عوض میں ایک لاکھ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ثواب کی بشارت آئی ہے۔ شروع میں چہل حدیث میں اس طرح کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔ نیز آمر نے اس طرح کلی اختیار اسلئے دیا ہے تاکہ مأمور تنگی کا شکار نہ ہو۔

حج بدل میں مدینۃ المنورہ کی زیارت

چونکہ عرف اور عادت یہی ہے کہ ہر حج کرنیوالا مدینۃ المنورہ کی حاضری ضرور دیتا ہے۔ اور حج کو جانے کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ طیبہ بھی جاتا ہے۔ لہٰذا جب حج بدل کریگا تو آمر کی طرف سے عرفاً و عادتاً دربارِ اقدس کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ کی بھی اجازت ہوجاتی ہے۔ اسلئے حج بدل میں آمر کے پیسے سے مدینہ منورہ کی حاضری جائز ہے۔

حج بدل میں احرام کی طوالت سے بچنے کیلئے پہلے مدینہ طیبہ جانا

اگر آمر کی طرف سے پہلے مدینہ منورہ جانے کی اجازت ہے، تو پہلے مدینہ طیبہ جانا بلا کراہت جائز ہے۔ پھر مدینۃ المنورہ سے حج افراد کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ پہونچکر حج بدل کی تکمیل کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۱۷۱)

آجکل کے زمانہ میں حاجی کو سفرِ حج میں اپنا نظام بنانے کا کوئی اختیار نہیں۔ پہلے مکۃ المکرمہ یا مدینۃ المنورہ جانے کا سارا اختیار سرکاری عملہ یا معلم کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ حاجی ہزار کوشش کرے کہ کوئی نظام بناتے تو نہیں بنا سکتا، اسلئے حج بدل کرنے والا یا اُسکا آمر کچھ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا سرکاری نظام جو بھی ہو اُسکے مطابق عمل کرنا بلا کراہت جائز ہوگا۔

جس عورت کے پاس محرم نہو اُسکا حج بدل کی وصیت کرنا

جس عورت کے پاس صرف اپنا خرچ ہے مگر محرم کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں۔ اور اگر دو آدمیوں کا خرچ موجود ہے مگر محرم یا شوہر نہیں ہے، تو ایسی صورت میں مال کو محفوظ رکھنا اور مرنے سے قبل حج بدل کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ [1]

(مستفاد امداد الفتاوی ۲/۱۵۶ شامی کراچی ۲/۴۶۵، اوجز ۳/۳۹۷، ہندیہ ۱/۲۱۹)

نفلی حج بدل

کسی نے اگر اپنا فریضہ حج از خود ادا کر لیا تھا، اور اسکے بعد وہ اپنی طرف سے یا اپنے اعزا، و احباب، کی طرف سے یا اپنے مرحومین کی طرف سے نفلی حج بدل کرانا چاہے، تو حج بدل کرانا جائز اور درست ہے۔ اور حج بھی راجح قول کے مطابق اسی کی طرف سے ادا ہو جائیگا جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے، اور حج کرنے والے کو عمل کا ثواب ملیگا۔ (جواہر الفقہ ۱/۵۰۶)

اور نفلی حج بدل میں آمر کا معذور ہونا شرط نہیں ہے۔ [2] (مستفاد شامی کراچی ۲/۶۰۳ ہدایہ ۱/۲۷۷)

---

[1] ان وجود الزوج او المحرم شرط وجوب الاداء فیجب الایصاء الخ (اوجز ۳/۳۹، شامی کراچی ۲/۴۶۵) ومقابلیرجی زواله ای زوال العجز - عدم وجود المحرم للمرأة فتقعد الی ان تبلغ وقتا تعجز عن الحج فیه لکبر او زمانة او عمی فحینئذ تبعث من یحج عنها، اما قبل ذلك فلا یجوز لتوهم وجود المحرم فان بعثت رجلا ان دام عدم وجود المحرم الی ان ماتت فذلك جائز الخ (غنیۃ جدید / ۳۲۱ قدیم / ۱۷۳)

[2] الحج التطوع عن الصحیح جائز ویکون الحج عن الحج الخ (شامی کراچی ۲/۶۰۳)

نفلی حج یا عمرہ کا ثواب پہنچانا

اگر کوئی شخص اپنے خرچ سے نفلی حج یا عمرہ کرکے اسکا ثواب کسی کو پہنچا دے، تو یہ حج یا عمرہ خود کرنے والے کا ہوگا، اور ثواب جس شخص کو پہنچایا ہے اسکو ملیگا۔

(مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۰۶)

نفلی حج سے حج بدل افضل

جس شخص نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہے اسکے لئے اپنے نفلی حج کرنے سے دوسرے کی طرف سے فرض کا حج بدل کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۵۰۶)

حج بدل کرنیوالے کو سات اور دس حجوں کا ثواب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرتا ہے اسکو سات حجوں کا ثواب ملتا ہے، اور حج اُسکا ہوگا جس کی طرف سے کیا گیا ہے۔ اور جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج بدل کرتا ہے اس کو دس حجوں کا ثواب ملتا ہے[1]۔

(غنیہ/۱۸۱، جواہر الفقہ ۱/۵۰۷)

دورانِ سفر راستہ میں یا مکہ پہنچکر حج بدل کرنیوالا بیمار ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر حج بدل کرنے والا حاجی راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد ارکانِ حج ادا کرنے

---

[1] عن ابن عباس مرفوعًا من حج عن میت کتب للمیت حجۃ وللحاج سبع حجات (سنن دار قطنی ۲/۲۳۹، حدیث ۲۵۸۷ مجمع الزوائد ۳/۲۸۲) وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حج عن ابیہ او امہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج۔ الحدیث (غنیۃ/ ۱۸۱)

سے قبل ایسا سخت بیمار ہو جائے کہ از خود مناسک حج ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں اگر آمر نے اس طرح اجازت دے رکھی تھی کہ میری طرف سے جس طرح چاہے حج کرے، چاہے خود کرے یا دوسرے سے کروالے۔ تو وہ مریض کسی دوسرے کو اسی مقام سے حج بدل کا وکیل بنا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مکۃ المکرمہ میں بیمار ہو گیا ہے تو مکہ کے رہنے والے کسی آدمی کو حج بدل کے مناسک ادا کرنے کے لئے اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ اور اگر اس طرح عام اجازت نہیں دی گئی تھی تو آمر کو فون یا فیکس وغیرہ کے ذریعہ سے اپنی معذوری کی اطلاع دے، اور وکیل بنالے کی اجازت حاصل کرکے دوسرے کو اسی جگہ سے نائب بنا سکتا ہے جہاں پر بیمار ہو گیا ہے۔ (مستفاد در مختار کراچی ۲/۶۰۲) [1]

---

[1] واذا مرض المأمور بالحج فى الطريق ليس له دفع المال الى غيره ليحج ذلك الغير عن الميت الا اذا اذن له بذلك بان قيل له وقت الدفع اصنع ما شئت فيجوز له ذلك مرض اولا لانه صار وكيلا الخ
(الدر المختار كراچي ۲/۶۰۳، غنية الناسك جديد/۳۲۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۲۶)

سفرِ حج میں غلطیوں کی اِصلاح

حج ایک ایسی عشقیہ عبادت ہے کہ اسمیں غلطیوں اور بے اصولیوں پر پکڑ بھی بہت زیادہ ہے۔ اور حجاج کرام کی کثیر تعداد ناواقفیت کیوجہ سے بے اصولی کرتی ہے۔ اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی، اور بعد میں شرمندگی اور کفّارہ اور فدیہ کی بات آجاتی ہے، اسلئے چند اصلاحی مسائل لکھے گئے جن کو ندائے شاہی حج نمبر میں بھی شامل کردیا تھا، اور مناسب معلوم ہوا کہ یہاں بھی ان مسائل کو درج کردیا جائے۔ بشاید اللہ کی عشقیہ عبادت ادا کرنے والے حاجی بھائیوں اور بہنوں کو فائدہ پہنچ جائے۔ یہ مسائل احقر کی جانب سے ایک مستقل کتابچہ کی شکل میں بھی شائع ہوچکے ہیں۔

وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ۔ الآیہ

(سورۃ الحج آیت ۳۰)

جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی محترم چیزوں کی حُرمت کی عظمت اور بڑائی اپنے دِل میں رکھیگا تو وہ اس کیلئے اپنے پروردگار کے یہاں خیر اور بہتری ہوگا۔

وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ ۝ الآیہ

(سورۃ الحج آیت ۳۲)

اور جو شخص اللہ کے شعائر اور نشانیوں کی عظمت اور بڑائی اپنے اندر رکھیگا تو بیشک وہی اسکے دِل کا تقویٰ ہوگا۔

؎ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا ⁂ عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّهِمِ

مالِ حرام سے حج یا عمرہ

حج یا عمرہ کیلئے حلال اور پاکیزہ مال فراہم کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ پاک مال ہی کی عبادت قبول کرتا ہے۔ حرام اور مشتبہ مال سے حج یا عمرہ کرنا جائز نہیں۔ اس سے حج یا عمرہ قبول نہیں ہوگا۔ (ایضاح المناسک ۵۰ فتاویٰ رحیمیہ ۲/۱۱۶)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حاجی حلال مالِ سے حج کیلئے روانہ ہوکر .... لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہتا ہے تو آسمانوں سے یہ ندا آتی ہے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ تیرا مال حلال تیرا توشہ حلال تیری سَواری حلال اور تیرا حج مقبول و مَبرُور ہے جسمیں کوئی گناہ اور بُرائی نہیں ہے۔ اور جب مالِ حرام سے حج کیلئے روانہ ہوکر لَبَّيْكَ کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک ندا آتی ہے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ تیرا توشہ حرام تیرا نفقہ اور سفر خرچ حرام اور تیرا حج گناہ اور معصیت میں مُلوَّث ہے۔ اسلئے تیرا حج اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہوسکتا۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے۔

وروی عن ابی هُرَیرةؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ حَاجًّا بِنَفَقَةٍ طَيِّبَةٍ وَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ فَنَادٰی لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، زَادُكَ حَلَالٌ وَرَاحِلَتُكَ حَلَالٌ وَحَجُّكَ مَبْرُوْرٌ غَيْرُ مَأْزُوْرٍ وَاِذَا خَرَجَ بِالنَّفَقَةِ الْخَبِيْثَةِ

حضرت ابوہریرہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب حاجی پاک مال کے ساتھ حج کو روانہ ہوتا ہے اور اپنی سَواری کی زین پر اپنا پیر رکھکر لبیک اللّٰھم لبیک کے الفاظ سے پکارتا ہے تو آسمانوں سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے لبیک وسعدیک تیرے لئے حاضری اور سعادت ہے تیرا توشہ حلال اور تیری سَواری حلال اور تیرا حج مقبول و مبرور ہے، جسمیں کوئی گناہ اور معصیت نہیں ہے۔ اور جب حرام مال سے حج کیلئے نکلتا ہے

فَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ فَنَادَىٰ لَبَّيْكَ نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ زَادُكَ حَرَامٌ وَنَفَقَتُكَ حَرَامٌ وَحَجُّكَ مَأْزُورٌ غَيْرُ مَبْرُورٍ ،

(الترغيب والترهيب ۲/۱۱۳-۱۱۴)

پھر سواری کی زین پر پیر رکھکر لبیک کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے لا لبیک ولا سعدیک تیرے لئے نہ حاضری ہے نہ سعادت ہے۔ تیرا توشہ حرام تیرا نفقہ اور مال حرام اور تیرا حج گناہ و معصیت میں ملوث جو کبھی قبول نہیں ہوسکتا۔

سیر و تفریح کی نیت سے حج

حج ایک عشقیہ عبادت ہے جس کیلئے اللہ کی عبادت کا عاشق، دنیا کی ہر چیز کو خیرباد کہہ کر مستانہ وار نکل کھڑا ہوتا ہے اور تکالیف و مصائب کی پرواہ نہیں کرتا اسلئے محض اللہ کی خوشنودی اور ادائے فریضہ اور تعمیل ارشاد کی نیت سے حج کریں۔ نام و نمود یا سیر و تفریح، تبدیل آب و ہوا اور حاجی کا لقب حاصل کرنے کیلئے ہرگز سفر حج نہ کیا جائے۔ اس سے اگرچہ حج کا فریضہ ادا ہوجائے گا مگر ثواب سے محرومی ہوگی۔ (مستفاد معلم الحجاج ۲۹، ایضاح المناسک ۵۰) بعض لوگ حرم مکی اور حرم مدنی میں نماز کے بعد بازار پہونچ جاتے ہیں اور خریداری اور سیر و تفریح میں پورا وقت ختم کردیتے ہیں یہ نہایت محرومی کی بات ہے۔ بلکہ یہ وقت ذکر الٰہی اور دعاء و درود میں گذارنے کا ہے صرف ایک دن ضروریات کی چیزیں خریدنے کیلئے متعین کرلیا جائے اسکے علاوہ پورا سفر عبادت میں گذارنا چاہیئے۔

حج میں تاخیر کا گناہ

حج کو جانے کیلئے تمام اخراجات اور اسباب سفر زاد راہ اور سواری وغیرہ فراہم ہوجانیکے بعد اگر اس سال حج نہیں کیا ہے، اور دوسرے سال حج کرنے سے پہلے مرجائے۔ یا تاخیر کے نتیجہ میں پیسہ ختم ہوجائے تو سخت ترین عذاب الٰہی کا مستحق ہوکر مرے گا۔

ترمذی شریف میں حضرت علیؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ سفرِ حج کے تمام اسباب فراہم ہونیکے باوجود حج میں تاخیر کرلی ہے اور آئندہ سال آنے سے پہلے مرجاتا ہے تو یہودیت کی موت مریگا یا نصرانیت کی موت مریگا۔ (ترمذی ۱/۱۶۷) اسلئے ایسے تمام بھائیوں سے گذارش ہے کہ جن پر حج فرض ہوچکا ہے تاخیر نہ کریں۔ عذاب الٰہی سے اپنی حفاظت کریں۔ البتہ اگر کسی کو دوسرے سال موقع مل جائے اور حج کرلیتا ہے تو انشاء اللہ پچھلے گناہ بھی معاف ہوجائیں گے۔ (ایضاح المناسک ۴۹، فتاویٰ رحیمیہ ۲/۴۷) مگر ایسے مواقع کا کیا یقین ہے موت تو ہر وقت پیچھے لگی ہوئی ہے۔

حاجی صاحب سے دُعا کی گذارش

جب حاجی حج کیلئے جانے لگے تو اس سے دُعا کیلئے درخواست کرنا جائز اور حدیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے جب حضرت ابو درداءؓ کے داماد حضرت صفوان بن عبداللہؓ حج کو جانے لگے تو حضرت امِّ درداءؓ نے اُن سے دُعاؤں کیلئے درخواست فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ ۲۰۸)

اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو جانیکی اجازت مانگی تو آپؐ نے اجازت کے ساتھ یہ فرمایا کہ اے میرے بھائی اپنی دُعاؤں میں ہم کو بھی شریک کرنا اور ہم کو فراموش نہ کرنا۔ (ابن ماجہ ۲۰۸) ابو داؤد شریف ۱/۲۱۰)

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ حج اور عمرہ کو جانیوالے اللہ کے قافلہ ہیں جب اللہ سے دُعا مانگتے ہیں تو اللہ اُن کی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ اور جب استغفار کرتے ہیں تو اللہ اُن کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ ۲۰۸)

ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حج یا عمرہ کو جانیوالے سے دُعا کی گذارش کرنا دورِ نبوّت اور دورِ صحابہؓ سے ثابت ہے۔ اسلئے حاجی صاحب کی روانگی کے وقت اپنے لئے مقامی لوگوں کا حاجی صاحب سے دُعا کی درخواست کرنا جائز اور

درست ہے لیکن حاجی صاحب کا اس موقع پر لوگوں کی دعوت کرنا یا تحفہ تحائف کا سلسلہ جاری کرنا اپنے مقام سے بسوں اور گاڑیوں کے ذریعہ سے بارات کی شکل میں حاجی کو ایئرپورٹ تک پہونچانا اور نعرہ لگانا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں کسی طرح جواز کے دائرہ میں نہیں آتیں۔ یہ صرف بیجا اسراف اور ریاکاری ہے جو حج جیسی عبادت کے لئے نہایت نقصان دہ ہے۔ ہاں البتہ ضرورتاً دو ایک آدمی حاجی صاحب کو ائرپورٹ تک پہونچادیں تو کوئی حرج نہیں۔

حاجی کے گلے میں ہار ڈالنا

سفر حج کو جاتے وقت حاجی کے گلے میں ہار اور سہرا ڈالنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۲۰۲/۳ ایضاح المناسک ۶)

ٹرین یا جہاز کی ٹنکی کا پانی

بعض لوگ ٹرین یا جہاز میں سفر کرتے وقت اسلئے نماز نہیں پڑھتے ہیں کہ وہاں پاک پانی میسر نہیں، یا نماز پڑھتے ہیں تو تیمم کرکے پڑھتے ہیں یہ صرف ناواقفیت کا سبب ہے۔ حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ ریل گاڑی اور ہوائی جہاز کے بیت الخلاء کی ٹنکی کا پانی پاک ہوتا ہے اس سے وضو کرنا اور اسکا پینا جائز اور درست ہے۔ (ایضاح المسائل ۱۷، فتاویٰ محمودیہ ۲۵/۲، معلم الحجاج ۳۲۵) لہٰذا ٹرین اور جہاز میں پانی خرچ کرنے میں احتیاط کا خیال رکھکر باوضو نماز پڑھنا لازم ہے۔

ذکر سے غافل ہو کر فضول باتوں میں وقت گذارنا

حج کا سفر بھی ایک عبادت ہے اسمیں ہر وقت اللہ کے ذکر میں رہنا ضروری ہے۔ اور احرام باندھنے کے بعد کثرت کے ساتھ تلبیہ پڑھتے رہنے کا حکم ہے۔ اور بعض لوگ اس مبارک عبادت کے سفر میں اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر فضول باتوں میں اور گفتگو میں محو رہتے ہیں۔ یا بیہودہ باتوں میں مشغول

رہتے ہیں یہ نہایت نقصان دہ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے" (مستفاد علم الحجاج ۳۳۶-۳۳۷)

اپنے ملک کے ایئرپورٹ میں احرام باندھنا

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ازبکستان، افغانستان وغیرہ سے جب ہوائی جہاز جدہ پہنچتا ہے تو قرن المنازل اور ذات عرق کے اوپر سے یا اس کے حذاءت سے ہوکر گذرتا ہے۔ اور میقات کے اندر داخل ہونیکے بعد جدہ پہنچتا ہے۔ اسلئے ہوائی جہاز میں مذکورہ ممالک سے آنیوالوں پر ضروری ہے کہ اپنے یہاں کے ایئرپورٹ سے ہی احرام باندھ لیں یا اتنی دیر پہلے ہوائی جہاز میں احرام باندھ لیں جتنے میں جہاز میقات تک نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا اگر بلا احرام یہاں سے گذر گئے تو جرمانہ میں دم واجب ہوجائیگا اور سخت گنہ گار ہوں گے۔

(مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۰۷، اوجز المسالک ۲/۳۳۳، فتاویٰ خلیلیہ ۱/۹۲، امداد الفتاویٰ ۲/۱۶۲)

برصغیر سے سیدھا مدینہ منورہ کو جہاز

پہلے حاجیوں کا جہاز صرف جدہ جایا کرتا تھا اور مدینہ منورہ کا ایئرپورٹ چھوٹا سا تھا، اور اب مدینۃ المنورہ کا ایئرپورٹ کافی بڑا اور انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہوگیا۔ ہندوستان، پاکستان وغیرہ برصغیر سے جانیوالے دو طرح کے ہوگئے۔

۱ وہ جہاز جو حاجیوں کو لیکر جدہ پہونچتے ہیں ان کو میقات اور میقات کے محاذات سے ہوکر گذرنا پڑجاتا ہے، اس لئے ایسے حجاج جو سیدھا جدہ پہونچتے ہیں ان کو اپنے یہاں کے ایئرپورٹ یا جہاز میں میقات آنے سے پہلے پہلے احرام باندھنا لازم ہے۔

۲ وہ جہاز جو حاجیوں کو لیکر سیدھا مدینہ طیبہ جاتے ہیں تو ایسے حجاج جو سیدھا مدینہ طیبہ جاتے ہیں ان کے اوپر پہلے سے احرام باندھنا لازم نہیں بلکہ جب مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کیلئے سفر شروع کریں گے تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا ان پر لازم ہوجائیگا۔ اور امسال ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء کو دہلی سے پرواز کرنیوالے تمام جہاز

سیدھا مدینۃ طیبہ جارہے ہیں۔

بلا احرام مکۃ المکرمہ پہنچ گئے اب کیا کریں؟

حج یا عمرہ کے سفر میں بلا احرام میقات سے گذر کر مکۃ المکرمہ پہونچ گیا ہے تو ایسی صورت میں اسکے اُوپر جُرمانہ میں ایک دم یعنی ایک بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی لیکن اگر دوبارہ کسی میقات میں پہونچکر احرام باندھکر لوٹ آتا ہے تو جُرمانہ کی قربانی معاف ہوجائے گی۔ (فتح القدیر ۲/۲۴۸، ایضاح المناسک ۹۳)

اور جدّہ بھی صحیح اور راجح قول کے مطابق بحکمِ میقات ہے۔ اسلئے جدّہ پہونچکر ساحلِ جدّہ میں جاکر یہ شخص احرام باندھ کر ارکانِ عمرہ اور ارکانِ حج ادا کرسکتا ہے۔ فقیہ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مُہاجر مدنیؒ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان اور حضرت مولانا ظفر احمد تھانویؒ علامہ ابن حجر مکیؒ، علامہ ابن زیاد یمنیؒ اور صاحب غنیۃ الناسک وغیرہ نے جدّہ کو یلملم اور رابغ کے محاذیا باہر ہونے کی وجہ سے میقات کے حکم میں تسلیم فرمایا ہے۔

(مستفاد امداد الفتاوی ۲/۱۶۲، ۲/۱۶۹، جواہر الفقہ ۱/۴۰۸، فتاوی خلیلیہ ۱/۱۹۲، ایضاح المناسک ۸۴)

لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور سخت گفتگو

سفرِ حج میں لڑائی جھگڑے سے بہت دُور رہنے کا حکم ہے۔ قرآنِ مقدس میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۹۷) حج کے سفر میں یا حج کا احرام باندھ لینے کے بعد عورتوں سے بے حجاب ہونا اور فسق وفجور کی باتیں کرنا اور لوگوں سے لڑائی جھگڑا اور سخت کلامی کرنا جائز نہیں سفرِ حج میں دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ لڑنے پر تُلے ہوتے ہوتے ہیں خاص طور پر جہاز پر سوار ہوتے وقت جگہ لینے کیلئے بہت ہی لڑائیاں ہوتی ہیں حُدود سے تجاوز کرکے گالم گلوچ اور مار پیٹ تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح جدّہ

ایرپورٹ پر پہونچنے کے بعد مکۃ المکرمہ جانے کیلئے بسوں پر سواری کے وقت نہایت شرمناک انداز اختیار کر لیتے ہیں۔ اور معلم کے لوگوں کے ساتھ بھی لڑنے لگتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ سے مدینۃ المنورہ جانے کیلئے بسوں پر سوار ہوتے وقت بھی عجیب منظر ہوتا ہے۔ یہ تمام مواقع بڑی آزمائش کے ہیں۔ ایسے ہی مکہ مکرمہ سے منیٰ پہنچنے کے لئے پھر منیٰ سے عرفات جانے کیلئے بسوں پر سوار ہونے میں بہت زیادہ دھکا مکی ہوتی ہے ایسے مواقع میں اپنے لئے یہ طے کر لیا جائے کہ ہمیں ہر تکلیف برداشت کرنی ہے، دوسروں کی دھکا مکی اور سخت کلامی کا جواب نہیں دینا ہے اور یہ کوشش کرنی ہے کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہونچنی چاہیئے۔ دوسروں کی طرف سے ہم کو کتنی ہی تکلیف پہونچ جائے۔ صبر کے ستون کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے۔ اور ان تمام چیزوں سے اپنے کو دور رکھکر پورے سفر میں کثرت کیساتھ اللہ کا ذکر تلبیہ اور تسبیح تہلیل میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں۔

مکۃ المکرمہ میں سب سے پہلا کام

حج کمیٹی یا انٹرنیشنل پاسپورٹ سے حج کو جانیوالے سب کو معلم کی گاڑی سے مکہ مکرمہ پہونچنا ہوتا ہے جب مکہ مکرمہ پہونچیں گے معلم کے لوگوں سے ملاقات ہوگی بسوں سے اُترنے میں عجلت نہ کریں۔ بلکہ معلم کے لوگوں کے اُتارنے کا انتظار کریں حج کمیٹی والوں کو معلم کی طرف سے قیام کی جگہ ملیگی۔ وہ جہاں لیجائے وہاں پہنچ جائے۔ اور انٹرنیشنل حاجیوں کو اپنے قیام کا انتظام خود کرنا ہے یا گروپ کا نمائندہ خود انتظام کریگا ان تمام صورتوں میں ہر حاجی اپنی اپنی قیامگاہ میں پہونچکر ساز وسامان روپیہ پیسہ سب چیزوں کا قابلِ اعتماد انتظام کرنے سے پہلے حرم شریف نہ پہونچے۔ نیز اگر سفر کی تھکاوٹ زیادہ ہے تو آرام کرلیں۔ اور جب تھکن اُتر جائے تو اطمینان وسکون اور تازگی کے ساتھ حرم شریف پہونچکر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں اور اگر جماعت کا وقت ہوا ہے تو جماعت کی نماز میں شریک ہوجائیں۔ یا جماعت کا ٹائم اتنا قریب ہے کہ اتنے

میں طواف پورا نہیں ہوسکتا تو پہلے نماز سے فراغت حاصل کرلیں اسکے بعد اطمینان اور سکون کے ساتھ طواف کا عمل شروع کریں. بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ پہونچنے کے بعد نہ سازوسامان پہلے ٹھیک سے رکھتے ہیں اور نہ ہی پہلے تھکاوٹ دور کرتے ہیں، شوق میں فوراً حرم شریف پہونچکر ارکان ادا کرنے لگتے ہیں اسی دوران کبھی سازوسامان کا فکر سوار ہوتا ہے اور تھکاوٹ کیوجہ سے سکون سے طواف بھی نہیں کرپاتے ہیں اسلئے ان سب باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے. جب آقائے نامدار علیہ السلام کے پاس قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا تو اس وفد کے سب لوگ شوقِ ملاقات میں فوراً خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگئے مگر اسکا سردار حضرت اشج عبدالقیس اطمینان کے ساتھ غسل کرکے کپڑے بدل کر سکون سے ملاقات کو حاضر ہوئے. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری یہ عادت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے (ترمذی شریف ۲/) ہم سب مسلمانوں کو ہر کام میں اطمینان وسکون کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔

روپیہ پیسہ ساتھ لیکر طواف نہ کریں

اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ کبھی آپ اپنے ساتھ بڑی رقم لیکر حرم شریف میں نہ داخل ہوں. اسلئے کہ دورانِ طواف بڑی بڑی رقمیں لوگوں کی کاٹ لی جاتی ہیں۔ آپ حسنِ ظن میں رقم ساتھ لیکر مطاف میں ہرگز نہ جائیں. بہت سے لوگ حج کرنے نہیں جاتے ہیں بلکہ چوری کرنے اور لوگوں کی جیب کاٹنے جاتے ہیں جو درحقیقت حاجی نہیں بلکہ بشکل حاجی چور اور ڈکیت ہوتے ہیں. کسی کے چہرے پر لکھا ہوا نہیں ہوتا۔ کون حاجی ہے اور کون چور. بہت سے لوگوں کو ایسا ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ حسن ظن میں پیسہ لیکر حرم شریف میں پہونچ گئے. پھر وہاں سے روتے ہوئے اپنی پریشانیاں ظاہر کرنے لگے. اور بہت سے لوگ تو گرہ کٹ جانیکے بعد وہیں حرم میں لوگوں سے مانگنے لگتے ہیں. جیب کترے اکثر وبیشتر حجرِ اسود کے پاس اپنے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

اسلئے آپ بڑی رقم لیکر کبھی حرم شریف نہ جائیں بیس پچاس ریال ضرورت کے مطابق ساتھ میں رکھیں جس کے ضائع ہونے سے زیادہ نقصان اور رنج نہ ہو۔ مدرسہ صولتیہ میں خاص طور پر حج کے موقع پر امانت رکھنے کا انتظام ہوتا ہے اسلئے بہتر ہے کہ وہاں اپنی امانت جمع کردیں۔ اور روپیہ پیسہ کے بارے میں ہر شخص پر اعتماد کرنا بھی بہتر نہیں ہے لہٰذا ان سب باتوں کا خاص دھیان رکھا جائے۔

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے سے احتراز

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا جائز نہیں۔ کہ جسطرح نماز کے اندر کعبۃ اللہ سے سینہ پھرجانا جائز نہیں، اسی طرح دورانِ طواف اپنی ہیئت سے سینہ یا پشت پھرجانا بھی جائز نہیں۔ اور طواف کے اس حصہ کا اعادہ لازم ہوجاتا ہے۔

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۱۴۴، درمختار مع الشامی کراچی ۲/۴۹۴، ایضاح المناسک ۱۱۷)

لیکن حجرِ اسود کے استلام کے وقت سینہ اور چہرے کو حجرِ اسود کیطرف کرنا ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ مسنون ہے۔ اس کیوجہ یہ ہے کہ طواف کا ایک چکر پورا ہونیکے بعد جب حجرِ اسود کے مقابل پہونچ جائے تو ایک چکر کا عمل طواف ختم ہوا اب دوسرے چکر کیلئے نیا طواف شروع ہوگا تو ہر نئے طواف کی ابتداء میں کعبۃ اللہ اور حجرِ اسود کا استقبال مستحب ہے چکر کے درمیان جائز نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع ۲/۱۴۷، ایضاح المناسک ۱۱۹)

نیز کعبۃ اللہ کی طرف دورانِ طواف منہ کرنے کو بھی فقہاء نے مکروہ اور خلافِ ادب لکھا ہے۔ کہ جس طرح نماز کے اندر اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح طواف کے اندر بھی اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ اور خلافِ ادب ہے۔ اور آداب میں سے یہ ہے کہ بوقتِ طواف اپنے سامنے کی طرف دیکھتا رہے۔

(معلم الحجاج ۱۳۰، ۲۴۰/۲، غنیۃ الناسک ۷۵، ایضاح المناسک ۱۱۸)

حجرِ اسود پر عورتوں و مردوں کا ہجوم

اگر قدرت ہو تو حجرِ اسود پر دونوں ہاتھوں کو رکھکر بوسہ دینا مسنون ہے اور اگر قریب نہ جاسکیں تو دور سے اشارہ کرکے ہاتھ کو چوم لیا جائے تو اسکو استلام کہا جاتا ہے۔ ہر طواف کی ابتداء، وانتہاء میں حجرِ اسود کا استلام مسنون ہے لیکن شرط یہ ہے کہ حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں اور استلام کرنے میں کسی کو ایذاء نہ پہونچے۔

(مستفاد شامی زکریا ۳/۵۰۵، ھدایہ ۱/۲۲۱)

اسلئے کہ حجرِ اسود کا بوسہ مسنون ہے اور کسی مسلمان کو ایذاء پہونچانا حرام ہے۔ لہٰذا دھکا مکی کے ساتھ وہاں پہونچنے کی کوشش نہ کیجائے۔ نیز حجرِ اسود کا بوسہ دینا اگر آسانی سے ہوسکے تو مسنون ہے۔ اور عورتوں کا مردوں کی بھیڑ میں گھس جانا، اور پھر چیخ وپکار کی کیفیت پیدا کرنا سراسر حرام ہے۔ اسلئے بھیڑ میں مردوں کے ہجوم میں عورتوں کا حجرِ اسود کا بوسہ دینے کیلئے گھس جانا ناجائز اور حرام ہے۔ بجائے عبادت کے معصیت بن جائے گی لہٰذا اسکا بہت خیال رکھا جائے۔

دورانِ طواف سلام وکلام

دورانِ طواف اگر کسی دوست سے ملاقات ہوجائے تو اس سے سلام ومصافحہ کرنے میں اور بقدرِ ضرورت بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں نیز مسئلہ مسائل اور دینی گفتگو بھی بلاکراہت جائز ہے۔ اور اس ملاقات اور گفتگو میں سامنے کیطرف نگاہ رکھنی ضروری ہے۔ اِدھر اُدھر موڑنے کی اجازت نہیں۔ اور زائد اور بے ضرورت فضول گفتگو کرنا مکروہ ہے۔ (غنیۃ الناسک ۶۷، فتح القدیر ۲/۳۹۵، ایضاح المناسک ۱۲۰)

دورانِ طواف نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے

طواف کیا جارہا تھا ابھی ساتوں چکر مکمل نہیں ہوپائے تھے کہ نماز کیلئے جماعت کھڑی

ہو گئی تو طواف کو اسی جگہ موقوف کر دے جماعت میں شریک ہو جائے فرض نماز سے فراغت کے بعد سُنن و نوافل موقوف کر کے اس جگہ سے طواف کا بقیہ حصّہ شروع کر دے جہاں سے طواف کو منقطع کر دیا تھا۔ اور سُنن و نوافل صلوٰۃ طواف کے بعد ادا کئے جائیں اور اس طواف میں بہتر یہ ہے کہ تھوڑا سا پیچھے کو ہٹ کر شروع کیا جائے۔

(فتاوٰی عالمگیری ۱/۲۲۷، فتح القدیر ۲/۴۹۴، ایضاح المناسک ۱۲۱)

دورانِ طواف تلبیہ بعض لوگ طواف کے دوران تلبیہ پڑھتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ عمرہ کے احرام میں طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دینا ضروری ہے۔ اور حج کے احرام میں دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبیٰ کی رمی کے وقت پہلی کنکری کے وقت تلبیہ ختم کر دینا ضروری ہے ہاں البتہ اگر کسی نے حج افراد یا حج قران کا احرام باندھا ہے۔ اسکے لئے طواف کے دوران تو تلبیہ نہیں بلکہ طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح اگر کسی نے آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لیا ہے۔ اور منیٰ کو جانے سے پہلے سعی کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے سعی سے پہلے ایک نفلی طواف کرنا ضروری ہے پھر اس طواف کے بعد سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے۔

(فتح القدیر ۲/۴۹۵، غنیۃ الناسک ۵۵، ایضاح المناسک ۱۲۱)

بے وضو طواف کسی قسم کا طواف بے وضو کرنا جائز نہیں۔ طواف کی کل سات قسمیں ہیں۔

(۱) طوافِ زیارت: جو حج کا ایک رُکن ہے۔ اگر یہ طواف مکمل بے وضو کریگا یا اکثر حصہ بے وضو کریگا تو جُرمانہ میں ایک دم دینا واجب ہوگا۔ ہاں البتہ اگر طواف کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہو جائیگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۵، ایضاح المناسک ۱۰۳)

(۲) طوافِ عمرہ: بے وضو کیا جائے چاہے مکمل طواف یا صرف طواف کا ایک چکر بے وضو

کرے تو اسکے اُوپر ایک دم واجب ہو جائیگا۔ البتہ اگر طواف کا اعادہ کریگا تو دم ساقط ہو جائیگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۷، ایضاح المناسک ۱۱۱)

(۳) طوافِ نذر: طوافِ نذر اگر بے وضوء کیا جائے چونکہ یہ طواف بھی فرض ہے۔ اس لئے اسمیں بھی دم واجب ہو جائیگا۔ (ایضاح المناسک ۹۷)

(۴) طوافِ وِدَاع: یعنی آفاقی پر وطن روانہ ہوتے وقت ایک طواف کرنا واجب ہوتا ہے، اسکو طوافِ وداع کہا جاتا ہے۔ اگر یہ طواف بے وضوء کیا جائے تو ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہوگا۔ سات چکّروں میں سات صدقہ فطر ادا کرنا لازم ہوگا۔ (غنیۃ المناسک ۱۴۷)

(۵) طوافِ قُدُوم: طوافِ قدوم بے وضوء کیا جائے تو ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقہ فطر اور سات چکّروں کے عوض میں سات صدقہ فطر جرمانہ میں واجب ہوں گے۔

(غنیۃ الناسک ۱۴۷، ایضاح المناسک ۱۱۱)

(۶) طوافِ نفل: یہ طواف بھی اگر بے وضوء کیا جائے تو اسمیں بھی ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقہ فطر لازم ہے اور اس طواف کا حکم بھی طوافِ قدوم کی طرح ہے۔

(زبدۃ المناسک ۳۷۴، غنیۃ الناسک ۱۴۷)

(۷) طوافِ تحیۃ: طوافِ تحیۃ کا مطلب یہ ہے کہ حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف کیا جائے اسکو طوافِ تحیۃ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ طواف بے وضوء کیا جائیگا تو اسمیں ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقہ فطر دینا لازم ہوگا۔ اگر ان تمام طوافوں کا اعادہ کر لیا جائیگا تو جرمانہ ساقط ہو جائیگا۔ ان سب کی تفصیل طواف کے اقسام کے ذیل میں دیکھی جائے

حالتِ جنابت یا حیض و نفاس میں طواف

حالتِ جنابت یا حالتِ حیض و نفاس میں اگر طواف کیا جائیگا تو اسمیں بھی اُوپر ذکر کردہ

طواف کی سات قسمیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

(۱) طوافِ زیارت کیا جائے تو جنبی اور حائضہ ونفساء پر جرمانہ میں ایک گائے یا اونٹ کی قربانی واجب ہوگی۔ جو حدودِ حرم میں لازم ہوگی اور اگر تین یا اس سے کم چکر کیا تو دم لازم ہوگا۔ اور اگر پاکی کے بعد طواف کا اعادہ کرلیا جائیگا تو جرمانہ ساقط ہوجاتے گا۔

(غنیۃ الناسک ۱۳۵، ایضاح المناسک ۱۰۴)

(۲) طوافِ عمرہ: اگر حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طوافِ عمرہ کریں گے تو جرمانہ میں ایک دم یعنی بکری کی قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر پاک ہونے کے بعد اِعادہ کریں گے تو جرمانہ ساقط ہوجائیگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۳۷، ایضاح المناسک ص۱۸)

(۳) طوافِ وداع: حائضہ اور نفساء سے معاف ہے۔ ان پر یہ طواف واجب نہیں ہے۔ اور حالتِ جنابت میں اگر طوافِ وداع کیا جائیگا تو جرمانہ میں ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور پاک ہوکر اِعادہ کرنیسے جرمانہ معاف ہوجائیگا۔

(غنیۃ الناسک ص۱۳۷، ایضاح الناسک ص۱۰۹)

(۴) طوافِ نذر: نذر کا طواف واجب ہے۔ لہٰذا اگر حالتِ جنابت یا حالتِ حیض ونفاس میں طوافِ نذر کیا جائیگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا، اور پاک ہوکر اعادہ کرنیسے جرمانہ ساقط ہوجائیگا۔

(۵) طوافِ قدوم: حالتِ جنابت وحیض ونفاس میں طوافِ قدوم کرنے سے جرمانہ میں دم دینا واجب ہوگا، اور طہارت کے بعد اعادہ کرنے سے جرمانہ ساقط ہوجائیگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۳۷، ایضاح الناسک ص۱۱۱)

(۶) طوافِ نفل: و (۷) طوافِ تحیہ: ان دونوں کو حالتِ جنابت یا حالتِ حیض ونفاس میں کیا جائیگا تو ان میں دم دینا واجب ہوجائیگا، اور پاک ہوکر اعادہ کی صورت میں دم ساقط ہوجائیگا۔ تو معلوم ہوا کہ حالتِ جنابت اور حیض ونفاس

میں طواف کا کم سے کم جرمانہ ایک دم ہے۔ کیونکہ طوافِ نفل بھی طوافِ قدوم کی طرح ہے۔ ان کی تفصیلی وضاحت الگ الگ عنوانات کے ساتھ مسائلِ طواف کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (زبدۃ المناسک ص۱۴۲)

دورانِ طواف وضو ٹوٹ گیا یا عورت کو حیض آگیا

اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ طواف کا سلسلہ روک دینا لازم ہے۔ اور وضو کرکے وہاں سے طواف کی تکمیل کی جاسکتی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ازسرِ نو طواف کا اعادہ کیا جائے۔ (مستفاد از غنیۃ المناسک ۲/۵۰۳)

اور اگر دورانِ طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں سے روک دے، اور جب حیض سے پاک ہوجائے تو ازسرِ نو طواف کا اعادہ کرے۔ (ایضاح المناسک ص۱۱۱)

بلا عذرِ شدید سواری پر طواف وسعی

اگر کوئی شخص صحیح معنی میں معذور ہے، خود چلنے پر قادر نہیں ہے تو اس کے لئے سواری پر طواف کرنا جائز ہے۔ چاہے انسان اٹھا کر طواف کرائے یا گاڑی پر سوار ہوکر طواف کرے، ہر طرح جائز ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے سواری پر صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا بھی جائز ہے۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۷، ایضاح المناسک ص۱۱۳)

لیکن بعض آرام طلب لوگوں کو دیکھنے میں آیا ہے کہ اچھے خاصے ہوتے ہیں یا معمولی عذر سے سواری پر طواف وسعی کرتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں۔ ایسے لوگوں پر جرمانہ میں ایک دم دینا واجب ہوگا۔

(مستفاد بدائع الصنائع ۲/۱۳۲، البحر الرائق ۲/۳۳۲، ایضاح المناسک/۱۳۳)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر اور سعی کے چکروں میں فاصلہ

طوافِ زیارت، حلق، رمی، قربانی، حج کے یہ سارے اعمال ایامِ نحر کے اندر اندر کرنا واجب ہے۔ لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی کا ایامِ نحر کے اندر کرنا لازم نہیں بلکہ بعد میں کرنا بھی جائز ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو عذر یا تھکاوٹ دور کرنے کے لئے آرام کرنا ہے تو آرام کر سکتا ہے، آج نہیں تو کل یا دس پندرہ دن کے بعد بھی سعی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح سعی کے ساتوں چکروں کو پے در پے کرنا سنت ہے۔ واجب نہیں لہٰذا اگر چند چکروں کے بعد تھکاوٹ کی وجہ سے بقیہ چکروں کو موقوف کر دیا، بعد میں کسی اور موقع پر ان چکروں کی تکمیل کی جائے تو سعی مکمل اور صحیح ہو جائیگی۔ اور اس پر کوئی جرمانہ بھی واجب نہیں ہوگا۔ نیز ایک دن ایک چکر اور سات دن میں سات چکر کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ایسا کرنا عذر کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر کے خلافِ سنت ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۱۲۵، ایضاح المناسک ۱۴۳-۱۴۴)

حالتِ حیض میں سعی

اگر سعی سے قبل طواف سے فارغ ہو جانے کے بعد عورت کو حیض کا عذر پیش آجائے تو حالتِ حیض ہی میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا جائز اور درست ہے۔ اسی طرح دورانِ سعی اگر حیض آجائے تو سعی کی تکمیل کرنا جائز اور درست ہے۔ کیونکہ حالتِ حیض میں طواف اسلئے جائز نہیں ہے کہ مطاف مسجد کے اندر ہے۔ اور سعی اسلئے جائز ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی جگہ مسجد نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۱۳۴، ایضاح المناسک ص۱۳۵) کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ آجکل کے زمانہ میں سعی کی جگہ بھی مسجد میں داخل ہو گئی ہے، تو یہ بات بلا تحقیق ہے، اسلئے کہ مکہ مکرمہ کے معتبر اور با اثر

لوگوں کے ذریعہ سے امام الحرمین سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ سعی کی جگہ پہلی ہی حالت میں رکھی گئی ہے۔ اس کو مسجد کی حدود میں داخل نہیں کیا گیا۔

طواف وسعی میں نیابت

طواف میں اس طرح نیابت جائز نہیں ہے کہ جس کے اُوپر طواف لازم ہے اسکی طرف سے کوئی دوسرا آدمی طواف کردے۔ ایسی صورت میں جس کی طرف سے طواف کیا جارہا ہے اس کے اُوپر سے طواف کی ذمّہ داری ساقط نہ ہوگی۔ اسلئے کہ اگر شدید عذر ہے یا بیمار ہے تو سَواری اور چارپائی پر بھی طواف کرانا جائز ہے۔ اور اسی طرح صفا و مَروہ کے درمیان سعی میں بھی نیابت جائز نہیں ہے۔ اگر عذر ہے تو سعی سَواری پر کی جا سکتی ہے۔

(غنیۃ الناسک ص، شامی کراچی ۲/۵۱۷، منحۃ الخالق ۲/۳۴۹، الیضاح المناسک ص ۱۱۲، ۱۴۳)

مسائلِ سعی کے تحت پوری تفصیل دیکھی جائے۔

رُکنِ یمانی کا استلام

طواف کے دوران جب رُکنِ یمانی پر پہنچے تو اس کو دونوں ہاتھ یا صرف دائیں ہاتھ سے چھودینا سنت ہے۔ مگر اسکو بوسہ دینا خلافِ سنت ہے۔ اور اسمیں خیال رکھیں کہ سینہ بیت اللہ کی طرف مڑنے نہ پائے، ہاں البتہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت سینہ مڑجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور رُکنِ یمانی پر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو بغیر ہاتھ لگائے گذر جائے، وہاں بھیڑ لگانا ممنوع ہے۔

(حج وعمرہ کا آسان طریقہ ص ۲۱)

بوقتِ نماز اضطباع کا ترک

اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ اِحرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لاکر بائیں مونڈھے کے اُوپر ڈال دیا جائے اور دَایاں مونڈھا کُھلا رکھا جائے، اور اِس طرح اضطباع کی حالت قائم کرنا ہر اُس طواف میں مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے، اور اس طواف کے بعد صفا مَروہ کے درمیان سعی بھی کرنی ہو۔ اس کے علاوہ کسی اور طواف میں اضطباع مسنون نہیں ہے۔ اور طواف کے بعد جب نماز پڑھنا ہو تو اس حالت کو ختم کر دینے کا حکم ہے۔ بعض لوگ ناواقفیت سے نماز کی حالت میں بھی اضطباع کو باقی رکھتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(معلم الحجاج ۱/ ۳۳، زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ۱۴۱)

حَرمین کی نماز میں عورتوں کا مَردوں کے بَرابر کھڑا ہونا

مسجدِ حَرام اور مسجدِ نبوی میں عورتیں بھی جماعت میں شرکت کرتی ہیں۔ حرمِ مکّی میں مسجدِ حرام کے چاروں طرف عورتوں کی نماز کے لئے الگ جگہ متعین کر دی گئی ہے۔ اور بیرِ زمزم کی طرف مطاف میں بھی عورتوں کے لئے ایک حصّہ گھیرا ڈکر کے رکھا گیا ہے۔ مگر اس حصّہ کو حج کے زمانہ میں زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ پورے سَال باقی رکھا جاتا ہے۔ اور حج کے زمانہ میں چاروں طرف جو جگہیں عورتوں کے لئے گھیر کر رکھی گئی ہیں وہ اپنی جگہ باقی رہتی ہیں، اسلئے عورتوں کو اپنی جگہ جاکر اپنی نماز پڑھنی چاہیے۔ مَردوں کی بھیڑ میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ اور حرمِ مکّی کے اندر یہ ایک بڑی مصیبت رہتی ہے کہ عورتیں مَردوں کی بھیڑ میں داخل ہوجاتی ہیں، اور مَردوں کی صفوں میں گھس کر نماز کی کوشش کرتی ہیں، خاص طور

پر مصر، ترکی اور انڈونیشیا اور ملیشیا اور پاکستان کی عورتیں زیادہ لاپرواہی کرتی ہیں۔ نہ ان سے کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نیک مشورہ دیا جا سکتا ہے۔ تو ایسی بدعنوانی کی صورت میں ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۱) عورت کی دائیں جانب کا آدمی (۲) عورت کی بائیں جانب کا آدمی۔

(۳) عورت کے پیچھے کا آدمی۔ یہ کل تین آدمی ہیں جن کی نماز فاسد ہوتی ہے۔ اسلئے عورتوں کے محاذ سے بچنے کا اہتمام رکھنا بہت ضروری ہے۔

البتہ مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں چونکہ انتظام اچھا ہے اسلئے بدعنوانی نہیں ہوتی۔ نیز پورے سعودی عرب میں ہر مسجد میں عورتوں کے لئے الگ حصہ بنا یا گیا ہے جہاں سے عورتیں امام کی اقتدا کرتی ہیں۔

(حاشیہ چلپی علی التبیین ۱/۱۳۹، ایضاح المناسک ۱۲۸-۱۲۹، شامی زکریا ۲/۳۱۹)

نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ جن مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے ان میں اجنبی یا عورتوں کا محرم یا عورتوں کا شوہر سب داخل ہیں، ان سب کی نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں۔

(ہدایہ ۱/۱۰۵، البحرالرائق ۱/۳۵۵، فتح القدیر ۱/۳۱۲)

اس مسئلہ سے متعلق تفصیلی بحث کئی عنوانات کے ساتھ مسائل طواف کے ذیل میں لکھدی ہے وہاں سے دیکھ لی جائے۔

مقام ابراہیم پر اور حطیم میں عورتوں کا نماز کیلئے ہجوم

یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض عورتیں مقام ابراہیم یا حطیم کعبہ میں نفل پڑھنے کے لیئے مردوں سے مزاحمت کرنے لگتی ہیں، اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ ہوش باقی نہیں رہتا۔ دھکا مکی کی نوبت آتی ہے۔ طواف میں بھیڑ کے موقع پر مقام ابراہیم کے سامنے نماز کی نیت باندھ لیتی ہیں، اور حکومت کا عملہ جو وہاں متعین ہوتا ہے وہ منع

کرتا رہتا ہے لیکن عورتیں مانتی نہیں. یہ بہت بڑی غلطی اور سخت ترین محرومی کی بات ہے بھیڑ کے موقع پر مقام ابراہیم کے سامنے بہت دور جاکر نماز پڑھنے کا حکم ہے. جہاں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہوتی ہو۔ (مستفاد معلم الحجاج ۲۴۱)

دوا کے ذریعہ حیض روک کر طواف کرنا

عورتوں کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طوافِ زیارت یا طوافِ عُمرہ کے زمانہ میں حیض آجائے گا اور ایام حیض تک انتظار کرنا بھی بہت مشکل ہے تو ایسی صورت میں پہلے سے مانع حیض دوا استعمال کر کے حیض روک لیتی ہے. اور اسی حالت میں طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کر لیتی ہے تو صحیح اور درست ہو جائے گا. اس پر کوئی جُرمانہ بھی نہ ہوگا. مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دوا استعمال نہ کرے. اسلئے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ (مستفاد فتاوی رحیمیہ ۴/۲۰۳، ایضاح المناسک ص ۱۹۸) مسائلِ طواف کے تحت اسکی مزید تفصیل موجود ہے۔

عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات

گیارہ مسائل میں عورتوں کا حکم مردوں سے بالکل الگ ہے۔

(۱) عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کیلئے بہتر ہے کہ کوئی ہیٹ وغیرہ سر پر رکھ لیں پھر اسکے اوپر سے نقاب ڈال لیں خیال رکھیں کہ نقاب کا کپڑا چہرے سے نہ لگنے پائے۔

(۲) سلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لئے منع نہیں۔

(۳) عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں۔

(۴) ناپاکی کی حالت میں دعاء اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں نماز نہ پڑھیں۔

(۵) سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر نہ گر جائے۔ اور یہ

کپڑا صرف احتیاط کیلئے ہے لازم نہیں ہے بعض لوگ اسکو عورت کا احرام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔

(۶) صفا و مروہ کی سعی کے دوران دونوں ہرے کھمبوں کے درمیان دوڑنا عورتوں کیلئے مسنون نہیں ہے۔

(۷) احرام کھولتے وقت بالوں کے آخر سے صرف انگلی بھر کاٹ لینا کافی ہے۔

(۸) ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کر سکتی ہیں۔

(۹) ایام نحر یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہو تو طوافِ زیارت کو پاک ہونے تک مؤخر کردیں۔ اس پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

(۱۰) جدہ یا مکہ پہونچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہوجائے یا طلاق بائن ہوجائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کر سکتی ہے۔

(۱۱) اگر واپسی کے وقت ماہواری کے ایام کی حالت میں مبتلا ہوجائے تو ان کے اوپر سے طوافِ وداع معاف ہوجاتا ہے۔ (حج و عمرہ کا آسان طریقہ ۲۱-۲۲)

اِحرام کی بیس۲۰ پابندیاں

(۱) حالت احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے تین سے کم ماریگا تو اپنی مرضی سے جو چاہے صدقہ کریگا اور اگر تین سے زیادہ ہیں اور زیادہ کی تعداد چاہے کتنی ہی ہو پھر بھی صرف ایک ہی صدقۂ فطر دینا کافی ہوگا۔ اور اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں ان کو مارنا ممنوع ہے۔ اور جو بدن سے پیدا نہ ہوں اور موذی ہوں انکو مارنا جائز ہے۔

(مستفاد غنیۃ الناسک ۱۵۵، فتح القدیر ۳/۲۶، ایضاح المناسک ۷۵)

(۲) حالتِ احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے۔ جو بدن سے پیدا نہ ہوتے ہوں۔ لہٰذا کھٹمل، مچھر، مکھی، تتییئے کو مارنے میں کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔

(مستفاد احکام حج ۹۷، غنیۃ الناسک ۱۵۵، ایضاح المناسک ۷۵)

(۳) حرم شریف میں ٹڈی بہت ہیں۔ ان سے احتراز کرنا ضروری ہے اگر کوئی ٹڈی ماریگا تو ایک صدقہ فطر یا جو کچھ بھی ہو جرمانہ میں ادا کرے۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۹۶، ایضاح المناسک ۵۴)

(۴) اگر حالتِ احرام میں مرد اپنی بیوی کے ساتھ بوس وکنار ہوتا ہے تو ایسی صورت میں انزال ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں جرمانہ میں ایک دنبہ یا بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ۲/۴۹۹) نیز اگر بیوی کو شہوت ہوجائے تو اس پر بھی الگ سے ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ۲/۴۹۹)

(۵) اگر پورے سر یا چوتھائی یا اس سے زائد سر کے بال منڈوائے یا کتروائے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں دینا واجب ہوگا۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۳۱، ایضاح المناسک ۷۶)

(۶) اگر احرام کھولنے کا وقت آنے سے قبل داڑھی مکمل یا چوتھائی یا اس سے زیادہ منڈوائے یا کتروائے تو ایک دم دینا لازم ہوگا اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو ایک صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں ادا کرنا واجب ہوگا (فتح القدیر ۳/۳۱) چوتھائی سے مراد داڑھی کی لمبائی نہیں بلکہ داڑھی نکلنے کی جگہ کی چوتھائی مراد ہے۔

(۷) حالتِ احرام میں دونوں بغل صاف کی یا ایک دونوں صورتوں میں جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۳۲، بدائع الصنائع ۲/۱۹۳، ہندیہ ۲۴۳)

(۸) حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرلی ہے تو جرمانہ میں دم واجب ہوجائیگا (غنیہ ۱۳۷)

(۹) ایک ہی وقت میں سر یا داڑھی، بغل، زیرِ ناف، وغیرہ سب کے بال صاف کرلئے تو سب کے عوض میں ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر مختلف اوقات میں صاف کیئے ہیں تو ہر ایک وقت کیلئے الگ الگ دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ۲۳۸)

(۱۰) سر یا داڑھی یا بغل یا زیرِ ناف میں سے کسی جگہ سے دو تین بال اکھاڑنے سے ایک مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر تین سے زائد اور چوتھائی عضو سے کم ہے

تو ایک صدقۂ فطر یا اسکی قیمت لازم ہوگی۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ۱۳۷) (۱۱) حالتِ احرام میں مونچھ کاٹ لی ہے چاہے پوری کاٹی ہو یا بعض حصہ بہر صورت ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۸، ایضاح المناسک ۷۸) (۱۲) سر، واڑھی، بغل، زیرِ ناف کے علاوہ پورے بدن میں سے کسی بھی پورے عضو یا بعض یا تمام اعضاء کے بال صاف کرلئے ہیں تو صرف ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۷، معلم الحجاج ۲۰۲) (۱۳) ایک ہاتھ یا ایک پیر یا ہاتھ پاؤں چاروں اعضاء کے ناخن ایک وقت میں ایک جگہ کاٹ لئے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار وقت میں چار جگہ کاٹے ہیں تو چار دم لازم ہوں گے۔ اسیطرح ایک وقت میں ایک عضو کے کاٹ لئے ہیں اور دوسرے عضو کے دوسرے وقت میں کاٹ لئے ہیں تو دو دم لازم ہوں گے۔ اور کسی بھی عضو کے سب ناخن نہیں کاٹے ہیں بلکہ ہر ایک عضو سے پانچ ناخن سے کم کم کاٹے ہیں چاہے چار چار کرکے مجموعی سولہ ناخن کاٹ لئے ہیں تو دم لازم نہ ہوگا بلکہ ہر ایک ناخن کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (مستفاد بدائع الصنائع ۲/۲۹۴، تاتارخانیہ ۲/۵۰۳، ہندیہ ۱/۲۴۴، ایضاح المناسک)

(۱۴) حالتِ احرام میں مرد کیلئے سِلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع اور ناجائز ہے، جو بدن کی ہیئت اور جسم کی بناوٹ کے مطابق سلا گیا ہو یا بنا لیا گیا ہو۔ جیسے کُرتا، قمیص، پائجامہ، بنیان، ٹوپی، نیکر، اچکن، جرسی، صدری وغیرہ ہیں۔ اور جو کپڑا بدن کی ہیئت اور بناوٹ پر نہیں سلا گیا ہے تو اس کا پہننا بلاکراہت جائز ہے۔ لہٰذا سلی ہوئی لنگی پہننا جائز ہے (مستفاد معلم الحجاج ۲۲۳) ہاں افضل یہ ہے کہ کپڑا سلا ہوا نہ ہو۔ (۱۵) اگر ایک دن یا ایک رات کامل مرد نے سلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے یا کئی روز مسلسل پہن لیا ہے تو دونوں صورتوں میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور رات کو اس نیت سے اتارتا ہے کہ کل کو پھر پہننا ہے تب بھی سب دنوں کے عوض میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور اگر اس نیت سے اتارتا ہے کہ اب نہیں پہنوں گا۔ مگر دوسرے دن پھر پہن لئے تو دو دم لازم ہوں گے۔ (معلم الحجاج ۲۲۳) اور اگر ایک رات یا ایک دن سے کم اور ایک گھنٹے سے زیادہ پہنا ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہے تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔
(مستفاد غنیۃ الناسک ۱۳۴، معلم الحجاج ۲۲۳)

(۱۶) حالتِ احرام میں خوشبو لگانے میں مرد و عورت دونوں کا یکساں حکم ہے بالقصد یا بلاقصد یا کسی کی زبردستی سے خوشبو لگائی ہو ہر صورت میں جرمانہ لازم ہوتا ہے نیز بدن اور کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر کسی بڑے عضو یعنی سر، چہرے، پنڈلی، ران، بازو، ہاتھ، ہتھیلی میں سے کسی پر خوشبو لگائی ہے۔ یا ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو جرمانہ میں دم واجب ہوگا چاہے پورے دن لگائے رکھی ہو یا تھوڑی دیر کیلئے ہر صورت میں دم لازم ہوگا جبکہ خوشبو نمایاں ہو۔

اور اگر چھوٹے اعضاء پر مثلاً کان، ناک، آنکھ، انگلی، وغیرہ میں لگائی ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ۲۲۸، ایضاح المناسک ۸۰)

(۱۷) اگر عورت نے حالتِ احرام میں ہتھیلی یا پیر میں مہندی لگائی ہے تو جرمانہ میں دم لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ۲۲۹)

(۱۸) اگر حالتِ احرام میں عطار کی دوکان پر بیٹھا ہے۔ اور اپنے بدن یا کپڑے پر عطر نہیں لگایا ہے تو کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔ البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے مگر جرمانہ نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ۲۲۹)۔

(۱۹) حالتِ احرام میں سر کا چھپانا عورت کیلئے بلا کراہت جائز ہے بلکہ لازم ہے اور مرد کے لئے سر کا چھپانا جائز نہیں، اسی طرح چہرے کا چھپانا بھی جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ایک دن یا ایک رات کامل سر یا چہرہ کو چھپائیگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ ایک دن یا ایک رات سے کم میں صدقۂ فطر لازم ہے چاہے تھوڑی دیر کے لئے کیوں نہ ہو۔ چاہے جان کر چھپایا ہو یا بھول کر ہر صورت میں جرمانہ لازم ہے۔ اور ایسے ہی کسی نے زبردستی چھپا دیا ہے تب بھی جرمانہ لازم ہوگا۔ (غنیۃ المناسک ۱۳۶، ایضاح المناسک ۸۰، ۸۱) (۲۰) جو حجاجِ کرام حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں انکو اس بات کا بہت خیال رکھنا ہے کہ جہاز کیطرف سے ایک پیکٹ پیش کیا جاتا ہے جسکے اندر نہایت تیز خوشبودار ایک کلم پیپر ہوتا ہے وہ صرف اس کام کیلئے پیش کیا جاتا ہے کہ آپ اسکے ذریعہ سے ہاتھ اور منھ صاف کریں محرم اور غیر محرم ہر ایک کو پیش کیا جاتا ہے۔ آپ اس سے ہرگز ہاتھ منہ صاف نہ کریں اگر پورے چہرے پر ملیں گے تو دم واجب ہو جائیگا۔ (مستفاد ایضاح المناسک ۸۰)

احرام کھولتے وقت حلق یا قصر میں لاپرواہی

احرام کھولنے کا طریقہ یہ ہے کہ سر کے بالوں کو منڈوا دیا جائے یا کٹوا دیا جائے۔ اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پورے سر کے بال منڈوا دیئے جائیں، یا پورے سر کے بال یکساں طور پر برابر کرکے کٹوا دیئے جائیں۔ اور کٹوانے کے مقابلہ میں منڈوانے کا ثواب زیادہ ہے۔

بعض لوگ سر منڈوانے سے بہت گریز کرتے ہیں اور کٹوانے میں بھی بہت زیادہ کوتاہی کرتے ہیں۔ بال کا کچھ حصہ کٹوا کر احرام کھول دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگر سر کے پورے بال برابر کرکے نہ کٹوائے جائیں تو اس کی چار شکلیں ہیں۔

(۱) پورے سر کو چار حصہ کرکے ایک حصہ کے برابر یا اس سے زیادہ کٹوایا جائے تو ایسی صورت میں احرام تو کھل جائیگا مگر مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔ (مستفاد معلم الحجاج ۱۷۴۔ غنیۃ الناسک ۹۲) گویا کہ ایسا ہوا کہ احرام سے نکلنا گناہ کے ارتکاب کیساتھ ساتھ ہوا اور اسمیں اس بات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کاٹا جا رہا ہے اور بال لمبے ہیں تو کم از کم لمبائی میں انگلی کے پورے کے برابر کٹانا واجب ہے۔

(مستفاد فتاوی رحیمیہ ۶/۴۰۵)

(۲) سر کے چوتھائی حصہ سے کم کٹوایا جائے تو ایسی صورت میں وہ شخص امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک احرام سے باہر نہیں ہوگا۔ اسکو احرام ہی کے اندر سمجھا جائیگا۔ اب احرام کے خلاف کام کرنے سے اس پر جرمانہ واجب ہوتا رہیگا۔ (مستفاد فتاوی رحیمیہ ۲/۴۰۵، احسن الفتاوی ۴/۵۴۶)

(۳) سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر کاٹے نہیں جاسکتے تو اگر اتنا چھوٹا بال ہے تو اسکا منڈانا واجب ہے کٹوانے سے احرام نہیں کھلے گا۔ (مستفاد احسن الفتاوی ۴/۵۴۶)

(۴) سر کے بال اُگے ہی نہیں ہیں بلکہ گنجا ہے یا پانچ سات گھنٹہ پہلے عمرہ کرکے منڈوا دیا گیا تھا اور اب پھر دوبارہ عمرہ کیا جارہا ہے تو ایسی صورت میں پورے سر پر اُسترا پھیر دینا واجب ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۴۵، طحطاوی علی الدر ۱/۵۰۷، فتح القدیر ۲/۳۸۶)

عورتوں اور مَردوں کا اختلاط

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور فضل ابن عباسؓ سے ایک مضمون کی ایک حدیث مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے موقع میں خاص کرکے عرفات میں اپنی زبان اور اپنے کان کی حفاظت کریگا تو اللہ تعالیٰ اس حج کے یوم عرفات سے اگلے حج کے یوم عرفات تک کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اسکا حج قبول ہوجاتا ہے، اور درمیان سال اگر کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے۔ اور جو لوگ اپنی زبان اپنے کان اور آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے انکی مشقت سرگرداں پھرنے کی اللہ کو ضرورت نہیں۔ اور دیکھنے میں آتا ہے کہ معلمین کیطرف سے نہایت بدعنوانی ہوتی ہے کہ اجنبی مَرد اور عورتوں کو ایک ہی کمرے میں اختلاط کے ساتھ رہائش دیتے ہیں، خاص طور سے مکۃ المکرمہ میں لمبا قیام رہتا ہے اسمیں عورتوں اور مَردوں کا عجیب اختلاط رہتا ہے۔ ایسے ہی منیٰ میں قیام کا انتظام بھی عجیب اختلاط کے ساتھ ہوتا ہے، بلکہ بعض خیموں میں تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتیں جانب قبلہ میں جگہ لے لیتی ہیں، اور مَرد اُن کے پیچھے، اور نہ نماز میں انتظام ہے نہ ہی رہائش میں انتظام، بالکل گھلے ملے رہتے ہیں یہ چیزیں عبادت کی رُوح کو ختم کردیتی ہیں، جب معلم کیطرف سے اسکا کوئی انتظام نہیں ہے تو خود حجاج کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایک کمرے میں رہنے والی عورتوں کو ایک طرف کردیں اور مَردوں کو دوسری طرف کردیں اور اہتمام کے ساتھ پَردہ ڈالکر رکھا جائے۔ اس طرح منیٰ کے خیمہ میں عورتوں کو پیچھے کی طرف رکھا جائے، اور مَردوں کو آگے کی طرف اور درمیان میں ایسا پَردہ ڈالدیا جائے جس سے اختلاط

بالکل باقی نہ رہے۔ اسی طرح عرفات میں بھی اپنے اپنے خیمہ میں تمام عورتوں کو پیچھے رکھا جائے اور مرد سب اہتمام کیساتھ آگے رہیں تاکہ عبادت میں یکسوئی رہے۔ اور اختلاط کے نتیجہ میں عبادت اور توجہ الی اللہ کی روح ختم نہ ہو جائے۔ ماشاء اللہ بعض حجاج ایسا عمل کر لیتے ہیں، گذارش ہے کہ سبھی ایسا عمل کریں۔

میدانِ عرفات میں امام کے ساتھ نماز

عرفات میں امام حج مسجد نمرہ میں کھڑے ہو کر امامت کرتا ہے اس امام کے پیچھے لاکھوں کا مجمع اقتدار کرتا ہے، اور وہ امام ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھاتا ہے۔ نیز وہ امام اس زمانہ میں نجد سے آتا ہے اور مسافر رہتا ہے، دونوں نمازوں کو دو دو رکعت کر کے قصر کرتا ہے، اب اگر آپ مسافر ہیں تو دونوں نمازوں میں امام کے ساتھ ساتھ مسافر کی طرح دو۔ دو رکعت پر سلام پھیر دیں، اور اگر آپ مقیم ہیں تو آپ پر مقیم کی طرح ہر نماز کو چار چار رکعت پڑھنا لازم ہے۔ جب امام ظہر کی دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیگا تو آپ جلدی سے کھڑے ہو کر بغیر قراءت کے رکوع، سجدہ کے ساتھ دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیں۔ اسکے بعد امام کے ساتھ عصر کی نماز میں شریک ہو جائیں، اور جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دیگا تو آپ بقیہ دو رکعت بغیر قراءت کئے رکوع اور سجدہ کے ساتھ مکمل کرلیں۔ بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے مقیم ہونے کے باوجود امام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہیں ایسی صورت میں ان کی نماز نہ ہو گی، ان کو اپنی نمازوں کا اعادہ کرنا لازم ہے۔

اہلِ خیمہ کی نماز

اگر آپ عرفات میں امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکیں بلکہ آپ اپنے خیمہ میں تنہا یا

جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں نمازوں کو ایک ساتھ جمع کرنا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ دونوں کو اپنے اپنے وقت میں الگ الگ پڑھنا لازم ہے۔ (زبدۃ المناسک ص۱۵۹) حضرات صاحبینؒ کے نزدیک اہل خیمہ کیلئے بھی جمع بین الصلاتین اسی طرح جائز ہے جس طرح امیر الحج کے ساتھ مسجد نمرہ کی نماز میں جائز ہے۔ اس کی وضاحت دلائل کے ساتھ مسائل عرفات کے ذیل میں موجود ہے۔

عرفات میں وقوف اور خروج

عرفات میں امام کے ساتھ نماز سے فراغت کے بعد آخر تک کوئی نفل نماز جائز نہیں ہے۔ صرف دعاؤں میں مشغول ہو جاتا ہے، اسی طرح اہل خیمہ کی عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز جائز نہیں ہے خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے اللہ سے لگاؤ رکھکر گریہ وزاری کے ساتھ دعاؤں میں مشغول ہونا ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھنے میں آتا ہے کہ ادھر اُدھر چلنے پھرنے میں کبھی جبل رحمت پر کبھی دوستوں کی تلاش میں وقت گذار دیتے ہیں۔ یہ بڑی محرومی کی بات ہے، حالانکہ یہی وہ مقبول ترین وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو جتنا چاہے حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح سورج غروب ہونے سے کافی پہلے مزدلفہ کو روانہ ہونے کے لئے عرفات کے گیٹوں پر بھیڑ لگا لیتے ہیں، جبکہ سورج غروب ہونے کے بعد جب تک توپ کی آواز نہ آجائے اس وقت تک حکومت کا عملہ گیٹ بند رکھتا ہے اور کسی کو باہر نہیں نکلنے دیتا، جبکہ یہی دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ اسلئے اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنی جگہ بیٹھکر دعاؤں میں مشغول رہنا چاہئے۔ نیز جو لوگ بسوں سے مزدلفہ جانے والے ہیں اُن میں سے بہت سے لوگ غروب ہونے سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے بسوں میں جا کر بھیڑ لگائے رہتے ہیں، حالانکہ یہی اطمینان کے ساتھ دعاؤں میں مشغول رہنے کا وقت

ہوتا ہے۔ اسلئے اس طرح بھیڑ اور ہجوم میں جاکر اپنے آپ کو قبولیت سے محروم نہ کریں۔
نیز سورج غروب ہونے سے پہلے حُدودِ عرفات سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ امیر لجّ سے
پہلے یا سورج غروب ہونے سے پہلے حُدودِ عرفات سے باہر نکلے گا تو ایک دم واجب
ہوجائیگا۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۲، ایضاح المناسک ۱۴۲-۱۴۳)

مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشاء کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا
ہے، اسلئے مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ مغرب کا
وقت نکلا جارہا ہو۔ اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھ لیتا
ہے کہ وقت نکلا جارہا ہے تو اس پر مزدلفہ آکر مغرب کی نماز کا اِعادہ کرنا واجب
ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مزدلفہ کے راستہ میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی
مزدلفہ پہنچکر عشاء کا اِعادہ واجب ہے۔ (مستفاد درمختار کراچی ۲/۵۰۹)

ہاں البتہ اگر عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ طلوعِ
صبح صادق سے قبل مزدلفہ پہنچنے کا امکان باقی نہیں رہا۔ تو ایسی صورت میں مزدلفہ کے راستہ میں طلوعِ صبح
صادق سے اتنی دیر قبل مغرب وعشاء پڑھ لی جائے جتنے میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں
پڑھ کر فارغ ہوسکتے ہیں۔ (مستفاد تنویر الابصار مع الدر المختار ۲/۵۰۹، ایضاح المناسک ۱۴۳)

وقوفِ مزدلفہ میں لاپرواہی

مزدلفہ میں وقوف کا وقت دسویں ذی الحجہ کو طلوعِ صبح صادق کے بعد سورج
طلوع ہونے سے پہلے پہلے تک ہے۔ اور وقوفِ مزدلفہ حضرت امام ابو حنیفہؒ،
امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک واجب ہے

اس کو بلا عذر ترک کردینے سے ان سب کے نزدیک دَم واجب ہوجاتا ہے۔

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۵۰۵، تاتارخانیہ ۲/۵۹، ایضاح المناسک ص۱۴۶)

نیز جُرمانہ واجب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی ساعتِ اجابت سے محرومیت کی بات ہے۔ کہ ایک حدیث شریف میں حضرت عباس بن مرداسؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ عرفات کے اندر عرفات کی شام کو اپنی امت کی مغفرت کی دعاء فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب آیا کہ میں نے آپکی امت میں سے ظالموں کو چھوڑکر باقی سب کی مغفرت کردی ہے، تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دُعا مانگی کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مظلوموں کو جنت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ظالموں کی مغفرت بھی کرسکتا ہے، مگر میدانِ عرفات میں یہ دُعا قبول نہیں ہوئی، اور جب مزدلفہ تشریف لائے اور پھر صبح کو طلوعِ صبح صادق کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے وہی دُعا دوبارہ مانگی تو اللہ نے مزدلفہ میں اس دُعا کو بھی قبول فرمالیا کہ آپ کی دُعا سے میدانِ مزدلفہ میں ظالموں کی بھی مغفرت ہوگئی، اس لئے اس سے بڑھکر محرومی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔

(ابن ماجہ شریف ص۲۲۲، الترغیب والترہیب ۲/۱۳۰)

کہ ایسا سُنہرا موقع اسلئے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ رات ہی میں جاکر آسانی سے بیت اللہ شریف کا طواف کیا جائے۔ حالانکہ طوافِ زیارت اس رات میں طلوعِ صبح صادق سے قبل صحیح نہیں ہوتا اسکا اعادہ کرنا لازم ہوجاتا ہے۔ (غنیہ ۲۲، بدائع قدیم ۲/۱۳۲، شامی کراچی ۲/۵۱۸)

رمیِ جمرات کی نیابت میں لاپرواہی

ایسے مریض اور کمزور اور بوڑھے اور اپاہج وغیرہ کی طرف سے رمیِ جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات پر پہنچکر رمی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے، اور رمی کرنیوالا

نائب بوقتِ رمی ان کی طرف سے رمی کی نیت کریگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۰۰)
اور اگر ان کی طرف سے رمی کے بعد عذر زائل ہوجائے تو دوبارہ وقت کے اندر اندر از خود رمی کرنا ان پر لازم نہیں۔ اور نہ ہی ان پر کوئی فدیہ لازم ہے۔ (مستفاد غنیہ ۱۰۰)
لیکن اگر عورت تندرست ہے، جمرات تک پہنچکر رمی کرسکتی ہے تو ایسی عورت کی طرف سے نیابت جائز نہیں۔ اگر ازدحام کی وجہ سے رمی کرنا دشوار ہو، تو رات میں رمی کرے گی، بلکہ عورتوں کے لئے رات ہی میں رمی کرنا زیادہ بہتر ہے۔
(مستفاد غنیۃ الناسک ۱۱۰، ایضاح المناسک ۱۵۸، ۱۵۹) اور ایسی عورتوں پر رمی جمرات کے چھوڑنے کی وجہ سے دم واجب ہوجائیگا۔

رمی، قربانی، حلق میں ترتیب

اگر حاجی متمتع یا قارن ہے تو اس پر وقوفِ مزدلفہ کے بعد سب سے پہلے رمی، اسکے بعد قربانی، اس کے بعد حلق کرنا واجب ہے۔ اور ان تینوں کے درمیان اسی طرح سے ترتیب باقی رکھنا واجب ہے۔ اگر ترتیب بدل جائیگی تو دم واجب ہوجائیگا۔
لیکن اگر کوئی شخص بہت زیادہ کمزور ہے خود قربان گاہ نہیں جاسکتا تو کسی معتبر شخص کو پیسہ دیکر وکیل بنادے اور جو وقت حلق کرنے کے لئے مقرر کردیا گیا اس وقت حلق کرلے پھر معلوم ہوجائے کہ قربانی وقت پر نہیں ہوئی بلکہ حلق کے بعد ہوئی تو ایسی صورت میں اس کمزور شخص پر صاحبینؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے جرمانہ میں دم لازم نہ ہوگا۔ یاد رہے کہ یہ حکم صرف کمزور اور معذور شخص کے لئے ہے۔ فقہی اجتماع بتاریخ ۱۶ – ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ (دیوبند) میں اسپر علماء کا اتفاق ہوچکا ہے۔
اور اگر حاجی مفرد بالحج ہے تو اس پر قربانی نہیں ہے۔ اسلئے صرف رمی اور حلق کے درمیان

ترتیب باقی رکھنا واجب ہے۔ اگر رمی سے پہلے حلق کریگا تو جرمانہ میں دم واجب ہوجائیگا۔ (مستفاد فتح القدیر ۲/ ۶۵، غنیۃ الناسک ۱۲۹، ہندیہ ۱/ ۲۶۱) ان امور کے درمیان ترتیب باقی رکھنے کا اہتمام حنفی مسلک کے لوگوں پر لازم ہے۔

بینک میں قربانی کا پیسہ جمع کرنا

سعودی حکومت کی طرف سے بینک میں روپیہ جمع کرا کر قربانی کا اعلان کیا جاتا ہے، حنفی مسلک کے لوگ اس معاملہ میں ضرور احتیاط رکھیں۔ چونکہ مسلک حنبلی میں ترتیب واجب نہیں ہے اسلئے بینک یا معلم کے توسط سے اگر قربانی کی جاتی ہے، اور رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب بدل جاتی ہے تو ان کے یہاں دم واجب نہیں ہوتا، مگر حنفی مسلک میں ترتیب بدلنے سے دم لازم ہوجاتا ہے۔ اور بینک یا معلم حاجی سے یہ کہہ کر روپیہ لے لیتا ہے کہ آپ کی قربانی مثلاً یوم النحر کے دن دس بجے ہوجائیگی۔ اور دس بجے کے بعد سر منڈالینا، تو ایسی صورت میں اگر دس بجے تک قربانی نہیں ہوئی اور حاجی نے وقت مقررہ پر سر منڈالیا، اور بعد میں معلوم ہوا کہ قربانی وقت مقررہ پر نہیں ہوئی بلکہ سر منڈانے کے بعد ہوئی ہے تو ایسی صورت میں اس حاجی پر مزید ایک قربانی اور کرنی واجب ہوجائیگی۔ جس کو حدود حرم میں کرنا لازم ہے۔ اس لئے حجاج کرام کو اپنی قربانی خود کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ معتبر حنفی شخص یا حنفی ادارہ کو مجبوری کی صورت میں وکیل بنائے۔ (مستفاد شرح نقایہ ۱/ ۲۱۴، فتاویٰ رحیمیہ ۲/ ۳۵، ایضاح المسائل ۱۲۷، ایضاح المناسک ۱۶۵)

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں

مدینۃ المنورہ کے قیام کے دوران افضل ترین عمل یہ ہے کہ سرکار دوعالم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت درود شریف کا نذرانہ پیش کیا جاتا رہے۔ ایک معمول بنا لیا جائے کہ ہمیں روزانہ اتنی تعداد میں درود شریف پڑھنا ہے۔ اور تمام نمازیں حرمِ مدنی کے اندر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسجد نبوی کی ایک نماز ابن ماجہ کی روایت کے مطابق پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ اور مسند امام احمد بن حنبل میں صحیح سند کے ساتھ ایک روایت آتی ہے اس میں واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں لگاتار پڑھیگا کہ ان میں سے ایک نماز بھی فوت نہ ہوئی ہو اس کے لئے اللہ کی طرف سے تین قسم کی برارت کا اعلان ہے۔ یعنی تین قسم کی مصیبتوں سے حفاظت کا اعلان ہے۔

۱۔ جہنم سے حفاظت ۲۔ عذابِ الٰہی سے حفاظت ۳۔ نفاق سے حفاظت

حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَا تَفُوْتُهُ صَلٰوةٌ كُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِئٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

(مسند امام احمد بن حنبل ۱۵۵/۳، مسند امام احمد بن حنبل رقم ۱۲۶۱۱ الترغیب والترہیب ۱۳۹/۲)

حضرت انسؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں لگاتار چالیس نمازیں پڑھیگا جن میں سے ایک نماز بھی فوت نہ ہو تو اس کیلئے جہنم سے برارت اور عذابِ الٰہی سے نجات اور نفاق سے بَری ہونا لکھدیا جاتا ہے۔

بہت سے لوگ مدینۃ المنورہ کے قیام کے دوران مسجد نبوی میں نماز کا اہتمام نہیں کرتے، اور ادھر اُدھر جا کر وقت گذار دیتے ہیں۔ مسجد نبوی کی جماعت کی نماز سے اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں، اسلئے اسکا بہت خیال رکھا جائے کہ مدینۃ المنورہ

میں قیام کے دوران مسجد نبوی کی کوئی نماز چھوٹنے نہ پائے۔ اور یہ چالیس نمازیں پڑھنا واجب نہیں ہیں۔ بلکہ جو پڑھیگا اس کو فضیلت حاصل ہوگی۔ جو نہیں پڑھیگا وہ اس فضیلت سے محروم ہو جائیگا۔ نیز مدینۃ المنورہ میں آٹھ دن قیام کرنا بھی واجب نہیں ہے بلکہ باعثِ فضیلت ہے۔ لہٰذا جس شخص کو وقت میں گنجائش نہ ہو اس کے لئے صرف ایک دو روز قیام کرنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اسکی بھی اجازت ہے کہ مدینۃ المنورہ پہنچکر چند گھنٹے میں مسجد نبوی میں ایک آدھ نماز پڑھ لی جائے اور آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبرِ اطہر پر جاکر زیارت کرلی جائے۔ اس کے بعد واپس ہو جائے۔ اور جس کو گنجائش ہو وہ ضرور چالیس نمازیں پڑھکر اپنے آپ کو اس عظیم ترین فضیلت کا مستحق بنائے۔

واپسی میں حاجی کی بارات

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب حاجی صاحب حج کرکے واپس آنے لگے تو گھریلو مصروفیات میں مشغول ہونے سے پہلے پہلے اس کو جاکر سلام کرو، اور اس سے مصافحہ کرو، اور اس سے دعا کی درخواست کرو، اسلئے کہ حاجی صاحب کے اپنے گھریلو مشاغل میں مصروف ہونے سے پہلے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ۔

(مسند امام احمد بن حنبل ۲/۶۹-۲/۱۲۸، مسند مرقم ۵۳۷۱ — ۶۱۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حضورؐ کا ارشاد مروی ہے کہ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اسکو سلام کرو، اور اس سے مصافحہ کرو، اور حاجی صاحب کے اپنے گھریلو مصروفیت میں مشغول ہونے سے پہلے دعا اور استغفار کو کہو، اسلئے کہ حاجی صاحب کی دعا قبول ہوتی ہے۔

ابن ماجہ شریف کی روایت میں گھر یلو مصروفیت کی قید نہیں ہے، بلکہ بغیر قید کے اس بات کا ذکر ہے کہ حاجی صاحب کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ ۲۰۸)

اسلئے جب حاجی صاحب حج کر کے اپنے گاؤں میں داخل ہو جائیں تو مقامی لوگوں کا حاجی صاحب سے جا کر ملاقات کرنا اور دعاؤں کی گذارش کرنا اور حاجی صاحب سے دعائیں کروانا ایک خوش قسمتی کی بات ہے۔ لیکن آجکل کے زمانہ میں ایک بیجا اسراف اور نئی چیز کا دروازہ کھل گیا ہے کہ عورتوں اور مردوں کا بسوں اور گاڑیوں کے ذریعہ سے ایک حاجی کو لینے کے لئے کافی تعداد میں بارات کی شکل میں ایرپورٹ پہنچتے ہیں، اور جب حاجی صاحب ہوائی اڈہ سے باہر آتے ہیں تو حاجی صاحب کے گلے میں سہرہ ڈالا جاتا ہے۔ اور جو عورتیں پہنچتی ہیں ان کو شرم وحیا کا پاس ولحاظ بھی نہیں ہوتا۔ اجنبی مردوں کے ہجوم میں اپنی شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ دیتی ہیں۔ نیز اگر جہاز لیٹ ہو جائے تو ایرپورٹ پر اتنی تعداد میں لوگ پڑے رہتے ہیں کہ چلنا پھرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ریلوے اسٹیشنوں کا بھی حال ہے۔ اس کے بعد حاجی صاحب کو دولہا بنا کر لایا جاتا ہے۔ اور پھر حاجی صاحب اپنے گھر آکر اپنے حج کی دعوت ولیمہ کرتا ہے۔ یہ سب کا سب بیجا اسراف ہے۔ اتنے پیسوں میں دوسرا حج کیا جا سکتا ہے۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق کوئی شخص حاجی صاحب سے دعا کی گذارش بھی نہیں کرتا، اور نہ اس سے دعا کرانا مقصد ہوتا ہے۔ اور حج ایک مستقل عبادت ہے جس کو نمائش کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اسلئے تمام حاجی بھائیوں سے گذارش ہے کہ اپنے حج کو نمائش اور ریاکاری اور بیجا اسراف سے محفوظ رکھیں، اور اللہ نے حج کی جو نعمت عطا فرمائی ہے اسکا شکر ادا کریں، اور اسکی قبولیت کی دعائیں کرتے رہا کریں، اور اسے ضائع ہونے نہ دیں۔ یہ بندہ بھی دعا کی گذارش کرتا ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❊ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

(۲۷) حُجّاجِ کرام کی بدعنوانیاں

وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ۔ الآیۃ (سورۂ حج آیت ۳۰)

جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محترم چیزوں کی عظمت و بڑائی رکھیگا تو وہ اس کے لئے اس کے پروردگار کے یہاں بہتر ہوگا۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؁ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

معلم الحجاج کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر عنوان قائم فرما کر حجاج کرام کی بے اصولی اور بدعنوانی پر احساس دلا کر ان کو ان امور سے محفوظ ہو کر حج کا فریضہ ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور ایک خلاصہ ندائے شاہی حج نمبر میں مرتب رسالہ ندائے شاہی نے عمدہ طریقہ سے ترتیب دیکر شائع فرمایا تھا، اور یہاں پر اصل اور نقل دونوں کو پیش نظر رکھکر معلم الحجاج کے مذکورہ مسائل کے کچھ اقتباسات لکھدیتے ہیں اور ساتھ میں کچھ نیا اضافہ بھی کیا جارہا ہے، رب کریم سے امید ہے کہ ان اقتباسات اور نئے اضافہ سے حجاج کرام کو ان شاء اللہ تعالیٰ اچھی رہنمائی حاصل ہوگی۔

سفر سے کئی روز پہلے کی غلطیاں

(۱) جب حاجی صاحب کے حج کی منظوری آتی ہے تو اسی وقت سے اسکا چرچا اور تبصرہ ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ اور حاجی صاحب خود بھی اپنے حج کو جانے کا چرچا عام کرنے

لگتا ہے، حالانکہ حج ایک عشقیہ عبادت ہے، اور لوگوں میں جتنا خود چرچا کریگا اتنا رب کریم سے عشق ومحبت میں کمی آتی رہیگی۔ اسلئے اس میں حتی الامکان احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۲) جوں جوں سفرِ حج کا وقت قریب آتا جاتا ہے اعزا، واقرباء کی آمد ورفت کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ حاجی صاحب کے لئے اس بناء پر تحفہ و تحائف لاتے ہیں کہ حاجی صاحب بھی واپسی میں ہمارے لئے حرمین شریفین سے تحفہ لائیں گے۔ بلکہ بعض حاجی تو ایسا کرتے ہیں کہ محلہ میں گشت لگاتے ہیں تاکہ لوگ حاجی صاحب کو تحفہ پیش کیا کریں۔

(۳) جب سفر بالکل قریب آجاتا ہے تو حاجی صاحب کے یہاں ایسی دعوت ہوتی ہے جیسے کوئی دولت مند آدمی اپنی لڑکی کی شادی میں دعوت کرتا ہے۔ اور اس موقع پر بھی تحفہ اور لفافہ پیش ہونے لگتا ہے۔

(۴) اب جب حاجی صاحب سفرِ حج شروع کرتے ہیں تو ائر پورٹ تک گاڑیوں اور بسوں سے ایک حاجی کو پہنچانے کے لئے ایک بڑا مجمع پہنچ جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کو شبہ ہوجاتا ہے کہ شاید کوئی بڑی بارات دولہا کو لیکر جارہی ہے، یا دولہن کو لیکر آرہی ہے۔ حالانکہ صرف ایک دو آدمی ائرپورٹ پر پہنچا کر آسکتے ہیں۔ اور بلا وجہ اتنی بڑی فضول خرچی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

(۵) ائرپورٹ پر میلہ اور افراتفری کا عالم

جب ایک ایک حاجی کو پہنچانے کے لئے بسیں بھر بھر کر ہر طرف سے انسانوں کے ریلے کے ریلے پہنچ جاتے ہیں تو ائرپورٹ پر بلا وجہ سخت ترین ہجوم اور ہنگامہ کی شکل پیدا ہوجاتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ عورتیں اپنے دودھ پیتے اور شیرخوار معصوم

بچوں پر بھی رحم نہیں کرتیں، ان کو بھی لیکر ائرپورٹ پہنچ جاتی ہیں۔ اسکے نتیجہ میں ائرپورٹ پر جام لگ جاتا ہے۔ اور راستہ میں بہت سے حادثات اور ایکسیڈنٹ کا شکار بھی ہوجاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو الٹی متلی اور دیگر امراض کا شکار بھی ہونا پڑجاتا ہے۔ اور چھوٹے بچے راستوں میں الٹیاں کرنے لگتے ہیں۔ بالآخر اللہ اللہ کرکے حاجی اہلِ وطن کے ہجوم اور ہنگامہ سے نجات پاجاتا ہے۔ مگر آج ہی حاجی صاحب پر فکر اور سوار ہوجاتا ہے کہ تحفہ دینے والوں کا بدلہ کیسے چکایا جائیگا۔ چنانچہ جب مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کی مقدس سرزمین پر پہنچ جاتا ہے تو بجائے یکسوئی کے ساتھ عبادت اور رجوع الی اللہ میں مصروف ہوجانے کے آج ہی سے یکسوئی کھو بیٹھتا ہے، اور بازاروں کا چکر لگانے کا سلسلہ شروع کردیتا ہے اور خریداری شروع ہوجاتی ہے کہ کس کے لئے کیا تحفہ لینا ہے۔ بیچارے حاجی صاحب کو ہر وقت اپنے اعزاء و اقرباء کی ہمدردی اور تحفہ کا بدلہ چکانے کی فکر سوار رہتی ہے حالانکہ وہاں سے لانے کے لئے آبِ زمزم اور مدینۃ المنورہ کی کھجوروں سے بڑھکر کوئی تحفہ نہیں ہے۔ اور اعزاء و اقرباء کے لئے اس سے بڑھکر کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ کہ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین میں اپنی خصوصی دعاؤں میں ان کو فراموش نہ کیا جائے۔

(۶) حج یا عمرہ کو جانیوالے سے دعاء کی فرمائش مسنون

مسنون طریقہ یہی ہے کہ جب حاجی صاحب سفر کے لئے روانہ ہونے لگیں تو مقامی لوگ حاجی صاحب سے دعاؤں کے لئے گذارش کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت سید الکونین علیہ السلام سے عمرہ کو جانے کے لئے اجازت مانگی تو آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اے میرے بھائی تم وہاں کی دعاؤں میں ہم کو بھی شریک رکھنا اور ہم کو اپنی دعاؤں میں

فراموش نہ کرنا۔ (ابن ماجۃ شریف ص۲۰۸) اللہ کے رسولؐ نے حاجیوں سے دعا کی فرمائش کی ہے۔ اسلئے کہ حاجی کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور حاجی صاحب کی طرف سے بھی ہمدردی یہی ہے کہ سب کے لئے دعا کیا کریں۔

(۷) دورانِ سفر مزید غلطیاں

بہت سے احباب دورانِ سفر نمازوں کا اہتمام نہیں کرتے۔ بعض تو نماز ہی نہیں پڑھتے۔ اور بعض پڑھتے بھی ہیں تو مسائل کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ مثلاً بہت سے حجاج ٹرینوں اور ہوائی جہازوں کی سیٹوں پر بیٹھکر نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ ٹرین پر کھڑے ہوکر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اور جہاں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ممکن ہو وہاں پر بیٹھکر پڑھنا جائز نہیں۔ اور ہوائی جہاز میں آگے یا پیچھے کی طرف ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں پر بآسانی کھڑے ہوکر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ بعض لوگ قبلہ معلوم کئے بغیر جدھر چاہے ادھر پڑھ لیتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ بلا وجہ تاخیر کرکے مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں۔ اور بعض یوں ہی تیمم کرکے پڑھ لیتے ہیں۔ ان تمام امور سے بچکر مسنون طریقہ سے قبلہ کی طرف ہوکر نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسلئے کہ یہ سفر ہی عبادت کا ہے۔ اور باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۸) ٹرین اور اسٹیشن اور ہوائی جہاز کی ٹنکی کا پانی پاک ہوتا ہے، اس سے احتیاط کا خیال رکھکر وضو کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ اس سے وضو نہ کرکے تیمم کرنے لگتے ہیں، حالانکہ ایسے حالات میں تیمم کرکے نماز جائز نہیں ہوتی۔

(۹) بہت سی پردہ نشین برقع اوڑھنے والی عورتیں دوسرے ممالک کی بے پردہ عورتوں کو دیکھکر بے پردہ ہوجاتی ہیں۔ اور سفر حج جیسے مقدس سفر میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ اس مقدس سفر میں بے پردگی کے گناہ سے حفاظت کا

زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱۰) بعض عورتیں بلا محرم اور بغیر شوہر سفر حج کرتی ہیں۔ حالانکہ عورتوں کے لئے بلا محرم یا بلا شوہر حج کو جانا ناجائز اور معصیت و گناہ ہے۔ (معلم الحجاج صـ۳۴۵)

(۱۱) بعض لوگ سفر حج میں بہت زیادہ لڑتے ہیں۔ بالخصوص گاڑیوں میں سوار ہوتے وقت جگہ لینے پر بہت ہی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک پہنچ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس مبارک سفر میں جنگ و جدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے۔ (معلم الحجاج صـ۳۴۶)

(۱۲) احرام کی غلطیاں

بعض لوگ احرام کی حالت میں سلی ہوئی چادر یا رزائی کے استعمال کو سلا ہوا ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ مردوں کو احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے۔ مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ سلی ہوئی چادر اور رزائی وغیرہ کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ بلکہ احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا مردوں کے لئے ممنوع ہے جو بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو جیسے کرتہ، پاجامہ، اچکن، واسکٹ، بنیان ٹوپی وغیرہ۔ لہذا سلی ہوئی چادر اور سلی ہوئی لنگی وغیرہ مردوں کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ ہاں البتہ افضل اور بہتر یہی ہے کہ یہ بھی سلی ہوئی نہ ہو۔

(۱۳) احرام کی نماز بعض لوگ سر کھولکر پڑھتے ہیں۔ حالانکہ احرام کی نماز کے وقت احرام میں نہیں ہوتا ہے اسلئے سر ڈھانک کر احرام کی نماز پڑھنی چاہیئے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد سر کھولکر نیت کرکے تلبیہ پڑھنا چاہیئے۔

(۱۴) بعضے لوگ نماز کی حالت میں بھی اضطباع کرتے ہیں۔ حالانکہ اضطباع

صرف طواف کی حالت میں مسنون ہے۔ اور وہ بھی صرف ہر اس طواف میں مسنون ہوتا ہے کہ جس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کرنا ہوتا ہے۔ ہاں البتہ طوافِ زیارت اگر احرام کھولکر کپڑے بدلکر کرنا ہے، اور اسکے بعد سعی کرنی ہو تو اس طوافِ زیارت میں اضطباع نہیں ہوتا۔

(۱۵) بعض عورتیں احرام کی حالت میں چہرہ کُھلا رکھتی ہیں، حالانکہ چہرہ کُھلا رکھنے کی وجہ سے بہت سے مَردوں کے لئے بدنگاہی کے گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، اسلئے احرام کی حالت میں بھی چہرہ کا نقاب اس طرح ڈال لیا جائے کہ جس سے نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔ (معلم الحجاج ص۲۴۳)

(۱۶) بہت سے مَرد احرام کی لنگی ناف کے نیچے باندھتے ہیں، حالانکہ مَرد کے ناف سے نیچے کا حصہ ستر عورت میں شامل ہے، اسکا ڈھانکنا واجب ہے۔ اسکا کُھلا رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ بہت سے بھائیوں کو اسکا احساس بھی نہیں ہوتا کہ گناہِ کبیرہ اور حرام کا ارتکاب ہورہا ہے۔ اسلئے اسکا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱۷) بہت سے مَرد احرام کی لنگی اس طرح پہنتے ہیں کہ چلتے ہوئے ران تک کُھل جاتی ہے۔ اسلئے احرام کی لنگی اگر بغیر سلی ہوئی ہو تو اس طرح پہننی چاہیئے کہ چلتے ہوئے ران نہ کھلنے پائے۔ اور اگر ران کُھل جانیکا اندیشہ ہو تو اسکو لنگی کی طرح سلوائی جا سکتی ہے۔

طواف کی غلطیاں

---

(۱۸) بہت سے طواف کرنے والے طواف کی ابتداء حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے

درمیان میں کھڑے ہوکر کرتے ہیں۔ اس طرح کھڑے ہوکر طواف کی نیت کرنا ممنوع ہے۔ بلکہ اس طرح کھڑے ہوکر طواف شروع کرنا چاہیئے کہ طواف شروع کرنے والے کا رُخ حجرِ اسود کے مقابل میں ہو جس میں طواف کرنے والے کا داہنا کندھا حجرِ اَسود کے بائیں کنارے کے مقابل میں ہو۔ (معلم الحجاج ص۲۲۸)

(۱۹) حجرِ اَسود کو بوسہ دینے کے لئے عورت و مَرد کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ عورتوں میں ہوٗ ہٹو اور چیخ و پکار کا عجیب حیا سوز منظر پیش آجاتا ہے، حالانکہ اگر آسانی سے ہوسکے تو حجرِ اسود کا بوسہ لینا سنت ہے، اور عورتوں کا مَردوں کے ہجوم میں گھس جانا حرام ہے۔

(۲۰) ایک اہم مسئلہ عمل ہمیشہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے قیمتی عطر حجرِ اَسود پر خوب بہا کر لگاتے ہیں حالانکہ حالتِ احرام میں محرم کے لئے خوشبو کا سونگھنا بھی جائز نہیں۔ اور حجرِ اسود کا بوسہ مُحرِم اور غیر محرم دونوں طرح کے لوگ دیتے ہیں تو عطر لگانیوالوں کا عمل محرم کے لئے کفّارہ اور جُرمانہ کا سبب بنجاتا ہے۔

اسلئے حجرِ اسود پر عطر نہ لگانا چاہیئے۔

(۲۱) طواف کرتے وقت بیتُ اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے۔ اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے، حالانکہ صرف حجرِ اَسود کے استلام ہی کے وقت بیتُ اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہوتا ہے۔ (معلم الحجاج ص۲۲۹)

(۲۲) بعض عورتیں اپنی قیام گاہوں سے بناؤ سنگھار کرکے طواف کرنے جاتی ہیں، اور بعض کے اعضاء بھی کھلے ہوتے ہیں، حالانکہ مسجدِ حرام اور مطاف کی جگہ روئے زمین میں سب سے زیادہ مقدس ترین جگہ ہے اس میں تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۲۳) بعض عورتیں ایسے اِزدحام اور ہجوم کے بیچ میں مقامِ ابراہیمؑ کے پاس نماز

پڑھنے کی کوشش کرتی ہیں، اور طواف کرنے والے بھیڑ کی وجہ سے ان کے اوپر سے چڑھتے ہوئے دھکا مکی کرکے چلے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں نہ ان کی نماز باقی رہتی ہے اور نہ ہی ان کی نماز کی حالت باقی رہتی ہے۔ اور بعض دفعہ تو لوگ انہیں روندتے چلے جاتے ہیں۔

اسی طرح حطیم کے اندر نماز کا حال ہوتا ہے، اسلئے مقامِ ابراہیم کے پاس نماز نہ پڑھکر اسکے سامنے دور جاکر خالی جگہ پر نماز پڑھنی چاہیئے۔ اسی طرح سخت بھیڑ کے وقت حطیم میں داخل نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۴) بعض لوگ طواف کے وقت رکنِ یمانی کو بھی بوسہ دیتے ہیں، حالانکہ صحیح قول کے مطابق رکنِ یمانی کو بوسہ دینا مسنون نہیں ہے۔ بلکہ اگر آسانی سے ہوسکے تو صرف ہاتھ لگاتے ہوئے چلے جانا چاہیئے۔

(۲۵) بعض مطوفین طواف کرانے والے قافلہ کے آگے آگے اُلٹا چلتے ہوئے طواف کراتے ہیں، دوسروں کے طواف کی خاطر اپنا طواف خراب کرتے ہیں، کیونکہ اُلٹا چلکر طواف کرنا جائز نہیں۔

سَعی کی غلطیاں

(۲۶) سعی کرنے کے لئے صفا پہاڑی پر زیادہ اونچائی پر چڑھنا نہیں چاہیئے۔ بس صرف اتنا اُوپر چڑھ جانا کافی ہے کہ کعبۃ اللہ وہاں سے نظر آجاتا ہو۔ بعض لوگ بہت اُوپر چڑھ جاتے ہیں۔ یہ بلا ضرورت ہے۔

(۲۷) بعض اُمراء اور سرمایہ دار بلا عذر بھی سَواری پر سعی کرتے ہیں۔ اور بلا عذر سَواری پر سعی جائز نہیں۔ اس پر دَم واجب ہوجاتا ہے۔

(۸) سعی کرتے وقت صفا اور مَروہ پر ہاتھ اُٹھاکر دُعا کرنا مسنون ہے۔

اور ہاتھ صرف اتنے اٹھانے ہیں جتنے دعاء کے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں جو خلافِ سنت ہے، اسلئے اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

(۲۹) بعض لوگ سعی کرتے ہوئے بھی اضطباع کرتے ہیں۔ حالانکہ اضطباع یعنی احرام کی اوپر والی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لاکر بائیں کندھے کے اوپر ڈال دینا صرف اس طواف میں مسنون ہوتا ہے جس کے بعد حالتِ احرام میں سعی کرنا ہو۔ اسکے علاوہ کسی اور سعی میں اضطباع مسنون نہیں ہے۔

وقوفِ عرفات کی غلطیاں

(۳۰) عرفات میں بعض لوگ جبلِ رحمت پر چڑھنا ثواب سمجھتے ہیں، شرعًا اسکی کوئی اصل نہیں۔ اسلئے اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۳۱) عرفات میں ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اسکے بعد یکسو ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف خاص توجہ کی سخت ضرورت ہے۔ ذکر اور تکبیر اور تہلیل اور تلاوت اور دُعاء میں مشغول ہوجانا چاہیئے۔ بعض لوگ اِدھر اُدھر سڑکوں پر گھومنے پھرنے اور خیراتی گاڑیوں سے کھانے پینے کی اشیاء کے حصول میں لگے رہتے ہیں۔ یہ سخت محرومی کی بات ہے۔

(۳۲) بعض لوگ سورج غروب ہونے سے بہت پہلے عرفات کے گیٹ پر آکر بھیڑ لگا لیتے ہیں۔ حالانکہ پہلے سے آکر بھیڑ لگانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ صرف مصیبت مول لینا ہوتا ہے، اسلئے سورج غروب ہوجانے تک اپنی جگہ دعاؤں میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور غروب کے بعد ہی روانہ ہونا چاہیئے۔

(۴۳) بعض لوگ معلّم کے خیمہ میں قیام کو ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ معلّم کی الیسوں اور اس کے خیمہ اور اسکے افراد کے تابع معذور اور ناواقف لوگوں کو ہونا پڑتا ہے جن کے لئے اسکے بغیر پریشانیاں ہوں۔ اور جو لوگ تندرست ہوں اور اچھی طرح چلنے پھرنے پر قادر ہوں ان کو امیرالحج کے ساتھ اس کی اقتدا میں ظہر و عصر کی نماز پڑھنی چاہیئے۔ پھر مناسب جگہ پر وقوف کرکے یکسوئی کی کوشش کرنی چاہیئے۔

وقوفِ مُزدلفہ کی غلطیاں

(۴۴) بعض لوگ مزدلفہ پہونچنے سے قبل عرفات کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنے لگتے ہیں، حالانکہ اس دن مغرب کی نماز کا وقت ڈو شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

(۱) مزدلفہ کی حُدود میں داخل ہوجانا۔

لہٰذا مزدلفہ میں داخل ہونے سے قبل مغرب کی نماز جائز نہیں۔ اگر راستہ میں پڑھ لی جائے تو مزدلفہ میں داخل ہونے کے بعد دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہوگا۔

(۲) مزدلفہ میں عشاء کا وقت ہوجانے کے بعد مغرب کی نماز جائز ہوتی ہے۔

لہٰذا اگر عشاء کا وقت ہونے سے قبل مزدلفہ پہنچ جائے تو مغرب کی نماز کے لئے عشاء کے وقت کا انتظار لازم ہے۔ تفصیل مسائل مزدلفہ میں دیکھی جائے۔

(۴۵) بعض لوگ مزدلفہ سے صبح صادق سے پہلے ہی روانہ ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ مزدلفہ میں وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے، اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے، اور اسی وقت وقوف کرنا واجب ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے کیوں نہ ہو۔ اور عشاء کے بعد سے صبح صادق تک مزدلفہ میں رات گذارنا سنتِ

مؤکدہ ہے۔ اور سورج طلوع ہونے سے اتنی دیر پہلے روانہ ہوجانا مسنون ہے جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہو۔

حج بدل کرنیوالوں کی غلطیاں

(۳۶) حج بدل کرنے والوں میں سے بعض لوگ ٹھیکہ اور اجارہ پر حج بدل کرتے ہیں، اور بعض لوگ مصارف کا ٹھیکہ کرلیتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں۔

(معلم الحجاج ص۲۲۵)

(۳۷) حج بدل کرنے والے کو حج بدل کے روپیہ سے صدقہ کرنا، دوستوں کی دعوت اور مہمان نوازی کرنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ اگر آمر نے حج بدل کا پیسہ یہ کہکر دیدیا ہے کہ یہ پیسہ آپ حج بدل کرنے میں جس طرح چاہے خرچ کریں۔ اور انہیں سے اگر کچھ بچ جائے تو اس سے مہمانداری اور صدقہ سب کچھ جائز ہوجائیگا۔

(۳۸) حج بدل میں حج افراد ہی کرنا چاہئے۔ ہاں البتہ آمر نے حج تمتع یا قران کی اجازت دیدی ہے تو تمتع اور قران کی اجازت ہے۔ اور دم شکر کی بھی اجازت دیدی ہے تو دم شکر بھی آمر کے پیسے سے جائز ہے، چاہے دلالۃً اور عرفاً ہی اجازت دی ہو تب بھی جائز ہے۔

اس مسئلہ کو معلم الحجاج میں اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ حج افراد کے علاوہ جائز ہی نہیں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ آمر کی اجازت سے تمتع وغیرہ کی بھی اجازت ہے۔

رمی جمرات کی غلطیاں

(۳۹) اکثر لوگ رمی کرنے میں اصل جمرہ ستون یا دیوار کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں جمرہ وہ نہیں ہے بلکہ ستون اور دیوار کی جڑ سے لیکر اس کی ہر طرف سے تین تین ہاتھ کے دائرہ کے اندر زمین ہی جمرہ ہے۔ لہٰذا اگر کنکری ستون یا دیوار سے ٹکرا کر تین ہاتھ سے دور جاکر گریگی تو رمی درست نہ ہوگی۔ اور اگر ستون یا دیوار سے نہ لگے اور حوض میں گرجائے تو رمی درست ہوجائے گی۔

(۴۰) بعض لوگ شیطان کو مارنے کے لئے بڑی بڑی کنکریاں لیتے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ اور کنکریاں چنے کے دانہ کے برابر ہونی چاہئیں۔

(۴۱) بعض لوگ جوتے چپل بھی مارتے ہیں، حالانکہ یہ بھی جائز نہیں۔

قربانی کی غلطیاں

(۴۲) رمی جمرات کے بعد تمتع اور قران کرنے والوں پر پہلے قربانی اسکے بعد حلق کرنا واجب ہے۔ بہت سے لوگ اسمیں لاپرواہی کرکے غلطی کرلیتے ہیں۔

(۴۳) بینک کے واسطہ سے سعودی حکومت کی طرف سے قربانی کا نظم ہے۔ مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں مختلف جگہ ٹیپ و مائک لگاکر اسکا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ حنبلی مسلک کے لوگوں کے لئے بینک کے واسطہ سے قربانی کرانے میں کوئی تردّد وشبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن حنفی مسلک کے لوگوں کے لئے پریشانی ہے، اسلئے بینک کے ذریعہ سے قربانی کرانے میں قربانی اور حلق میں ترتیب قائم رکھنا بہت مشکل ہے۔ دنیابھر کے لوگوں کے لئے بینک کی طرف سے حلق کرنے

کا ایک وقت دیا جاتا ہے۔ اور لاکھوں قربانیوں کا ایک وقت میں کرنا ممکن نہیں
(۴۴) بہت سے فراڈی لوگ حجاج کرام کی بلڈنگوں پر آکر سستی قربانی کا لالچ دلاکر بڑی تعداد میں روپیہ وصول کرلیتے ہیں، پھر فرار اختیار کرلیتے ہیں۔ اور حجاجِ کرام اپنی قربانی کے بارے میں پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اسلئے حجاج کرام کو خبردار ہونے کی ضرورت ہے۔ اور کسی اجنبی شخص کو قربانی کی ذمہ داری ہرگز نہ سونپیں، بلکہ خود قربانی کریں یا قابلِ اعتماد جانکار افراد یا معتبر اداروں کے ذریعہ کرائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۲۸) طوافِ وداع کے مسائل

طوافِ وداع کو طوافِ صدر بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف آفاقی حاجی پر مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس سے متعلق چند اہم مسائل یہاں واضح کر دیتے ہیں، ان شاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

طوافِ وداع کن لوگوں پر لازم

طوافِ وداع میقات کے باہر سے آنے والے حجاج کرام جب وطن واپس ہونے لگیں تو روانگی کے وقت اخیر میں، ایک طواف کرنا ہر قسم کے آفاقی حاجی پر واجب ہے، چاہے وہ حاجی مفرد بالحج ہو یا قارن ہو یا متمتع، بشرطیکہ عاقل بالغ ہو معذور نہ ہو۔ [۱]

طوافِ وداع کن لوگوں پر واجب نہیں؟

طوافِ وداع مکی، اہلِ حل اور اہلِ میقات پر واجب نہیں، اور معذور آفاقی پر بھی واجب نہیں۔ مثلاً حائضہ اور نفساء اور مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں۔ اسی طرح فائت الحج یعنی جس کا حج فوت ہوگیا ہو، اور محصر یعنی جس کو راستہ ہی میں روک لیا گیا ہو اس پر بھی واجب نہیں۔ اسی طرح آفاقی شخص جو صرف عمرہ کرنے کے لئے گیا ہو اس پر بھی عمرہ کر کے واپسی میں واجب نہیں۔ [۲]

(معلم الحجاج ص۱۹۰)

طوافِ وداع مکی وحلی ومیقاتی کیلئے مستحب

طوافِ وداع اہلِ مکہ اور اہلِ حل اور اہلِ میقات

---

[۱] طواف الصدر وهو واجب على كل حاج آفاقي مفرد او قارن او متمتع بشرط كونه مدركاً مكلفاً غير معذور الخ (غنية جديد ص۱۹۱ قديم ص۱۰۱)

[۲] ولا يجب على المعتمر ولو كان آفاقياً ولا على اهل مكة الخ مناسك قاری ص۲۵۲

ولا يجب على معتمر ولا على اهل مكة واهل الحرم والحل والمواقيت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبي والحائض والنفساء الخ (غنية جديد ص۱۹۱ قديم ص۱۰۱)

کے لئے مستحب ہے اور اس شخص کے لئے بھی مندوب ہے جو حج کرنے کے لئے جاکر مستقل طور پر وہاں قیام کرلے۔[1]

عمرہ کرنیوالے پر طوافِ وداع نہیں

بہت سے افراد کو دیکھنے میں آیا کہ رمضان المبارک یا غیر رمضان میں عمرہ کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ واپسی میں یہ سمجھکر طوافِ وداع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں کہ جس طرح آفاقی حاجیوں پر طوافِ وداع واجب ہے، اسی طرح ان عمرہ کرنے والے آفاقی افراد پر بھی واجب ہے، اسلئے اس مسئلہ کو الگ سُرخی سے واضح کیا جارہا ہے۔ کہ آفاقی افراد جو صرف عمرہ کے لئے جاتے ہیں ان پر واپسی میں طوافِ وداع لازم نہیں ہے۔[2]

طوافِ وداع کیلئے نیت لازم نہیں

طوافِ وداع کے بارے میں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ طوافِ وداع کے لئے مستقل طور پر اس طرح دل سے نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کہ میں مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے لئے الوداعی طواف کر رہا ہوں، بلکہ صرف نفس طواف کی نیت کافی ہے۔ نیز دوسرے نفل طواف کی نیت سے بھی طوافِ وداع صحیح ہوجاتا ہے۔ اسی طرح طوافِ زیارت کے بعد کوئی بھی نفلی طواف کریگا وہ طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجائیگا۔ ہاں البتہ طوافِ وداع کی نیت کرنا صرف مستحب اور مندوب ہے۔[3]

طوافِ وداع کے بعد فوراً سفر شروع کرنا

مستحب اور افضل یہی ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہوکر اخیر میں سفر کو روانہ ہوتے وقت طوافِ وداع کیا جائے، اسلئے یہی کوشش

---

[1] وهو واجب الا على اهل مكة ومن في حكمهم فلا يجب بل يندب كمن مكث بعده۔
(الدر المختار مع الشامی کراچی ۲/۵۲۳ زکریا دیوبند ۳/۵۴۵)

[2] ولا يجب على المعتمر ولو كان آفاقيًا الخ (مناسک ملا علی قاری ص۲۵۱)

[3] ومن شرائط صحته نية الطواف والشرط اصل النية لا التعيين حتى لو طاف بعد طواف الزيارة لا يعين شيئًا او نوى تطوعًا كان للصدر لان الوقت تعين له فلو طاف بعد ارادة السفر ونوى التطوع اجزأه عن الصدر الخ
(غنیۃ جدید ص۱۹۱ قدیم ص۱۸۱)

ہونی چاہئے کہ بالکل اخیر میں یہ طواف کیا جائے، اور اسکے بعد متصلاً سفر شروع کردیا جائے۔[1]

(معلم الحجاج ص۱۹۱)

طوافِ وداع کے بعد چند دن قیام

اگر کسی نے سفر کا ارادہ کرلیا اسلئے طوافِ وداع کرلیا، اور اسکے بعد پھر مکۃ المکرمہ میں قیام ہوگیا، اور اسی طرح کئی روز گذر جائیں تو بھی طوافِ وداع ہوگیا۔ پھر سفر کے لئے روانگی کے وقت دوبارہ کرنا لازم اور واجب نہیں۔ ہاں البتہ افضل اور اولی یہی ہے کہ روانگی کے وقت دوبارہ کرلیا جائے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر طوافِ وداع کے بعد چند گھنٹے بھی قیام ہوجائے تو روانگی کے وقت دوبارہ کرنا افضل اور مستحب ہے۔[2]

مکہ مکرّمہ سے نکلنے سے قبل حائضہ عورت پاک ہوگئی تو؟

حائضہ اور نفساء عورت پر طوافِ وداع لازم نہیں۔ اس قدرتی عذر کی وجہ سے معاف ہے۔ لیکن مکۃ المکرمہ سے نکلنے سے قبل پاک ہوجائے اور جلدی سے غسل کرکے طواف کرسکتی ہے تو لوٹ کر طواف وداع کرنا واجب ہے، لیکن اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے باہر نکلنے کے بعد پاک ہوئی ہے تو لوٹ کر طواف کرنا واجب نہیں۔ اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے باہر نکلنے سے قبل پاک ہوگئی ہے اور قافلہ اس کے طواف کے لئے انتظار نہیں کر رہا ہے تو اسکا قدرتی عذر بحال سمجھا جائیگا۔[3]

---

[1] واما وقت الاستحباب فان یوقعہ عند ارادۃ السفر ووقتہ بعد الفراغ من مناسک الحج فمحمول علی وقت استحبابہ الخ (غنیہ جدید ص۱۹۰)

[2] ولو اقام بعدہ و لو ایاما و اعتبر فلا بأس والافضل ان یعیدہ وعن ابی حنیفۃ اذا طاف للصدر ثم اقام الی العشاء فاحب الی ان یطوف طوافا آخر لئلا یکون بین طوافہ و سفرہ حائل (غنیہ جدید ص۱۹۱ نسخہ قدیم ص۱۰۷)

[3] واذا طہرت الحائض قبل ان تفارق بنیان مکۃ یلزمہا طواف الصدر، وان جاوزت ثم طہرت لم یلزمہا الخ

(غنیہ جدید ص۱۹۱ قدیم ص۱۰۷)

اسی طرح معلم کی گاڑی ایئرپورٹ یا مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہونے والی ہے۔ لوگوں کو بسوں پر بیٹھایا جارہا ہے، ایسے حالات میں بے اختیار معذور ہے، اور بسا اوقات غیر اختیاری عذر کی وجہ سے سعی جیسی واجب چیز بھی معاف ہوجاتی ہے۔ جیساکہ آیا ہے سے سعی معاف ہوجاتی ہے۔ [1]

حج کے لئے جاکر مکہ میں قیام کرنے والے پر طوافِ وداع

اگر کوئی آفاقی شخص حج کے لئے جاکر مکۃ مکرمہ میں اقامت اختیار کرلے تو اس پر سے طوافِ وداع ساقط ہوجائیگا یا باقی رہے گا؟ یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ چاہے وہ شخص کئی سال تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے پھر اس کے بعد وطن واپس ہونے لگے تو اس پر طوافِ وداع واجب ہے۔ لہٰذا جو آفاقی حج کے لئے جاکر مکہ مکرمہ میں کاروبار اور تجارت یا ملازمت کے لئے رُک جائے وہ جب وطن واپس ہوگا تو طوافِ وداع کرنا واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر باقاعدہ ہجرت کرکے مکہ مکرمہ کو وطن بنالیگا، پھر اسکے بعد واپس ہونے لگے تو اس پر طوافِ وداع لازم نہ ہوگا۔ اسلئے کہ وہ اہلِ مکہ کے حکم میں ہوجاتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب وطن بنانیکا ارادہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے کرلیا ہو۔ [2] لہٰذا اگر بارہویں سے پہلے پہلے نیت نہیں کی تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔

(معلم الحجاج ص۱۹۱)

مگر اس زمانہ میں ایسا بہت مشکل ہے۔ اسلئے کہ وطن بنانے کے لئے وطنی سرٹیفکٹ اور نیشنلٹی حاصل ہونا ضروری ہے۔ اور اس زمانہ میں وہاں نیشنلٹی نہیں ملتی۔

---

[1] ولو ترک السعی کلہ او اکثرہ فعلیہ دم وحجتہ تام عندنا ولو ترکہ بعذر کالزمن اذا لم یجد من یحملہ لاشئ علیہ الخ (غنیہ جدید ص۲۷۶ قدیم ص۱۳۵)

[2] ولا یسقط عنہ ھذا الطواف بنیۃ الاقامۃ ولو سنین ویسقط بنیۃ الاستیطان بمکۃ او بما حولہا قبل حل النفر الاول ...... ولو نوی الاستیطان قبل النفر ثم بدا لہ الخروج لم یجب حینئذٍ کالمکی اذا خرج لایجب علیہ الخ (غنیہ جدید ص۲۷۱)

بے وضو طوافِ وداع

اگر آفاقی وطن کو روانہ ہوتے وقت بے وضو طوافِ وداع کریگا تو ہر شوط (چکر) کے عوض میں ایک صدقۂ فطر ادا کریگا۔ لہٰذا سات چکّروں کے عوض میں سات صدقۂ فطر جرمانہ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۷۷) [۱]

طوافِ وداع حائضہ و نفساء سے معاف

طوافِ وداع کو طوافِ صدر بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف میقات سے باہر کے رہنے والے آفاقی پر واجب ہے۔ میقات کے اندر کے رہنے والے یعنی اہلِ مکّہ، اہلِ حل اور اہلِ میقات پر واجب نہیں ہے۔ اور آفاقی پر مکۃ المکرمہ سے واپس روانہ ہوتے وقت واجب ہوتا ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۱۰۱)

اب اگر روانگی کے وقت آفاقی عورت کو حیض یا نفاس کا عذر پیش آجائے تو ایسی صورت میں عورت سے یہ طواف معاف ہوجاتا ہے، اور اس پر کسی قسم کا فدیہ وغیرہ بھی لازم نہیں ہوتا ہے[۲] (مستفاد تاتارخانیہ ۲/ ۵۲۲، البحرالرائق ۲/ ۳۷۰)

حالتِ جنابت میں طوافِ وداع

اگر حالتِ جنابت میں طوافِ وداع کریگا تو کفارہ میں ایک بکرے کی قربانی لازم ہوجائے گی، اور اگر اعادہ کریگا تو کفّارہ معاف ہوجائیگا۔[۳] اسی طرح اگر طوافِ وداع کا اکثر حصّہ یعنی چار یا اس سے زائد اشواط حالتِ جنابت میں ادا کریگا تب بھی دم دینا لازم ہوگا۔

---

[۱] ولو طاف للصدر جنباً فعلیہ شاۃ وان طاف محدثاً فعلیہ لکل شوط صدقۃ لانہ واجب فکان ادنیٰ من طواف الزیارۃ الخ (غنیہ جدید ص۲۷۵ قدیم ص۱۷۷)

[۲] امر الناس ان یکون آخر عہدہم بالبیت الا انہ خفف عن المرأۃ الحائض۔ الحدیث (مسلم شریف ۱/ ۴۲۷)
وکذلک لیس علی الحائض والنفساء طواف الصدر ولا شیٔ علیہما بترکہ الخ تاتارخانیۃ ۲/ ۵۲۲)
فلا یجب علی معتمر وعلی اہل مکۃ ... واہل الحرم والحل والمواقیت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبی والحائض والنفساء الخ (غنیۃ جدید ص۱۸۱ قدیم ص۱۰۱)

[۳] لو طاف للصدر جنباً فعلیہ شاۃ الخ غنیہ جدید ص۲۷۵ قدیم ص۱۷۷)

طوافِ وداع کے بغیر واپسی

اگر آفاقی جس پر طوافِ وداع واجب ہے وہ طوافِ وداع کئے بغیر وطن روانہ ہوجائے تو میقات سے تجاوز کرنے سے پہلے پہلے مکہ معظمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے۔ احرام باندھکر آنا لازم نہیں۔ اور اگر میقات سے تجاوز کرجائے تو اسکو اختیار ہے کہ یا کفارے کی قربانی بھیجدے جو حُدودِ حرم میں ذبح ہو، یا عمرہ کا احرام باندھکر از خود آکر اولاً ارکانِ عمرہ ادا کرے، اس کے بعد طوافِ وداع کرکے وطن واپس ہوجائے۔ اور اس طرح آکر طواف کرلینے سے اس پر کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ البتہ طوافِ وداع کے لئے مکہ معظمہ واپس آتے وقت عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔ بلا احرام آفاق سے واپس آکر طوافِ وداع کرنا جائز نہیں۔[۱] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۹۱)

مکۃ المکرمہ سے رخصتی کے آداب

حج سے فارغ ہوکر جب مکہ مکرمہ سے واپسی کیلئے سفر کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع کرے، اور اس میں رمل نہ کرے، اور اسکے بعد سعی بھی نہ کرے۔ اور طوافِ وداع کے بعد دو رکعت صلوٰۃ طواف پڑھکر قبلہ رُخ کھڑے ہوکر خوب پیٹ بھرکر کئی سانس آبِ زمزم پئے۔ اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے۔ اور آبِ زمزم، چہرہ، سر اور بدن پر ملے، اور اپنے اُوپر بھی ڈالے، پھر بیت اللہ کی دہلیز کو جو زمین سے اُبھری ہوئی ہے بوسہ دے، پھر ملتزم سے لپٹے، اور سینہ اور داہنا رُخسار ملتزم کو لگاکر داہنا ہاتھ اُوپر کو اٹھاکر بیت اللہ کا پردہ پکڑکر گڑگڑاکر دُعا کرے اور آہ وزاری کرے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت بنالے، یہ سب باتیں اس شرط کے ساتھ ہیں کہ جب سہولت سے کسی کو ایذاء وتکلیف دیئے بغیر ممکن ہوں اور بیت اللہ کی جدائی پر

---

[۱] ولو ترکہ کلہ او اکثرہ ولا یتحقق الترک الا بالخروج من مکۃ لاما دام فیہا لمر یطالب بہ فالمرید السفر فعلیہ شاۃ ان لم یرجع وعلیہ الرجوع حتماً لیطوفہ ما لم یجاوز المیقات و بعدہٗ یخیر بین اراقۃ الدم والرجوع باحرام جدید بعمرۃ ولا شیئ علیہ لتاخیرہ وان ترک اقلہ فعلیہ لکل شوط صدقۃ الخ

(غنیۃ جدید ص۱۴۷ قدیم ص۱۱۶)

دل سے اظہارِ افسوس کرے۔ پھر نہایت حسرت کی نگاہ سے بیت اللہ کو دیکھتا اور روتا ہوا مسجدِ حرام سے باہر آئے، اور دروازہ پر کھڑے ہو کر نہایت عاجزی و انکساری سے دوبارہ حاضری کی دعا مانگے۔ اور حیض و نفاس والی عورت طوافِ وداع نہ کرے اور مسجدِ حرام میں داخل ہوئے بغیر باہر دروازہ پر کھڑے ہو کر دعا کرے۔[1] (مستفاد معلم الحجاج صفحہ ۱۸۹)

بغیر طوافِ وداع کے منیٰ سے وطن واپس ہونا

بہت سے داخلی یعنی سعودیہ میں رہنے والے حجاجِ کرام جو میقات کے باہر سے اپنی اپنی گاڑیوں سے سیدھے منیٰ و عرفات پہنچ جاتے ہیں، مثلاً مدینہ، طائف، ینبوع، القصیم ریاض، دمام، نجران، جیزان وغیرہ سے اپنی سواریوں سے سیدھے منیٰ یا عرفات پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح خلیجی ممالک سے بہت سے حجاجِ کرام اپنی سواریوں سے آتے ہیں۔ اور ان میں بہت سے حجاجِ کرام اپنی فیملی کے ساتھ بھی آتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ کپڑے کی جھگیاں بھی لاتے ہیں۔ اور کہیں بھی جھگی ڈال کر قیام کر بیٹھتے ہیں۔ اور حج کے موقع پر ان داخلی حجاجِ کرام کا بہت بڑا طبقہ ہوتا ہے۔ اور ان میں سے کثیر تعداد کے لوگ منیٰ ہی سے واپس وطن روانہ ہو جاتے ہیں۔ اور طوافِ وداع کے لئے مکۃ المکرمہ نہیں آتے ہیں۔ اور طوافِ وداع چھوڑ کر منیٰ سے واپس چلے جاتے ہیں، تو ایسے حجاجِ کرام میں سے ہر ایک پر طوافِ وداع کے واجب کو ترک کر دینے کی وجہ سے ایک دم واجب ہو جائیگا۔ ہاں البتہ اگر واپس آ کر ماقبل میں ذکر کردہ طریقہ سے طواف کر لیگا تو دم ساقط ہو جائیگا۔[2]

---

[2] وهو واجب فلو نفر ولم يطف وجب عليه الرجوع ليطوف مالم يجاوز الميقات فيخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد بعمرة مبتدئا بطوافها ثم بالصدر۔ (وقوله) افاد وجوبه على كل حاج آفاقي مفرد او متمتع او قارن الخ (شامی زکریا دیوبند ۳/۵۴۵)

[1] اذا اراد السفر من مكة دخل المسجد فبدأ بالحجر الاسود وطاف للصدر سبعا بلا رمل وسعي بعده ...... ثم يصلي ركعتيه خلف المقام او حيث تيسر من المسجد الحرام ثم يأتي زمزم فيشرب من مائها ......
ثم يستحب ان يأتي الباب ويقبل العتبة المرتفعة عن الارض ثم يلتزم الملتزم ......
ودعا ويجتهد في اخراج الدمع من عينيه الخ (غنیہ جدید ص۱۹۱، قدیم ص۱۰۲)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(۲۹) سفرِ حج کی مقبول اور منقول دُعائیں

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ الآیۃ (سورۃ الاعراف ۵۵)

پکارو تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے، بیشک وہ بے اعتدالی کر کے حد سے تجاوز کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝

دُعاؤں کی قبولیت کی اہم ہدایات

(۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعاؤں سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔ اور دُعاء عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۱۷۵)

(۲) دُعاؤں کی ابتداء وانتہاء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجنا مسنون ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۱۹۷)
اور فضائلِ درُود شریف ص۵۷ میں دُعاؤں کے درمیان میں بھی درُود شریف کو مسنون نقل فرمایا ہے۔

(۳) قبولیت کا یقین اور نہایت یکسوئی اور انتہائی توجہ کیساتھ دُعاء کرنی چاہئے۔

(۴) دعاء میں خاکساری اور انکساری اور مظلومیت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

(۵) بے توجہی اور غفلت اور اُکتاہٹ کے ساتھ دُعاء قبول نہیں ہوتی، اسلئے دُعاء مختصر اور جامع ہونی چاہیئے۔

(۶) حرمین شریفین اور وہاں کے مخصوص مقامات میں دُعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

(۷) حجاج کرام اور عمرہ کرنیوالوں کی دعائیں عند اللہ زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ حاجیوں کی مغفرت کی جاتی ہے، اور ان لوگوں کی بھی مغفرت کی جاتی ہے جن کیلئے حجاج کرام مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (مجمع الزوائد ۲/ ۲۱۱)

(۸) اگر عربی الفاظ کی منقول دعائیں زبانی یاد نہ ہوں تو مخصوص مقامات میں کتاب دیکھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۹) اگر عربی الفاظ کی منقول دعائیں زبانی یا دیکھ کر پڑھنا بھی دشوار ہو تو اپنی مادری زبان میں اپنی دلی مرادیں مانگی جائیں۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ✽ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مکہ اور مدینہ میں دعائیں قبول ہونے کے تیئس مقامات

مکہ معظمہ میں اکیس مقامات ایسے ہیں جن میں دعائیں قبول ہونا کتب فقہ اور سلف سے ثابت ہے۔ اور مدینۃ المنورہ میں بھی بہت سے مقامات ایسے ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ان میں سے ۹ مقامات احقر نے یہاں پر ذکر کر دیئے ہیں۔ ان مقامات میں دعاؤں کا بہت زیادہ اہتمام رکھا جائے۔ اور وہ مقامات حسب ذیل ہیں۔

(۱) دورانِ طواف
(۲) ملتزم پر
(۳) میزابِ رحمت کے نیچے
(۴) بیت اللہ کے اندر
(۵) ماءِ زمزم پیتے وقت
(۶) مقامِ ابراہیم کے پاس
(۷) صفا پہاڑی پر
(۸) مروہ پہاڑی پر
(۹) سعی کے دوران
(۱۰) میدانِ عرفات میں
(۱۱) میدانِ مزدلفہ میں
(۱۲) میدانِ منیٰ میں
(۱۳) رمی کے بعد جمرات کے پاس
(۱۴) بیت اللہ شریف کو دیکھتے وقت

(۱۵) حطیم کے اندر۔ (فتح القدیر ۲/۵۰۸)

(۱۶) رکنِ یمانی کے پاس۔

(۱۷) غارِ ثور میں۔

(۱۸) غارِ حراء میں۔

(۱۹) جس جگہ پر دارِ ارقم تھا۔

(۲۰) جس جگہ پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مکان تھا۔

(۲۱) مقامِ مدعیٰ میں۔ یہ مسجد حرام سے جنت المعلیٰ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۹۵)

(۲۲) مدینہ منورہ میں ریاض الجنۃ میں۔

(۲۳) اسطوانۂ عائشہؓ کے پاس۔

(۲۴) اسطوانۂ ابولبابہ کے پاس۔

(۲۵) محرابِ نبویؐ میں۔

(۲۶) صُفّہ میں۔

(۲۷) مسجدِ فتح میں۔

(۲۸) مسجدِ قباء میں۔

(۲۹) مسجد القبلتین میں۔

(۳۰) مسجدِ اجابہ میں۔

ان مقامات میں اللہ تعالیٰ سے اہتمام کے ساتھ دُنیا و آخرت کی مُرادیں مانگنی چاہئیں۔ اور غفلت سے کام نہ لینا چاہیئے۔ اوران میں سے اکثر مقامات کی مخصوص دُعائیں اس کتاب میں نقل کردی گئی ہیں۔

سفر شروع کرنے کی دُعاء

جو شخص سفر کے لئے گھر سے روانہ ہوتے وقت یہ دُعاء پڑھیگا، شیطان اور دشمنوں سے محفوظ رہیگا۔ اور ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔ (ترمذی ۲/۱۸۱)

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
(ترمذی ۲/۱۸۱)

اللہ کے نام سے سفر شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرتا ہوں، معصیت سے حفاظت اور اطاعت پر قدرت اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِيْرُ
(حصن حصین مترجم ص۱۰۱)

اے اللہ آپ ہی کی مدد سے حوصلہ اور ہمت کر کے پہنچنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ آپ ہی کی مدد سے معصیت سے بچتا ہوں، آپ ہی کی مدد سے سفر میں چلتا ہوں۔

ہوائی جہاز یا دیگر سواری پر سوار ہونے کی دعاء

جب جہاز کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگے، یا ہوائی جہاز یا گاڑی یا کسی اور سواری پر سوار ہونے لگے تو بسم اللہ پڑھ کر یہ دُعاء پڑھے۔

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝
(مسلم شریف ۱/۴۳۴، ترمذی شریف ۲/۱۸۲)

اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے اختیار میں دیا ہے۔ اور ہم اسکو اپنے قابو میں کرنے کے اہل نہیں تھے۔ اور ہم صرف اپنے رب کے پاس لوٹنے والے ہیں۔

کسی منزل پر اُترنے کی دُعاء

جب دورانِ سفر کسی جگہ ٹھہرنا چاہے تو یہ دُعاء پڑھ کر ٹھہر جائے۔

رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝
(الحزب الاعظم ص۷۰)

اے میرے رب مجھے برکت کے ساتھ یہاں اُتار۔ اور آپ بہترین اُتارنے والے ہیں۔

سمندر کے اُوپر سے گذرتے ہوئے ہوائی جہاز میں پڑھنے کی دُعا

جب ہوائی جہاز پرواز کرجائے اور پرواز کے دوران جب سمندر کے اُوپر سے گذرے تو یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(حصن حصین ۱۷۷)

اللہ کے نام سے اسکا چلنا ہے، اور اللہ کے نام سے اس کا ٹھہرنا ہے، بیشک میرا رب غفور ورحیم ہے۔ وہ لوگ خدا کی عظمت وقدر کو کماحقہ نہیں پہچانتے۔ حالانکہ قیامت کے دن پوری روئے زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی۔ اور تمام آسمان اسکے دست قدرت میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ اور اس کی ذات پاک وبرتر ہے انکے شرک سے۔

دورانِ سفر پڑھتے رہنے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِى الْمَالِ وَالْاَهْلِ۔

(مسلم شریف ۱/۴۳۴، حصن حصین ۲/۱۷۳، مشکوۃ شریف ۱/۲۱۳، ترمذی شریف ۲/۱۸۲)

اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان کردیجئے۔ اور اس کی درازی کو ہم پر سمیٹ دیجئے۔ اے اللہ آپ ہی سفر میں ہمارے رفیق ہیں۔ اور آپ ہی ہمارے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرتے والے ہیں۔ اے اللہ میں آپکے دربار میں سفر کی مشقت سے پناہ چاہتا ہوں اور پناہ چاہتا ہوں بری حالت دیکھنے سے، اور واپس آکر گھر میں بچوں اور مال میں بری حالت دیکھنے سے۔

صرف حج کا احرام باندھتے وقت پڑھنے کی دعاء

جب صرف حج کا احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو دُو رکعت نمازِ احرام کی پڑھیں، اور پہلی رکعت میں سورہ قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہ شریف پڑھیں۔ نماز سے فراغت کے بعد اگر یاد ہو تو یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۱۶، زیلعی ۲/۹)	اے اللہ بیشک میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسکو میرے لئے آسان فرما، اور میری طرف سے قبول فرما۔

عمرہ یا حج تمتع کے احرام کی دُعاء

جب عمرہ کا احرام باندھنا ہے یا حج تمتع کرنے کا ارادہ ہے تو اس طرح دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔ (مراقی الفلاح ۲/۴۰۲)	اے اللہ بیشک میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اسکو میرے لئے آسان فرما اور اس کو میری طرف سے قبول فرما۔

اور جب متمتع ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھیگا تو حج کی دُعاء پڑھے جو اوپر کی سُرخی میں ہے۔

حج قِران کے احرام کی دُعاء

جب حج قِران کرنے کا ارادہ ہو یعنی حج اور عمرہ دونوں ایک ساتھ کرنے کا ارادہ ہو تو ان الفاظ سے دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۳۷)	اے اللہ بیشک میں حج و عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں دونوں کو میرے لئے آسان فرما۔ اور میری طرف سے قبول فرما۔

احرام کی نماز کے بعد متصلاً مذکورہ دُعا ء پڑھکر احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں اور تلبیہ پڑھنے کے بعد احرام کی تکمیل ہوجاتی ہے۔ اور اسی وقت سے وہ تمام امور حرام ہوجاتے ہیں جن کا احرام کے بعد کرنا منع ہے۔

تلبیہ کے الفاظ

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

(مسلم شریف ۱/۳۷۵)

میں تیرے دربار میں حاضر ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ تیرا کوئی ہمسر نہیں۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ بیشک ہر تعریف اور ہر قسم کی نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لئے ہے، تیرا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

حُدودِ حَرم میں داخل ہونے کی دُعاء

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَ حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔

(بالمعنیٰ تبیین الحقائق ۲/۱۳، قاضیخان ۱/۲۹۵ غنیہ جدید/۹۶ قدیم/۵۰)

اے اللہ بیشک یہ تیرا اور تیرے رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے بس تو میرا گوشت، خون، ہڈی، چمڑے کو جہنم پر حرام فرما۔ اے اللہ اُس دن کے عذاب سے میری حفاظت فرما جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

مسجدِ حَرام میں داخل ہونے کی دُعاء

جب مسجدِ حَرام میں داخل ہونے لگے تو داہنا پاؤں آگے رکھے۔ اور

درود شریف پڑھ کر یہ دُعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (ترمذی ۱/۷۱، قاضیخاں ۱/۳۱۵، حصن حصین/۱۱۳ غنیہ جدید قدیم ۹۷ / ۵۱)

میں اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں۔ درود وسلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر کی دُعاء

جب مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد کعبۃ اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑے تو یہ دعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا۔ (ہکذا قاضیخاں ۱/۳۱۵، احکام حج ۵۱)

اے اللہ آپ سلام ہیں، اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے اللہ اپنے اس گھر کی تعظیم وتکریم اور شرف وہیبت زیادہ کردیجئے۔ اور جو شخص اس کا حج یا عمرہ کرے اس کی تعظیم وتکریم اور شرف اور ثواب زیادہ کردیجئے۔

اگر یاد ہو تو یہ دُعاء پڑھے، ورنہ اپنی مادری زبان میں اس کا مفہوم ادا کرکے مُرادیں مانگے۔

سب سے پہلا کام طواف باہر سے آنے والے کے لئے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام طواف کرنا ہے۔

طواف شروع کرنیکی دُعاء

طواف شروع کرتے وقت یہ دُعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بالمعنی قاضیخاں ۱/۳۱۶)

اللہ کے نام سے میں طواف شروع کرتا ہوں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ ہی کے لئے ہر تعریف ہے۔ اور درود و سلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کے ایفاء، اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کیلئے حجرِ اسود کو چومتا اور چھوتا ہوں۔

اور اگر یہ دُعاء نہ پڑھ سکے تو صرف بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، پڑھ لینا کافی ہے۔

طواف کے ساتوں پھیروں کی الگ الگ دُعائیں

طواف شروع کرنے کے بعد ہر پھیرے کے لئے الگ الگ دُعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور ہم یہاں پر ہر پھیرے کی دُعاء الگ الگ سُرخی قائم کرکے پیش کرتے ہیں، تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔ مگر یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ یہ سب دُعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لاعلی التعیین ثابت تو ہیں لیکن اس ترتیب سے منقول نہیں ہیں۔ اسلئے انکے علاوہ دوسری دُعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، البتہ رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان کی دُعاء اسی طریقے سے ثابت ہے جس طرح لکھی جارہی ہے۔

پہلے چکر کی دُعاء طواف کے پہلے چکر میں یہ دُعاء پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۗ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكَلِمَاتِكَ وَوَفَآءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (قاضیخاں ۱/۳۱۶)

اللہ کی ذات تمام عیوب سے پاک ہے۔ اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اسکی مدد کے بغیر گناہوں سے بچا نہیں جاسکتا۔ اور اللہ ہی کی مدد سے اطاعت پر قدرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بڑی عظمت والا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل ہو۔ اے اللہ ہم تجھ پر ایمان لانے کی حالت میں اور تیرے کلمات کی تصدیق کرنے اور تیرے عہد کے ایفاء کرنے اور تیرے نبی کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے ہم طواف کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔

(حصن حصین/۲۲۲) منتخب شدہ)

اے اللہ بیشک میں تجھ سے عفو اور سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ اور دین اور دنیا اور آخرت میں دائمی درگذر اور حصول جنت اور جہنم سے نجات کے ساتھ کامیابی کی التجا کرتا ہوں۔

لہ جو شخص طواف میں یہ دُعاء پڑھیگا اسکے دس گناہ معاف اور اسکے لئے دس نیکیاں اور دس درجات بلند کیے جائینگے۔ (ابن ماجہ/۲۱۲)

ہدایت یہ دُعاء رُکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے پہلے ختم کردیں۔ اسلئے کہ رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان پڑھنے کے لئے الگ سے دُعاء حدیث سے ثابت ہے جس کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	اے اللہ میں آپ سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی چاہتا ہوں۔ اے ہمارے رب ہمکو دُنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما۔ اور جہنم کے عذاب سے ہمکو بچا لیجئے۔ اور جنت میں نیک لوگوں کے زمرے میں ہمکو داخل فرمائیے۔ تو بڑا غالب اور بڑا بخشش کرنے والا دونوں جہانوں کا پالنہار ہے۔

دوسرے چکر کی دُعاء

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر دوسرا چکر شروع کردیں۔ اور دوسرے چکر میں یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ	اے اللہ یہ تیرا ہی گھر ہے۔ یہ حرم تیرا ہی حرم محترم ہے۔ اور یہاں کا امن و امان تیرا ہی قائم کیا ہوا ہے۔ اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے۔ اور میں عاجز بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرا ہی بندہ زادہ ہوں۔ اور یہ مقام تیری مدد سے جہنم کی آگ سے پناہ اور حفاظت کا ہے۔

---

[1] ابن ماجہ شریف مکتبہ تھانوی /۲۱۲ تبیین الحقائق ۲/۱۸)

فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ۔ [1] اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ۔ [2]

پس ہمارے گوشت اور چمڑے کو جہنم پر حرام فرما دیجئے۔ اے اللہ ہمیں ایمان کی محبت عطا فرما، اور ہمارے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کر دے۔ اور کفر و فسق اور معصیت سے ہمیں نفرت عطا فرما۔ اور ہمکو ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما۔

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ [3] اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِي الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اے اللہ مجھ کو قیامت کے دن کے عذاب سے بچا، جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیگا۔ اے اللہ ہمکو بغیر حساب و کتاب کے جنت عطا فرما۔

ہدایت یہ دعا رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں۔ اور رکنِ یمانی کے بعد ذیل کی دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [4] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اے اللہ میں آپ سے دنیا و آخرت کی بھلائی اور معافی چاہتا ہوں۔ اے اللہ ہمکو دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور جہنم کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔ اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمکو جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے اور بڑی بخشش کرنیوالے دونوں جہانوں کے پروردگار ہمکو جنت میں داخل فرما۔

---

[1] بالمعنی قاضیخان ۱/۳۱۵، زیلعی ۲/۱۷ [2] حصن حصین مترجم/۱۹۲ [3] حصن حصین مترجم/۸۲ [4] ابن ماجہ شریف/۲۱۸ مطبوعہ تھانوی/۲۱۲)

تیسرے چکّر کی دُعاء

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہہ کر تیسرے چکّر میں یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ۔[۱] اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔[۱]

(بالمعنیٰ تبیین الحقائق ۲/۱۷)

اے اللہ میں تیرے دین اور احکام میں شک کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں پناہ مانگتا ہوں کسی کو تیرا ہمسر بنانے سے اور تیرے احکام کی مخالفت کرنے سے، اور نفاق سے، سُوءِ اخلاق سے، بُری چیز کے دیکھنے سے، اور پناہ مانگتا ہوں مال، اہل وعیال اور اولاد کی تبدیلی سے۔ اے اللہ میں قبر کے فتنہ سے تیرے دربار میں پناہ مانگتا ہوں۔ اور زندگی اور سکرات موت کی سختیوں سے پناہ مانگتا ہوں، اور دُنیا اور آخرت کی رُسوائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ہدایت | یہ دُعاء رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کردیں۔ اسکے بعد یہ دُعاء پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً

اے اللہ میں آپ سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔
اے اللہ ہم کو دُنیا اور آخرت میں بھلائی

---

[۱] تبیین الحقائق ۲/۱۷ [۲] تبیین الحقائق ۲/۱۷

وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ٥	عطا فرما۔ اور ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ اور ہمکو نیک لوگوں کیساتھ جنت میں داخل فرما۔ تو بڑا غالب رہنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے۔ دونوں جہان کا پالنہار ہے۔

چوتھے چکر کی دُعاء

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر چوتھا چکر شروع کردیں اور یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۱ يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِيْ يَا اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ۲ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ ۳ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ۴	اے اللہ میرے اس حج کو حج مبرور اور حج مقبول بنادے، اور میری اس کوشش کو ٹھکانے پر لگادے اور میرے گناہوں کی بخشش فرمادے، اور میرے اس عمل کو مقبول ترین عمل صالح بنادے، اور اس کو ایسی تجارت بنادے جس میں کوئی گھاٹا نہ ہو اے دلوں کی باتوں کو جاننے والے، اے اللہ مجھکو تاریکی سے نکال کر اُجالے میں داخل فرما۔ اے اللہ بیشک میں تیری رحمت کے حصول کے ذرائع اور تیری بخشش کے راستے اور ہر گناہ سے سلامتی کی التماس کرتا ہوں، اور ہر نیکی پر قائم رہنے اور جنت کی کامیابی

۱ ابن ماجہ شریف/۲۱۸، مکتبہ تھانوی/۲۱۲ ۲ قاضیخاں ۱/۳۱۶ زیلعی ۲/۱۷ ۳ ترمذی ۱/۱۰۹)
۴ حصن حصین مترجم/۲۲۱)

رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ وَ اخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ مِنْكَ بِخَیْرٍ۔

(کتاب المناسک/۲۹)

اور جہنم سے نجات کی التماس کرتا ہوں، اے میرے رب مجھے اس روزی پر قناعت عطا فرما جو تونے مجھے دی ہے، اور مجھے برکت عطا فرما ان چیزوں میں جو تونے مجھے عطا فرمائی ہیں۔ اور تو خیر کے ساتھ میری ہر اس چیز کا نگہبان بن جا جو مجھ سے غائب ہے۔

ہدایت یہ دُعا رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کردیں، اسکے بعد یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

اے اللہ میں آپ سے دُنیا و آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔ اے اللہ ہمکو دُنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے، گناہوں کو معاف کرنیوالے، دونوں جہانوں کے پالنہار ہماری فریاد سُن لے۔

پانچویں چکر کی دُعا

بِسْمِ اللہِ اَللہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہہ کر پانچواں چکر شروع کردیں اور یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ[3]

اے اللہ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس دن مجھے عرش کے سایہ

[1] حصن حصین/۱۸۰ [2] ابن ماجہ مکتبہ تھانوی/۲۱۸ (۲۱۲) [3] زیلعی ۲/۱۷)

وَلَا بَاقِيَ إِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا ۱؎ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۲؎

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِيْ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِيْ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ ۳؎

(منتخب شدہ)

کے نیچے جگہ عطا فرما اور تیری ذات کے علاوہ کوئی باقی رہنے والا نہیں ہے اور مجھکو اپنے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے سیراب کرادے ایسا خوش ذائقہ پانی پلادے کہ جس سے پھر ابدالآباد تک پیاس نہ لگے ۔ اے اللہ میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جسکا تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا تھا۔ اور میں ہر اس چیز کے شر سے تیرے دربار میں پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ اور تو ہی مددگار اور تو ہی کافی ہے۔ اور اللہ کی مدد کے بغیر معصیت سے حفاظت اور طاعت پر قدرت نہیں ہو سکتی۔ اے اللہ بیشک میں تجھ سے جنت اور اسکی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو قول وفعل وعمل میں سے مجھ کو جنت تک پہونچادے۔ اور میں جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور قول، فعل، عمل میں سے ہر اس چیز سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھ کو جہنم سے قریب کر سکتی ہے۔

۱؎ زیلعی ۲/۱۷ ۲؎ ترمذی ۲/۱۹۲ ۳؎ و بعضہ فی الحزب الاعظم منزل ۶ حصن حصین /۳۲۰)

ہدایت | یہ دُعا رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں، اسکے بعد یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[1] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؁

اے اللہ میں آپ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔ اے اللہ ہم کو دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما۔ اور ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ اور ہم کو نیک لوگوں کے زمرے کیساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے اور بڑی مغفرت کرنے والے دونوں جہانوں کے پالنہار۔

چھٹے چکر کی دُعا

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہہ کر چھٹا چکر شروع کر دیں۔ اور یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ وَحُقُوْقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَلْقِکَ۔ اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَکَ مِنْھَا فَاغْفِرْہُ لِیْ وَمَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْہُ عَنِّیْ وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ

اے اللہ بیشک تیرے میرے اوپر بے شمار حقوق ہیں جو تیرے اور میرے درمیان میں ہیں۔ اور بیشمار حقوق میرے اور تیری مخلوق کے درمیان میں ہیں۔ اے اللہ ان میں سے جو حقوق تیرے ہیں مجھ سے ادا ہونے سے رہ گئے ہیں تو اُسے معاف فرمادے اور جو تیری مخلوق کے ہیں اسکو اپنی مخلوق سے بخشوانے کی ذمہ داری لے لے۔ اور مجھ کو حلال کمائی کی توفیق عطا فرما اور حرام سے حفاظت فرما

[1] ابن ماجہ شریف / ۲۱۸ مکتبہ تھانوی / ۲۱۲)

عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ [1]	اے اللہ تیری طاعت کے ذریعہ سے معصیت سے حفاظت اور تیرے فضل کے ذریعہ سے غیروں کے دست نگر بننے اور احسان مند ہونے سے میری حفاظت فرما۔ اے بہت زیادہ بخشنے والے اے اللہ بیشک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات کرم والی ہے۔ اے اللہ تو بڑا بردبار اور کرم والا اور عظمت والا ہے درگذر کرنیکو تو پسند فرماتا ہے لہٰذا میری خطاؤں کو درگذر فرمادے۔

ہدایت | یہ دعاء رکن یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کردیں۔ اسکے بعد یہ دعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [2] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔	اے اللہ میں آپ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطاء فرما۔ اور ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ اور ہم کو نیک لوگوں کیساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے اور بڑی بخشش کرنے والے دونوں جہانوں کے پالنہار۔

ساتویں چکر کی دعاء

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر ساتواں چکر شروع کردیں اور یہ دعاء پڑھیں۔

---

[1] کتاب المناسک/ ۴۵   [2] ابن ماجہ شریف / ۲۱۸ مکتبہ تھانوی / ۲۱۲)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا كَامِلًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّحَلَالًا طَیِّبًا وَتَوْبَةً نَصُوْحًا وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ، رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔[1]

اے اللہ بیشک میں آپ سے ایمان کامل اور سچا یقین اور وسیع ترین رزق کا سوال کرتا ہوں اور خشوع کرنیوالا دل اور ذکر کرنیوالی زبان، پاک حلال کمائی اور سچی توبہ اور مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق اور موت کے وقت سکرات موت کی آسانی اور مرنے کے بعد مغفرت اور رحمت اور حساب وکتاب کے وقت عفو و درگذر اور معافی اور حصول جنت کے ساتھ کامیابی اور تیری رحمت سے جہنم سے نجات چاہتا ہوں۔ اے بڑے غالب اور بڑی بخشش کرنے والے اے میرے رب مجھ کو علم نافع کی زیادتی عطا فرما اور مجھکو آخرت میں نیک لوگوں کے زمرے میں شامل فرما۔

ہدایت یہ دعا رکن یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کردیں۔ اسکے بعد یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[2] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اے اللہ میں آپ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طلبگار ہوں۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما اور ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما اور نیک لوگوں کیساتھ ہم کو جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب اور بڑی بخشش والے دونوں جہاں کے پالنہار۔

---

[1] کتاب المناسک/۴۹ [2] ابن ماجہ شریف/۲۱۸ مکتبہ تھانوی/۲۱۲)

مقامِ ابراہیمؑ پر نماز

طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقامِ ابراہیم پر پہنچے۔ اور وہاں پہنچکر یہ آیت پڑھے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (ابن ماجہ شریف ص۲۱۸ مکتبہ تھانوی ص۲۱۲، مسلم شریف ۱/ ۳۹۵، حصن حصین ص۱۸۰) (تم مقامِ ابراہیم کے پاس اپنا مصلّٰی بناؤ)

یہ آیت پڑھکر پھر مقامِ ابراہیمؑ کے پاس دُو رکعت صلوٰۃ طواف پڑھے۔ بشرطیکہ وہاں پر جگہ خالی ہو، اور طواف کرنے والوں کے درمیان اور لوگوں کی بھیڑ میں وہاں پر نماز کی نیت باندھنا جائز نہیں۔ بجائے ثواب کے گناہ کا خطرہ ہے۔

صلوٰۃِ طواف کے بعد مقامِ ابراہیمؑ پر دُعائے آدم علیہ السّلام

شکرانہ دُو رکعت صلوٰۃ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقامِ ابراہیمؑ پر جاکر دُعائے آدم علیہ السّلام پڑھے۔ اور دُعائے آدم علیہ السّلام کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (کچھ فرق کیساتھ والی)

اے اللہ تو میرے ظاہری اور باطنی حالات کو خوب جانتا ہے میرا عذر قبول فرما، اور تو میری حاجت کو جانتا ہے لہٰذا میری طلب پوری فرما، اور تو میرے دل کی بات جانتا ہے میرے گناہ معاف فرما۔ اے اللہ بیشک میں تجھ سے ایمان راسخ اور یقین صادق کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں پیوست ہوجائے حتی کہ میں جان لوں کہ مجھکو صرف اتنی مقدار پہنچ سکتی ہے جتنا تو نے میرے لئے لکھ دیا ہے اور میں تجھ سے اس چیز پر رضامندی طلب کرتا ہوں جتنا تو نے میرے لئے مقدر کر رکھا ہے۔

(تبیین الحقائق ۲/ ۱۰، حاشیہ فتح القدیر ۲/ ۵۰۷، فتح القدیر زکریا ۲/ ۴۶۸، شامی کراچی ۲/ ۴۹۹، تقریرات رافعی ۲/ ۱۲۰)

(نوٹ) جو شخص صلوٰۃ طواف کے بعد مذکورہ دُعا کریگا اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف کردیگا، اور اسکی تمام پریشانی دُور کردیگا۔ اور اس پر کبھی فقر وفاقہ کی نوبت نہیں آئے گی۔ اور دُنیا ذلیل ہوکر اس کے پاس آئے گی۔ (تبیین الحقائق ص۲)

ملتزم پر پڑھنے کی دُعا

مقامِ ابراہیمؑ پر مذکورہ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد ملتزم پر آئے۔ اور ملتزم خانۂ کعبہ کے دروازہ اور حجرِ اسود کا درمیانی حصّہ ہے۔ اور اس جگہ دُعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ اور ملتزم پر ان الفاظ سے دُعائیں مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لَهٗ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِيَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنِّيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ○

(مراقی الفلاح ص۴۰۴ تبیین الحقائق ۲/۲۷)

اے اللہ بیشک یہ تیرا وہ گھر ہے جس کو تو نے تمام عالم کیلئے مُبارک اور ھدایت کا ذریعہ بنایا ہے اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اس کے حج کیلئے ھدایت دی ہے۔ اسی طرح میری طرف سے قبول فرما۔ اور میرے اس سفر کو اپنے محترم گھر کا آخری سفر نہ بنا اور دوبارہ لوٹ کر آنا نصیب فرما یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہوجائے۔ یا ارحم الراحمین اپنی رحمت سے میری دُعا قبول فرما۔

میزابِ رحمت کے نیچے پڑھنے کی دُعا

میزابِ رحمت یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالے کے نیچے دُعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں، مگر اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دھکا مکی سے بچتا رہے۔

اگر وہاں دعاء کرنا ممکن ہو تو وہاں کھڑے ہو کر یہ دعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا لَا یَزُوْلُ وَیَقِیْنًا لَا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَاَسْقِنِیْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔ (تبیین الحقائق ۲/۱۷)	اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جو کبھی زائل نہ ہو، اور ایسے یقین کا طالب ہوں جو کبھی ختم نہ ہو۔ اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرافقت اور معیت کا طالب ہوں۔ اے اللہ مجھے اس دن اپنے عرش کا سایہ عطاء فرما۔ جس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ سے ایسا شربت پلادے کہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوں۔

آبِ زمزم پینے کی دعاء

ملتزم سے فارغ ہونے کے بعد بئرِ زمزم پر پہنچے اور آبِ زمزم پیتے وقت ان الفاظ سے دعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ (حصن حصین مترجم ص۱۸۹، قاضیخاں ص۲۹۱ ج۱، زیلعی ص۲۰ ج۲)	اے اللہ میں تجھ سے علم نافع اور رزق واسع اور ہر مرض سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

سعی بین الصفا والمروہ کے لئے مسجد حرام سے نکلنے کی دعاء

زمزم سے فراغت کے بعد حجرِ اسود کا استلام کرے۔ اسکے بعد سعی بین الصفا والمروہ

کے لئے صفا پہاڑی کی طرف روانہ ہوجائے، اور مسجدِ حرام سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔

(غنیۃ الناسک ص۹۵ بالمعنی ترمذی ۱/۷۱)

اللہ کے نام سے مسجد حرام سے نکلتا ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دیجئے۔ اور میرے لئے اپنے فضل ورحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

صفا پر چڑھنے کی دُعاء

مسجدِ حرام سے نکلنے کے بعد صفا کی چڑھائی پر چڑھتے وقت یہ دُعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔

(غنیۃ الناسک ص۹۵، مسلم شریف بالمعنی ۱/۳۹۵)

میں اللہ کا نام لیکر وہاں سے شروع کرتا ہوں۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا ہے۔ بیشک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

صفا پر کھڑے ہوکر پڑھنے کی دُعاء

جب صفا پہاڑی پر کھڑے ہوجائیں تو بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوکر تین مرتبہ یہ دُعاء پڑھکر اللہ سے دُعاء مانگے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں اس کیلئے ملک ہے۔ اس کیلئے تمام تعریفیں ہیں وہ زندہ ہے مرتا نہیں وہی ہر شئے پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اپنے بندے کی مدد فرمائی تنہا اس نے ہجوم

عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

(مسلم شریف ۱/۳۹۵، غنیۃ الناسک ص۶۹)

کے ساتھ آنیوالے لشکروں کو شکست دی ہے۔

نیز یہی دُعاء مروہ پر بھی اسی طریقہ سے پڑھے جس طرح صفا پر پڑھی گئی تھی۔ اور یہ دُعاء میلین اخضرین سے پہلے پہلے ختم کردے۔

میلین اخضرین کے درمیان پڑھنے کی دُعاء

جب سعی کرتے ہوئے میلین اخضرین یعنی ہرے ستونوں کے پاس پہونچے تو یہ دُعاء پڑھے: ـــــ

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ۔

(ہکذا قاضیخان ۱/۳۱۷، زیلعی ۲/۲۰)

اے میرے رب میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور میرے ان گناہوں کو درگذر فرما جو تیرے علم میں ہیں بیشک تو ہی سب پر غالب اور زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

میلین اخضرین کے بعد مروہ کی طرف چلتے ہوئے پڑھنے کی دُعاء

میلین اخضرین سے تجاوز کرکے جب مروہ کی طرف آگے بڑھے تو یہ دُعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

(تبیین الحقائق ۲/۲۰، قاضیخان ۱/۳۱۷)

اے اللہ مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پابند بنادے۔ اور مجھے انہیں کے دین پر موت عطا فرما۔ اور ہر گمراہ کن فتنوں سے اپنی رحمت کے ذریعہ سے میری حفاظت فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے مجھے اپنی رحمت سے نواز۔

پھر میلین اخضرین کے بعد مروہ تک آنے جانے میں یہی پڑھتا رہے۔ اور اگر کسی کو کوئی بھی دعا یاد نہیں ہے تو وہ اپنی مادری زبان میں جو بھی دعائیں یاد ہوں، اُنکے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مرادیں مانگتا رہے۔ نیز مذکورہ دعائیں جس طرح صفا پر پڑھی گئی تھیں اسی طرح مروہ پر بھی پڑھیں۔

مسئلہ:۔ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلیں۔ مگر صفا سے اپنی رفتار پر چلتے ہوئے اُتریں۔ اور پھر میلین اخضرین کے بعد مروہ تک اپنی ہیئت پر چلیں۔ اور میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں مردوں کو دوڑنے کا حکم ہے، عورتوں کو نہیں۔

۹ ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کیلئے روانگی کی دعاء

۹ ذی الحجہ کی صبح کو منیٰ میں فجر کی نماز پڑھکر جب سورج طلوع ہوجائے تو عرفات کے لئے روانہ ہوجائے۔ اور روانہ ہوتے ہوئے یہ دعاء پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَحَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَارْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ سَفَرِيْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(زیلعی ۲/۲۳)

اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ تیری ذات کا ارادہ رکھتا ہوں، لہٰذا میرے گناہ معاف فرما۔ اور میرے حج کو قبول فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ اور مجھ کو نامراد نہ بنا۔ اور میرے سفر میں برکت عطا فرما۔ اور میدانِ عرفات میں میری حاجت پوری فرما۔ بیشک تو ہر شئی پر قادر ہے۔

اس دُعاء کو پڑھکر روانہ ہوجائے۔ اور راستہ میں تلبیہ کثرت سے پڑھے، اور تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور درود وسلام پڑھتے ہوئے عرفات پہنچ جائیں۔ اور درمیان میں بار بار تلبیہ پڑھتا رہے۔

عرفات میں داخل ہونے کی دُعاء

جب میدانِ عرفات کے قریب پہنچ جائے اور جبلِ رحمت پر نظر پڑ جائے تو یہ دُعاء پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (زیلعی ۲/۲۳)

اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور تجھ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ اور تیری ذات کا ارادہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما۔ اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری طلب اور میری مراد مجھے عطا فرما۔ ہر قسم کی خیر کو میرے لئے اس طرف متوجہ فرما دے جدھر میں متوجہ ہوتا ہوں اللہ کی ذات پاک ہے۔ ہر تعریف اللہ کیلئے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔

عرفات میں سب سے افضل ترین دُعاء

میدانِ عرفات میں سب سے افضل اور بہتر دُعاء، دُعائے توحید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے میدانِ عرفات میں جو دُعائیں کی ہیں ان میں سب سے افضل ترین دُعاء، دُعائے توحید ہے۔ اور دُعائے توحید کے الفاظ یہ ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
(غنیہ/۸۳، حصن حصین/۱۸۲، ترمذی ۱۹۹/۲، زیلعی ۲/۲۵)

وہ تنہا ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں۔ اُس کے لئے ملک ہے۔ اور اس کیلئے تمام تعریفیں ہیں اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس دُعاء کو پڑھکر اللہ سے جو بھی مُرادیں مانگی جائیں انشاء اللہ قبول ہوجائیں گی اور میدانِ عرفات میں ذکر اور دُعاؤں کے درمیان میں تلبیہ بھی پڑھتے رہیں۔ اگر ممکن ہو تو مذکورہ دُعاء کو عرفات میں سو مرتبہ پڑھے۔

بکثرت پڑھنے کی دُعاء

میدانِ عرفات میں دُعائیں بہت کثرت سے کرنی چاہئیں۔ کیونکہ عرفات کی دُعاء بہت مقبول اور افضل[1] ہوتی ہے۔ اور میدانِ عرفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب ذیل دعاء بھی کثرت کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ

اے اللہ میرے دل کو نور سے بھردے، اور میرے کانوں کو نور سے بھردے، اور میری آنکھوں کو نور سے بھردے۔ اے اللہ میرا سینہ کھولدے اور دنیا و آخرت میں میرے ہر کام کو آسان فرمادے۔ اے اللہ میں تجھ سے دل کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں اور کام کی پراگندگی اور پریشانی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور قبر کے فتنے اور آزمائش سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تیرے دربار میں ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو رات میں داخل ہو اور ہر اس چیز کے

[1] افضل الدعاء دعاء عرفۃ۔ الخ اوجز المسالک ۳/۲۷۰

وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيْحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔
(غنیۃ الناسک/۸۳ حصن حصین/۱۸۲)

شر سے پناہ مانگتا ہوں جو طن میں داخل ہو۔ اور ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جس کو ہوا اپنے ساتھ لے آتی ہو۔ اور زمانہ کی ہلاکت کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

عرفات میں ظہر و عصر کی نماز کے بعد وقوف کے شروع میں پڑھنے کی دعاء

اور عرفات میں ظہر و عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اور ان دونوں نمازوں کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً ذکر و تلاوت، دعاء وغیرہ میں مشغول ہونے کے لئے وقوف کریں۔ اور وقوف کی ابتداء میں یہ دعاء پڑھیں۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى۔
(غنیہ/۸۳ حصن حصین/۱۸۴)

اے اللہ میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں بیشک اصلی بھلائی آخرت کی بھلائی ہے۔ اور زندگی نہیں ہے مگر آخرت کی زندگی اصلی زندگی ہے۔ اے اللہ تو اپنی ہدایت سے مجھے ہدایت عطا فرما۔ اور اپنی پرہیزگاری سے مجھے پاک صاف فرما۔ اور دنیا و آخرت میں میری مغفرت فرما۔

عرفات کی شام کو پڑھنے کی دعاء

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کی شام کو کثرت کے ساتھ

جو دعاء پڑھی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ۔

(غنیہ/۸۳)

اے اللہ ہر تعریف تیرے لئے ایسی ہے جیسی تو نے کی ہے۔ اور بھلائی تیرے لئے ہے اُن چیزوں میں سے جو ہم کہتے ہیں۔ اے اللہ میری نماز میری قربانی ومناسک اور میری زندگی اور موت تیرے واسطے ہے اور تیرے ہی پاس میری پناہ گاہ ہے۔ اور تیرے لئے ہے اے میرے رب میرا پراگندہ ہونا اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور دل کے وسوسے سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور کام کے انتشار اور پراگندگی کی پریشانی سے پناہ چاہتا ہوں۔

عرفات میں دعاء مانگنے کے لئے جتنی دعائیں منقول ہیں وہ بہت کثیر تعداد میں ہیں۔ اور بہت لمبی لمبی دعائیں ہیں ان میں سے چھانٹ چھانٹ کر مذکورہ چار دعائیں ہم نے یہاں لکھدی ہیں۔ اور یہ دعائیں مختصر بھی ہیں اور جامع بھی ہیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ دعاء کرنے میں انشاء اللہ بہت جلد قبول ہو جائیگی۔

عرفات سے واپسی میں مزدلفہ کے راستہ کی دعاء

عرفات سے واپسی میں مزدلفہ کے راستہ میں بار بار تلبیہ پڑھتے رہیں، اور کثرت کے ساتھ استغفار کریں، اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بکثرت کے ساتھ پڑھتے رہیں، اور اس کے ساتھ یہ دعاء بھی پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْكَ

اے اللہ میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور تیری طرف چلتا ہوں اور تیرے عذاب سے

رَغِبْتُ وَمِنْ سَخَطِكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِيْ وَاَعْظِمْ اَجْرِيْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِيْ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ (ہکذا زیلعی ۲/۳۰، ومعناہ فی قاضی خان ۱/۲۱۸)

خوف زدہ ہوں۔ اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے ڈرتا ہوں۔ اے اللہ تو میرے مناسکِ حج کو قبول فرما۔ اور عظیم ترین ثواب عطا فرما اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری گریہ وزاری پر رحم فرما۔ اور میری دُعاء قبول فرما۔ اور میری مُراد اور طلب عطاء فرما۔ اے ارحم الراحمین ۔

مزدلفہ کی دُعاء

نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ کی رات ہے۔ اس رات کی فضیلت شب قدر سے کم نہیں ہے۔ تمام رات جاگتے رہنا، نماز، تلاوت اور دُعاء میں مصروف رہنا بڑی خوش قسمتی ہے۔ اور مزدلفہ کی رات میں یہ دُعاء بھی کثرت کے ساتھ پڑھتے رہیں ـــــ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ فِیْ هٰذَا الْمَكَانِ جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ وَاَنْ تُصْرِفَ عَنِّی السُّوْءَ كُلَّهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ غَيْرُكَ وَلَا يَجُوْدُ بِهٖ اِلَّا اَنْتَ ۔

(ہکذا زیلعی اختصارًا ۲/۲۷)

اے اللہ بیشک میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو اس مقدس مقام میں تمام نیکیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ عطاء فرما۔ اور مجھ سے ہر قسم کی بُرائیوں کو دُور فرما۔ بیشک تیرے علاوہ یہ کام کوئی نہیں کرسکتا۔ اور نہ تیرے سوا کوئی دوسرا اس بھلائی کی بخشش کرسکتا ہے۔

(نوٹ) مزدلفہ میں رات گذارنے کے بعد فجر کی نماز اوّل وقت میں پڑھکر وقوف شروع کردے۔ اور اس میں اللہ سے دُعائیں مانگے۔ اور گریہ وزاری کرتے رہیں۔ اور سُورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے منیٰ کو روانہ ہوجائیں۔

مُزدلفہ میں وقوف کی دُعاء

جب مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے وقوف کیا جائے تو دورانِ وقوف یہ دُعاء پڑھنا بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(مغبوبہ قاضیخاں ۱/۳۱۸، وکذا زیلعی ۲/۲۶ اختصاراً)

اے اللہ مشعر حرام کے طفیل سے اور تیرے بیت حرام کے طفیل سے اور حُرمت والے مہینوں کے طفیل سے اور رکن اسود اور مقام ابراہیم کے طفیل سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح کو ہماری طرف سے دُرود وسلام کا تحفہ پہنچا دے اور ہم کو سلامتی کے گھر میں داخل فرما۔ یعنی جنّت کا اعلیٰ مقام ہم کو عطاء فرما۔ اے عظمت والے اور کرم والے ہماری مُرادیں پوری فرما۔

(نوٹ) مزدلفہ سے سّتر کنکریاں لیکر چلیں، جو منیٰ میں جمرات کی رمی کرنے میں کام آئیں گی۔ اور سّتر اسلئے لینا ہے کہ اگر تیرہویں تاریخ کو بھی رمی کرنا پڑے تو کل سّتر کنکریاں ہوجائیں گی۔

بطنِ محسّر سے گذرنے کی دُعاء

جب مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوجائے تو راستہ میں وادیٔ محسّر پڑیگی۔ یہ منیٰ

اور مزدلفہ کے درمیان کچھ نشیبی علاقہ ہے، یہاں اصحابِ فیل پر عذاب نازل ہوا تھا یہاں سے استغفار پڑھتے ہوئے اور یہ دُعاء پڑھتے ہوئے گذرنا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔ (کتاب المناسک مسنون ومقبول دُعائیں / ۱۲۲)

اے اللہ ہم کو اپنے غضب کے ذریعہ سے ہلاک نہ فرما۔ اور نہ اپنے عذاب کے ذریعہ ہلاک فرما۔ اور اس سے پہلے ہم کو معاف فرما۔

مِنیٰ پہنچنے کے بعد پڑھنے کی دُعاء

جب مزدلفہ سے منیٰ کو پہنچ جائے تو جمرات تک پہنچنے سے پہلے پہلے بار بار تلبیہ پڑھتے رہیں۔ اور تکبیر و تہلیل اور استغفار بھی کرتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى قَدْ اَتَيْتُهَا وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَآئِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (کتاب الحج ص۱۳۷ باالغنی قاضیخان ۱/۳۱۷)

اے اللہ یہ مقام منیٰ ہے جس میں میں حاضر ہوا ہوں۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تیرا بندہ زادہ ہوں میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو میرے اوپر ایسا احسان فرما جیسا کہ تو نے اپنے اولیاء اور نیک بندوں پر فرمایا ہے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم والے۔

جمرات پر کنکریاں مارنے کی دُعاء

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے وقت پہلی کنکری کیساتھ تلبیہ ختم کر دینا چاہیے۔ اور ہر کنکری کے ساتھ یہ دُعاء پڑھتے جائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ۔ (معلم الحجاج / ۱۷۰)

میں اللہ کے نام سے شیطان کو کنکری مارتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ کنکریاں میں شیطان کا منہ کالا کرنے اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے مار رہا ہوں۔

اسی طرح تینوں دن کی رمی میں ہر کنکری کے ساتھ یہ دعاء پڑھتے جائیں۔

جمرات کی رمی کے بعد کی دعاء

ہر جمرہ کی رمی کے بعد دعاء مانگنا بہت مقبول ہے۔ جن مقامات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جمرات کی رمی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگی جائے اور یہ دعاء بھی پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا۔ (قاضیخان علی الہندیہ ۱/۲۱۸ ہکذا زیلعی ۲/۳۰)	اے اللہ اس کو میرے لئے حج مبرور بنادے اور میرے گناہ معاف فرما۔ اور میری کوشش کو قبول فرما۔

قربانی کی دعاء

پہلے دن بڑے شیطان کو کنکری مارنے کے بعد یعنی رمی جمار میں خدا کے حکم کی تعمیل کے بعد قربان گاہ پہنچ جائے۔ اور قربانی کرنے کے لئے صرف بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا کافی ہے۔ لیکن اگر کسی کو یاد ہو تو جانور کو لٹاتے وقت یہ دعاء پڑھے۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (قاضیخان علی الہندیہ ۱/۳۱۹ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸)	بیشک میں اپنے آپ کو اس ذات کیلئے ہر چیز سے یکسو ہو کر متوجہ کرتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بیشک میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العلمین کیلئے ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ اور اسی کا ہم کو حکم دیا گیا اور میں سراپا فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

حلق کی دُعاء

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد سر منڈا کر احرام کھول دینا ہے اور سر منڈاتے وقت یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْ نَفْسِیْ وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِّنْھَا نُوْرًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(قاضیخان ۱/۳۱۹)

اے اللہ میرے اندر برکت عطاء فرما اور میرے گناہ معاف فرما۔ اور سر کے ان بالوں میں سے ہر بال کے عوض میں میرے لئے قیامت کے دن ایک ایک نور عطاء فرما۔

مکہ معظمہ کے قبرستان جنۃ المعلّٰی کی زیارت کی دُعاء

مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے بعد دُنیا کے تمام قبرستانوں میں سب سے افضل ترین قبرستان مکہ معظمہ کی جنت المعلّٰی کا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں ہزار نفوسِ قدسیہ مدفون ہیں۔ سیدۃ النساء حضرت خدیجۃ الکبریٰ اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ جب اس کی زیارت کے لیے پہونچے تو ان الفاظ سے سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔

اے مؤمن قوم کی بستی کے رہنے والو تم پر سلام ہو۔ اور بیشک ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں۔

(حصن حصین/ ۲۵۴، ابوداؤد شریف ۲/۴۶۲، مسند امام احمد بن حنبل ۲/۳۷۵ حدیث ۸۸۶۵)

اس کے بعد سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کے شروع کی آیت اور آیۃ الکرسی وغیرہ جو بھی یاد ہو اس کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کردے۔

ہر متبرک مقام پر پڑھنے کی دُعاء

دورانِ سفر جب بھی کسی متبرک مقام پر پہنچے تو اس دُعاء کا پڑھنا بہت مفید ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی مرادیں پوری فرمائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ۔

اے اللہ اے ہمارے رب ہماری عبادت قبول فرما۔ اور ہم کو برائی سے عافیت عطا فرما۔ اور ہماری خطائیں معاف فرما۔ ہم کو مسلمان ہونے کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور اسلام کی حالت میں دنیا میں زندہ رکھیئے اور ہم کو اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دیجئے۔

صبح و شام کی دُعا

روزانہ صبح و شام جو شخص حسب ذیل دُعا پڑھیگا وہ ہر قسم کی مضرت سے محفوظ رہیگا۔ اگر صبح کو تین مرتبہ پڑھیگا تو دن بھر کے لئے محفوظ رہیگا۔ اور اگر شام کو تین مرتبہ پڑھیگا تو پوری رات کے لے محفوظ رہیگا۔ دُعا کے الفاظ یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

(ترمذی ۲/۱۷۶)

اس اللہ کے نام سے (میں صبح کرتا ہوں یا شام کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ روئے زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ آسمان میں کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

دشمن یا خطرات سے حفاظت کی دُعا

جب کسی وقت دشمن سے ناگہانی حملہ یا نقصان کا خطرہ ہو تو یہ دُعا پڑھیگا تو انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہیگا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(حصن حصین مترجم/۱۹۲)

اے اللہ بیشک ہم آپ کو اُن کے مقابل میں سپرد کرتے ہیں اور اُن کی شرارتوں سے تیری پناہ لیتے ہیں۔

دن ورات میں پڑھنے کی دعاء سیّدالاستغفار

جو شخص سیّدالاستغفار کو ایک مرتبہ دن میں یا رات میں کامل یقین کے ساتھ پڑھیگا تو اگر وہ اُس دن میں یا رات میں وفات پا جائیگا تو ضرور جنتی ہوگا۔ دعاء کی اس فضیلت کی وجہ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا نام سیّدالاستغفار رکھا ہے۔ (بخاری شریف ۲/۹۳۳) دعاء کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(بخاری شریف ۲/۹۳۳)

اے اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو نے مجھ کو پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر اپنی کوشش واستطاعت کے مطابق قائم ہوں۔ اور میں تجھ سے پناہ لیتا ہوں۔ ان تمام اُمور کے شر سے جو میں نے کئے ہیں۔ میں تیری اُن نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر نازل فرمائی ہیں۔ اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ بخش دے اسلئے کہ گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔

مکہ معظّمہ سے واپسی کی دعاء

آفاقی حاجی پر مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت ایک الوداعی طواف کرنا واجب ہے۔ اور طواف کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حجرِ اسود کو بوسہ دے۔ اسکے بعد کعبۃ اللہ کی جدائی پر افسوس وحسرت کے ساتھ جس طرح ہوسکے خوب گڑگڑا کر روئے۔

اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنائے، اور حسرت کی نگاہ سے بیت اللہ کی طرف دیکھتا ہوا اور روتا ہوا مسجد حرام سے باہر نکلے اور دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ [1] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

(مسلم شریف ۱/۴۲۵،

المسالک فی المناسک ۱/۶۲۰)

اے اللہ میرے اس سفر کو اپنے محترم گھر کا آخری سفر نہ بنا۔ اور میرے لئے دوبارہ لوٹ کر آنا مقدر فرما۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں اس کیلئے بادشاہت ہے۔ اسی کیلئے ہر قسم کی تعریف ہے۔ وہی ہر شئے پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنیوالے ہیں، عبادت کرنیوالے ہیں۔ اپنے رب کی تعریف کرنیوالے ہیں، اس کی رحمت کا قصد کرنیوالے ہیں۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کر کے دکھایا اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور اس نے تن تنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دشمنوں کو شکست دی ہے جو ہجوم کے ساتھ لشکر لیکر آئے تھے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❊ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

---

[1] قاضی خاں علی ھامش الہندیہ ۱/۳۱۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۳۰) مسائلِ زیارتِ مدینۃ المنورہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۔ الآیۃ

(سورۂ فتح پ ۲۶، ۲۹)

وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ھدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو ہر دین پر غالب رکھے اور اللہ ہی حق ثابت کرنے کیلئے کافی ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ کے لوگ کافروں پر زور آور سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں ان کو رکوع اور سجدے میں اللہ کے فضل کی جستجو میں اور اس کی رضا جوئی میں۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ✽ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت

حج سے فراغت کے بعد سب سے افضل اور بڑی سعادت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت ہے۔ کوئی بھی صاحبِ ایمان ایسا نہیں کر سکتا کہ دیارِ قدس میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت سے محروم واپس آجائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ارشاد فرمایا: جو شخص میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کریگا اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔ [1]

---

[1] من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ الحدیث۔ (شعب الایمان ۳/۴۹۰ حدیث ۴۱۵۹ – المسالک فی المناسک ۲/۱۰۶۱)

اور ایک حدیث میں آیا ہے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کو جائے اور پھر میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو اس کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے۔ [1]

(مشکوٰۃ شریف ۱/۲۴۱، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ۴/۱۳۴۲، مستفاد غنیۃ الناسک ص۲۰۱)

مدینۃ المنورہ کا سفر

جب مکۃ المکرمہ سے مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہو جائے تو راستہ میں کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھتا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اسی میں مستغرق اور منہمک ہو جائے۔ اور راستہ میں مسجد حرام سے تیرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر مقام سرف پڑیگا اسی میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے ممکن ہو تو وہاں کھڑے ہو کر فاتحہ اور ایصالِ ثواب کرے۔ اور جوں جوں مدینۃ المنورہ سے قریب ہوتا جائے خشوع وخضوع اور درود وسلام میں اضافہ کرتا جائے۔ (مستفاد غنیہ قدیم/۲۰۲ جدید/۳۷۵)

مدینۃ المنورہ کے قریب پہنچنے کی دعاء

جب سفر مدینہ منورہ کا قصد کرے، اور اپنے خیالات اور توجہات کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یکسو کر لے، اور جتنا مدینہ منورہ سے قریب ہوتا جائے درود شریف کی کثرت کرتا جائے، اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے تو یہ دعاء پڑھے۔

---

[1] عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ الحدیث۔ المعجم الاوسط ۱/۹۵ حدیث ۲۸۷، مشکوٰۃ شریف ۱/۲۴۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۳۴۴ حدیث ۱۰۳۰۹)

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْ دُخُوْلِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ الخ

(قاضیخاں ۱/۳۱۹)

اے اللہ یہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم پاک ہے۔ اس حرم مقدس کو میرے لئے جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنادے اور اس کو میرے لئے جہنم کے عذاب اور برے حساب و کتاب سے حفاظت کا ذریعہ بنادے۔

دخولِ مدینۃ المنورہ کے آداب و دعاء

جب مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو شہر میں داخل ہونے سے قبل اگر ممکن ہو تو غسل کرلے، اور اگر غسل ممکن نہ ہو تو وضو کرلے، اور نئے کپڑے یا دھلے ہوئے کپڑے پہن لے۔ اور مدینۃ المنورہ کے سفر میں ایسی گاڑی کا انتظام ہوجائے تو بہتر ہے جس میں آداب کی رعایت کرنے میں گاڑی والا پریشان نہ کرے۔

اور جب سرورِ کائنات، فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہوجائے تو بوقت دخول یہ دعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ

اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے وہی ہوگا اس کی مدد کے بغیر معصیت سے حفاظت نہیں۔ اور اطاعت پر قدرت نہیں۔

اے میرے رب مجھ کو سچائی کے ساتھ داخل فرما۔ اور سچائی کے ساتھ نکالئے اور اپنی طرف سے میرے لئے ایک طاقتور مددگار بنا دیجئے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ أَوْلِیَائَکَ وَأَھْلَ طَاعَتِکَ وَأَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ۔

(غنیہ/۲۰۳، غنیہ جدید/۳۷۶)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَّنَا فِیْھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔

(غنیہ جدید/ ۳۷۶)

اے رب میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے اور مجھے اپنے رسول ؐ کی زیارت سے وہ فائدہ عطا فرما جو تو اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور مجھے جہنم کی آگ سے بچا، اور میری مغفرت فرما۔ اور مجھ پر رحم فرما، اور تو مانگنے جانیوالوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ اے اللہ ہمارے لئے اس شہر میں بہترین ٹھکانا اور بہترین رزق عطا فرما۔

مدینۃ المنورہ کی فضیلت

پوری روئے زمین میں سب سے افضل ترین زمین کا وہ حصّہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے ملا ہوا ہے۔ اور یہ خوش قسمتی مدینۂ طیبہ کو حاصل ہے۔ اسکے بعد کعبۃ اللہ اور حرم مکی ہے۔ اس کے بعد حدودِ مدینۃ المنورہ ہے۔ (شامی کراچی ۲/۶۲۶)
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائی: اے اللہ حضرت ابراہیمؑ تیرے بندے اور تیرے خلیل تھے ۔ انہوں نے اہلِ مکّہ کے لئے برکت کی دعاء فرمائی تھی، اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں میں اہلِ مدینہ کے لئے برکت کی دعاء کرتا ہوں۔ تو اہلِ مدینہ کو اہلِ مکہ سے دوگنی برکت عطا فرما چنانچہ آج مدینہ کی برکت لوگوں کی نظروں میں ہے۔

(ترمذی شریف ۲/ ۲۲۹)

؎ دل میرا تسخیر کیا ایک عربی نے ٭ مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی نے

حرمتِ مدینہ منورہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے اللہ! جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حُدودِ مکۃ المکرمہ کو محترم قرار دیا ہے اسی طرح میں حُدودِ مدینۃ المنورہ کو محترم قرار دیتا ہوں۔ (ترمذی شریف ۲/۲۳۰) [1]

اور حضرت سیّد الکونین علیہ السلام نے اہلِ مدینہ کے لئے برکت کی دُعا فرمائی، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہلِ مکّہ کے لئے برکت کی دُعا فرمائی ہے [2]

حُدودِ مدینہ منوّرہ حُدودِ مدینہ منوّرہ بڑے بڑے دو پہاڑوں کے درمیان وسیع وعریض ہموار علاقہ ہے جس کے ایک طرف جبلِ اُحد اور دوسری طرف جبلِ عیر ہے اور بعض روایات میں جبلِ اُحد کی جگہ جبلِ ثور آیا ہے [3] اور مدینۃ المنوّرہ میں جبلِ ثور کے نام سے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جو جبلِ اُحد کے دامن پر ہے۔ اور مکۃ المکرمہ میں جو جبلِ ثور ہے وہ کافی بڑا ہے۔

بہرحال جب مدینہ منوّرہ کی حُدود میں داخل ہو جائے تو ہمیشہ اس فکر میں رہنا چاہئے کہ ارضِ مقدس کے احترام کے خلاف کوئی امر صادر نہ ہو۔

---

[1] عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلع لہ احدٌ فقال ھٰذا جبلٌ یُحبّنا ونحبّہٗ اللّٰھمّ ان ابراھیمؑ حرّم مکّۃ وانی احرّم مابین لابتیھا۔ الحدیث (ترمذی ۲/۲۳۰)

[2] عن سعد بن ابی وقاص فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایتونی بوضوء فتوضأ ثم قام فاستقبل القبلۃ فقال اللّٰھمّ ان ابراھیم کان عبدک وخلیلک ودعا لاھل مکۃ بالبرکۃ وانا عبدک ورسولک ادعوک لاھل المدینۃ ان تبارک لھم فی مُدّھم وصاعھم مثلی ما بارکت لاھل مکۃ مع البرکۃ برکتین۔ الحدیث ترمذی ۲/۲۲۹

[3] یہ سب روایتیں قدرے فرق کے ساتھ بخاری شریف ۱/۲۵۱، مسلم شریف ۱/۴۴۲، مسند امام احمد ۱/۱۱۹ ترمذی ۲/۲۲۹ میں موجود ہیں۔ مسلم کی عبارت یہ ہے المدینۃ حَرَمٌ ما بین عیر الی ثور۔ الحدیث (۲/۴۴۳)

ریاض الجنّۃ میں عبادت کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حجرۂ عائشہؓ اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے جو شخص اس مقام پر جاکر نماز پڑھیگا اور ذکر و عبادت میں مشغول ہوگا اس کے لئے جنت میں جانا بالکل آسان ہوجائیگا۔ (مسلم شریف ۱/۴۴۶)

اور وہاں پر جگہ مشکل سے ملتی ہے، بھیڑ کافی ہوتی ہے۔ اسلئے نماز سے ایک آدھ گھنٹہ قبل پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ اور اکثر علماء کے نزدیک زمین کا یہ ٹکڑا قیامت کے دن جنت میں چلا جائیگا۔ (تاریخ مدینہ منورہ / ۱۲۷)

مسجد نبویؐ میں دخول کے آداب

ے دل میرا تسخیر کیا ایک عربی نے
مکّی، مدنی، ہاشمی و مطلبی نے

جب مدینہ منورہ میں داخل ہوجائے تو سب سے پہلے مسجد نبویؐ میں داخل ہوجائے۔ اور مسجد نبوی میں داخلہ سے قبل کسی دوسرے کام میں نہ لگ جائے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو اس سے فارغ ہوکر فوراً داخل ہوجائے۔ البتہ عورتوں کا رات میں داخل ہونا بہتر ہے۔ اور مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

(غنیۃ الناسک جدید/۹۷ قدیم/۵۱)

اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں۔ اور صلوٰۃ وسلام اللہ کے رسول پر نازل ہو، اے میرے رب میرے گناہ معاف فرما، میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

اس دُعا کو پڑھتے ہوئے نہایت عاجزی و انکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ اگر ممکن ہو تو باب جبرئیلؑ سے داخل ہوجائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اور داخل ہوکر اوّلاً ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھکر دُعا کرے۔ اور اگر فرض نماز کی جماعت

کھڑی ہوجائے تو اس میں شرکت کرے۔ اور یہ فرض تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوجائیگا۔
(فتح القدیر بیروتی ۳/۱۶۸، کوئٹہ ۳/۹۵)

روضۂ پُرنور علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ پر سلام پڑھنے کے آداب و طریقہ

ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد اور دعاء سے فراغت کے بعد نہایت ادب کے ساتھ قبلہ کی طرف سے مُواجہ شریف (قبر شریف) کی جالی سے کچھ فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہوجائے کہ اپنی پشت قبلہ کی طرف ہو، اور چہرہ قبر مبارک کی دیوار کی طرف ہو۔ اسکے بعد حضورِ قلبی سے غایت درجہ یکسوئی کے ساتھ ان الفاظ سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ
مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ
بَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاَشْهَدُ
اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ

اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہے
اے اللہ کی مخلوق میں سے سب سے برگزیدہ
بندے آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے بندوں
میں سب سے بہتر آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے
حبیب آپ پر سلام ہو۔ اے اولادِ آدم کے
سردار آپ پر سلام ہو۔ آپ پر سلام ہو
اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور برکات آپ
پر نازل ہوں۔ یا رسول اللہ میں اس بات کی
گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں، وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی ہمسر
نہیں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ
اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ میں اس

الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ، اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ. اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(فتح القدیر بیروتی ودیو بند ۲/۱۲۹،

مطبوعہ کوئٹہ ۲/۹۵)

بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کو پہنچادیا ہے۔ اور امانت کو ادا کردیا ہے اور آپ نے امّت کی خیر خواہی فرمائی ہے اور بے چینی کو دُور کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے ان جزاؤں میں سے بہترین جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو اسکی امت کیطرف سے دی ہے۔ اے اللہ تو اپنے بندے اور اپنے رسُول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند وبالا درجہ عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ محمود پر پہنچادے جس کا تونے وعدہ فرمایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نزدیک مقرب درجہ عطا فرما بیشک تو پاک ذات ہے۔ اور عظیم ترین احسان کرنے والا ہے۔

اس طرح درُود وسَلام سے فارغ ہونے کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں مانگے — اور اللہ تعالیٰ سے حسنِ خاتمہ، رضائے الٰہی اور مغفرت کا سُوال کرے۔ پھر اسکے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے ساتھ درخواست کی جائے۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ

یا رسُول اللہ میں آپ سے شفاعت کا

وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔ (فتح القدیر ۳/۱۸۱، فتح القدیر زکریا دیوبند ۳/۱۲۹، کوئٹہ ۳/۹۵)

سوال کرتا ہوں اور اللہ کی طرف آپ کا وسیلہ چاہتا ہوں اس بات کیلئے کہ میں اسلام اور آپؐ کی سُنّت پر مروں۔

دوسرے کی طرف سے سلام

اور اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کے لئے کہا ہے تو اس کا سلام بھی اس طرح عرض کردے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ۔ (غنیہ جدید/۳۷۹ قدیم/۲۰۴)

یا رسول اللہ آپ پر فلاں بن فلاں کیطرف سے سلام ہے۔ وہ آپ سے اپنے رَبّ کے پاس شفاعت کا طالب ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی طویل دعائیں بعض کتابوں میں موجود ہیں، مگر بہت زیادہ لمبی دعاؤں کو احاطہ کرنا اور یاد کرنا عام لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث بنجاتا ہے اسلئے اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ نیز اگر کسی کو دعاء اور درود و سلام کے مذکورہ الفاظ بھی یاد نہ ہوسکیں تو وہ اپنی مادری زبان میں جس طرح بھی ہوسکے ادب کے ساتھ روضۂ اطہر پر سلام پیش کردے۔ اور جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے کثرت کیساتھ مذکورہ طریقہ سے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر درود و سلام پیش کرتا رہے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سلام

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ کے بقدر داہنی طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کیساتھ سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا۔

(فتح القدیر ۳/۸۱، فتح القدیر زکریا دیوبند ۳/۱۸۰، کوئٹہ ۲/۹۵، غنیۃ الناسک/۲۰۴)

اے اللہ کے رسول ؐ کے خلیفہ اور غارِ ثور میں ان کے ساتھ اور سفروں میں ان کے ساتھی اور ان کے رازوں کے امین ابوبکر صدیقؓ آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمدیہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر سلام

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ مزید اپنی طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ کیساتھ سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا۔ (فتح القدیر ۳/۸۱، فتح القدیر زکریا دیوبند ۳/۱۸۰، کوئٹہ ۲/۹۵، غنیۃ الناسک/۲۰۵، غنیہ جدید/۳۸۰)

اے امیر المؤمنین عمر فاروق کہ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت و شوکت عطا فرمائی۔ آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا امام بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں اور بعد وفات پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمدیہ کی طرف سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

اور اگر کسی وقت روضۂ اطہر تک بھیڑ کی وجہ سے نہ پہنچ سکے تو مسجد نبویؐ کے

کسی بھی حصہ میں کھڑے ہوکر سلام عرض کرے۔ مگر اس کی وہ فضیلت نہیں ہے جو مواجہ شریف کے سامنے کی ہوتی ہے۔ نیز مسجد نبویؐ کے باہر سے بھی اگر مواجہ شریف کے سامنے سے گذرنا ہو تو تھوڑی دیر ٹھہر کر سلام عرض کرتا ہوا جائے۔

دربارِ رسالت کے سامنے ہوکر دُعاء

درود و سلام سے فراغت کے بعد دوبارہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوکر حق تبارک وتعالیٰ کی حمد و ثناء، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھکر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اور توسّل سے ہاتھ اٹھاکر اللہ تعالیٰ سے دُعاؤں میں مُرادیں مانگیں۔ اور حضور پُرنور علیہ السلام سے شفاعت کی درخواست کرے، اور اپنے لئے اور اپنے والدین، عزیز و اقارب اور دوست واحباب اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگیں ـــ اور راقم الحروف سیاہ کار کے لئے بھی ایسے مقبول ترین مقام پر دل سے دُعاء فرمائیں۔ اس گنہگار پر بڑا احسان ہوگا۔ (غنیہ جدید / ۳۸۰)

درود و سلام و دُعاء کے بعد دُو رکعت

درود و سلام اور دُعاؤں کے بعد پھر اُستوانۂ ابولبابہ کے پاس آکر دُو رکعت نماز پڑھکر اللہ تعالیٰ سے مُرادیں مانگیں۔ اسکے بعد پھر ریاض الجنّۃ میں جتنی ہو سکے نفلیں پڑھکر دُعائیں مانگیں، اور ریاض الجنّۃ میں دُعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔
اور جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے پانچوں نمازیں مسجد نبویؐ ہی میں حاضر ہوکر ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اور ہمہ وقت تلاوت، ذکر، دُعاء اور نوافل میں مشغول رہے۔ اور کوئی وقت اِدھر اُدھر ضائع نہ ہونے دے، اور عبادت ویکسوئی میں راتوں کو

جاگتا رہے۔ (فتح القدیر زکریا دیوبند ۲/۱۷۰)

راقم الحروف بھی آپ سے دعاء کی درخواست کرتا ہے۔

ریاض الجنۃ کے سات ستون

مسجدِ نبویؐ کا وہ قدیم حصہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ممبر اور حجرۂ عائشہؓ کے درمیان واقع ہے وہی ریاض الجنۃ کا حصہ ہے۔ اور اس حصہ میں سات ستون ہیں اور ہر ایک ستون پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے۔ اور مسجدِ نبویؐ میں یہ سات ستون بالکل نمایاں ہیں۔ اور یہ ساتوں ستون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہیں۔ اور ہر ایک پر نام بھی لکھا ہوا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

اسطوانۂ حنّانہ

اسطوانۂ حنانہ وہ ستون ہے جو کھجور کے تنہ کا تھا۔ مسجدِ نبویؐ میں منبر بننے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ اور وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ اور جب منبر بن گیا اور ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دینے لگے، تو یہ ستون باقاعدہ آواز کے ساتھ زور زور سے رونے لگا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنے سینۂ مبارک سے لگالیا تو رونا بند ہو گیا۔ (ترمذی شریف بروایت عبد اللہ بن عمرؓ ۱/۱۱۳)

کھجور کا تنہ تو وہاں مدفون ہے لیکن اب وہاں پختہ ستون ہے۔

اسطوانۂ ابولبابہؓ

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر ان سے کوئی خطا صادر ہو گئی تھی تو انہوں نے خود اپنے آپ کو مسجدِ نبویؐ کے اس ستون سے باندھ دیا تھا جو اسطوانۂ ابولبابہؓ سے مشہور ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب تک خدا کی طرف سے مجھے حکم نہ ہوگا، میں بھی نہیں کھولونگا۔

چنانچہ پچاس دن تک اسی حالت میں بندھے رہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس اپنے دستِ مبارک سے کھولدیا تھا۔ ان کی توبہ کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے۔ اس جگہ پر توبہ کی قبولیت قرآن سے ثابت ہے۔ اسلئے یہاں پر دو رکعت نماز پڑھکر توبہ و استغفار اور دعا کرنی چاہیئے۔ (المسالک فی المناسک ۲/۱۰۷۹)

اسطوانۂ وفود

اسطوانۂ وفود وہ ستون ہے جس کے پاس بیٹھکر باہر سے آنے والے قبائل نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام کی بیعت کی ہے۔ یہ ستون حجرۂ عائشہؓ اور حجرۂ فاطمہؓ کی دیوار سے متصل ہے۔

(غنیہ جدید/۲۸۲)

اسطوانۂ حرس

اسطوانۂ حرس وہ ستون ہے جو حجرۂ عائشہؓ کی دیوار سے متصل ہے۔ ہجرت کے بعد شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پہرہ دیا جاتا تھا، تو پہرہ دینے والا اسی ستون کے پاس بیٹھ جاتا تھا، اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے۔ قرآنی اعلان کے بعد پہرہ کا سلسلہ ختم ہوگیا تھا۔

(غنیہ جدید/۲۸۱)

اسطوانۂ جبریلؑ

حضرت جبریلؑ امین جب وحی لیکر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں تشریف لاتے تو اکثر و بیشتر اسی ستون کے پاس بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے، اور اس جگہ کو مقامِ جبرئیلؑ بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ بھی دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

اسطوانۂ سریر

اسطوانۂ سریر وہ ستون ہے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اور آرام کے لئے

اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا دیا جاتا تھا۔ یہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی جگہ ہے اسلئے یہاں بھی دُعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

(غنیہ جدید / ۳۸۱)

اسطوانۂ عائشہؓ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اس جگہ نماز پڑھنے کی فضیلت اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے گی تو نمبر لگانے کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آجائے گی۔ اسکے بعد سے صحابۂ کرام اس جگہ کی جستجو کرتے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو جگہ بتلادی کہ اس جگہ جاکر توبہ واستغفار اور دُعاء اور نمازوں میں مشغول ہوجائیں، اس لئے اس ستون کو "اسطوانۂ عائشہؓ" کہا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (غنیہ جدید / ۳۸۱)

لہٰذا مذکورہ مقامات میں سے کسی بھی جگہ دُعاء ترک نہ کریں۔

مسجدِ نبویؐ کے ابواب

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کے لئے جو ابواب ہیں ان کی اجمالی تفصیل یوں ہے۔ شاہ فہد کی تعمیر سے قبل مسجدِ نبوی کے کل دس دروازے تھے۔

ملا باب جبریلؑ ملا باب النساء ملا باب عبدالعزیز ملا باب عمرؓ ملا باب مجیدی ملا باب عثمان ملا باب السعود ملا باب ابوبکر ملا باب الرحمۃ ملا باب السلام۔

اور جانب جنوب میں قبلہ ہے۔ اس طرف ان میں سے کوئی دروازہ نہیں ہے۔

جانبِ مشرق کے تین دروازے

جانبِ مشرق میں تین دروازے ہیں۔ بابِ جبرئیلؑ، باب النساء۔ بابِ عبدالعزیز۔

ان میں سے بابِ جبرئیلؑ اور بابُ النساء قدیم ہیں۔ اور بابِ عبدالعزیز سعودی حکومت نے بنایا ہے۔ ان میں روضۂ اطہر سے قریب ترین دروازہ بابِ جبرئیلؑ ہے۔

جب اس دروازہ سے داخل ہوں گے تو بائیں ہاتھ کو حضرت فاطمہؓ کا حجرہ ہوگا اور دائیں ہاتھ کو اصحابِ صُفّہ کی قیامگاہ ہوگی۔ اور تھوڑا آگے بڑھیں گے تو حجرۂ فاطمہؓ ختم ہوکر بائیں ہاتھ کو ریاض الجنۃ کا حصّہ شروع ہوجائیگا۔ حضرت سیّدنا جبرئیل امینؑ اکثر اسی دروازہ سے تشریف لایا کرتے تھے۔

اس کے بعد دوسرے نمبر میں بابُ النساء اور تیسرے نمبر میں بابِ عبدالعزیز ہے۔

جانبِ شمال کے تین دروازے

جانبِ شمال سے جب مسجدِ نبویؐ میں داخل ہوں گے تو بڑے بڑے تین دروازے پڑیں گے۔ بابِ عمرؓ، بابِ مجیدی، بابِ عثمانؓ۔ ان میں سے درمیان میں باب مجیدی کا پڑیگا۔ اور بائیں ہاتھ کو بابِ عمرؓ اور دائیں ہاتھ کو بابِ عثمانؓ پڑیگا۔

جانبِ مغرب کے چار دروازے

مغرب کی جانب میں چار دروازے ہیں۔ ان میں شمالی مغربی جانب میں سب سے پہلے بابُ السّعود پھر دوسرے نمبر میں بابِ ابوبکرؓ تیسرے نمبر میں بابُ الرحمۃ، چوتھے نمبر پر بابُ السّلام ہے۔ لہٰذا بابُ السّلام بابِ جبرئیلؑ کے مدِ مقابل میں پڑے گا۔

ان دس دروازوں میں بابِ جبرئیلؑ سے داخل ہونا زیادہ افضل ہے۔

(نوٹ) مذکورہ دس دروازوں میں سے کوئی بھی دروازہ جانبِ جنوب یعنی قبلہ کی طرف نہیں ہے۔ البتہ ترکی حکومت کی تعمیر پر جو سعودی حکومت نے دائیں اور بائیں یعنی جانبِ مغرب اور جانبِ مشرق میں اضافہ کیا ہے۔ اس اضافہ

میں دو بڑے بڑے دروازے سعودی حکومت نے بنائے ہیں۔ ایک قدیم مسجد کی داہنی جانب باب السلام سے مغرب کی طرف کچھ فاصلہ پر ہے۔ اور دوسرا قدیم مسجد کی بائیں جانب باب جبرئیل سے مشرق کی طرف کچھ فاصلہ پر ہے۔ یہ دونوں دروازے کافی بڑے بڑے ہیں۔ اور یہ اس اضافہ میں ہیں جو مسجد نبوی کے قدیم حصہ سے پیچھے کو ہٹ کر بنایا گیا ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۞ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

جنّت البقیع

جنّت البقیع مدینہ منوّرہ کا وہ وسیع وعریض قبرستان ہے۔ جس میں ہزارہا صحابہؓ، تابعین، اولیاء اللہ اور نفوسِ قدسیہ مدفون ہیں۔ یہ قبرستان مسجدِ نبویؐ کی جانب قبلہ میں جنوبی مشرقی سمت میں واقع ہے۔ اور اس وقت مسجدِ نبویؐ اور جنت البقیع کے درمیان کوئی آبادی یا عمارت حائل نہیں ہے۔ اور اس قبرستان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے نو امہات المومنین مدفون ہیں۔

۱ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۲ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ۳ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ۴ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۵ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ۶ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۷ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ۸ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ۹ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔ (المسالک فی المناسک للکرمانی ۲/۱۰۸۶)

اور ازواجِ مطہرات میں سے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکۃ المکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہیں۔ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار مقامِ سرف میں ہے، جو مسجدِ حرام سے ۱۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر طریق مدینہ میں واقع ہے۔ اور یہ مسافت مسجدِ حرام سے جنت المعلیٰ کے راستہ سے

مسجد عائشہؓ میں پہنچنے کی صورت میں ہے۔

اور اس قبرستان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ اور نواسۂ رسول حضرت حسن ابن علیؓ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ نیز حضرت زین العابدینؒ اور حضورؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مزار بھی اسی قبرستان میں ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ مکۃ المکرمۃ کے قبرستان جنۃ المعلیٰ میں آرام فرما ہیں۔ نیز اسی قبرستان بقیع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچازاد بھائی حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نیز حضورؐ کی رضاعی ماں دائی حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور اسی قبرستان میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت اسد بن زرارہؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سب اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور صاحبِ مذہب حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور اس قبرستان میں سب سے نمایاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ یہ جنت البقیع میں داخل ہونے کے بعد تقریباً ڈو سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ پھر وہاں سے سو قدم کے فاصلہ پر دیوار سے متصل حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ اور یہ بھی نمایاں ہے۔ نیز ہمارے اکابر میں سے فقیہ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری مہاجر

مدنیؒ صاحب بذل المجہود شرح ابوداؤد شریف اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

جنت البقیع کی فضیلت

اس قبرستان کو دنیا کے تمام قبرستانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث شریف مروی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ کے قبرستان میں دفن ہونے کا موقع ملے وہ شخص ضرور مدینہ میں آکر مرے۔ اسلئے کہ جو مدینہ کے قبرستان میں مدفون ہوگا، ضرور میں اس کی شفاعت کرونگا۔ (ترمذی شریف ۲/۲۲۹)[ل]
نیز بعض کتابوں میں اسکا بھی ذکر ہے کہ جو شخص اس قبرستان میں دفن ہوگا وہ ہمیشہ کے لئے عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

جنتُ البقیع کی زیارت

حجاج کرام اور عمرہ کرنے والوں کو مدینہ منورہ کی زیارت ضرور نصیب ہوجاتی ہے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کو اس قبرستان کی زیارت کا موقع ملتا ہے۔ لہٰذا مدینہ کے قیام کے دوران اس قبرستان کی زیارت کی بھی حتی الامکان کوشش کریں۔ اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ نیز اگر موقع ملے تو روزانہ زیارت کریں۔ ورنہ کم ازکم ہفتہ میں ایک مرتبہ زیارت کے لئے حاضری دیا کریں۔ اور جمعہ کا دن زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۱۸۲، فتح القدیر زکریا ۳/۱۷۱)

[ل] عن ابن عمرؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا۔ الحدیث۔ ترمذی ۲/۲۲۹)

اہلِ بقیع پر سلام

قبرستان بقیع ہر وقت کھلا نہیں رہتا، بلکہ بند رہتا ہے۔ اور جنازہ لیجانے کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اور عام طور سے عصر کی نماز کے بعد جنازہ کے ساتھ داخل ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ اسلئے اس موقع کا انتظار کر کے داخل ہو جائے۔ اور اہلِ بقیع پر ان الفاظ کیساتھ سلام پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ (ابوداؤد شریف ۲/۴۶۲)	اے ایمان والی قوم تم پر سلام ہو، بیشک ہم انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ۔	اے اللہ اہلِ بقیع کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔

اس طرح اہلِ بقیع پر عمومی سلام کے بعد جن حضرات کے مزارات کے نشانات باقی ہیں فرداً فرداً سلام پیش کرے۔

سیدنا حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ پر سلام

قبرستان بقیع میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مزار نمایاں ہے، ان کو ان الفاظ سے سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَا النُّوْرَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا	اے مسلمانوں کے امام آپ پر سلام ہو۔ اے خلفائے راشدین میں سے تیسرے نمبر کے خلیفہ آپ پر سلام ہو۔ اے دو نور والے آپ پر سلام ہو۔ اے جیشِ العسرۃ (غزوۂ تبوک)

ؔ دو نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے ساتھ دونوں کی شادی ہوئی تھی۔

مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَ
الْعَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ
الْهِجْرَتَيْنِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
جَامِعَ الْقُرْاٰنِ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَبُوْرًا عَلَى
الْاَكْدَارِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
شَهِيْدَ الدَّارِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(غنیہ جدید/ ۳۸۴)

کے لشکر کو روپیہ اور ساز و سامان
دیکر روانہ کرنیوالے آپ پر سلام ہو۔ اے
ذو ہجرت[1] والے آپ پر سلام ہو۔ اے قرآن
کریم کو موجودہ شکل میں جمع کرنے والے آپ پر
سلام ہو۔ اے مصیبتوں اور پریشانیوں
پر صبر کرنے والے آپ پر سلام ہو۔ اے
اپنے گھر میں شہید ہونے والے آپ پر سلام ہو
آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات
نازل ہوں۔

اہلِ بقیع کو ایصالِ ثواب

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کو سلام پیش کرنے کے بعد سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے شروع سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر تک اور سورۃ یٰس، سورۃ تبارک الذی، سورۃ قدر، سورۃ الھاکم التکاثر سورۃ کافرون، سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ سے لیکر گیارہ مرتبہ تک درمیان میں جتنا ہو سکے پڑھکر تمام اہلِ بقیع اور تمام مؤمنین و مؤمنات کو ثواب پہنچا دیں۔ اور اگر سب سورتیں نہ ہو سکیں تو جتنی بھی ہو سکیں پڑھکر ثواب پہنچا دیں۔

(غنیہ قدیم/ ۲۰۹ جدید/ ۳۸۸)

[1] ذو ہجرت سے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ مراد ہے۔

سیّد الشہداء سیدنا حضرت حمزہؓ اور شہداءِ اُحد کی زیارت

مسجدِ نبویؐ سے تقریباً ۵، ۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر وہ مقدس اور مشہور پہاڑ واقع ہے جس کے بارے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باربار یہ ارشاد فرمایا ہے۔

اُحد جبل یحبّنا ونحبّہٗ۔ (ترمذی ۲/۲۳۰)

اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

اور یہی وہ پہاڑ ہے جس پر ۳ھ میں وہ مشہور واقعہ پیش آیا تھا جس کو جنگِ اُحد کہتے ہیں۔ اسی غزوہ میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ ہندہ نے چاب لیا تھا، مگر ہندہ نے بعد میں اسلام قبول کرلیا۔ اور اسی غزوہ میں ستر نفوسِ قدسیہ نے جامِ شہادت پی لیا تھا۔ اسی غزوہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوگئے تھے۔ اسی غزوہ میں سرِ مبارک پر چوٹ آئی تھی۔ اسی غزوہ میں جسدِ اطہر میں جگہ جگہ تیر اور نیزوں کے نشانات لگ گئے تھے۔ پہاڑ کے دامن میں پتھر کی وہ چٹان آج بھی نمایاں ہے جس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مونڈھے پر قدمِ مبارک رکھ کر چڑھے تھے۔ اور چڑھ کر کفار کا اور صحابہ کی حالت کا معائنہ فرمایا تھا۔

اور اسی اُحد پہاڑ کے دامن میں ایک ہموار میدان میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی شہداءِ اُحد کی قبریں ہیں۔ اور اس قبرستان کو چہار دیواری سے گھیر دیا گیا ہے۔ اور جالی دار دیواروں سے قبریں اچھی طرح نظر آجاتی ہیں۔

مدینۃ المنورہ کے قیام کے دوران شہداءِ اُحد کی زیارت بھی بڑی خوش نصیبی اور بڑا کارِ ثواب اور مستحب ہے۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۱۸۳، فتح القدیر زکریا ۳/۱۶۲، غنیہ قدیم/۲۰۸ جدید/۱۸۶)

جَبَلِ اُحد کے درخت کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اُحد پہاڑ پر پہنچو تو اس کے درخت میں سے کچھ کھالو۔ اگرچہ اسکے درخت خاردار ہی کیوں نہوں۔ لہٰذا جس کو وہاں جانے کا موقع میسّر ہو اُسکا وہاں کی چیزوں میں سے کچھ کھالینا مستحب ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ۱/۹۲۶)

مسجدِ نبویؐ میں چالیس نمازیں

مسجد نبویؐ میں ایک نماز پڑھنا بروایت حضرت انسؓ دوسری مسجدوں میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ شریف/۱۰۳) نیز مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں بلاناغہ پڑھنا عظیم ترین فضیلت کی بات ہے۔

اور عذاب قبر اور نفاق سے برات اور جہنم سے خلاصی نصیب ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ۳/۱۵۵ حدیث ۱۲۶۱۱، مستفاد ایضاح المسائل/۱۲۸ فتاویٰ محمودیہ ۳/۱۸۹ فتاوی رحیمیہ ۵/۲۲۲)

مسجدِ قبار کی زیارت اور نماز

مسجد قبار وہ مسجد ہے جسکی تعمیر میں سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے پتھر رکھا ہے۔ اور ہجرت کے بعد سب سے پہلے اس مسجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ اور یہی وہ مسجد ہے جسکے بارے میں قرآن کریم میں لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی فرمایا ہے۔ اب یہ مسجد بہت بڑی بن گئی ہے۔ سڑک سے متصل کھلے میدان میں ہے۔ اور یہ مسجد مسجد نبوی سے تقریباً تین چار کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے سے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف/۱۰۳، بخاری شریف ۱/۱۵۹)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن مسجد قبار تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اسلئے کسی کو ہفتہ کے دن کا موقع ملے تو ہفتہ ہی کو مسجد قبار میں حاضری دینے کی کوشش کرے۔ اور قبار ہی کے علاقہ میں بئرِ اریس ہے یعنی وہ کنواں ہے جس میں سرکارؐ کی انگوٹھی سیدنا حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے گر گئی تھی پھر نہیں ملی تھی۔ (مسلم شریف ۱/۲۴۸، مستفاد فتح القدیر ۳/۱۸۳)

مسجدِ قبلتین و مساجدِ ستہ | مسجدِ قبلتین و مساجدِ ستہ کا ذکر اصطلاحی الفاظ کے تحت اس کتاب کے شروع میں گذر چکا ہے۔
(وہاں سے مُلاحظہ فرمائیے)

مسجدِ جُمعہ | مسجدِ نبوی سے قباء کو جاتے وقت راستہ میں مشرقی جانب وادی زانونا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبیلہ بنو سالم رہتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قبیلہ میں یہ مسجد بن گئی تھی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ اسی مسجد میں ادا فرمایا تھا، اسلئے اسکو مسجدِ جمعہ کہا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی دُعاء قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگی جائیں۔

مسجدِ اجابہ | یہ وہ مقام ہے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لمبی نماز پڑھکر تین دُعائیں کی تھیں۔ ایک دُعاء یہ کی تھی کہ اے اللہ میری امت کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ فرما۔ دوسری دُعاء یہ فرمائی تھی کہ اے اللہ میری امت کو اغیار کے تسلط سے ناکام اور ہلاک نہ فرما۔ یہ دونوں دعائیں قبول ہوگئی تھیں۔ تیسری دُعاء یہ فرمائی تھی اے اللہ میری امت کو آپس کی خانہ جنگی اور آپس کی خوں ریزی سے حفاظت فرما۔ یہ دُعاء قبول نہیں ہوئی تھی۔ (ترمذی شریف ۲/۴۰ کتاب الفتن)
اس مقام پر اس وقت ایک مسجد ہے۔ اسکو مسجد الاجابہ کہتے ہیں۔ یہ مسجد جنت البقیع سے جانب شمال میں لبستان سمان کے پاس ہے۔ اس میں جاکر بھی دو رکعت نماز پڑھکر دُعاء کرنا مستحب ہے۔

مسجدِ ابی بن کعبؓ | جنت البقیع سے متصل حضرت ابی بن کعبؓ کا مکان تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بکثرت وہاں تشریف لیجاکر نماز پڑھکر دُعاء فرمائی ہے۔ اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ جو مسجد ابی بن کعب سے موسوم ہے، وہاں بھی دُعاء قبول ہوتی ہے۔ اس وقت یہ مسجد جنت البقیع کے احاطہ کے اندر آگئی ہے۔

مدینہ طیبہ سے واپسی کے آداب

جب مدینۃ المنورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو ریاض الجنۃ میں یا مسجد نبویؐ کے کسی بھی حصہ میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضۂ اطہر علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ پر حاضر ہوکر پہلے کیطرح درود وسلام پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔ اے اللہ میرے سفر کو آسان فرمادے اور مجھے سلامتی وعافیت کے ساتھ اپنے اہل وعیال میں پہنچادے۔ اور مجھ کو دونوں جہان میں آفتوں سے محفوظ فرما۔ اور میرا حج اور میری زیارت کو شرفِ قبولیت سے ہمکنار فرما۔ اور مجھے مدینۃ المنورہ کی دوبارہ حاضری نصیب فرما۔ اور یہ میرا آخری سفر نہ بنا۔ اسکے بعد اگر یاد ہوں تو ذیل میں آنے والی دعاء پڑھے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۳۲۶)

مدینہ منورہ سے واپسی کی دعاء

اگر یاد ہو تو روضۂ اطہر کے سامنے ذیل کی دعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَيَسِّرْ لِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَالْعُكُوْفَ لَدَيْهِ وَارْزُقْنِي الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(غنیہ جدید/۳۸۸ قدیم/۲۱۰ ہکذا قاضیخان ۱/۳۱۹)

اے میرے اللہ، آپ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبویؐ اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زیارت کو آخری زیارت نہ بنا۔ بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور ٹھہرنا آسان فرما اور میرے لئے دنیا وآخرت میں سلامتی اور عافیت نصیب فرما۔ اور مجھے اپنے گھر عافیت اور سلامتی اور اجر وثواب کیساتھ پہنچادے۔ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے مالا مال فرما۔

اس کے بعد نہایت حسرت اور صدمہ کے ساتھ دیارِ حبیب سے رخصت ہوجائے۔

مدینۂ منورہ کی کھجور وطن لانا

جب مدینۃ المنورہ سے واپسی کا سفر ہو تو مدینۂ طیبہ کی کھجور بھی ساتھ میں لانیکا اہتمام کریں۔ حدیثِ پاک میں مدینۃ المنورہ کی کھجوروں کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ اور حضرت سید الکونین علیہ السلام نہایت اہمیت کیساتھ بیان فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مدینہ کی کھجور کھانے سے زہر بھی اثر نہیں کرتا۔ (مسلم شریف ۱/۱۸۱) لہٰذا حجاجِ کرام کا مدینۂ منورہ کی کھجوروں کو اپنے وطن لانا اور خود کھانا اور احباب اور اعزاء و اقارب کو کھلانا باعثِ خیر و برکت ہے۔ اور ہمارے اکابر سے ثابت ہے۔

(نقشِ حیات ۱/۸۵)

وطن سے قریب پہنچنے کی دعاء

جب حجاجِ کرام اور عمرہ کرنیوالے اس بارونق سفر سے واپس وطن کے قریب پہونچ جائیں تو یہ دعاء پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ الخ

(مسلم شریف ۱/۴۳۵، فقیہ جدید ۳۸۹)

ہم اللہ کا نام لیکر سفر سے واپس آرہے ہیں، ہم سفر سے توبہ کرتے ہوئے لوٹنے والے ہیں۔ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہوئے لوٹنے والے ہیں ہم اپنے رب کی حمد و ثناء کرتے ہوئے سفر سے آرہے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کرکے دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور احزاب کے لشکر کو تنہا شکست دیدی۔

واپسی میں حاجی کا استقبال

جب حجاجِ کرام حج سے واپس آئیں، تو ان سے ملاقات، سلام، مصافحہ کرنا۔ اور ان سے دعاء کرانا باعثِ فضیلت ہے اسلئے کہ حاجی کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

عظمت علم وعلماء
عذاب جہنم کی مستحق عورتیں
چند روز
زلزلوں کی کہانی
ایمان افروز واقعات
اصلاحی مجلسیں
نسیم ہدایت کے جھونکے
انوار نبوت
سوئے حرم